قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون

مُولدین

یعنی

فاضل اجل مسٹر ہنری چارلس لی کی بے نظیر کتاب

"مورسکوز"

کا

اُردو ترجمہ

مترجم

(منشی) محمد خلیل الرحمن صاحب

سپرنٹنڈنٹ دفتر ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

(مترجم ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ و نفح الطیب و تاریخ الخلفاء وغیرہ)

سنہ ۱۳۴۰ ہجری

میں

معتضد ولی الرحمن ایم اے نے نضیر کاٹیج ر تانی روڈ لاہور سے شائع کیا

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

13993

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا
وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ أَجْمَعِينَ

میرے سلسلہ تاریخ اندلس کی یہ تیسری کڑی ہے

ہمسایہ شنیدہ نالہ ام گفت

خاقانی را دگر شبے ہست

سرورق کے لوح پر آپ کلام مجید کی ایک آیت ملاحظہ فرما چکے ہیں ... آیت شریف کی تفسیر ہے مظلوموں کا اگر کچھ قصور تھا تو صرف اتنا کہ وہ ... یتطہرون سے تعلق رکھتے تھے مگر اس عدوان شدید کا نتیجہ ہوا کہ ... نے نادری آج اسپین ہے کہ اور یورپ بھر میں پست و ذلیل ترین ...

مجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی اور سُنی جائیگی۔ اگر اس داستان درد وقصۂ ماتم کو پڑھتے ہوئے کسی کے آنسو نکل آئیں تو میں کہونگا کہ "فُزت برب الکعبہ" اور اگر کسی ہندی مسلمان نے اُن مظلوموں کے حق میں ہاتھ اُٹھا کر دُعاءِ مغفرت کردی تو میں سمجھونگا کہ "ہذا فوزاً کبیرا"۔ کسی عرب شاعر نے گویا ان ہی کے لئے کہا ہے۔ ؎

کانی بالدیار قد خربت و بالدموع الغزار قد سکبت

کیا اب بھی آپ کو اُن پر رحم نہ آئیگا؟ کیا اب بھی آپ اُن کو دعاء مغفرت سے محروم رکھینگے؟

مسٹر سکاٹ کی کتاب کے بعد ممکن ہے کہ یہ کتاب ازروءِ انشاء پھیکی معلوم ہو، مگر میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مسٹر لی جیسے عالم کامل نے اس مرثیہ کے لئے کسی خاص لے کی ضرورت نہیں دیکھی۔ اُنہوں نے پُوری دادِ تحقیق دی ہے اور اپنی تحریر میں ہر جگہ اسناد درج کئے ہیں ان میں سے اکثر اسپین کی زبان میں ہیں اور کمتر دُوسری زبانوں کی۔ اسپینی زبان پر مجھے اتنا عبور نہیں ہے کہ میں اُن کا تمام وکمال ترجمہ کر دیتا، مگر جہاں تک میری استعداد نے مجھے مدد دی میں نے اُن کا ترجمہ نہیں چھوڑا۔ دُوسری یوروپی زبانوں کو تو میں مطلق نہیں جانتا، اس لئے میں نے اُن کو بمجبوری حذف کر دیا ہے، نیز ظاہر ہے کہ میرے ناظرین کو غالباً اُن اسناد کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ جو دلچسپ حواشی انگریزی میں ہیں اُن کا میں نے ترجمہ کر ہی دیا ہے۔

کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ اسپینی زبان میں بعض اصل کاغذات کی مسٹر لی نے نقل چھاپی ہے یہ نہایت دلچسپ اور اہم ہیں۔ مجھے اپنی کم مائگی پر افسوس ہوتا ہے کہ میں اُن کا ترجمہ نہ کرسکا۔ میں نے کوشش کی تھی کہ اُن کا بھی ترجمہ ہو جائے، مگر کوئی صاحب ایسے میسر نہ آئے جو مجھے ترجمہ کر دیتے۔ لے دے کر ایک رومن کیتھولک پادری صاحب ملے اور انہوں نے ترجمہ کر دینے کا وعدہ بھی کیا۔ مگر اُنہوں نے یہ شرط لگائی کہ اگر اُن کے اسقفِ اعظم (بشپ آف لاہور) اجازت دیدیں تو وہ ترجمہ کر دینگے۔ جیسا کہ یقین تھا،

Marfat.com

جناب ممدوح نے اجازت عطا نہیں فرمائی میں نے پادری صاحب سے عرض کیا کہ وہ مجھے
اسپینی زبان پڑھا دیں، اور اس کے معاوضہ میں، میں انہیں عربی فارسی یا اُردو پڑھا دوں گا؛
مگر اس کو بھی انہوں نے اسقف موصوف الشان کی اجازت پر محمول فرمایا۔ میری اُمید کے
موافق یہ اجازت بھی انہیں نہ ملی! مسلمانانِ اندلس کی قسمت پر مجھے افسوس ہوتا ہے
کہ غیروں کو اُن سے یہ عداوت، اور اپنوں کی یہ بے اعتنائی کہ اُن کے لئے دعائے مغفرت
کرنا تو کجا، اُن کے حالات سننے کے بھی روادار نہیں!

اسی ضمیمہ میں مسٹر آرلی نے ایک عربی نظم کا انگریزی ترجمہ درج کیا ہے۔ مجھے باوجود تلاش
اصل نظم نہیں ملی۔ میں جانتا ہوں کہ ترجمہ در ترجمہ میں کوئی خوبی نہیں رہ سکتی مگر چونکہ وہ بوجہ
دلچسپ ہے، اس لئے میں نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔

بہر حال مسٹر آرلی کا تمام مسلمانوں پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے مولدین کے متعلق بہترین
مواد جمع کر دیا ہے، میرے دل سے تو اُن کے لئے دعائیں نکلتی ہیں، میں ذاتی طور پر اُن کے
صاحبزادہ کا ممنون و مرہونِ احسان ہوں کہ اُنہوں نے مجھے بلا کسی شرط کے اپنے والد
کی اس کتاب کے ترجمہ کی اجازت عنایت فرمائی، صرف یہی نہیں بلکہ مجھے اُن کی مختصر
سوانح عمری بھی لطف فرمائی۔ سوانح عمری کا خلاصہ میں منسلک کرتا ہوں، اس سے جناب
ممدوح کی عظمت معلوم ہوگی۔

ایک امر کی طرف میں خاص طور پر ناظرین کی توجہ مبذول کرتا ہوں کہ اس کتاب
میں مولدین کے اکثر، بلکہ تمام تر نام عیسائیوں کے سے ملیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اسلامی
نام رکھنے سے حکماً منع کر دیا گیا تھا۔

فاما الذی قد مات و الذکر ناشر   فمیت له دین به افضل ینعت

ناظرین پر واضح ہو جائے گا کہ مسلمانانِ اندلس بالخصوص مولدین کا انجام بہت
ہی دردناک ہے۔

Marfat.com

تبکیک قلبی اجد عینی حسرۃ   و نقطعاً منه علیاك اذا بكی

تاکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عبرت ہو۔

میں بار بار اس احکم الحاکمین کا شکر کرتا ہوں کہ ہم مسلمانانِ ہند کو باوجود عیسائی بادشاہ کی رعایا ہونے کے اس قسم کے واقعات پیش آنے کا وہم و گمان بھی نہیں۔ الحمدللہ کہ ہم ایسی سلطنت کے افراد ہیں جو ہمیں کسی حالت میں بھی گرفتار الم نہیں دیکھ سکتی۔ مجھے اگر احسان فراموش نہ سمجھا جائے (اور میرے نزدیک احسان فراموشی سے زیادہ کوئی گناہ نہیں ہے) تو میں عرض کرونگا کہ یہ مکافات عمل ہے۔ اندلس، ٹرکی وغیرہ میں ہم نے [illegible] کے ساتھ [illegible] اعانت کی، یہاں ہندوستان میں ہم کو اس کا معاوضہ مل رہا ہے۔

[illegible] امید ہے کہ مسلمان اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرمائیں، اس سے کچھ سبق حاصل کریں اور میرے لئے دعا حسن عاقبت فرمائیں ۔:

الراجی للغفران
محمد خلیل الرحمن

لاہور
[illegible] ۱۹۲۳ء

Marfat.com

سوانح عمری جنابِ مصنف

ہنری چارلس لی بمقام فلاڈلفیا (امریکہ) سنہ ۱۸۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد آیزک لی تاریخ طبعی کے عالم تھے اور والدہ میتھیو کیری کی بیٹی تھیں اور بڑی منتظم اور بڑی لائق تھیں؛ چنانچہ (ہنری چارلس) لی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے چھ برس کی عمر میں زبان یونانی اپنی والدہ ہی سے شروع کی تھی۔ بڑے ہوئے تو انہیں یوجینی اس نلٹی جیسے پرانی وضع کے سخت محنتی عالم اور باقاعدہ معلم مل گئے۔ اُن ہی سے مختلف زبانیں ہنری چارلس نے سیکھیں۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں پبلشرز کے ایک ادارے میں داخل ہوئے۔ یہیں انہوں نے فن تحریر میں وہ مہارت حاصل کی کہ عمر بھر بے تکان بولتے اور لکھتے رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ میں بغاوت ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چارلس دہم تخت سے اتار دیا گیا تھا۔

سنہ ۱۸۳۶ء میں جب اُن کی عمر بارہ برس کی تھی تو اُن کا ہاتھ اتنا تنگ ہوا کہ وہ صرف بارہ سینٹ خرچ کر کے یونانی زبان کی ایک کتاب نہیں خرید سکے تو خود انہوں نے اس کو نقل کیا۔ یہ پہلی قلمی کتاب ہے جو اُن کے کتب خانہ کی سنگ بنیاد اور باعث زینت بنی ہوئی تھی۔

ابھی اُن کی عمر تیرہ ہی برس کی تھی کہ انہوں نے بہت کچھ مطالعہ کے بعد ایک کثیر الشیوع رسالہ میں "منگنیس اور اس کے نمک" پر ایک مضمون لکھا۔ اُن کی نو عمری میں اتنے بڑے مضمون پر قلم اٹھانا دیکھئے! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو نہ صرف ادب ہی سے شوق تھا بلکہ سائنس سے بھی ویسا ہی ذوق تھا اور نہ صرف مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ تحریر کا مادہ بھی اُن میں پیدا ہو گیا تھا۔

اُن کی اٹھارہ برس کی عمر تھی کہ ۱۸۴۳ء میں انہیں اپنے والد کی دکان پر تجارتی فرم میں کام کرنا پڑا اور ۳۷ برس تک یعنی ۱۸۸۰ء تک یہی شغل رہا۔ ابتدائی چند برس ...

Marfat.com

سے کاٹے۔ ایک طرف تو بسر اوقات کا فکر تھا' دوسری طرف شوق مطالعہ چین نہ لینے دیتا تھا
دن کو اشغال تجارت ہوتے تھے' اور بڑی رات گئے تک نیز صبح کو مطالعہ ۱۸۴۳ء سے
۱۸۴۶ء تک اکثر موقت الشیوع رسائل میں اُن کے مضامین نظر آتے ہیں' تو تعجب ہوتا ہے
کہ ایک کثیر المشاغل نوجوان کتب فروش اتنا وقت نکال لیتا ہے کہ لوگوں کو اپنی دقت نظر سے
متحیر کر دے۔ ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۴ء میں جتنے مضامین اُن کے قلم سے نکلے وہ سائینٹفک تھے' لیکن
آخر ادبی مذاق غالب آیا' اور ۱۸۴۶ء کے شروع میں اُنہوں نے ایک سلسلہ مضمون "آخری
زمانہ کے شعرا پر نظر" چھیڑا' جو چھ مہینوں میں جا کر ختم ہوا۔ حقیقت میں تو یہ مضمون صرف تین شاعرات
کے اشعار پر تنقید تھی' مگر اس کے دوران میں نہایت قابل قدر باتیں اُنہوں نے لکھی ہیں۔ اسی
اثنا میں انہوں نے یونانی لاطینی اور فرنچ شعرا پر بھی قلم فرسائی کی۔

ایسی محنت شاقہ کا جو کچھ انجام ہوتا ہے اس سے مسٹر لی کیونکر محفوظ رہ سکتے تھے' چنانچہ
۱۸۴۷ء میں وہ بیمار ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو ادبی مشاغل چھوڑ کر اپنی صحت بحال کرنے میں
غلطاں و پیچاں رہنا پڑا۔ اس وقت بیکاری کو بھی انہوں نے ضائع نہ ہونے دیا' بلکہ اپنی تجارت
کے بڑھانے' تبدیل آب و ہوا کے لئے سفر کرنے اور شادی سے فراغت حاصل کرنے میں گزارا۔

دس برس یوں گزار کر آخر وہ پھر ادبی کاموں پر مائل ہوئے' اور جنوری ۱۸۸۹ء کے
ایک رسالہ میں اُنہوں نے جرمن کے ایک مورخ کی تاریخ پر ریویو لکھا۔ یہ ریویو نہ تھا' بلکہ
قرون وسطیٰ کی طرق عدالت وغیرہ پر ایک عالمانہ مضمون تھا۔ اس کے چھ ماہ کے بعد ایک
اور کتاب پر ریویو کرتے ہوئے "دوران تحقیقات جرائم میں اذیتیں دینا" پر انہوں نے ایک
تاریخی مضمون لکھا۔ ۱۸۹۶ء میں انہی مضامین پر انہوں نے نظر ثانی کر کے اور کچھ اور بڑھا کر
ایک کتاب کی صورت میں بنام نہاد "واہمہ پرستی اور جبر و زیادتی" شائع کیا۔ یہ اُن کی سب سے
پہلی کتاب ہے۔ اس کے بعد اسی موضوع پر اُن کی اور کتابیں بھی نکلیں۔ ۱۸۶۷ء میں
"تاریخ تجرد اہالی کلیسا" نکلی' اور ۱۸۶۹ء میں "تاریخ کلیسا پر ایک نظر" شائع ہوئیں۔ ان

کتابوں کے نام ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مسٹر لی نے وہ زمین چھوڑ دی جس میں وہ اب تک تگ و دو کرتے رہے تھے۔

جب امریکہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی ہے تو مسٹر لی کو اپنی کتاب اور قلم چھوڑنا، جنگ کی گتھی کو سلجھانا اور اس میں دخل دینا پڑا۔ عہدہ ہا سرکاری اور میونسپل کے متعلق جو اصلاحیں ہوئیں اُن سب میں اُن کی خدمات بہت نمایاں رہیں۔

غلامی کے متعلق جب ابحاث شروع ہوئیں اور اسقف ہاپکنس نے ایک رسالہ موسومہ "غلامی کے متعلق بائبل کی رائے" لکھ کر غلامی کی تائید کی، تو مسٹر لی نے ایک رسالہ موسومہ "تعدد ازدواج کے متعلق بائبل کی رائے" لکھ کر دنیا کو یہ دکھلایا کہ جہاں انجیل میں تعدد ازدواج کا جواز معلوم نہیں ہوتا وہاں اس کے جائز ہونے کے دلائل بھی ملتے ہیں۔ اہالی امریکہ نے جب وہاں کے اصلی باشندوں پر ظلم و ستم کیا ہے تو مسٹر لی نے "اصلی باشندگان امریکہ کے متعلق اہالی سپین کی پالیسی" لکھی۔ سپین میں لڑائی شروع ہوئی تو انہوں نے جولائی ۱۸۹۸ء کے ایک موقت الشیوع رسالہ میں اہالی سپین کے زوال کے اسباب پر مفصل بحث کی۔ اہالی امریکہ نے جزائر فلپائن لئے تو مسٹر لی نے ایک رسالہ موسومہ "دستِ مردہ" لکھ کر شائع کیا، اور اس میں کیتھولک بادشاہوں کے تجربات دکھلا کر یہ ثابت کیا کہ کسی ملک کو کلیسا کے ہاتھ میں دے دینا سخت خرابی کا باعث ہوتا ہے۔ تدبیر مدن و سیاست میں جو کچھ تاریخ کی مدد سے مسٹر لی نے کیا اُس کا یہ ادنےٰ کرشمہ ہے۔

امریکہ میں قانونِ تحفظِ حقِ تصنیف پیش ہوا تو مسٹر لی سے اُس میں بہت مدد لی گئی کیونکہ وہ مورخ ہونے کے علاوہ کتب فروش بھی تھے اور مصنف بھی۔

اُنہوں نے اتنا بڑا کتب خانہ جمع کیا تھا کہ امریکہ میں اُس کی مثال بہت کم ملیگی۔ مختصراً یہ خیال کر لینا چاہئے کہ مسٹر لی جیسے فاضل مورخ، ادیب اور ماہر سائنس کو کسی اور کتب خانہ میں جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کتابیں جمع کرنے میں انہوں نے کبھی روپیہ

کی پروا نہیں کی قلمی کتابیں بہم پہنچانے میں انہوں نے مصارف کثیر برداشت کیے۔ کتنی قابل افسوس بات ہے کہ وہ یونیورسٹی جس کو مسٹر لی کا کتب خانہ بطور وصیت مل گیا! ۱۸۶۵ء سے ۱۸۸۰ء تک انہوں نے ایسی محنت کی کہ اُن کی صحت نے جواب دے دیا اور بیماری کی وجہ سے وہ معذور رہے۔ اس لیے بھی اُن کا کام کرنے والا دماغ اور ہاتھ [illegible] تھا۔ اس عرصہ میں انہوں نے تاریخ [illegible] ہسپانیہ، لاطینی اور یونانی زبان کی نظموں کا نظم ہی میں ترجمہ کر ڈالا اور خود بھی نظمیں لکھیں۔

صحت پانے کے بعد انہوں نے پھر اپنا ادبی اور تاریخی کام شروع کیا۔ اس زمانہ میں انہوں نے [illegible] کے کام میں صرف کیا اور مختلف سوسائٹیوں کے ڈائرکٹر اور عہدہ دار منتخب ہوئے۔

میں اُن کے اور اوصاف کو چھوڑ کر صرف اُن کی تصانیف کا ذکر کرتا ہوں۔ ۱۸۸۲ء میں اُن کی تاریخ "قرونِ متوسطہ میں انقلاب و محنہ" تین جلدوں میں نکلی۔ اس کے دو برس بعد دو جلدوں میں تاریخ [illegible] متعلقہ انقلاب و [illegible] نکلی۔ پھر دو برس کے بعد تین جلدوں میں "تاریخ [illegible] اقبال جرائم اور معفوت" شائع ہوئی۔ اس کے [illegible] بعد تک مسٹر لی خاموش رہے۔ یہ خاموشی مولدین ہسپانیہ سے ٹوٹی جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے۔ اس کے علاوہ کئی مضامین رسالوں میں نکلے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دور بیکار ضائع گیا۔ اس عرصہ میں انہوں نے اپنی سب سے بڑی تصنیف "تاریخ انقلاب و محنہ ہسپانیہ" چار جلدوں میں ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں شائع کی۔ یہ کتاب اس [illegible] ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ قابل دید چیز ہے مسلمانوں کو اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ ملک کا مذاق اس کا متحمل نہ ہوگا ورنہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ترجمہ کر کے اُردو دان حضرات کے سامنے رکھا جائے۔ ۱۹۰۸ء میں تاریخ انقلاب و محنہ ممالک [illegible] میں شائع ہوئی۔ یہ اگرچہ مختصر ہے مگر دیکھنے کے لائق ہے۔

Marfat.com

کاش مسلمانوں کو اس طرف توجہ ہو۔ آخر عمر میں وُہ "تاریخ سحر" لکھنا چاہتے تھے، اور اس کے لئے مواد بھی جمع کر چکے تھے، مگر مکمل نہ کر سکے۔

تعجب ہے کہ باوجود ایسی شدید محنتوں کے مسٹر آلی نے چوراسی ۸۴ برس کی عمر پائی۔ اُن کے انتقال کے بعد امریکہ میں بہت سے ماتمی جلسے ہُوئے۔ بڑے بڑے علماء نے واقعی اُن کا ماتم کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر آلی جیسی ہستیاں کہاں پیدا ہوتی ہیں۔ اُن کی اگر کوئی نظیر ملتی ہے تو قدیم زمانہ کے مسلمانوں میں، مگر

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب!

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

باب اوّل

مدجلین

جنگہاء بازیافت کی صورت مسلمانان باشندگان سپین کے مذہب میں دخل نہیں دیا گیا۔ عیسائی اور مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات۔ کلیسا غیر مسامحت کی طرف میلان کی تاکید کرتا ہے۔ مسلمان سپین کے نہایت کارآمد رعایا تھے۔ غیر مسامحانہ خیالات کی ترقی۔ دونوں اقوام ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ محکمۂ احتساب و محنہ کا قیام۔ غرناطہ کے فتح کرنے کے وقت مسلمانوں کو ہر طرح کا اطمینان دلایا گیا۔ پرتگال کے مسلمانوں کو بلایا گیا۔

باب دوئم

شیمینیس

استقف اعظم ٹلاویرا کا غرناطہ میں منادی کا کام۔ نوعیسائی بنانے کی طرف رجحان۔ محنہ کی جدوجہد شیمینیس استقف ٹلاویرا کی مدد کرتا ہے۔ اُس کے جابرانہ تدابیر سے لوگ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اختلال پیدا ہوا تو اُسی کو لوگوں کے عیسائی بنا لینے کا بہانہ بنا لیا۔ البجارہ کی بغاوت کو فرو کر کے جبراً اصطباغ دیا گیا۔ سیرا برمیجا کی بغاوت کو جلاوطن کر کے یا اصطباغ دے کر فرو کیا گیا۔ قشتالہ میں جتنے مدجلین رہتے تھے سب کو بجبر اصطباغ دیا گیا۔ فرڈی نینڈ محنہ کو روکتا ہے۔ فرمان معافی۔ محنہ کی جدوجہد۔ توار۔

Marfat.com

باب سوئم

جرمانیا

سلطنت ارغون اور اُس کی آزادی۔ فرڈی نینڈ حلف اُٹھاتا ہے کہ وہ مدجلین کے معاملات میں دست اندازی نہ کریگا۔ محنہ کی بلنسیہ میں کارروائی۔ جرمانیا کی بغاوت۔ مدجلین کو بجبر عیسائی کیا جاتا ہے۔ محکمہ احتساب و محنہ نو عیسائی کو ستاتا ہے۔ نو عیسائی بنانے کے کام کو مکمل کرنے کی کوشش۔ اصطباغ دینے کا کام ظلم والا نہ تھا۔ کارروائی اصطباغ کے متعلق تحقیقات۔ مرتدین پر مقدمات قائم کیئے گئے۔

—— ⁜ ——

باب چہارم

بذریعہ فرمان شاہی عیسائی بنایا جانا

—— ⁜ ——

چارلس پنجم اس پر زور دیتا ہے کہ ملک میں ایک ہی مذہب ہونا چاہئے۔ پوپ کلیمنٹ ہفتم اُس کو اپنے حلف کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ شاہی فرمان کہ مدجلین اصطباغ لے لیں یا جلاوطن ہو جائیں۔ ارغون کی طرف سے تنبیہ۔ بلنسیہ میں مقابلہ۔ مدجلین اصطباغ لینے اور مولیدین پر تشامل ہو جانے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ ۱۵۲۸ء کا معاہدہ۔ اختساب و محنہ کی جدوجہد احتساب و محنہ کو معطل کیا جاتا ہے۔ صلح کی کوشش۔ قشتالہ میں احتساب و محنہ کی جدوجہد۔

—— ⁜ ——

Marfat.com

باب پنجم

احتساب و محنہ

محکمہ احتساب و محنہ کی کارروائی کی صورت - میری گومز کا مقدمہ ایک نمونہ ہے ضبطی جائداد اور مالی مجاہدہ - بلنسیہ میں محکمہ احتساب و محنہ نے قانون نافذ الوقت کو بالائے طاق رکھ دیا - ایک رقم مقررہ سالانہ ادا کرنے پر ضبطی جائداد معاف ہوسکتی تھی - مالی مجاہدہ کا بُرا استعمال - چھوٹے چھوٹے جرائم پر مقدمات قائم ہونا - اُمرا پر اپنی رعایا کو پناہ دینے کے جرم میں مقدمات قائم ہوئے کہیں کہیں مقابلہ کیا گیا ؛

باب ششم

بذریعہ ترغیب نو عیسائی کیا جانا

مذہبی تعلیم دینے میں غفلت کی گئی - مالی ضروریات - ہر شخص لالچی تھا - دارالعلوم مذہبی قائم کرنے کی کوشش - بلنسیہ میں مولدین کے لئے ایک کالج قائم ہوا - ہر کام میں دیر اور غفلت - مذہبی دارالعلوم کی افسوسناک حالت - پند و وعظ کی کوشش - عربی سے لاعلمی - مختلف اقوام کا اختلاط تعلیم کی از سر نو کوشش - پوپ کا حکم کہ جو لوگ دین عیسوی سے رُو گردان ہو کر پھر عیسائی ہو جائیں وہ قابل معافی ہیں - تعلیم کی کوشش ناکام رہی - روپیہ کے نہ ہونے سے کوئی سعی کامیاب نہیں ہوئی - تدابیر و ابحاث ۱۵۹۹ء میں فرمان معافی جاری ہوا اور اُس میں بھی ناکامی ہوئی - جو مذہبی دارالعلوم قائم ہوئے اُن میں روپیہ کی کمی رہی -

Marfat.com

باب ہفتم

مولدین کی حالت

دونوں اقوام میں تخالف و تضاد۔ لوگوں کو عیسائی کرنے سے اور بھی بار بڑھ گیا۔ محکمہ احتساب و محنہ ہی محافظ تھا۔ اُمراء کی چھین جھپٹ۔ رعایا صحیح معنوں میں غلام ہو گئی۔ غیر ممالک میں جانے کی ممانعت ہتھیاروں کا چھینا جانا۔ اختلاط خون کی وجہ سے مصائب۔ کالیسا کے تعلقات۔ کفن و دفن اصطباغ۔ آپس ہی میں شادیوں کی ممانعت۔ مولدین کی برادری۔ مولدین کے خلاف شکایات۔ ہر ایک کو اُن سے نفرت تھی ؞

باب ہشتم

غرناطہ کی بغاوت

۱۵۰۰ء کی بغاوت کے بعد غرناطہ کی حالت۔ ۱۵۲۶ء کا فرمان اور اس کا تعطل محکمہ احتساب و محنہ کے مصائب سے بچنے کے لئے نام و پیام ظلم میں ترقی۔ ۱۵۲۶ء کے فرمان کی ۱۵۶۶ء میں تجدید۔ فوجی احتیاطوں میں غفلت کی گئی۔ مولدین میں گھبراہٹ۔ بغاوت کا مادہ یک لخت پھوٹتا ہے سپین کے فوجی انتظامات۔ جنگ کی حالت۔ مونڈیجار بہت جلد لوگوں کو مطیع کر لیتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو امن و امان نہ چاہتے تھے۔ فوج کی نافرمانی اور لوٹ مار۔ مونڈیجار کی جگہ ڈان جان آف آسٹریا مقرر کیا جاتا ہے۔ بغاوت کا از سر نو شروع اور باغیوں کا کامیاب ہونا۔ مولدین البیسن سے نکال دئے جاتے ہیں۔ فلپ دوئم انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ ڈان جان خود میدان جنگ میں جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ بغاوت کو دبایا جاتا ہے۔ مولدین کی جلاوطنی کا حکم اور اُس کی تعمیل۔ ابن ابو کا قتل اور

Marfat.com

جنگ کا خاتمہ۔ ملک کو پھر آباد کرنے کا انتظام۔ جو لوگ ادھر اُدھر جلا وطن ہوئے تھے اُن پر بہت سی پابندیاں عاید کی جاتی ہیں۔ یہ کوشش و اطمینان کہ وہ غرناطہ واپس نہ آسکیں۔

باب نہم

ممالک غیر سے خطرات

بربریوں اور ترکوں سے خط و کتابت بحری قزاقوں کی ساحل پر تاخت و تاراج۔ غیر ممالک کی مدد سے بغاوت کرنے کی سازش۔ فرانس سے مدد مانگی گئی۔ سپین کے ارباب حل و عقد کو سخت فکر دامنگیر ہوا۔ مولدین نے ہنری چہارم سے خط و کتابت کی۔ مولاء سیدان کے متعلق تشویش ہنری چہارم کی از سر نو تدابیر۔

باب دہم

جلا وطنی

سپین کے ارباب حل و عقد کی پریشانی۔ اس عقدہ کے مختلف حل سوچے گئے۔ کلیسائیوں کی خونخواری۔ جلا وطنی بعض لوگوں کے مقاصد کے خلاف تھی۔ جلا وطنی کے متعلق طول طویل بحث فلپ ثانی کی موت۔ ڈیوک آف لرما، فلپ ثانی پر حاوی تھا۔ اسقف اعظم ریبیرا کے عرائض ۱۶۰۲ء میں تدابیر۔ ۱۶۰۸ء میں جلا وطنی کا فیصلہ کر لیا گیا۔ ۱۶۰۹ء میں جلا وطنی کی تیاریاں کی گئیں۔ ۲۲ ستمبر ۱۶۰۹ء کو فرمان کا اعلان کر دیا گیا۔ مولدین کے بچوں کے متعلق پریشان کن سوالات۔ مولدین نے اطاعت کا ارادہ کیا۔ اُن میں سے بیشتر وہ لوگ تھے جو ملک سے باہر جانے پر خوش تھے۔ ڈیل ایگیوارا اور میولاڈی کورٹس کی بغاوت فرو کی گئی۔ ارغوں اور قطلونیہ سے جلا وطنی۔ فرانس

سے جلاوطنوں کا گزرنا۔غرناطہ اور اندلوشیہ سے جلاوطنی۔قشتالہ سے جلاوطنی۔عیسائی شدہ مولدین کو جو رعایت دی گئی تھی وہ منسوخ کردی گئی۔ جلاوطنوں اور اُن کی اشیاء متروکہ کی تلاش کی گئی۔جو مولدین غلام بنا لئے گئے تھے اُن کو جلاوطن نہیں کیا گیا۔مرسیہ سے جلاوطنی۔جلاوطنوں کی تعداد۔جلاوطنوں کے مصائب۔جو مولدین کہ عیسائی ہو چکے تھے وہ مراکش میں قتل کردئے گئے بہت سے مولدین واپس آگئے اور انہوں نے غلام بننا منظور کرلیا۔

باب یازدہم

نتائج

اہالی کلیسا کی خوشیاں۔اُن کی وجہ تسلی۔ملک کی آمدنی کم ہوگئی۔ملک کو از سر نو آباد کرنے کی مشکلات۔زمین اور ذاتی ٹیکس میں کمی۔بادشاہ کو کیا فائدے پہنچے۔اور قسم کے مشکلات۔محکمۂ احتساب و محنہ بھی مفلس ہوگیا۔سکۂ قلب۔فائدہ کی کچھ صورت۔محنت و مشقت سے نفرت۔پادریوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ۔سیوڈاڈ ربال کی مثال۔تکالیف کی تخفیف کی تدابیر۔پیچیدگیاں برابر بڑھتی گئیں۔مذہب اسلام کا سپین سے نام ونشان بھی مٹ گیا۔بدنیت اور خائن۔مولدین کی آخری نشانیاں۔زمانۂ حال کی رائیں۔مکافات عمل۔کوئی طاقت ایسی نہ تھی جو بدل یا تحلیل ہوسکتی۔

Marfat.com

دیباچہ جنابِ مُصنّف

جس مواد پر یہ کتاب مبنی ہے، وہ میری کتاب "محنۃ الاندلس" (Spanish Inquisition) کے ایک باب کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ اس پر نظر ثانی کرنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ یہ مواد خود اس قدر دلچسپ اور اہم ہے کہ بجائے اس کے کہ اس کو ایک بڑی کتاب کا باب بنایا جائے، اسی کو ذرا تفصیل سے لکھ دیا جائے۔ کیونکہ اس میں نہ صرف وہ قصۂ درد ہی ہے، کہ جو کوئی اس کو پڑھیگا، اس کے دل میں مظلوموں سے ہمدردی پیدا ہوگی، بلکہ یہ بالاجمال اُن تمام غلطیوں، غلط کاریوں اور رجحان طبائع کو ظاہر کرتا ہے، جنہوں نے مل کر ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصہ میں سپین کو ذلیل کر دیا۔ جو شان و شوکت اس ملک کو چارلس پنجم کے زمانہ میں نصیب ہوئی تھی وہ ان ہی اسباب کی بدولت کارلوس ثانی کے دورِ حکومت میں نکبت سے بدل گئی۔

زمانۂ حال کے علماء سپین کی محنتوں نے دنیا کے سامنے وہ تحریری شہادتیں پیش کر دی ہیں، جو اُن تحریکات کی اندرونی تاریخ کو روشنی میں لے آئی ہیں، جن کا نتیجہ آخر یہ نکبت و ذلت ہوئی ہے۔ لیکن یہ شہادتیں بیشتر سرکاری کاغذات پر مبنی ہیں، جو غیر مساعدت اور ... کے نتائج کو نادانستہ کم کر کے دکھلاتے ہیں۔ اسی لئے ایک حد تک میں نے علماء مذکور

Marfat.com

کی تفحص وتحقیق پر بہت کچھ ایزاد کیا ہے، اور اُن امور کو زیادہ نمایاں کر دیا ہے جو شاید سب سے بڑا ذریعہ دونوں قوموں کے اتحاد و اتفاق کو ناممکن بنا دینے کا ہوا ہے، حالانکہ یہی اتفاق و اتحاد ملک کے امن اور صلاح وفلاح کے لئے ضروری ہوتا ہے میں نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ اُن متواتر مساعی کو بھی بیان کیا ہے جو ادعای نو عیسائیوں کو مذہبی تعلیم وتلقین کے لئے کی گئیں، اور اُن اسباب کو بھی ظاہر کیا ہے کہ جن کی وجہ سے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

جو مواد کہ اب تک شائع نہیں ہوا اُس کے جمع کرنے میں مجھے سینور ...... اور ...... نے مدد دی۔ ان دونوں صاحبوں کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

مقام فلیڈیلفیا

بَكى عليك الحُسامُ والقلمُ

وانفجع العِلْمُ فيك وَالعَلَمُ

وضجّت الارض فالعباد بها

لَاطمةٌ والبلادُ تلتَطِمُ

Marfat.com

جب غرناطہ کو مسلمانوں نے فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے سپرد کیا ہے تو اُن سے حسبِ ذیل شرائط کی گئی تھیں۔ یہ شرائط صرف غرناطہ ہی کے لئے نہ تھیں، بلکہ ہر شہر پر قبضہ کرتے وقت مسلمانوں سے کم و بیش یہی شرائط کی جاتی تھیں:۔

"کیتھولک بادشاہوں نے خود اپنے آپ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ کے لئے اس کا پابند قرار دیا کہ مسلمانوں کو اس کی اجازت ہوگی کہ وہ اپنی دینی و دُنیاوی مراسم کو ادا کریں، اور اپنے ہی قوانین کے پابند رہیں؛ اس میں نہ کسی قسم کی دست اندازی کی جائیگی نہ کسی طرح کا نقصان پہنچایا جائیگا۔ اُن کی مسجدیں ہمیشہ اُن ہی کی عبادت کے لئے مخصوص و محفوظ رہینگی، اُن مسجدوں کو ہرگز کبھی ناپاک نہیں کیا جائیگا، اور کسی غیر مسلمان کو اُن میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائیگی۔ تمام موجودہ آئین و قوانین، جو معابد و مقامات مقدسہ کے فائدہ کے لئے محاصل کی وصولی کے متعلق نافذ ہیں وہ برابر قائم و برقرار رہینگے۔ حکام عدالت مسلمان ہی رہینگے جائداد ہائے غیر منقولہ کے انتقال، وراثت اور حقوق عامہ کے متعلق جتنے موجودہ قوانین ہیں وہ بدستور جاری رہینگے۔ صیغۂ تعلیمات کے متعلق یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ آزادی کامل رہیگی، مدارس یا اُن کے متعلق کسی چیز پر دست اندازی نہیں کی جائیگی۔ مسلمانوں کی جو تبنی اولاد عیسائی عورتوں سے تھی اُن کے متعلق صاف طور پر بلا کسی شرط کے یہ اقرار کیا گیا کہ وہ اپنے اعتقادات کے معاملہ میں بالکلیہ آزاد رہینگے۔ قبل از تفویض غرناطہ جتنے قرضے لئے جا چکے یا پابندیاں عاید ہو چکی ہیں وہ ادا اور ایفا کی جائیگی، اور تاوان وغیرہ وصول کئے جائینگے۔ جو تنازعات کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان میں ہونگے وہ بذریعہ ثالثی فیصل کئے جائینگے۔ مسلمانوں کے قانون کے موافق مقررشدہ حکام و عمال بدستور بحال رہینگے، اور اپنے فرائض ادا کرتے رہینگے......"

علامہ سکاٹ (باب بست و دوم اخبار الاندلس)

فافہم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

مدجلین

یہ کچھ رسم سی ہو گئی ہے کہ اُن لڑائیوں کو جو "جنگہاء بازیافت" کہلاتی ہیں اور جن کے ذریعہ سے سرزمین اندلس کو ایک ایک چپّہ کر کے مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا گیا "مذہبی جنگ" کہا جاتا ہے۔ جس زمانہ میں کہ یہ لڑائیاں ہو رہی تھیں اُن دنوں عیسائی بادشاہوں کے مفید مطلب یہی ترکیب تھی کہ وہ ان جنگوں کو مذہبی جنگیں ظاہر کریں، کیونکہ وہ اسی ذریعہ سے سپاہیانِ صلیب مہیا کر سکتے، اور اپنے آپ کو حامی و حافظ صلیب کہلا سکتے تھے۔ روم میں بھی یہی سمجھا جاتا تھا، بلکہ یہاں تو یہ خیال تھا کہ مسلمانانِ اندلس سے لڑنے کا اتنا ہی ثواب ہے جتنا کہ فلسطین میں لڑنے کا۔ پیشوایان فرقہاء ٹیمپل اور ہاسپٹل کو اپنی سپاہیانہ حمیت اپنے غیر [illegible] ہمسایوں کے خلاف استعمال کرنے کا شوق دلایا جاتا تھا۔ لیکن سپین کی اُس زمانہ کی تاریخ پر غور کیا جائے تو حقیقی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس آخری کشاکش و کوشش میں قومی یا مذہبی مخالفت بہت ہی کم تھی۔ جب مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کیا ہے تو یہاں کے باشندوں نے حملہ آوروں کی اطاعت بطیب خاطر قبول کر لی۔ کیونکہ مسلمان بادشاہ بمقابلہ گاتھ بادشاہوں کے سخت نہ تھے۔ فاتحین نے اپنی نئی رعایا کے مذہبی معاملات میں کوئی دست اندازی نہیں

Marfat.com

کی وہ اپنے مذہب اور اپنے عیسائی نظام کو برابر اس وقت تک قائم رکھ سکے کہ جب تک متعصب وحشیوں یعنی المرابطین اور الموحدین کا گروہ گیارھویں اور بارھویں صدی میں یہاں نہ آ گیا۔ ان ہی لوگوں نے رفتہ رفتہ اس مذہبی آزادی کو ختم کر دیا۔ اسی طرح جب عیسائی کسی حصہ ملک کو فتح کرتے تھے تو اس کے مسلم باشندوں کو وہ کچھ نہ چھوڑتے تھے کہ میدان جنگ میں جو لوگ ہاتھ آتے تھے اور معاہدہ سے گرفتار ہوتے تھے وہ غلام بنا لئے جاتے تھے لیکن عیسائیوں کی یہ "فتوحات" فی الحقیقت بغیر لڑے بھڑے اطاعت قبول کر لینے کا نتیجہ نہیں۔ ان ہی باشندگان علاقہ مفتوحہ کو یقین دلا دیا جاتا تھا کہ ان کی جائدادیں محفوظ رہیں گی اور ان کے مذہب اور قوانین میں کوئی مداخلت نہ ہوگی۔ مسلمان ان لوگوں کو از رہ تحقیر "مدجلین" کہتے تھے۔ یہ لفظ "دجل" سے مشتق ہے اور دجال (جس کے معنی کذاب ہے) اسی سے نکلا ہے۔ جو قیدی کہ غلام بنا لئے جاتے تھے وہ فدیہ دے کر یا [illegible] کام کر کے آزادی حاصل کر سکتے تھے۔ اصطباغ پانے سے آزادی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ البتہ اگر کسی غلام کا آقا مسلمان یا یہودی ہوتا تھا تو وہ غلام عیسائی بن کر غلام نہیں رہ سکتا تھا۔ کسی کو تبدیل مذہب کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ترغیب اور افہام و تفہیم کا [illegible] مفقود تھا۔ جو شخص کہ عیسائی ہو جاتا تھا اس کو پرانے عیسائیوں کے حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ [illegible] اس کو عیسائی مذہب چھوڑ دینے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ حکم تھا کہ [illegible] عیسائیوں کی تقریر کی جائے [illegible] احترام کیا جائے۔*

مسلمانوں [illegible] زیادہ مضبوط ہو گئی کہ عیسائی بادشاہ [illegible] مسلمانوں [illegible] اتحاد کرتے اور ان

---

* مسلمان غلام [illegible] ایک قانون کے موافق [illegible] معاہدات [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] یہودی اور مسلمان ہی بنے ہوئے تھے۔ (مصنف)

Marfat.com

اپنی خانہ جنگیوں میں مدد لیتے رہتے تھے لیکن بغاوت کا سلسلہ [illegible] کے دفع کرنے کے لئے غیر عیسائیوں سے مدد لینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا جاتا تھا۔ جب ۱۲۷۰ء میں الفانسو دہم نے پرتگال کو لیون کی بادشاہی سے آزاد کرنا چاہا تو اس کے بھائی ان فنجی فلپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بہت سے قومی لوگوں کے ساتھ سازش کی۔ ان لوگوں کی نگاہ سب سے پہلے ابو یوسف بادشاہ مراکش کی طرف گئی اور انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ فلپ کو مدد دینے کا وعدہ کرلیا۔ [illegible] نے اس تحریک میں اپنے اقتدار سے مدد دی۔ سازش کرنے والوں نے [illegible] کو قرار دیا اور مسلمانان افریقہ و اندلس کے ساتھ ایک مبارک جنگ کا احتمال [illegible] پر روبکار آئیں اور باغی امرا کو بہت سی رعایتیں دے کر [illegible]۔ اس واقعہ کے بارہ برس بعد جب سینکو ال براوو نے تمام امرا کو باستثناء والی [illegible] اور تمام شہروں کو باستثناء اشبیلیہ سے مدد لے کر اپنے باپ الفانسو سے بغاوت کی [illegible] تو الفانسو نے یہ دیکھ کر کہ وہ بے یار و مددگار رہ گئے ہیں اپنا تاج سلطان ابو یوسف کے پاس گرو رکھ دیا تھا۔ سلطان نے فوراً ساٹھ ہزار دینار الفانسو کو بھیج دئے اور خود بہت بڑی جمعیت لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ سینکو نے سلطنت غرناطہ کے ساتھ اتحاد کر لیا تھا۔ اس موقع پر جو لڑائی ہوئی اُس میں ہر دو فریق یعنی عیسائی اور مسلمان ملے جلے ہوئے تھے۔ یہ لڑائی الفانسو کے مرنے تک برابر جاری رہی۔ [illegible] اس سے بھی بڑھ کے بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر ایک چھوٹا سا واقعہ اُس زمانہ کے [illegible] کو زیادہ اچھی طرح ظاہر کرتا ہے۔ [illegible] کے امرا نے اپنے فوج کے چند قلعوں پر جو مسلمانوں کی سرحد پر واقع تھے قبضہ کر لیا اور ان میں مسلمانوں کی فوج کو بھر دیا اور اپنے بادشاہ الفانسو کو یہ دھمکی دی کہ اگر [illegible] کو دوبارہ اُن کے قبضہ میں

Marfat.com

نہ دے دیا جائیگا تو وہ قلعے دشمنوں کے حوالے کر دئے جائینگے۔ اُن کی شرائط مان لی گئیں، اراضی متنازعہ پر اُن اُمراکا قبضہ کرا دیا گیا اور از رُوئے قانون یہ یقین دلایا گیا کہ اُن کا قبضہ دائمی رہیگا۔ باوجود اس کے پوپ بونی فیس ہشتم سے شکایت کی گئی۔ انہوں نے اُسقف طلیطلہ کو حکم دیا کہ وہ اراضی بروئے اختیارات کلیسای فوراً مالکان اصلی کو دلادی جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کلیسا ہمیشہ اس بات سے ناراض رہا کہ الفانسو ششم نے نہایت بے پروائی کے ساتھ اپنے لئے "دو دینوں (یا دو تہذیبوں) کا بادشاہ" خطاب تجویز کیا ہے۔ اُس نے اس سے اپنا اطمینان کر لیا کہ وہ اپنی مسلمان رعایا کو امن کے ساتھ اپنے مراسم مذہبی ادا کرنے دینگے۔ ۱۲۱۲ء میں جب الفانسو نہم نے صلیبی سپاہیوں کی ایک جمعیت کے کرلانوس ڈی ٹولوسا کی جنگ میں فتح پائی ہے اور وہ اُبیڈا کی طرف بڑھے ہیں تو انہوں نے پایا کہ ستر ہزار مسلمانوں نے وہاں پناہ لی ہے۔ اُن تمام مسلمانوں نے مدجلین میں شامل ہونا اور دس لاکھ اشرفی فدیہ دینا منظور کر لیا۔ الفانسو نے ان شرائط کو منظور کر لیا؛ لیکن صلیبی سپاہیوں کے پادریوں کے افسر راڈریگو آف ٹولیڈو اور ارناڈ آف ناربون نے اُن کو مجبور کیا کہ وہ اپنی منظوری کو منسوخ کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ مزید گفتگو و شنود کے بعد تمام مسلمانوں کو قتل کرا دیا گیا؛ صرف وہی لوگ باقی رکھے گئے جن کو غلام بنالیا گیا تھا۔ اسی طرح پوپ انوسینٹ چہارم نے ۱۲۴۸ء میں جیمز اول شاہ ارغون کو حکم دیا کہ کسی مسلمان کو سواء غلاموں کے جزائر بلیارک میں جن کو انہوں نے ۱۲۲۹ء میں فتح کیا تھا، نہ رہنے دیں۔ امید نہیں پڑتی کہ جیمز اول نے اس حکم کی تعمیل کی ہو۔ کیونکہ جب ۱۲۳۸ء میں شاہ جیمز نے بلنسیہ کا اپنے مقبوضات میں اضافہ کیا تو انہوں نے وہاں مسلمانوں کو بحیثیت مدجلین رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ ۱۲۶۶ء میں پوپ کلیمنٹ نے پھر اس ادعا کا اعادہ کیا اور ایک حکم کے ذریعے سے جیمز کو ترغیب دلائی کہ تمام مسلمانوں کو قلمرو ارغون سے جلاوطن کر دیں۔ جناب پوپ نے جیمز سے کہا کہ اگر دنیاوی فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے احکام الٰہی

Marfat.com

کی خلاف ورزی کو اور زیادہ عرصہ تک اپنی سلطنت میں جاری رکھا تو اُن کی شہرت کو سخت نقصان پہنچیگا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے میل سے جو اولاد ہوگی اُس کا تعدیہ تمام دنیائے مسیحی میں پھیلیگا۔ اور اگر وہ اُن کو نکال دینگے تو گویا اپنے بدخواہوں کا مُنہ بند کرینگے اور اُس عہد کو پُورا کرینگے جو خدائے تعالیٰ سے وہ کر چکے ہیں نیز اُن کا ہوش مذہبی بھی ظاہر ہو جائیگا۔ غالباً اُس کی وجہ یہ تھی کہ جیم نے کلیسا کے محاصل کا ایک عشر حاصل کرنے کے عوض میں پوپ سے یہ عہد کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے یہاں سے نکال دینگے۔ لیکن وہ اتنی دنیوی عقل رکھتے تھے کہ وہ ایسا نہ کرتے: چنانچہ ۱۲۷۵ء میں انہوں نے اور مسلمان آبادکاروں کو اس وعدے پر اپنے یہاں بُلاکر آباد کر لیا کہ ایک سال کا لگان اُن کو معاف کر دیا جائیگا۔ لیکن ۱۲۷۶ء میں جب وہ اپنے بستر مرگ پر پڑے تھے تو کچھ مسلمانوں کی بغاوت سے متاثر ہو کر اور کچھ خود اپنے مَیلان مذہبی کے جوش سے اُنہوں نے اپنے بیٹے پیڈرو کو وصیت کی کہ پوپ کے حکم کی تعمیل کریں۔ جو وصیّت نامہ انہوں نے لکھا تھا اُس میں پھر یہی تاکید کی تھی۔ لیکن بیٹا باپ سے بھی زیادہ عقیل و فہیم نکلا، اس لئے اُس نے اس پر عمل نہیں کیا۔*

فی الحقیقت پوپ کے حکم کی تعمیل سلطنت کی صلاح و فلاح کے لئے نقصان رساں تھی، اور اسی لئے ایک حکمران اس سے گھبراتا تھا۔ باستثناء اس کے کہ مدجلین فوجی خدمت کے ناقابل تھے، وہ رعایا بھر میں سب سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر تھے اور جنگ کے موقع پر اُن کی خدمات سے بھی فائدہ اُٹھایا جاتا اور اُن پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جب پیڈرو ۱۲۸۳ء میں فلپ لی ہارڈی کے مقابلے کے لئے فوجیں جمع کر رہے تھے تو اُنہوں نے اپنے وفادار مسلمانانِ بلنسیہ سے اپنی جمعیت کو تقویت دی تھی اور ۱۲۸۵ء

---

* کہا جاتا ہے کہ جب جیم نے بلنسیہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے تو اس نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ کسی مسلمان کو وہاں باقی نہ رہنے دینگے۔ (مصنف)

میں پرتگال کے مقابلہ کے لئے مسلمانانِ مرسیہ کی ہر جمعیت سے ایک تعداد مقررہ میں سپاہی لئے تھے۔ اس کے علاوہ ملک کی دولتمندی کا انحصار زیادہ تر اُن کی صنعت و حرفت پر تھا۔ سلطنت کے اور ذرائع آمدنی اتنے معتبر نہ تھے جتنے کہ مدجلین کے واجب الادا لگان و محاصل۔ حتےکہ یہ محاصل جاگیرات و مہر وغیرہ کے لئے سب سے زیادہ قابل اعتماد ضمانت تھے۔ ان ہی پر پادریوں اور جماعتہاء مذہبی کی آمدنیوں کا انحصار تھا۔ اُن اُمراء کے لئے توان کا وجود لابدی تھا جن کی یہ لوگ رعایا تھے کیونکہ فن زراعت میں یہ فرقہ بہت بڑا ماہر تھا اور محنت سے تھکنا جانتا ہی نہ تھا۔ اُن کی یہ خصوصیات علوم و فنون کی ہر شاخ اور صنعت و حرفت کے ہر شعبہ میں ظاہر ہوتی تھیں۔ فن طب میں وہ یہودیوں کے ہمسر سمجھے جاتے تھے۔ ۱۳۴۵ء میں جب مقتداء فرقہ سنیٹیاگو نے نیوسٹرا سے نورا ڈی یوکلیس* کا گرجا بنایا گیا ہے تو انہوں نے مسلمان معمار اور دیندار عیسائی سنگ تراشوں کو جمع کر کے اس کی عمارت کو مکمل کرایا تھا۔ فن جہازسازی میں بھی وہ کسی سے کم نہ تھے چنانچہ کٹلان کی جو بحری طاقت بحرِ رُوم میں تھی وہ ان ہی لوگوں کی محنت و مشقت کی شرمندۂ احسان تھی۔ اُن کا وہ حیرت انگیز طریقۂ آبپاشی جس کے ذریعہ سے اُنہوں نے بلنسیہ کو یورپ کا سرسبز باغ بنا دیا تھا' اب بھی اپنی وسعت اور منصفانہ تقسیم آب کے ساتھ موجود ہے۔ اُن ہی نے ملک میں شکر، رُوئی اور چاول کی کاشت شروع کی؛ حتےکہ زمین کا ذرا سا گوشہ بھی ایسا باقی نہ رہا جس کو اُن کے کسی طرح نہ تھکنے والے دست و بازو نے تردد سے چھوڑ دیا ہو۔ ان ہی کی بدولت ریشم کے کیڑے ملک میں آئے اور اس صنعت کو ترقی ہوئی۔ شریعت اسلامی کے موافق محنت و مشقت دینی فرض ہے۔ اس کی تعمیل حرفاً حرفاً یہاں کے مسلمانوں نے کی۔ دُنیا کا کوئی کام ایسا نہ تھا کہ جس میں ہر گھر اور ہر خاندان کا ہر فرد مددگار نہ ہوتا ہو۔ کلوں کے ایجاد و استعمال میں کوئی شخص یا کوئی قوم اُن کی برابری نہیں

---

* Nuestra Senora de ucles

کر سکتی تھی۔ ملاغہ کے مٹی کے برتن وغیرہ مرسیہ کے کپڑے المیریا اور غرناطہ کے ریشمی پارچات قرطبہ کے چرمی پردے وغیرہ طلیطلہ کے ہتھیار ہر جگہ مشہور تھے؛ ممالک غیر میں اُن کی بڑی قیمت پڑتی تھی اور تاجران اشیاء سے بڑا نفع اُٹھاتے تھے۔ اس تجارت کو اس لئے اور بھی زیادہ فروغ ہوا کہ ان لوگوں کی دیانت و امانت اور اُن کے عہد کا دُور و نزدیک وثوق تھا۔ یہاں تک کہ یہ ایک ضرب المثل ہو گئی تھی کہ "باشندۂ غرناطہ کا قول و قرار اور باشندۂ قشتالہ کے عقاید مذہبی اگر ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ سچا عیسائی بنتا ہے"۔ ہرنینڈو ڈی ٹلاویرا (غرناطہ کے مقدس اسقف اعظم) ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ "اُن کو ہمارا مذہب اور ہم کو اُن کے عادات و اخلاق اختیار کر لینے چاہئیں"۔ وہ کھانے پینے میں اعتدال کو ملحوظ رکھتے تھے اور خرچ و معاملات میں نہایت سلامت رو تھے۔ اُن کی شادیاں نوعمری ہی میں ہو جاتی تھیں۔ لڑکیاں گیارہ برس کی اور لڑکے بارہ برس کی عمر میں بیاہ دیئے جاتے تھے کیونکہ ایک پلنگ اور دس روپیہ کافی جہیز سمجھا جاتا تھا۔ اُن میں سے بھیک مانگنے والا ایک بھی نظر نہ آتا تھا؛ کیونکہ وہ اپنی قوم کے غربا و یتامیٰ کی نہایت شوق سے خبر گیری کرتے تھے۔ وہ اپنے مناقشات کو آپس ہی میں طے کر لیتے تھے؛ کیونکہ وہ اس کو خلاف شرع سمجھتے تھے کہ ایک مسلمان دوسرے کے اوپر کسی عیسائی عدالت میں نالش کرے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ کسی ملک کے آدمی اُن سے بہتر نہیں ہو سکتے؛ اور اوراق مابعد میں ہم کو یہ ظاہر کرنے کا موقع ملیگا کہ اُن اوصاف حسنہ کو ایک عجیب ناراستی و کجروی سے مسیحی ایذا دہندگان نے مسلمانوں کے برخلاف الزامات کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اُس پر غور کرنے سے یہ قیاس لگتا ہے کہ اسپین کی اسلامی حکومت اپنے ملک کی رعایا کو اگر اُن کے درشت خو حاکمین بتدریج اپنے ساتھ مل جانے دیتے اور دوستانہ سلوک سے اُن کے مذہب پر بھی فتح پا لیتے تو آج ملک اسپین کی کیا حالت ہوتی اور وہ کتنا فلاح یافتہ ہوتا۔ مگر قرون وسطیٰ کے ایک دیندار عیسائی کو غیر مذہب والوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے

Marfat.com

ہی تھے جیسے کہ خود مسیح (علیہ السلام) کا انکار کرنا۔ کوئی غیر مسیحی بجبر عیسائی نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ مگر یہ فرض عین تھا کہ اُس پر ایسا بار ڈالا جائے کہ اُس کو سوا اس کے چارہ نہ رہے کہ وہ اصطباغ لے لے۔ سپین کی جو یہ پالیسی تھی کہ مسامحت و استمالت سے کام لیا جائے۔ روم میں اس کی نہایت شدومد سے مخالفت کی جاتی تھی اور یہ کوشش کی جاتی تھی کہ جہاں تک ہو سکے دونو (مسلمان اور عیسائی) اقوام کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ذلیل کُن خوف لگا رہتا تھا کہ ان دونوں کے خلا ملا سے مذہب مسیحی بجائے کچھ حاصل کرنے کے اپنی گرہ سے بہت کچھ کھو دیگا۔ یہاں تک کہ معمولی تجارتی تعلقات، جن کی از روئے قانون سپین اجازت تھی، اچھی نظر سے نہ دیکھے جاتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۵۰ء میں فرقہ آرڈر آف سینٹیاگو نے پوپ انوسینٹ چہارم کو یہ درخواست دی کہ اُن کے پاس بہت سے مسلمان مزارعین ہیں، ان کے ساتھ بیع و شرا کی اجازت دی جائے۔ اس پر جناب پوپ نے اُن کو اجازت دے دی الخ۔ دونوں اقوام کو ایک دوسرے سے جدا رکھنے کی ایک اور تدبیر جس پر کلیسا ہمیشہ زور دیتا رہا ہے، وہ بھی جو لیٹیران* کی کونسل نے سنہ ۱۲۱۶ء میں نکالی تھی، یعنی تمام یہودی اور مسلمان ایک خاص قسم کا لباس پہنیں اور بِلّا لگائے رہیں۔ یہ ذلیل کُن ہی نہ تھا بلکہ خوفناک بھی تھا، کیونکہ جو شخص یہ لباس پہنے یا یہ بِلّا لگائے ہوتا اس کی ہر وقت توہین اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جا سکتی تھی خاص کر اُن مسافروں کی حالتیں جنہیں بحیثیت تاجر یا خچر بان کے ایسے راستوں سے گزرنا پڑتا تھا جو غیر محفوظ مشہور تھے۔ اس قانون مجریہ پوپ کے نفاذ کے متعلق کلیسا اور بادشاہان سپین کے درمیان سخت اور طویل کشاکش ہوئی۔ انجام کار سنہ ۱۳[illegible]ء میں ارغون میں اس ضمن میں کچھ کوشش شروع ہوئی، اور ایک فرمان جاری ہوا جس کے موافق مدجلین کو ایک خاص قسم کے بال رکھنے پڑتے تھے۔ اور قشتالہ میں سنہ ۱۳۷۱ء میں کورٹس آف ٹورو نے ہنری ثانی سے حکم نکلوایا کہ تمام یہودی اور مسلمان ایک بِلّا لگائے رہیں۔ لیکن اس کی کسی نے پوری تعمیل

---

* Lateran.

نہیں کی۔ اس لئے کئی بار اس حکم کی طرف توجہ دلانی پڑی۔ بہرحال حکم آخر حکم تھا۔ جب اس کا پوری طرح نفاذ ہُوا تو کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ شوارع عام پر بے تعداد آدمی قتل کیے گئے ؂

کلیسا رفتہ رفتہ جذبات غیر مسامحت کے اُبھارنے میں کامیاب تو ہو گیا مگر اس کی رفتار ترقی بہت ہی دھیمی رہی۔ ۱۳۱۲ء میں کونسل آف وین* نے یہ شکایت کی کہ جو مسلمان عیسائیوں کے علاقے میں رہتے ہیں اُن کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مقتدایان دینی کا اتباع کریں۔ مسجدوں کی میناروں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام (مبارک) بآواز بلند پکاریں اور حضورؐ کی تعریفیں کریں۔ اس کے علاوہ اُن کو یہ بھی اجازت ہے کہ وہ ایک شخص کی قبر پر جمع ہوں جس کو وہ ولی سمجھتے ہیں۔ کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ جن کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ چنانچہ اُس نے بادشاہان مسیحی کو حکم دیا کہ اُن دونوں باتوں کو روک دیں اور اُن سے صاف کہہ دیا گیا کہ یا تو وہ ایسا کر کے نجات اُخروی حاصل کر لیں یا ایسی سزا کے لئے تیار رہیں جو اوروں کے لئے باعث عبرت ہو گی۔ یہ حکم بالخصوص بادشاہان سپین کو دیا گیا مگر انہوں نے اس پر توجہ نہیں کی۔ ۱۳۲۹ء میں طرطوسہ کی کونسل نے یہ شکایت کی کہ یہ بادشاہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اس پر ایک تہدیدی حکم ان بادشاہوں کو دیا گیا کہ یا تو دو مہینے کے اندر اس کی تعمیل کی جائے ورنہ وہ کلیسا سے خارج کر دئے جائیں گے۔ اور اُن کو مردود قرار دیا جائیگا۔ اس تنبیہ و تہدید کا بھی کچھ اثر نہ ہُوا۔ آخر ایک صدی کے بعد ۱۴۲۹ء میں طرطوسہ کی کونسل نے شاہ ارغون کے تمام پادریوں اور اُمرا کی خوشامد کی اور خدا کا واسطہ دیا کہ حکم متذکرہ بالا اور احکام متعددہ دیگر کونسلہا پر عمل کریں جن سے دین مسیحی کی علو شان ہو اور یہودیوں اور مسلمانوں کی ذلت۔ نیز اُن کو یہ دیکھنا چاہئیے کہ اُن کی رعایا سختی کے ساتھ ان احکام کی پابندی کرے۔ بصورت خلاف ورزی یہ بادشاہ غضب الٰہی اور اس سے بھی زیادہ

---

* Council of Vienne.

غضب پوپ سے نہیں بچ سکتے۔ یہ حربہ بھی بے اثر رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فخر تو فرڈی نینڈ اور ازابیلا ہی کے لئے محفوظ تھا۔ چنانچہ ۱۴۸۲ء کے قریب ان دونوں نے کونسل آف وین کے احکام کی اس شدت کے ساتھ تعمیل کرائی کہ قسطنطنیہ سے اُن کو تہدید کرائی گئی۔

کونسل آف وین نے ایک اور قانون بھی نکالا تھا، جو سپین کے یہودیوں کی مراعات کے خلاف تھا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سپین کے جو اسقف اس کونسل میں شامل تھے اُن پر ان جذبات کا بڑا اثر پڑا ہوگا، جو اُن کے ہمسر پادریوں کے تھے، اور بلاشبہ اُن کو یہ سمجھایا گیا ہوگا کہ سپین کی مسامحت کو ہر جگہ بہت بُری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سپین کا کلیسا اب تک آزاد تھا، مگر اب اُس کے تعلقات دیگر ممالک مسیحی کے ساتھ شروع ہونے لگے تھے، اور اس نے وہ جذبات مسامحت، جس سے سپین ممیز تھا، چھوڑنے شروع کردئے تھے۔ مگر ابھی تک اُس کی تمام کوششوں کا رُخ زیادہ تر یہودیوں ہی کے برخلاف رہا۔ حالانکہ بغیر رُو و رعایت اصل کوشش اس امر کی تھی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے خلاف عام نفرت پھیل جائے اور یہ غیر مسیحی آدمی عیسائیوں کے گرجاؤں میں نہ آئیں، اور عیسائی اُن کی شادیوں اور عیدوں میں شریک نہ ہوں۔ علاوہ ازیں ۱۳۳۷ء میں ہی اس پالیسی کی تجویز اور شروعات ہو چکی تھیں کہ غیر مسیحی رعایا کو ملک بدر کر دیا جائے۔ یہ ترکیب آرنلڈو اسقف طرکونہ کو سوجھی تھی، اور اِن ہی نے پوپ بے نے ڈکٹ دوازدہم کو بہ الحاح وزاری لکھا تھا کہ وہ بادشاہ ارغون کو حکم دیں کہ ان لوگوں کو حکماً نکال دیا جائے۔ اسقف مذکور نے دلیل میں یہ پیش کیا تھا کہ اس جلاوطنی کے خلاف جتنے عذرات ہوسکتے ہیں اُن کی تردید ایبٹ (راہب) آف پوبلٹ[x] نے اس طرح کردی ہے کہ انہوں نے مدجلین کو اُن علاقوں سے نکال دیا ہے جو اُن کے دیر کے زیر انتظام تھے، اور آمدنی میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی۔ اُمرا اگر اس معاملہ میں مخالفت کریں تو اس کے دفعیہ کی یہ تدبیر ہوسکتی ہے کہ اُن کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ مسلمانوں کی ذات اور مال کو اس بنا

x Abbot of Poblet

Marfat.com

پر فروخت کر ڈالیں کہ وہ ملک کے دشمن اور غیر مسیحی ہیں، اور اُن کا زرِ ثمن سلطنت کی حمایت وحفاظت میں خرچ کر دیا جائے۔ یہ تجویز ظاہر ہے کہ خلاف انسانیت تھی، مگر آگے چل کر یہ معلوم ہوگا کہ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں کلیسا نے اپنے اختیارات کے موافق سرکاری طور سے اس کی منظوری دیدی تھی۔

شُدہ شُدہ اہلِ کلیسا کے یہ متواتر دباؤ حکمرانوں پر موثر ہونے لگے، اور یہ مہلک پالیسی اختیار کی گئی کہ جہاں تک ہوسکے اقوام کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے، اور اُن کے آپس میں جو تعلقات اور آمد و شد تھے اُس کو انتہائی پر لے آیا جائے۔ مجالس نوابانِ سپین منعقدہ ۱۳۸۵ء و ۱۳۸۷ء میں ایک قانون وضع کیا گیا، اور کونسل پے لینشیا نے ۱۳۸۸ء میں ایک حکم دینی نکالا، کہ جو شخص کہ یہودیوں اور مسلمانوں سے بے ضرورت گفتگو کریگا وہ سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہوگا؛ اور ان دونوں پر یہ فرض عاید کیا گیا کہ اگر کہیں عشاء ربانی لے جایا جاتا ہو، اور یہ لوگ راستہ میں مل جائیں، تو فوراً گھٹنا ٹیک کر کھڑے ہو جائیں (جو بمنزلہ سجدہ کرنے کے ہے) نیز یہ کہ یہ دونوں قومیں عیسائیوں کے تیوہاروں کا احترام کریں، اور اُس روز کوئی کام نہ کریں، بلکہ تعطیل رکھیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی حکم ہُوا کہ یہ لوگ نہ سرکاری عملہ میں ملازم رکھے جائیں، نہ محصل مقرر کیے جائیں جیسا کہ پہلے بھی کئی مرتبہ ہو چکا تھا، اس پُرانی رسم کی پھر تجدید کی گئی کہ شہروں میں ہر ایک فرقہ کے الگ محلہ ہوں، جو مسلمانوں اور یہودیوں سے منسوب ہوں۔ اس رسم کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی گئی اور یہ حکم ناطق※ قرار دیا گیا، چنانچہ ۱۴۱۲ء کی انسدادی میں اس معاملہ کو ایک ممتاز جگہ دی گئی ہے۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے محلہ ہر شہر

※ واضح رہے کہ اس معاملہ میں جو کارروائی ہوئی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بمقابلہ مسلمانوں کے اس وقت یہودیوں سے بہت ہی زیادہ دشمنی کا اظہار کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ موخر الذکر روپیہ کا لین دین کرتے تھے اور بے حد سُود لیتے تھے؛ اس کے علاوہ وہ لگان اور ہر طرح کے ٹیکس وصول کرنے پر بھی مقرر کیے جاتے تھے۔ (مصنف)

Marfat.com

میں بنائے گئے، عیسائیوں کے محلہ سے اُن کو علیٰحدہ رکھنے کے لئے اُن کے گرد فصیل بنا دی گئی، اور اُن میں آمد و برآمد کے لئے صرف ایک ہی دروازہ رکھا گیا، یہ حکم دیا گیا کہ جو شخص آٹھ روز کے اندر اندر ان محلوں میں جا کر آباد نہ ہو اُس کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ ضبط کر لی جائے اور اگر بادشاہ چاہے تو اُس کو جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ حکم دیا گیا کہ اگر کوئی عیسائی عورت ان محلوں میں جائے تو اُسے سخت ترین سزا دی جائیگی۔ قانون کا وضع کر دینا آسان ہے، مگر اُس کا نفاذ و تعمیل مشکل ہے۔ ۱۴۸۰ء میں ازابیلا اور فرڈی نینڈ نے یہ بیان کیا کہ اس قانون کی طرف سے سخت غفلت کی گئی ہے، اسی لئے انہوں نے اس کی تجدید کی، دو برس کی میعاد دی گئی جس کے اندر اندر یہودیوں اور مسلمانوں کو وہاں جا کر آباد ہو جانا چاہئے، اگر وہ میعاد مقررہ کے بعد بھی اس حکم کی تعمیل نہ کریں تو انہیں مقررہ سزا دی جائے۔ یہ بھی حکم تھا کہ کوئی عیسائیہ کبھی اس محلہ میں نظر نہ آئے۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے وضع کردہ قوانین و احکام سے نہ غفلت ہو سکتی تھی نہ روگردانی کیونکہ وہ اپنی طبعی و معمولی شدت کے ساتھ اُن کی تعمیل کرایا کرتے تھے۔

ان تمام قوانین میں یہودیوں اور مسلمانوں دونوں کا نام تھا، مگر پادریوں کو بہ لحاظہ یہودیوں سے زیادہ نفرت و عداوت تھی، اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ عوام الناس کو بھی ان ہی سے زیادہ ضد اور بغض ہو، خاص کر اس لئے کہ یہ لوگ سود در سود لیا کرتے تھے اور بحیثیت محصلین بہت سختی کرتے تھے۔ یہ خیال کہ محصلین کے برخلاف دشمنی پھیلانا مشکل کام تھا، اُس نہایت خوفناک قتل عام سے ثابت ہوتا ہے جو ۱۳۹۱ء میں فیرن مارٹی نیز× اسقف استجا کرانے میں کامیاب ہوا۔ اس شخص کی آتش فشان تقریروں کے مواد یہودی ہی تھے، چنانچہ جون سے لے کر ستمبر تک تین مہینوں کے اندر قشتالہ اور ارغون کے شہروں کے یہودی محلوں میں قتل و غارت کا بازار گرم رہا، صرف وہی لوگ محفوظ رہ سکے جنہوں نے اس گرما گرمی میں اصطباغ لے لیا ورنہ

× Ferran Martinez.

کوئی بھی نہ بچا۔ مسلمانوں کے محلے بچے رہے؛ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عیسائیوں کو اس خوف نے مسلمانوں کے محلوں پر حملہ کرنے سے باز رکھا کہ مبادا بربر میں جو عیسائی ہیں اُن سے یہاں کے مسلمانوں کا انتقام لے لیا جائے×۔ لیکن اس امر کا ثبوت کہ مدجلین اس جوشیانہ مذہبی دیوانگی سے خائف تھے، اس سے پتہ ملتا ہے کہ اُن میں سے تقریباً دس ہزار آدمی اُس بے تعداد گروہ میں شامل ہو گئے جن کو سان والے سینٹ فیر نے یہودیوں سے عیسائی بنایا تھا۔ یہ شخص اُس خوفناک اختلال کے موقع پر عیسائیوں کی فوج کا مذہبی سرگروہ٭ بنا ہوا تھا۔

اگرچہ مدجلین اس موقع پر قتل و غارت سے بچ گئے مگر اس واقعہ کا اثر اُن کی آیندہ قسمت پر بہت ہی زبون پڑا۔ جو یہودی کہ تعداد کثیر میں جبر عیسائی بنائے گئے تھے اُن کا سپین کی سوسائٹی میں ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا، جو نو عیسائی کہلاتا تھا؛ یہ باور کرنے کی وجہ موجود تھی کہ اُن لوگوں کے نئے عقاید مذہبی مشکوک تھے۔ یہودی رہ کر اُن پر بہت سی پابندیاں تھیں، بہت سے کام وہ نہیں کر سکتے تھے؛ اب یہ قید ٹوٹ گئی۔ تجارت و معاملات کی اُن میں پوری قابلیت تھی ہی؛ چند ہی روز میں وہ اور اُن کی اولاد کلیسا اور سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہو گئے، جس سے اُن کے ساتھ وہ نفرت و حسد جو پہلے ہی اُن سے کم نہ تھا، اور بھی بڑھ گیا۔ پہلے جو مخالفت و معاندت تھی وہ بربناء مذہب تھی؛ اب یہ قومی ہو گئی۔ اُدھر مابقی لوگوں سے دینی عداوت کا زور ہو گیا اور سپین، جہاں یورپ بھر میں سب سے زیادہ مسامحت روا رکھی جاتی تھی، وہاں اب مذہبی دیوانگی کا وہ جوش ہوا کہ کسی طرح گوارا ہونے کے قابل نہ تھا۔ ان نو عیسائیوں سے بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا کہ وہ اُن گوناگوں رسوم و رواج کو بالکل چھوڑ دیں جو نسلاً بعد نسل سے یہودی ربی اُن کو سکھلاتے چلے آ رہے تھے۔ جن لوگوں کو کہ

× اب یہ بھی خوف کہیں نہیں رہا۔ مسلمانو! یہ تمہاری کمزوری کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ کمزوری کیوں پیدا ہوئی؟ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ آپ کی تذبذب گردی کا اس میں بہت زیادہ دخل ہے۔ ہمدردی باہمی کا خون اسی کفر گردی کی گردن پر ہے۔ (مترجم)

٭ میں نے ۱۵۰۶ء کے اس قتل عام کے حالات تفصیل کے ساتھ امریکن ہسٹاریکل ریویو جلد نو (صفحہ ۲۰۶) میں لکھے ہیں (مصنف)

Marfat.com

کلیسا نے اپنے نزدیک عیسائی بنا لیا تھا اُن میں یہ رسوم اُن کے ارتداد کا یقینی ثبوت تھا۔ الونزو دی ایس پنیا جیسے آتش بار واعظوں کی یہ بتلانے کے لئے کمی نہ تھی کہ ان نو عیسائی مرتد یہودیوں سے اختلاط رکھنے میں حبین کی مسیحیت کو سخت خطرہ ہے کہ کہیں وہ خود ہی یہودی نہ ہو جائے۔ آخر یہ ہوا کہ فرڈی نینڈ اور ازابیلا کو ایک ضرورت ظاہر کے سامنے جھکنا پڑا اور انہوں نے اُس کا صرف یہ علاج کیا کہ سنہ ۱۴۷۸ء میں محکمہ احتساب و محنہ قائم کر دیا۔ جو یہودی کہ ابتک عیسائی نہیں ہوئے تھے وہ اس محکمہ کے اختیارات سے اس شرط پر مستثنےٰ رکھے گئے کہ وہ نہ کسی کو بہکائیں نہ مذہب کی بے حرمتی کریں۔ مگر وہ عوام الناس کے خونخوارانہ جوش مذہبی سے تو کسی طرح محفوظ نہیں رہ سکتے تھے جو بظاہر یوماً فیوماً ترقی کر رہا تھا۔ جو قانون کہ ابھی وضع ہوا تھا اس سے اُن کی تشفی نہ ہوئی کیونکہ اُس کے موافق وہ سخت تکالیف اور ناقابلیتوں میں پھنس گئے تھے۔ ان تمام باتوں میں یہ حسد کام کر رہا تھا کہ غیر عیسائی اقوام میں بڑی بڑی استعدادیں کیوں موجود ہیں؟ کیونکہ باوجود ان تمام پابندیوں کے اُن کی محنت و مشقت اور صنعت و حرفت کے نتائج عیسائیوں کو دہشت زدہ کئے ہوئے تھے اور اُن (عیسائیوں) کو ہر وقت مشتعل ہونے کا موقع دیتے تھے۔ سنہ ۱۴۵۲ء میں قصبہ ہروگی مجلس لبست و کشاد نے یہ حکم جاری کیا کہ کوئی عیسائی اپنی جائداد یہودی یا مسلمان کے ہاتھ فروخت نہ کرے۔ اس کے نفاذ کی یہ وجہ بیان کی گئی کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو عیسائیوں کے پاس اتنی زمین باقی نہ رہ جائیگی کہ وہ کشتکاری کر سکیں کیونکہ مسلمانوں نے بہترین سیر حاصل زمین پر پہلے ہی قبضہ کر رکھا ہے۔ بلاشبہ یہی حسد تھا جس نے کہ سنہ ۱۴۶۲ء میں باغی امرا سے شاہ ہنری چہارم کو یہ درخواست دلوائی کہ اُن کی مملکت میں جتنے یہودی اور مسلمان ہیں سب کو جلاوطن کر دیا جائے کیونکہ وہ مذہب کو ناپاک اور اخلاق کو خراب کرتے ہیں۔ اس معاندت میں جو کچھ کمی رہ گئی تھی اُس کو جناب پوپ نے پورا کر دیا۔ پوپ یوجی نی اس چہارم نے سنہ ۱۴۴۲ء میں اور نکولس پنجم نے سنہ ۱۴۴۷ء میں

× Alonso de Espena.

Marfat.com

احکام دینی صادر کیئے جس میں سپین کے خوفناک قوانین کا بدترین عنصر موجود تھا۔ پھر پوپ سکسٹس چہارم نے ۳۱ مئی ۱۴۸۴ء کو ایک نیم سرکاری تحریر میں اس سے اظہار ناخوشی کیا کہ سپین، اور بالخصوص اندلشیہ میں احکام متذکرہ صدر کی تعمیل نہیں ہوتی۔ اس لئے انہوں نے تمام حکام و عمالِ دینی و دُنیاوی کو سختی کے ساتھ حکم دیا کہ اُن دینی احکام کی جو "ملعون" اقوام کے متعلق جاری ہوئے ہیں، فوراً تعمیل کی جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی عوام الناس کی مخالفت کا زیادہ رجحان یہودیوں یا یہودی نو عیسائیوں کی طرف رہا۔ ۱۴۴۹ء اور ۱۴۶۷ء میں طُلیطُلہ میں، ۱۴۷۰ء میں وے لے ڈالڈ اور قرطبہ میں، اور ۱۴۷۳ء میں سپین کے اور شہروں میں خوں فشاں فسادات ہو گئے اُن میں مدجلین سے کچھ سروکار نہیں رکھا گیا یہ صحیح ہے کہ الفانسو ڈی بورجا اسقف بلنسیہ (از ۱۴۲۹ء تا ۱۴۵۵ء) جو پوپ کیلکسٹس سوم کے لقب سے تختِ پاپائی پر بیٹھے شاہ جُوان ثانی والیِ ارغون پر یہ زور ڈالتے رہے کہ مدجلین کو صوبہ بلنسیہ سے نکال دیا جائے۔ اسقف مذکور کے ساتھ کارڈینل جُوان ڈی ٹور کو میڈا بھی شریک تھے۔ ان دونوں نے مل کر بادشاہ کے دل پر وہ اثر ڈالا کہ وہ اُن کے مشورہ پر کاربند ہونے کے لیے تیار ہو گئے؛ یہاں تک کہ مدجلین کے نماج البلد ہونے کی ایک تاریخ بھی مقرر ہو گئی مگر جب انہوں نے اس مسئلہ پر اچھی طرح غور کیا تو اس سے باز رہے۔ لیکن مسلمانوں پر جو بہت بڑی مہربانی کی گئی وہ اس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ۱۴۸۰ء میں ملکہ ازابیلا نے یہ حکم دیا کہ اندلسیہ سے جہاں یہودیوں کی آبادی زیادہ تھی، یہودی جلاوطن کر دیئے جائیں، البتہ اگر وہ عیسائی ہو جائیں تو اُن کو رہنے دیا جائے۔ ۱۴۹۲ء میں فرڈی نینڈ نے بھی حکم ارغون میں جاری کیا۔ سنا گیا ہے یہ احکام اس غرض سے جاری کئے گئے تھے کہ کچھ زرِ نقد یہودیوں کی جائدادیں فروخت کر کے ہاتھ لگ جائیگا، کیونکہ اُن احکام پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ مدجلین کے خلاف بھی ایسا ہی حکم جاری نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ بڑا ... جا چکا ... محفوظ رہ سکتے تھے۔ اور اگر کوئی حکم اُن کے

Marfat.com

خلاف جاری بھی ہوتا تو وہ یہ عذر کر سکتے تھے کہ اُن معاہدات کے موافق اُن کو حق توطن حاصل ہے، اور اُن کا مذہب کسی قسم کی دست اندازی سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ برخلاف اس کے نہ یہودیوں کو کوئی حق حاصل تھا، نہ کوئی رعایت؛ حتےٰ کہ اُن کا توطن بھی بادشاہ وقت کی رائے پر منحصر تھا۔ سب سے بڑی مصیبت تو سنہ ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں سے غرناطہ کے فتح کرنے کے بعد آئی؛ اس فتح کی خوشی میں یہ خیال آیا کہ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا جائے؛ چنانچہ نہایت بے انصافی کے ساتھ جبراً ان کو نکال دیا گیا، اور ملک سپین سے کئی لاکھ نہایت ذہین اور جزرس رعایا نکال باہر کر دی گئی*۔

طبیعت انسانی کا تناقض شاید اس سے زیادہ کبھی ظاہر نہ ہوا ہوگا کہ ایک طرف تو سپین کے مذہب کو بے غل وغش رکھنے کے لئے یہودیوں کو نکالنے میں فوری جبر و تشدد اختیار کیا جاتا ہے، دوسری طرف فرڈی نینڈ اور ازابیلا سلطنت غرناطہ کو بتدریج سنہ ۱۴۸۲ء سے لے کر سنہ ۱۴۹۲ء تک دس برس کے عرصہ میں لڑ لڑ کر فتح کرتے ہیں؛ معاملہ فتح میں وہی پرانی روائتی تدبیر اختیار کی جاتی ہے، جنگ میں بے انتہا سختی کی جاتی ہے، شہروں پر بزور شمشیر قبضہ کیا جاتا ہے، یا وہاں کے باشندوں کو اتنا تنگ کیا جاتا ہے کہ وہ خود ہی اپنے آپ کو اپنے دشمن کے سپرد کر دیں۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا ہر وقت اس پر آمادہ رہتے تھے کہ جو معاہدات کئے جائیں اُن میں نہایت فیاضانہ رعائتیں دی جائیں۔ مسلمان اپنے بادشاہوں کو عُشر ادا کیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۴۸۷ء میں پوپ سکسٹس چہارم نے یہ حکم دیا کہ یہ عُشر اب اُن کو ادا کیا جائے جس کے یہ معنی تھے کہ گویا ممالک مفتوحہ کلیسا کی ملکیت تھی۔ اس حکم کے برخلاف

---

* سنہ ۱۴۹۲ء میں جو یہودی سپین سے نکالے گئے ان کی تعداد آٹھ لاکھ یا اس سے کچھ کم بتلائی جاتی ہے۔ آئی سی ڈور لوئب نے عیسائی اور یہودی تحریرات سے سخت کند و کاوش کے بعد یہ تعداد قرار پائی ہے:-

جلاوطن	۱۶۵۰۰۰	(ایک لاکھ پینسٹھ ہزار)
جلاوطنی کے خوف سے عیسائی ہو گئے	۵۰۰۰۰	(پچاس ہزار)
مر گئے	۲۰۰۰۰	(بیس ہزار)
کل	۲۳۵۰۰۰	(دو لاکھ پینتیس ہزار)

(مصنف)

Marfat.com

فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے یہ عذر کیا کہ اگر اس میں مسلمانوں پر زیادہ سختی ہوئی تو وہ ان کو مجبور نہیں کرسکتے کہ وہ اس سے زیادہ روپیہ ادا کریں جو وہ اپنے بادشاہوں کو ادا کرتے تھے۔ ہر ایک معاہدہ میں ہمیشہ یہ شرط ہوتی رہی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے زیادہ محاصل ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا جتنا کہ وہ پہلے ادا کرتے رہے ہیں، نیز یہ کہ اگر سلطنت کو یہ عشر نہ ملا تو پھر کوئی ایسا ذریعہ نہ رہیگا کہ مفتوحہ شہروں میں فوج محافظ رکھی جاسکے۔ ان دونوں نے یہ بھی کہا کہ ارغون اور بلنسیہ میں یہی طے ہوا ہے، اور اسی بنا پر انہوں نے پوپ سکسٹس سے یہ درخواست کی کہ اسی اصول پر غرناطہ میں بھی عمل کیا جائے۔ پوپ نے اس کو مان لیا، اور تمام اہالی کلیسا کے نام حکم جاری کردیا کہ مسلمانوں کے عشر پر وہ اپنا دعوی نہ کریں۔ چنانچہ جب ۱۴۸۹ء میں سلطان ٹرکی نے پوپ سے یہ شکایت کی کہ غرناطہ کے علاقے کو عیسائی فتح کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس پر توجہ دلائی کہ اُن کی سلطنت میں بہت سے مسیحی رہتے ہیں، جن کا دین بالکل محفوظ ہے، اور یہ دھمکی دی کہ اگر جنگ موقوف نہ کی گئی تو وہ مجبور ہو کر اپنی عیسائی رعایا سے اس کا انتقام لینگے۔ اس کا فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے یہ جواب دیا کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزیں ہی کو لینے کی کوشش کر رہے ہیں، نیز یہ کہ جتنے مسلمان اُن کی مملکت میں ہیں اُن کے مذہب اور جان کی پوری حفاظت کی جاتی ہے۔

یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ مسامحت کا نتیجہ تھا کیونکہ جب موقع آیا تو کوئی خونخواری اُن کی مذہبی دیوانگی سے زیادہ سخت نہ تھی۔ ان ہی دونوں نے جب اگست ۱۴۸۷ء میں ملاغہ کو تمام مہینہ کے سخت مقابلہ و مقاتلہ کے فتح کیا ہے تو جتنے عیسائی مرتد وہاں ملے سب کو تختہ ابدا دے دے کر مارا، جتنے نو عیسائی تھے سب کو جلا دیا اور جتنے باشندگان شہر تھے سب کو غلام بنالیا۔ ملکہ ازابیلا کے خاص خزانچی ابراہیم یہودی نے بیس ہزار ڈوبلاس* دے کر ساڑھے چار سو یہودیوں کو چھڑوا لیا۔ رہ گئے مسلمان، ۴ ستمبر کو ایک فرمان شاہی نافذ ہوا کہ وہ صرف

---

* ایک سپینی سکہ تھا۔ اس کا چلن اب نہیں رہا۔ (مترجم)

Marfat.com

اس شرط پر چھوڑے جا سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مال کے عوض تیس ڈوبلاس فی کس ادا کریں۔ اس خون بہا کے ادا کرنے میں نہ عمر کا کوئی لحاظ تھا نہ پیشہ کا جس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص مستثنےٰ نہ تھا؛* زر خون بہا کی ادائگی کے لئے اُن کو بطور یرغمال ضمانت کچھ آدمی بادشاہ کے پاس بھیجنے پڑے؛ جو لوگ کہ ملک بربر میں جانا چاہتے تھے اُن کو خرچ شاہی پر وہاں پہنچانے کا وعدہ کیا گیا؛ جو باقی رہ گئے اُن کو اجازت تھی کہ سوا صوبہ غرناطہ کے جہاں چاہیں چلے جائیں، اور اس غرض کے لئے اُن سے حفاظت اور آزادی کا اقرار کیا گیا +

جیسے جیسے لڑائی خاتمہ کے قریب آتی جاتی تھی شرائط معاہدہ میں پُرانے معاہدات کی نسبت اَور بھی زیادہ فیاضی دکھلائی جاتی تھی۔ ۷ دسمبر ۱۴۸۹ء کو اہالی پورچینا نے اپنے آپ کو اور المنذور اجیسی اہم وادی اور سیرا ڈی فلابرس کو حوالہ کیا ہے تو وہاں کے باشندوں سے ایک معاہدہ کیا گیا؛ جس کے موافق تمام رعایا، تمام حکام اور فقہاء کو شاہی حفاظت وحمایت میں لے لیا گیا؛ تمام مدجلین، جو یہاں کے باشندوں کی کمک کے لئے آئے تھے؛ مع اپنے احمال و اثقال کے آزادی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں؛ جو مال ومتاع یہاں اُن کے ہاتھ آیا تھا اور جسے وہ اپنے ساتھ لے جا رہے تھے؛ اس کا کوئی جائزہ نہیں لیا جائیگا۔ ان میں سے بعض کو ملک بربر تک مع اُن کے دوستوں اور رفیقوں کے مفت پہنچا دیا جائیگا۔ ان کو یہ اجازت ہے کہ جب چاہیں چلے جائیں؛ مسلمانوں کو حاکم دیوانی وفوجداری مقرر کیا گیا۔ اُن کو یہ اختیارات دئے گئے کہ جتنے مقدمات مابین رعایا شہر اور عیسائیوں کے ہوں اُن سب کی سماعت وفیصلہ کریں۔ بارہ ہزار ریال اُن ایک سو بیس قیدیوں کا خونبہا دینے کا اقرار کیا گیا جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے؛ یہ وعدہ کیا گیا کہ جو لوگ عیسائی ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں اُن کو پھر عیسائی ہونے پر مجبور نہ کیا جائیگا؛ یہ اقرار کیا گیا کہ اُن لوگوں سے اُس سے زیادہ ٹیکس نہ لیا جائیگا جتنا کہ وہ بادشاہ غرناطہ کو دیتے تھے؛ اُن کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اپنے

---

* اس کی تفصیل اخبار الاندلس میں ملاحظہ ہو۔ بقول مسٹر سکاٹ یہ بھی سخت چالاکی اور بے ایمانی تھی۔ (مترجم)

Marfat.com

ہی قانون اور اپنے ہی مذہب کے پابند رہیں، اور کتاب و سنت کے موافق اُن کے مقدمات فیصل کئے جائیں، اس معاہدہ میں یہ بھی درج تھا کہ اُن کے مکانات میں کوئی شخص بجبر داخل نہیں ہوگا، نہ اُن کا کوئی مکان سپاہیوں کے لئے لیا جائیگا؛ یہ اقرار تھا کہ وہ اپنے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ میں رکھیں؛ اُن کو خاص قسم کا بِلّا لگانے پر کبھی مجبور نہ کیا جائیگا؛ سب سے آخر یہ کہ اراضی علاقہ قبضہ شاہی سے نکال کر کسی اَور کو نہ دی جائیگی۔ یہ معاہدہ بحلف شدید لکھا گیا تھا اور اس پر خود بادشاہ مسیحی کے ایمان اور قول کو گواہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور معاہدہ ۱۱ فروری سنہ ۱۴۹۰ء کو اُس وقت لکھا گیا جب شہر المیریا نے اپنے آپ کو تفویض کیا؛ اسی معاہدہ کی شرائط بعد کو تمام مفتوحہ علاقوں پر حاوی کی گئیں۔ یہ مفصلہ بالا عہدنامہ سے بھی زیادہ فیاضانہ تھا، اس میں، علاوہ اُن شرائط کے جو اُوپر لکھی جا چکی ہیں، نئے مدجلین پر سے بھی وہ بار اُٹھا لئے گئے جو خود اُن کے بادشاہوں نے ڈالے تھے۔ نیز یہ کہ مسلمانوں کی وہ اولاد جو عیسائی عورتوں سے ہو اُسے یہ رعایت دی گئی کہ وہ بارہ برس کی عمر پر پہنچ کر جس مذہب کو چاہیں اختیار کریں؛ کوئی یہودی یا نو عیسائی کبھی اُن پر حاکم نہ بنایا جائیگا؛ کوئی عیسائی کبھی اُن کی جامع مسجد میں داخل نہ ہوسکیگا؛ مفرور مسلمان غلام، جو بازیا وادیش میں آئیگا وہ آزاد سمجھا جائیگا؛ مسلمانوں کے جو غلام ملک بربر میں ہونگے اُن پر آقاؤں کے حق مالکانہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا۔ اس معاہدہ میں یہودیوں کو بھی شامل کر لیا گیا تھا؛ وہ بھی مدجلین کے مساوی قرار دئے گئے تھے بشرطیکہ وہ غرناطہ کے باشندے ہوں؛ اگر وہ عیسائی ہو کر پھر گئے ہوں تو ایک سال کے اندر یا تو وہ پھر عیسائی ہو جائیں ورنہ افریقیہ چلے جائیں۔

جو تفصیل معاہدات کے اُوپر بیان ہو چکی ہے اُس سے یہ معلوم ہوگا کہ مفتوحہ مسلمانوں کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ جو حقوق و مراعات اُن کو اپنے بادشاہوں کی طرف سے حاصل تھے وہ اس سے مستفیض رہینگے لیکن جب غرناطہ کے تفویض ہونے یا ابو عبداللہ کے تخت چھوڑنے اور تمام سرزمین سپین پر عیسائیوں کے قبضہ ہونے کا وقت آیا تو اَور بھی زیادہ رعائتیں عطا فرمائی گئیں۔

Marfat.com

یہ معاہدہ بھی مورخہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۴۹۱ء سے حلفی تھا' اور تین روز کے بعد لکھا گیا تھا۔ اس کے چالیس روز کے بعد شہر تفویض کیا جانے والا تھا۔ یہ عہدنامہ فرڈی نینڈ ازابیلا اور اُن کے بیٹے' اِن فینٹے جُوان کی طرف سے تھا اور اس میں اپنی اولاد اور جانشینوں کو بھی پابند کیا گیا تھا' اس میں تمام مسلمانوں کو اپنی معمولی رعایا قرار دیا گیا تھا' جو بادشاہ کی زیر حمایت تھی؛ اُن کو اپنی اراضی پر قبضہ دائمی دیا گیا' ہر قسم کے جبر و ظلم سے انہیں محفوظ رکھا گیا۔ اور اُن کی وہی عزت و توقیر قائم رکھی گئی جو عام رعایا کی ہوتی ہے۔ اُن کی عادات اور رسم و رواج سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جانے والا تھا: جو لوگ کہ ملک بربری جانے والے تھے اُن کو اجازت تھی کہ وہ اپنی اراضی کو فروخت کر جائیں' یا اپنے مختاروں کے ہاتھ میں چھوڑ جائیں' تین برس کے اندر اندر اگر وہ ملک چھوڑنا چاہیں تو اُن کا خرچ سلطنت کے ذمہ رکھا گیا' اس کے بعد وہ خود اپنا خرچ برداشت کریں۔ اُن کو کبھی خاص قسم کا بلّا پہننے کا حکم نہ دیا جائیگا' نہ یہودیوں کو اُن پر کوئی حقوق حاکمانہ دئے جائینگے' نہ وہ (یہودی) محصل مقرر کیے جائینگے۔ مساجد پر اُن کا قبضہ برابر رہیگا اور اُن میں کوئی عیسائی داخل نہ ہو سکیگا۔ جن مقدمات میں کہ دونوں فریق مسلمان ہوں اُس کا فیصلہ شرع شریف کے موافق ہوگا' اور جس میں ایک فریق مسلمان اور دوسرا عیسائی ہو' وہ ایسی عدالت میں پیش ہوگا جس میں ایک عیسائیوں کا قاضی ہو' دوسرا مسلمانوں کا۔ عیسائیوں کے جو مسلمان غلام غرناطہ بھاگ آئے ہیں اُن کو پھر واپس لینے کا دعوےٰ نہ کیا جائیگا۔ لگان اس سے زیادہ نہ لگایا جائیگا جو بادشاہان اسلام کو دیا جاتا تھا۔ جو لوگ کہ ملک بربریں بھاگ گئے تھے اُن کو تین برس کی میعاد واپس آجانے کے لئے دی گئی' وہ اس عرصہ کے اندر اگر آجائیں تو اُن تمام رعائتوں سے مستفیض ہو سکینگے۔ اُن کو پوری اجازت تھی کہ ملک بربری نیز تمام مقامات واقعہ قشتالہ و اندلسیہ کے ساتھ تجارت کریں' اُن کو اُس سے زیادہ محصول نہ دینا پڑیگا جو عیسائی ادا کرتے تھے' نومسلم عیسائیوں کے ساتھ کسی طرح کی بدسلوکی' قولاً یا فعلاً' نہ کی جائیگی' جو عیسائی

عورتیں مسلمانوں کے نکاح میں ہیں اُن کو اختیار ہے کہ جو مذہب چاہیں رکھیں، مسلمان اگر کسی کو نومسلم بنانے کے لئے ترغیب دیں تو اُن کو نہ روکا جائیگا، جو مسلمان عورت کسی عیسائی کی محبت کی وجہ سے اپنا دین بدلنا چاہیگی اُس کو ایسا کرنے کی اجازت نہ ہوگی کہ جب تک وہ عیسائی اور مسلمان قاضیوں کے سامنے اپنا بیان نہ دیدے اگر وہ اپنے ساتھ کوئی چیز لے گئی ہو تو اس سے واپس دلادی جائیگی اور اس کو سزا دی جائیگی۔ تمام عیسائی قیدی بغیر زر فدیہ کے چھوڑ دئے جائینگے اسی طرح تمام مسلمان قیدی جو قشتالہ اور اندلسیہ میں ہونگے بغیر خونبہا کے آزاد کئے جائینگے۔ مساجد، مدارس اور اوقاف کی آمدنیاں جمع کرکے فقہا کو دی جائینگی، جو گورنر یا حکام نئے بادشاہ مقرر کرینگے اُن کو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمانوں سے نرمی اور محبت کے ساتھ پیش آئیں، اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو اُن کو وہ سزائیں دی جائینگی جن کے وہ مستحق ہوں۔ ان شرائط سے بھی جو احتیاط اور تفصیل کے ساتھ مرتب کی گئی تھیں، مسلمانوں کو پوری تسلی نہیں ہوئی۔ اس پر فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے ۲۹ نومبر کو ایک اور عہدنامہ لکھا اور اس میں خدا کی قسم کھائی کہ تمام مسلمانوں کو اپنی زمینوں پر کام کرنے یا تمام ممالک سپین میں اپنے نفع کے لئے کاروبار کرنے کی پوری آزادی رہیگی۔ وہ اپنے مراسم مذہبی آزادی کے ساتھ ادا کرسکینگے مساجد حسب دستور سابق اُن کے قبضہ میں رہینگی جو لوگ اپنی جائداد فروخت کرکے بربری جانا چاہینگے اُن کو اجازت ہوگی۔

ان کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے کس احتیاط کے ساتھ اپنی دینی آزادی قائم رکھا اور کیتھولک بادشاہوں (فرڈی نینڈ اور ازابیلا) نے حقوق مذہبی کو حقوق ملکی کے کس قدر ماتحت کردیا۔ اگر ان معاہدات پر پوری طرح عمل کیا جاتا اور ان کا نقض نہ کیا جاتا تو ملک سپین کا مستقبل موجودہ حالت سے بالکل جُداگانہ ہوتا، مسلمانوں اور عیسائیوں میں ربط و ضبط دوستانہ بڑھ جاتا اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کا دین خودبخود اُس ملک سے مفقود ہو جاتا۔ چونکہ یہ لوگ فنون صلح وجنگ میں بہت بڑے ماہر تھے، اور عیسائیوں پر اس خصوص میں ہر طرح کا تفوق رکھتے تھے، سلطنت

Marfat.com

سپین کی دولت و شوکت کو قیام و دوام ہوتا لیکن یہ بات تو اُس زمانہ کے خیالات و جذبات کے بالکل خلاف تھی، دینی جنون اور لالچ ظلم و تشدّد کا باعث ہوئے اور قشتالی غرور نے مسلمانوں کی وہ اہانت کی جو سخت ہی تلخ تھی۔ دونوں اقوام کی کشیدگی منافرت یوماً فیوماً بڑھتی اور اُن کے درمیان جو خلیج تھی وہ دن بہ دن ناقابل عبور بنتی چلی گئی، یہاں تک کہ حالت ناقابل برداشت ہو گئی اور اس مرض کا جو کچھ علاج کیا گیا اُس نے سپین کے صلاح و فلاح کو لولا لنگڑا کر دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً تو یہ نیت رہی کہ ان معاہدات کی ایمانداری اور نیک نیتی کے ساتھ پابندی کی جائے۔ چنانچہ جب فرڈی ننیڈ اور ازابیلا غرناطہ سے جاتے ہوئے یہ ہدایت کرتے گئے کہ ان معاہدات کی پابندی میں رفق و ملاطفت کو ملحوظ رکھا جائے اور مصالحت و مسالمت اور عیسائی اور مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کو نصب العین بنایا جائے۔ اینگو لوپیز ڈی مینڈوزا* کاؤنٹ آف ٹینڈلا (جو بعد میں مارکوئیس آف مدجلین ہوئے) کو گورنر مقرر کیا گیا، اور اُن کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اسی پالیسی پر کاربند رہیں۔ جو مسلمان کہ بربری جانا چاہتے تھے اُن کے لئے فوراً انتظام کر دیا گیا، اور بکثرت مسلمان جن میں بہت سے اُمرا بھی شامل تھے، چلے بھی گئے۔ ۱۴۹۳ء کی ایک عرضداشت موسومہ شاہ فرڈی ننیڈ اور ازابیلا میں یہ اطلاع دی گئی کہ خاندان ابو سراج کے تمام آدمی چلے گئے اور علاقہ الفجارہ میں بہت ہی کم آدمی سوا مزدوروں اور کسانوں کے رہ گئے ہیں۔ اس ہجرت کے جاری رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے آقاؤں کی نیک نیتی پر اعتماد نہیں تھا۔ ۱۴۹۵ء میں فرڈی ننیڈ نے اپنے ایک خط میں یہ لکھا تھا کہ یہ ہجرت اب بھی جاری ہے اور وہ خود یہ چاہتے ہیں کہ اس میں ترقی ہو۔ بہرکیف اگر وہ اپنی رعایا کو اس نظر سے دیکھتے تھے کہ یہ لوگ رکھنے کے قابل نہیں ہیں، تو اس کے معنی تھے کہ وہ مدجلین کی آبادی کو بڑھانا چاہتے ہیں، یاد ہوگا کہ یہ وہ فرقہ ہے کہ جو کئی نسلوں تک متواتر عیسائیوں کے ساتھ مخلوط تھے اور اپنی حالت اور حیثیت پر قانع

* Inigo Lopez de Mendoza

13173

Marfat.com

وصابر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ملک کے لئے نہایت مفید فرقہ تھا جیسے ہی مینوایل پرتگالی نے یہ حکم دیا کہ سلطنت پرتگال سے تمام مسلمان نکل جائیں تو فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے ایک فرمان جاری کیا کہ ان لوگوں کو مع اپنے تمام احمال و انتقال کے سپین میں آنے کی اجازت ہے اُن کو اختیار ہے کہ خواہ وہ یہاں کی سکونت اختیار کرلیں یا کہیں جانے کے لئے ملک میں سے گزر جائیں۔ کہیں اور جانے کی صورت میں وہ سونا، چاندی یا وہ چیزیں جن کی برآمد یہاں سے ممنوع ہے، اپنے ساتھ نہ لے جا سکینگے۔ یہ سب لوگ زیر حمایت و حفاظت شاہی لے لئے گئے تھے، اور تمام رعایائے سپین کو حکم دیا گیا کہ کسی طرح اُن سے متعرض نہ ہوں*

یہ امر دیکھنے اور مقابلہ کرنے کے قابل تھے کہ ایک طرف تو ایک بادشاہ کی طرف سے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے، اور دوسری طرف دوسرا بادشاہ (فلپ سوئم) وہ کارروائی کرتا ہے جو ایسی احمقانہ ہے کہ اُس کے اثر سے دوست اور وفادار رعایا دشمن بن جاتی ہے معاہدات غرناطہ کی عہد شکنی سے یہ سوء تدبیری شروع ہوگئی تھی۔ ابو عبداللہ کو اتنی عقل ضرور تھی کہ وہ عیسائیوں کا اعتبار نہ کرتے تھے، اور یہ چاہتے تھے کہ ان معاہدات کی تصدیق پوپ کردیں، مگر انہیں مجبور ہوکر اپنے اس مطالبہ سے باز رہنا پڑا[x] نقض عہد اس طرح شروع ہوا کہ ڈان پیڈرو وینے گاس[1] کو جو نو عیسائی تھا، فوجی افسر مقرر کیا گیا۔ وہ پہلی ہی مرتبہ شہر کی گلیوں میں نکلے تو مسجد طنابین کو سین جوآن ڈی لوس ریس[2] کا گرجا بنا لیا۔ اتنا ہی غنیمت ہے کہ ہرنینڈو ڈی زفرا[3] بادشاہ کے سکرٹری نے جو ان معاہدات کی صحیح تاویل کرنے پر مقرر ہوئے تھے

---

* جب ۱۴۹۶ء میں عیسائی بادشاہوں کے کہنے سے مینوایل نے پرتگال سے تمام یہودیوں اور مسلمانوں کو جو وہاں تھے اخراج کا حکم دینے سے انکار کیا تھا، نکالا ہے تو انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ یہودی اپنی اولاد کو جو چودہ سال سے کم تھی اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ ان بچوں کو رخصت کرنا ایسا دلدوز نظارہ تھا کہ بہت سے عیسائیوں کو بھی رحم آگیا اور وہ رو پڑے۔ مینوایل نے اس حکم سے مسلمانوں کو مستثنے رکھا کہ اس کو یہ خوف تھا کہ جو عیسائی مسلمان بادشاہوں کے ملک میں ہیں اُن سے اس کا انتقام لیا جائے (مصنف بسند ڈیہو ڈی گو میش)

x مجبوری یہ تھی کہ ابو عبداللہ کے مسلمان وکیل نے انہیں دھوکا دیا۔ (مترجم)

1. Don Pedro Venegas 2. San Juan de los Reyes
3. Hernando de Zafra

نہ چلنے دیا کہ مدارس اور شفاخانوں کی آمدنیوں کو ضبط کرلیا جائے اور قشتانہ کا قانون جاری کیا جائے؛ لیکن اس پر بھی یہ ہوا کہ علاوہ اس دس فیصدی کے جو وہ اپنے بادشاہ کو ادا کرتے تھے اُن پر ساڑھے دس فیصدی اور محصول لگا دیا۔ آزار پہنچانے کے لئے ایک اور تدبیر یہ کی گئی کہ تحصیل وصول کا اجارہ مسلمان محصلین کو دیدیا گیا جو اپنے محکوموں کی حیثیت سے واقف تھے اور جن کی طمع و آز کی وجہ سے تحصیل کا کام سخت تکلیف دہ ہوگیا۔ اسی پر بس نہیں ہوا خزانہ شاہی نے اس روپیہ میں سے بہت کچھ بچایا جو مسلمانوں کے فریقیہ جانے میں خرچ ہونے والا تھا۔

یوں یکے بعد دیگرے وہ تمام وعدے بلکہ ضمانتیں جو معاہدات میں کی گئی تھیں ان فاتحین کی ضرورتوں کے مقابلہ میں ایک بے حقیقت اور بیکار بہانہ ثابت ہوئیں۔ جہاں تک کہ دنیاوی اغراض و مقاصد کا تعلق ہے یہ تینیں ہرگز قابل اعتماد نہ تھیں لیکن اب تک عیسائی بادشاہوں نے مذہبی معاملات میں اپنے قول و اقرار کا احترام کیا تھا۔ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ وہ اس دباؤ کا کب تک مقابلہ کرتے رہینگے کہ ملک بھر میں ایک ہی مذہب ہونا چاہئے۔

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء

Marfat.com

تعلیقات باب اوّل

(۱) میں نے Excommunication کا ترجمہ کلیسا سے خارج کردیا جاتا کیا ہے۔ اس رسم کی تفصیل مسٹر سکاٹ نے کی ہے۔ یورپ میں یہ رسم رومیوں کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ وہ اپنے مذہب کے مجرمین کو اپنے بت خانوں میں داخل ہونے سے منع کردیتے تھے۔ یہودیوں کے یہاں یہی رسم ہے۔ اور اُس کی تین قسمیں تھیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ مجرم کو اپنے معبد میں تیس روز کے لئے نہیں آنے دیتے تھے۔ دُوسرا درجہ یہ ہے کہ تیس روز تک وہ کسی معبد میں داخل ہو نہ کوئی کسی شخص سے ملنے پائے بعض وقت اس کی منادی کردی جاتی تھی۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ شخص ہمیشہ کے واسطے نہ کسی معبد میں جائے نہ دینی معاملات سے کوئی تعلق رکھے نہ اُسے کوئی حقوق حاصل رہتے تھے اس کے علاوہ اس پر سخت ترین لعنت بھیجی جاتی تھی اور اُس کو خدائے تعالٰے کے قہر کے حوالے کردیا جاتا تھا۔ یہودیوں کے یہاں کوئی بات ہو تو پھر بھلا عیسائی کیونکر بچے رہ سکتے تھے۔ اُن کے یہاں بھی قدیم الایام سے یہ رسم چلی آتی ہے۔ عہد جدید سے اس کا جواز نکال لیا گیا ہے۔ ان کے یہاں دو صورتیں ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ مجرم عشاء ربانی کی میز پر نہیں بیٹھ سکتا، اور کلیسا کی کسی رسم میں شامل نہیں ہوسکتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اصل الاصول مذہب سے منکر ہو (مثلاً پروٹسٹنٹ) تو اُس کا تعلق کلیسا سے بالکل توڑ دیا جاتا تھا۔ جرم کی معافی کے لئے سخت ترین مجاہدات دینی اور علی رؤس الاشہاد کو اپنے گناہ کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔ پھر بھی اُن کے گناہ یا تو مرتے وقت معاف ہوتے تھے یا کسی "شہید" کی سفارش سے۔ پہلے تو حقوق ملکی بالکل سلب نہ کئے جاتے تھے بعد میں تو یہ حقوق بھی سلب کرلئے جاتے تھے اور وہ کسی عہدہ پر بحال نہیں رکھے جاتے تھے پہلے تو تمام کلیسا کے ممبر جمع ہو کر خارج کرتے تھے۔ بعد میں یہ اختیارات اُسقف کو دیدیئے گئے۔ پھر جناب پوپ کا حق خاص قرار پاگیا بس پھر کیا تھا ہر قسم کی رنگینی کے لئے سالا ہاتھ آگیا۔ حیوانات سے لے کر جمادات تک "خارج" اور "ممنوع" ہونے لگے کبھی ایک ہی فرد "خارج" ہوا کبھی کسی فرقہ کی شامت آئی، کبھی ملک بھر کی مصیبت نے گھیرا۔

Marfat.com

یہ رسم عجیب لطف سے ادا ہوتی ہے (تفصیل اخبار الاندلس میں ملاحظہ فرمائیے) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص یا اشخاص کسی عیسائی سے نہیں مل سکتا کوئی کام نہیں کر سکتا کوئی عہدہ نہیں پا سکتا۔ ۱۸۰۹ء میں نپولین اول خارج کیا گیا اور ۱۸۶۰ء میں وکٹر ایمانوئیل بادشاہ اٹلی مگر دونوں نے پرواہ تک نہیں کی جناب پوپ نے بھی یہ عقلمندی کی تھی کہ ان دونوں کا نام نہیں لیا تھا بلکہ یہ کہا کہ وہ لوگ جو پوپ کے مقدس مقامات پر حملہ کرتے اُس کے حقوق پر دست درازی کرتے یا اُن کے آزادانہ اختیارات پر پابندیاں عاید کرتے ہیں وہ خارج ہیں۔ پوپ انوسینٹ سوم کا یہ فتوے تھا کہ "خارج شدہ لوگوں کے تمام حقوق سلب ہو جاتے ہیں وہ کسی عہدہ پر قائم نہیں رہ سکتے نہ اُن کے قبضے میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ رہنے دی جا سکتی ہے" اتنا غنیمت ہے کہ جب کوئی بادشاہ "خارج" کیا جاتا ہے تو اُس کی رعایا محفوظ رہتی ہے۔ جناب پوپ کے یہ اختیارات نہ تھے بلکہ اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی تھی پوپ نے کسی کو بھی نہ چھوڑا نتیجہ یہ ہوا کہ اب اس تلوار میں کاٹ ہی نہیں رہی۔ جہاں اسلام کے طفیل میں اور ہزاروں اصلاحیں ہوئیں وہاں پروٹسٹنٹ مذہب بھی پیدا ہوا۔ اس نے بھی "خارج کرنا" جاری رکھا، مگر اُس میں کوئی سختی نہیں رہی (مترجم)

(۲) میں نے Interdict کا ترجمہ "ممنوع" قرار دیا ہے۔ رومن کیتھولک کلیسا میں ایک قسم کی سرزنش یا تاوان ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی جگہ یا مقام ممنوع قرار دیا جاتا ہے جو لوگ وہاں رہتے ہیں وہ بھی بلا استثنا اسی رگید میں آجاتے ہیں۔ دوم ذاتی یعنی کوئی شخص یا اشخاص یہ "ممانعت" اُسی تک محدود رہتی ہے، خواہ وہ کہیں رہیں۔ سوم مخلوط یعنی کسی شخص یا مقام کا ممنوع قرار دیا جانا۔ یہاں سے اگر کوئی باہر چلا جائے تو مصیبت اور آجائے تو شامت۔ یہ تاوان کلیسا کی عظمت قائم رکھنے کے لئے قائم ہوا تھا۔ مگر بعد میں تو یہ کمائی کا ذریعہ بن گیا۔ سکاٹ لینڈ، پولینڈ، فرانس، انگلستان سب ہی تو "ممنوع" قرار پا چکے ہیں ؞

عیسائیوں میں خارج کرنا اور ممنوع قرار دیا جانا ہوتا ہے۔ ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں حقہ پانی بند ہوتا ہے مسلمانوں میں سرے سے کافر بنا دیا جاتا ہے۔ نہ معلوم ان سب میں بڑھا ہوا کون ہے؟ (مترجم)

باب دوم

ششمینیس

فرڈی نینڈ اور ازابیلا ابھی اپنی مفتوحہ علاقوں پر پوری طرح قابض بھی نہ ہونے پائے تھے کہ دربار شاہی کے پرجوش پادریوں نے یہ تقاضا کرنا شروع کیا کہ ان دونوں کو شکرانہ الٰہی میں اپنی نئی رعیت کے سامنے یہ دو شرطیں پیش کرنی چاہئیں کہ یا تو وہ عیسائی ہو جائیں یا جلا وطن ہونا منظور کریں کسی نہ کسی طریقۂ استدلال سے انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ان شرائط کے پیش کرنے سے اُن معاہدات کا نقض نہیں ہوتا جو مسلمانوں سے کئے جا چکے ہیں۔ یہ دکھلا دینا تو بہت آسان تھا کہ اس ذریعے سے مسلمانوں کو نجات ابدی مل جائیگی اور ملک کو دائمی امن و امان حاصل ہو جائیگا مگر فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ عادل یا ایماندار تھے بلکہ اس لئے تھا کہ نئی رعایا کو ابھی تک پوری طرح سکون نہیں ہوا تھا اور سب لوگوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے تھے۔ اگر پادریوں کی راء پر عمل کیا جاتا تو از سر نو لڑائی شروع ہو جاتی۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ اُن کی نگاہ میں ابھی اور بھی فتوحات تھیں اسی لئے وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہتے تھے کہ جو ان کے صدق و صفا پر اضرار آمیز ہوتی۔ اور چونکہ نو عیسائی بنانے کا کام امید افزا طریق پر شروع ہو چکا تھا اس لئے اُن کو توقع تھی کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ انجام کو بھی پہنچ ہی جائیگا۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتداءً یہ دل خوش کن امید پیدا ہو گئی تھی کہ مسلمانوں پر دین جدید کا اثر

ہو جائیگا اور وہ اس کی گود میں آجائینگے۔ برنینڈو ڈی ٹلاویرا فرقہ جیرونی مائٹ کے پادری تھے وہی ملکۂ ازابیلا کا اعترافِ گناہ کرانے والے تھے۔ ملکہ ہی نے اُن کو اویلا کا اسقف بنا دیا تھا۔ محاصرۂ غرناطہ میں وہ ملکہ کے ہمرکاب تھے۔ جب شہر والوں نے اپنے آپ کو تفویض کیا ہے تو ٹلاویرا کو یہ خیال پیدا ہوا کہ تبلیغ مذہبی کے لئے ایک بہت بڑا میدان اُن کے سامنے ہے۔ اس لئے انہوں نے ملکہ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے عہدہ سے استعفا دے کر یہ مقدس کام شروع کریں۔ رُومی اور گاتھوں کے زمانہ میں غرناطہ ایک استقفیہ تھا پندرھویں صدی تک اُس کی یادگاریوں قائم رکھی گئی کہ کسی نہ کسی کو برائے نام اُسقف بنا دیا جاتا تھا۔ ازابیلا کو یہ مبارک خیال پیدا ہوا کہ وہاں پھر اُسقفیہ قائم کیا جائے اور ٹلاویرا کو وہاں کا اُسقف مقرر کر دیا جائے۔ انہوں نے بھی اس کو منظور کر لیا، مگر اس خیال سے کہ طمع و آز کا شائبہ بھی نہ ہو انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اُسقفیہ جدید کی آمدنی متوسط ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ان ہی کے خواہش کے موافق بیس لاکھ* مراودی کی جاگیر مقرر کی گئی جو استقفیہ اویلا** سے بہت کم تھی۔ ٹلاویرا سے بہتر انتخاب ہونا ناممکن تھا۔ وہ صحیح معنی میں حواریٔ مسیح تھے اُن کا جوشِ مذہبی مروت اور شفقت میں سمویا ہوا تھا۔ انہوں نے بہت جلد اپنے مقلدین کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اپنی ذاتی مشقت اور استقفیہ کی آمدنی سے محتاجوں کی مدد کی اور عملی طور پر کلامِ انجیل کی مثال قائم کر دی۔ چونکہ انہوں نے اصل و صحیح مذہب مسیحی کو مجسم کر کے دکھلا دیا اس سے مسلمانوں کے دل میں اُن کا احترام پیدا ہو گیا، اور لوگوں کو عیسائی بنانے کا جو کام انہوں نے اپنے ذمے لیا تھا اس میں کامیابی ہوتے نظر آنے لگی۔ انہوں نے اپنا تمام زندگی ہی اسی کو سمجھا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ تو خود بخود ہی اصطباغ لینے کے لئے آئے

---

* سپین کا ایک سکہ تھا۔ اب اس کا چلن نہیں رہا۔ (مترجم)

** اویلا کا اُسقفیہ کا سپین بھر میں کم آمدنی کا تھا۔ اس کی آمدنی آٹھ ہزار ڈوکیٹ تھی۔ استقفیہ غرناطہ کی آمدنی پانچ ہزار سے کچھ زیادہ قرار پائی لیکن ۱۵۲۰ء تک یہ دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ (مصنف)

Marfat.com

فقہا بخوشی خاطر اُن کا وعظ سُننے تھے؛ اُنھوں نے ایک مکان اس غرض سے علٰحدہ کر دیا تھا کہ جس کا جی چاہے اُن سے تعلیم حاصل کرے۔ اُنھوں نے نہ صرف اپنے ماتحت پادریوں کو عربی پڑھنے کا حکم دیا بلکہ خود بھی بڑھاپے میں اتنی عربی پڑھ لی کہ جو اُن کی ضرورت کی کفایت کرتی تھی؛ اور ایک عربی صرف ونحو اور لغات کی کتاب مرتب کی۔ اُن کی مسیحی شفقت ومحبت کی سرگرمی سے مسلمانوں کے سخت دل بھی پگھل گئے، اور نو عیسائیوں کی تعداد بہت سرعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ عقدہ جو سپین کے اہل سیاست کے سامنے اشکال کی صورت رکھتا تھا بآسانی حل ہو جائیگا۔ صدی کے آخر میں نو فی الحقیقت یہ معلوم ہونے لگا کہ عام طور پر لوگوں کا رجحان تبدیل مذہب کی طرف ہو گیا ہے۔ ارغون کے علاقہ میں ایک بڑا قصبہ کیسپے نامی تھا وہاں کے تمام مسلمان ۱۴۹۹ء میں عیسائی ہو گئے۔ اضلاع ٹیرول اور البراسین کے مسلمان بعد میں نہایت شورہ پشت اور ضدی مشہور ہو گئے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ۱۴۹۲ء میں ایک مسجد شالویث کا گرجا بنالی گئی تھی؛ مگر ۱۵۰۲ء میں یہاں کے تمام باشندے عیسائی ہو گئے، خواہ وہ چند ہی روز کے لئے ہوئے ہوں۔ اس خیال سے کہ نو عیسائیوں کو شوق پیدا ہو اور پادریوں کو تقویت ہو فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے ۳۱ اکتوبر ۱۴۹۹ء کو ایک فرمان جاری کیا جس کے موافق تمام مسلمان غلام جو عیسائی ہو چکے تھے آزاد کر دئے گئے، اور اُن کے آقاؤں کو خزانۂ شاہی سے معاوضہ دلا دیا گیا۔ اسی فرمان میں حکم تھا کہ مسلمان کا جو بچہ عیسائی ہو جائے وہ باپ کی جائداد میں سے حصہ پائیگا اور اس کے مرنے کے بعد اُس جائداد کا وارث ہو سکیگا، اقتباس [illegible] ہو چکی ہو۔

اس کے ساتھ ہی ایسی منحوس علامات پائی جاتی تھیں کہ اشاعت دین مسیحی کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں اس میں ترغیب کا دخل کم تھا اور ترہیب کا زیادہ۔ چنانچہ ۲۸ جنوری ۱۴۹۸ء کو فرڈی نینڈ نے محاسب اعظم کو ایک خط میں یہ لکھا کہ بلنسیہ کا حاکم محکمۂ احتساب وغیرہ از راہ تمرد اپنے اختیارات کو مسلمانوں پر [illegible] سے [illegible] کوشش کر رہا

ہے کہ مسلمانوں کو عربی لباس پہننے سے مانع آئے، حالانکہ اس کے متعلق قانون بالکل صاف اور ناطق ہے کہ اُس کو کسی ایسے شخص پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ جو عیسائی ہو کر زیر اقتدار کلیسا نہ آگیا ہو۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مذہب مسیحی کی توہین کرے یا کسی عیسائی کو مسلمان کرنے کی کوشش کرے تو اُس پر اُس کے محکمے کو اختیار حاصل ہو جائیگا۔ موجودہ صورت میں اگر حکام بلنسیہ کسی کو عربی لباس پہننے سے مانع آئیں تو اُن کا یہ فعل سراسر خلاف قانون ہے۔ ان حکام نے جو چند آدمیوں کو سیرا کی اُن عورتوں کے گرفتار کرنے کو بھیجا ہے، جو عربی لباس پہنتی ہیں، اور اُن کے حکم کی تعمیل نہیں کرتیں، یہ فعل اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے کیا گیا ہے۔ بہرکیف، جو لوگ کہ سیرا بھیجے گئے تھے اُن کو وہاں کے آدمیوں نے ذی اختیار تسلیم نہیں کیا، ان کے ساتھ بدسلوکی کی اور اُن عورتوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اس پر حکام احتساب ومحنہ نے یہ جبر کیا کہ وہاں کے اُن تمام باشندوں کو جو بلنسیہ آئے تھے، یا آنے والے تھے، گرفتار کر لیا۔ قریب تھا کہ وہ علاقہ غیر آباد ہو جائے اس حد سے زیادہ جوش مذہبی پر اُن کو بادشاہ نے سرزنش کی، اور یہ حکم دیا کہ آیندہ کے لئے وہ اعتدال کو زیادہ ملحوظ رکھیں لیکن جو کچھ بھی ہوا ہو، جن لوگوں نے کہ ان حکام کے احکام کی خلاف ورزی کی اُن کے سرگروہوں کو تین سال قید، ضبطی جائداد اور جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ اس کے متعلق بڑی طول طویل خط وکتابت ہوئی اور فرڈی نینڈ نے یہ قابل تعریف خواہش ظاہر کی کہ حکام محکمہ احتساب ومحنہ کو اپنی سختی میں بہت کمی کرنی چاہیئے ایک شخص گیلسران ڈی ابیلا* نے فراغہ کے مسلمانوں کی جائداد ضبط کر لی تھی، اور سرقسطہ کے مسلمانوں کو اس جرم میں تکالیف دی تھیں کہ انہوں نے ایک کنیزک کو، جو بورجا سے بھاگی تھی، پناہ دی تھی۔ ان دونوں معاملوں میں بھی فرڈی نینڈ نے متذکرہ بالا کارروائی کی۔ غرناطہ کی ایک اور بدبختی یہ ہوئی کہ ۱۴۹۹ء میں وہ محکمہ احتساب ومحنہ کے زیر اثر

---

* Galceran de Abella.

کر کے قرطبہ کی جماعت حکام کے ماتحت کر دیا گیا۔ اس سے زیادہ بدقسمتی یہ کہ ستمبر کو بدنام ڈ(۱)یگو* راڈریگیز لوسیرو قرطبہ کا حاکم محکمۂ احتساب محنہ مقرر ہوا۔ ۲۷ جولائی سنہ ۱۵۰۸ء کو اس کو کچھ رقم بطور حق المحنت نیز اس روپیہ کو پورا کرنے کے لئے عطا کی گئی جو غرناطہ وغیرہ کے دورے میں اس نے خرچ کیا تھا۔ ان علاقوں میں وہ اس لئے گیا تھا کہ اپنے محکمہ کو مرتب اور اپنے ماتحتوں کو مقرر کرے۔ اس شخص نے اپنی بے دھڑک کارگزاریوں کی وجہ سے بہت جلد شاہ فرڈی نینڈ کا انتہائی اعتماد حاصل کر لیا اس نے بہت سی ضبطیاں کیں۔ اس کی زندگی کا تار و پود نہایت شرمناک جعل و فریب اور بے رحمی کا تھا۔ سنہ ۱۵۰۶ء میں اسی کی عنایت سے قرطبہ میں بغاوت ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ موقوف کر دیا گیا۔ غرناطہ میں جو کچھ اصطباغ یافتہ یا غیر اصطباغ یافتہ مسلمانوں کے ساتھ اس نے کیا اس کی کوئی تحریری شہادت نہیں ملتی لیکن یہ معلوم ہے کہ اسقف ٹلاویرا جیسے شخص اور ان کے خاندان کو اس نے اس بیہودہ اور لاطائل جرم میں خوب ہی ستایا کہ وہ جادو کے ذریعہ سے تمام سپین کو یہودی بنانا چاہتے ہیں۔ یہ واقعہ خود اس امر کا شاہد ہے کہ کم درجہ کے لوگوں کو جن سے وہ ناراض ہو جاتا یا جن کا وہ دشمن بن جاتا اس کی ذات سے رحم کی کیا امید ہو سکتی تھی؟×

اس اثنا میں ٹلاویرا غریب کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ ایسے اسباب پیدا ہو رہے ہیں کہ جو اس کی آخری عمر کو تلخ کر دینگے۔ وہ بڑی سرگرمی کے ساتھ تبلیغ کا کام برابر کر رہے تھے اور اس خصوص میں ان کی کامیابی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا جولائی سے لے کر وسط نومبر سنہ ۱۴۹۹ء تک غرناطہ میں قایم رہے، بدقسمتی سے ان کے خیال تبلیغ کے کام کی ترقی کی رفتار تسلی بخش نہ تھی وہ دونوں چاہتے تھے کہ اس میں کسی طرح عجلت کی جائے، اس لئے انہوں نے طلیطلہ کے اسقف فرانسسکو⊗ خیمنیس

---

* Diego Rodriquez Lucero.

× اس شخص کے حالات اور اس کی کارروائیوں کو میں نے بتفصیل اس مضمون میں لکھا ہے جو امریکن ہسٹاریکل ریویو جلد دوم صفحہ ۶۱۱ پر چھپا ہے۔ (مصنف)

⊗ Francisco Ximenes de Cisneros.

افسوس ہے کہ مجھے سٹرلی کے اس مضمون تک دسترس نہیں ہوئی مگر میں اخبار الاندلس میں "ابلیس آدم رو" کے حالات لکھ آیا ہوں۔ (مترجم)

Marfat.com

ڈی سسنیروس کو جو اُس وقت القلعہ میں یونیورسٹی قایم کرنے میں لگے ہوئے تھے ٹلاویرا کی مدد کے لئے بلالیا۔ شیمینیس ایک عجیب غریب آدمی تھے سپین اُن کا بہت کچھ شرمندۂ احسان ہے مگر جس عہدے پر اُن کو مقرر کیا گیا تھا اُس کے وہ ہرگز قابل نہ تھے یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے وہ ناقابل تلافی نقصان پہنچایا کہ اُن کے احسانات سب بیکار گئے اِس میں کوئی کلام نہیں کہ شیمینیس کو کسی سے لگاؤ نہ تھا، نہ اُنکی شیفتگی مذہب میں جیسا کچھ بھی وہ اُسے سمجھتے تھے، شک شبہ کی گنجائش تھی مگر وہ جبار، سخت ضدی اور اس طبیعت کے آدمی تھے کہ کسی کو معاف کرنا جانتے ہی نہ تھے، اُن کے ایک مداح سوانح عمری نگار تک کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اُن کے مزاج میں اس درجہ تحکم اور جبر تھا کہ اپنے احکام کی تعمیل کرانے میں وہ ہمیشہ تشدد سے کام لیتے تھے۔ جب اُن پر غصہ کا جنون سوار ہوتا تھا تو اُن کے پاس پھٹکنا مشکل تھا، اس لئے وہ اکثر عقل سے کام نہ لیتے تھے بلکہ غصہ میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے۔ اس کی مثال غرناطہ کے تمام مسلمانوں کو یک لخت عیسائی بنالینا اور افریقیہ کو فتح کرلینے کی کوشش* ہے۔

یہ تھا وہ رفیق وجلیس جو ٹلاویرا جیسے مقدس آدمی کو ملا تھا، جن کی حلیم الطبعی کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ہر قوی آدمی کے سامنے اپنا سر جھکا دیتے تھے۔ چند روز تک تو یہ دونوں کامیابی کے ساتھ متفقاً کام کرتے رہے جب فرڈی ننینڈ اور ازابیلا غرناطہ چھوڑ کر اشبیلیہ جانے لگے تو دونوں یہ تاکید کرتے گئے کہ جو کچھ کریں نرمی کے ساتھ کریں، نیز یہ کہ کوئی ایسا فعل نہ کریں کہ بغاوت ہوجائے۔ شیمینیس نے اپنی عادت کے موافق نہایت گرمجوشی سے کام کرنا شروع کردیا۔ اُنہوں نے بیش قرار رقم قرض لے کر اُس کو اُن بڑے بڑے مسلمانوں پر خرچ کیا، جن کو وہ اپنے کام کا سمجھ چکے تھے، اسی رقم سے اُن کو ریشمین خلعت اور قرمزی ٹوپیاں عطا کیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان اس خلعت کو پہن کر فخر کرتے تھے ٹلاویرا کے ساتھ مل کر اُنہوں نے مسلمان فقہا اور واعظین کی جماعت سے ربط وضبط شروع کیا، اُنہیں دین

* شیمینیس کا جوش مذہبی اُن کی عقل پر جو پردہ ڈال دیتا تھا اُس کو دیکھنا ہو تو اس کو یاد کرنا چاہئے کہ اُنہوں نے ۱۵۰۶ء میں فرڈی ننینڈ، ہنری ہفتم اور مینویل والی پرتگال کو متحد کر کے صلیبی جنگ کی طرف مائل کرنے کا قصد کرلیا تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

مسیحی کی تلقین کی اور ان میں سے اکثروں کو اپنے اپنے مقلدوں کو دین حقہ (مسیحیت) کی تعلیم دینے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ تبدیل مذہب کے لئے بیشمار درخواستیں آنے لگیں۔ حتےٰ کہ ایک ہی دن میں یعنی ۱۸ دسمبر ۱۴۹۹ء کو تین ہزار مسلمانوں کو اس طرح اصطباغ دیا گیا کہ سب کو ایک جگہ بٹھا کر ان پر پانی چھڑک دیا گیا' اور البیسن کی مسجد کو سان سالوادور کا گرجا بنا دیا٭

یہاں تک تو جو کچھ ہوا جایز تھا' مگر جب مسلمانوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ اُن کے بھائی اتنی تعداد میں عیسائی ہوئے چلے جا رہے ہیں' تو وہ گھبرا گئے اور اُنہوں نے بذریعہ افہام و تفہیم اِس کو روکنا چاہا۔ شیمینیس نے جب یہ سنا تو اُن کو غصہ آ گیا۔ اُنہوں نے فوراً ان سب مسلمانوں کو پابجولاں قید کر دیا اور اُن پر بہت ہی سختی کی۔ ان سب میں زیادہ نمود کے آدمی ایک شخص زغری نامی تھے۔ اُن کو اس پر فخر تھا کہ وہ شاہی خاندان سے ہیں اور یوں بھی اُن کی ذاتی لیاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ شیمینیس نے ان کو اپنے ایک ماتحت پادری پیڈرو لیون کے سپرد کر دیا کہ اُن کی اچھی طرح خبر لیں۔ چنانچہ اس پادری نے زغری کو فاقہ مارنا شروع کیا' جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ غریب زغری نے خود ہی یہ درخواست کی کہ ان کو کسی پادری کے پاس پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ بہت ہی پھٹے حالوں' میلے کچیلے کپڑوں' ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پیروں میں بیڑیاں پڑے ہوئے وہ شیمینیس کے سامنے پیش کئے گئے۔ اُن سے زغری نے یہ درخواست کی کہ اُن کی زنجیریں اُتار دی جائیں' تاکہ وہ آزادی سے گفتگو کر سکیں۔ جب زنجیریں اُتار دی گئیں' تو اُنہوں نے کہا کہ "مجھے رات الہام ہوا ہے کہ میں مذہب مسیحی اختیار کر لوں۔ اسی لئے میں ابھی اصطباغ لینے کو تیار ہوں"۔ اپنی اس فتح سے شیمینیس بہت ہی خوش ہوئے' اور فوراً غسل کرایا' ریشمین کپڑے پہنا کر اصطباغ دیا اور اُن کا مسیحی نام گونزالو اس لئے رکھا گیا کہ وہ اس نام کے ایک شخص سے محاصرہ غرناطہ میں لڑتے رہے ہیں۔ زمینیس نے زغری پر ایک یہ

٭ ان واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور نو عیسائیوں کو بجبر الگ الگ رکھنا شروع ہو گیا تھا۔ مسلمان ایک چھوٹے سے محلہ میں آباد کئے گئے' جس میں قریباً پانچ سو مکانات تھے۔ بڑے محلہ میں پانچ ہزار مکان تھے۔ اُس وقت البیسن میں چار ہزار مسلمانوں کی آبادی تھی۔ (مصنف)

Marfat.com

احسان اور کیا کہ پچاس مراودی اُن کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

شیمینیس کو جب غصہ آجاتا تھا تو پھر اس کا ضبط کرنا محال تھا۔ اُن کو اتنا صبر کہاں تھا کہ وہ مذہب مسیحی کی رفتار کو اتنا سُست دیکھیں۔ انہوں نے یہ سوچا کہ ایک ہی وار میں اس جھگڑے کا خاتمہ کیوں نہ کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے اُن کو نرمی کرنے اور اعتدال ملحوظ رکھنے کا مشورہ دیا اُن کی انہوں نے ایک نہ سُنی۔ تمام فقہا کو بلا کر انہوں نے حکم دیا کہ اُن کے پاس جتنی مذہبی کتابیں ہیں سب اُن کے سامنے پیش کریں، چنانچہ پانچ ہزار کتابیں جمع ہوئیں۔ ان میں سے بہت سی مُطلا و مذہب اور ایسی مزین تھیں کہ اُن کی قیمتوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ متعدد لوگوں نے مسلمانوں کی اس صنعت و حرفت کے نمونوں کے خریدنے کی درخواستیں کیں، مگر شیمینیس نے ان سب کو نامنظور کر کے باستثنائے چند طبی کتابوں کے جو القلعہ کے کتب خانہ کے لئے بچالیں باقی سب کتابوں کو جلوا ڈالا۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اس بات کی دلیل تھی کہ ابھی اور بھی زیادہ ظالمانہ کارروائی ہونے والی ہے۔ مسلمان، یہ دیکھ کر کہ جو معاہدات اُن سے کئے گئے ہیں اُن کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، رفتہ رفتہ مضطرب ہوتے چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک نوبت پہنچ چکی تھی کہ ایک چنگاری اس آگ کو بھڑکا دینے کو کافی تھی۔

اس چنگاری کے ڈالنے میں شیمینیس کو زیادہ دیر نہیں لگی۔ یہ یاد ہوگا کہ معاہدوں میں ایک یہ شرط تھی کہ جو لوگ تبدیل مذہب کے بعد پھر مسلمان ہو جائیں گے اُن کو تعذیب سے محفوظ رکھا جائیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور یہ لوگ اپنی اولاد سمیت "الچے" کہلاتے تھے۔ کسی پادری کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ جو شخص ایک مرتبہ اصطباغ لے کر کلیسا کا غلام ہو چکا ہو، یا اس کی اولاد جن کو اصطباغ لینا چاہئے، کلیسا کے اختیارات سے آزاد رہیں۔ ایسے مقدمات و معاملات محکمہ احتساب و محنہ کے اختیارات سماعت سے باہر نہیں ہو سکتے تھے۔ کوئی دنیاوی قانون یا معاہدہ ایسا نہ تھا کہ جو اس محکمہ کے اختیارات پر حاوی ہو۔ شیمینیس نے محاسب اعظم ڈیزا سے یہ اختیارات اپنی ذات کے لئے منتقل کرا لئے تاکہ وہ ایسے معاملات کا فیصلہ خود کر سکیں۔ ان اختیارات کے رو سے انہوں نے اُن

Marfat.com

لوگوں کو گرفتار کرایا، جو کسی طرح اُن کے قبضہ میں آئے تھے۔ شدہ شدہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہُوا کہ شیمینیس کے ایک نوکر نے سیڈوا*ور شاہی فوج کے ایک سپاہی بلاسکوڈی برینونوو نامی نے البیسن میں ایک لنفے کی ایک جوان لڑکی کو گرفتار کیا۔ اس لڑکی کو باب البنوت کے ایک چوک میں سے، جو البیسن میں سب سے بڑا چوک تھا، گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے کہ اُس نے یہ چلانا شروع کیا کہ "معاہدات کے برخلاف مجھے زبردستی عیسائی بنانے کے لئے یہ لوگ کھینچے لئے جاتے ہیں"۔ یہ سُن کر ایک جم غفیر وہاں جمع ہو گیا، اور اُنہوں نے اُس سپاہی کا تہتک کرنا شروع کیا۔ لوگ اُس سے پہلے ہی اس وجہ سے ناراض تھے کہ وہ گرفتاریوں میں بہت کچھ سرگرمی دکھلایا کرتا تھا۔ اس کے جوابات سے نفرت اور نخوت ٹپکتی تھی، جس سے طرفین کو غصہ آ گیا۔ اس دار و گیر میں کسی نے اُس کے ایسا پتھر مارا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سیڈو کا بھی یہی حشر ہوتا، مگر ایک مسلمان خاتون نے اُس کو چھڑا لیا، اور آدھی رات تک اپنے پلنگ کے نیچے چھپائے رکھا۔ مگر بہر حال یہ آگ پھیل گئی؛ مسلمانوں نے ہتھیار اُٹھا لئے، عیسائیوں کے ساتھ خوب جدال و قتال کیا، اور یہ سمجھ کر کہ شیمینیس ہی معاہدات کی خلاف ورزی کرا اور کرا رہے ہیں، اُن کا اُن کے گھر ہی میں محاصرہ کر لیا۔ اُن کے محل پر دو سو محافظین کا ایک دستہ رہتا تھا، یہی رات بھر مسلمانوں سے لڑتے اور اپنے آقا کی حفاظت کرتے رہے۔ صبح کو قصر الحمراء سے ٹینڈیلا فوج لے کر آئے، تب کہیں یہ محاصرہ اُٹھا۔ دس روز تک دونوں اسقف اور ٹینڈیلا مسلمانوں سے گفت و شنید کرتے رہے۔ اُنہوں نے اُن سے صاف کہہ دیا کہ اگر اندلسیہ سے فوج آنے کے پیشتر اُنہوں نے اطاعت قبول نہ کر لی تو اُن کو سخت سزا بھگتنی پڑیگی۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نے بادشاہ کے خلاف ہرگز ہتھیار نہیں اُٹھائے بلکہ ہم تو معاہدہ شاہی کو قایم رکھنے کے لئے لڑتے ہیں، نیز یہ کہ اس جدال و قتال کے اصل بانی و مبانی وہ حکام وقت ہیں کہ جو معاہدات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اگر اُن معاہدات پر عمل کیا جائے تو ابھی سارا معاملہ رفت و گزشت ہو جائیگا۔ آخر ٹلاویرا نے جرأت کی اور وہ اپنے پادری اور

Blasco de Burrionuevo. × Sacedo. *

چند غیر مسلح نوکروں کو لے کر باب النبوت کے چوک میں جا پہنچے۔ اُن کی متبرک صورت اور حلیم الطبعی کو دیکھ کر مسلمانوں میں سکون ہوگیا، اور وہ اپنی عادت کے موافق اُن کی آستینوں کو چومنے لگے۔ ٹینڈیلا بھی اپنے تیر اندازوں کو لئے ہوئے وہاں پہنچ گئے، اور اُنہوں نے جاتے ہی اپنی قرمزی ٹوپی کو سر پر سے اُتار کر اُس مجمع میں پھینک دیا؛ جس کے یہ معنی تھے کہ وہ صلح کرنے کے لئے آئے ہیں، اور اپنے آپ کو مسلمانوں کی امان میں دیتے ہیں۔ مسلمانوں نے اُن کی ٹوپی اُٹھا اور چوم کر اُن کو واپس دیدی۔ یوں ایک عارضی صلح ہوگئی۔ ٹلاویرا اور ٹینڈیلا نے مسلمانوں سے ہتھیار رکھ دینے کے لئے کہا، اور یہ وعدہ کیا کہ اُن کو معافی دے دی جائیگی؛ کیونکہ یہ سمجھ لیا جا چکا ہے کہ اُنہوں نے بغاوت نہیں کی، بلکہ وہ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ معاہدات کی پابندی کی جائے؛ اس لئے آئندہ ایسا ہی ہوگا۔ مسلمانوں کو اطمینان دلانے کے لئے ٹینڈیلا نے اپنی بیوی اور بچوں کو اپنے مکان میں لا رکھا جو جامع مسجد سے ملحق ملتا یوں شہر میں امن و امان ہوا۔ قاضی سیدی سیبونا* نے یہ وعدہ کر لیا کہ جن لوگوں نے اُس سپاہی کو قتل کیا ہے وہ عدالت کے سپرد کر دیئے جائینگے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان میں سے چار کو عدالت نے پھانسی دیدی اور باقیوں کو حفظ امن کے خیال سے چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔

ایسی رعایا کو اپنے سے مایوس کر کے اپنا مخالف بنا لینا اور بغاوت پر مائل کرنا کسی غلط کار اوندھی عقل کے آدمی کا کام تھا۔ مگر اس قسم کے آدمیوں کی وہاں کمی نہ تھی۔ ٹینڈیلا اور ٹلاویرا نے جو کچھ کیا تھا اُس میں شیمینیس کا کوئی دخل نہیں تھا۔ مگر اب موخر الاسم نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ میرا اثر زائل نہیں ہوا ہے۔ اس اثنا میں اشبیلیہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ غرناطہ نے اس لئے بغاوت کی ہے کہ شیمینیس تمام مسلمانوں کو دفعتًا عیسائی کرنا چاہتے ہیں۔ فرڈی نینڈ اب تک ازابیلا سے اس لئے ناخوش تھے کہ اُنہوں نے اپنے اعتراف کرنے والے کو ۱۴۹۵ء میں ترقی دے کر طلیطلہ

---

* Cielbona. بظاہر کسی مسلمان کا نام ہے۔ (مترجم)

کے اسقفیہ کا اسقف اعظم مقرر کر دیا ہے جس عہدے پر وہ اپنے بیٹے الفونسو آف مرکوسہ کو مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ موقعہ اُن کو ہاتھ آیا اور اُنہوں نے اپنی بیوی کو سخت ملامت کی*۔ اس پر ملکہ نے شیمینیس کو سخت فہمائش کی۔ دربار شاہی کو غرناطہ کی خبروں کا سخت انتظار تھا۔ بلوہ کے تیسرے روز شیمینیس نے اپنے غلام کے ہاتھ خط بھیجے اس غلام کی نسبت یہ مشہور تھا کہ وہ ایک دن میں بیس فرسنگ چل لیتا ہے۔ مگر وہ پہلی ہی منزل پر پہنچ کر شراب پی کے ایسا بدمست ہوا کہ بجائے دو روز کے پانچ روز میں بادشاہ کے پاس پہنچا۔ اُدھر ازابیلا کی تہدید شیمینیس کو پہنچ گئی اُنہوں نے فوراً اپنے معتبر فرانسسکو ریوز کو ملکہ کی خدمت میں خط لے کر بھیجا اور یہ عرض کیا کہ بلوہ کے فرو ہوتے ہی وہ خود حاضر ہوتے ہیں۔ پہلی خبروں سے ملکہ کے دل پر جو اثر بد ہوا تھا اُس کو ریوز نے محو کر دیا جب شیمینیس نے حاضر ہو کر اپنی طرف سے جواب پیش کیا تو وہ اور بھی زیادہ عزت کے مستحق سمجھے گئے کیونکہ اُنہوں نے ایسے مشکل معاملہ کو آسانی اور خوش اسلوبی سے سلجھا لیا۔ شیمینیس نے یہ کہا کہ چونکہ مسلمان بغاوت کر کے اپنی جان و مال کو بروئے قانون کھو چکے ہیں اس لئے اب جو اُنہیں معافی دی جائے تو اس شرط پر کہ یا تو وہ عیسائی ہو جائیں یا مملکت سپین کو چھوڑ دیں۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے اُن کے دلائل سن کر ان سے اتفاق کیا۔ ٹینڈیلا نے جتنے وعدے کئے تھے اُن سب سے روگردانی کی گئی۔ اور یہ قرار پایا کہ معاہدات کے توڑنے کا جو موقعہ ہاتھ آگیا ہے اُس کو نہیں چھوڑنا چاہئے اس کے صاف معنی یہ تھے کہ مسلمانوں کو یہ سکھلا دیا جائے کہ عیسائیوں کے اقرار و عہد پر ہرگز اعتماد نہ کیا جائے اگرچہ اس کے متعلق فرمان جاری کرنا آٹھ ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا لیکن عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک ایسی ناقابل عبور خلیج پیدا ہو گئی کہ آیندہ کی کارروائیوں سے وہ عمیق و عریض ہی ہوتی چلی گئی۔

شیمینیس غرناطہ میں واپس آگئے اور اُنہوں نے آتے ہی باشندگان البیسن کے سامنے یہ شرطیں پیش کیں کہ یا تو وہ عیسائی ہونا منظور کریں ورنہ سزا پائیں۔ ایک خاص حکم اس غرض سے

---

* بزدلی ہوں یا سکاٹ کسی کو صاف بات کہنے کی جرات نہیں ہوتی۔ اصل یہ ہے کہ ازابیلا اور اس اسقف کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔ فرڈی نینڈ نے اس پردہ میں اپنا غصہ ظاہر کیا۔ (مترجم)

Marfat.com

بھیجا گیا کہ جو لوگ اب تک باغی ہیں ان کو سزائیں دے۔ اس نے یہاں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو سزاء موت دی اور بہت سوں کو قید کر دیا۔ اس سے اصطباغ لینے والوں کی تعداد میں خوب اضافہ ہو گیا۔ ٹلاویرا کی مدد سے شیمینیس نے نو عیسائیوں کو تعلیم دینا شروع کیا اور ان کو بادل ناخواستہ اس کو منظور کرنا پڑا۔ ان لوگوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں ہماری مادری زبان عربی میں تعلیم دی جائے۔ ٹلاویرا نے انجیل کے کچھ حصے عربی میں چھپوا کر ان کو دیئے اس کی شیمینیس نے نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی اور کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ موتی سوروں کے سامنے ڈالے جائیں کیونکہ بیہودہ گنواروں کا یہ قاعدہ ہے کہ جس حصہ کو وہ سمجھ لیتے ہیں اس سے نفرت کرتے ہیں اور جو حصہ ان کی سمجھ سے بالاتر یا مرموز ہوتا ہے اس کا احترام کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ شیمینیس کو اس کی پروا نہ تھی کہ اعتقاد بھی راسخ ہوا یا نہیں اس کے نزدیک یہی کافی تھا کہ ظاہری طور پر مذہبی اصول کی پابندی ہونے لگے۔ اسے خدا نے ایک تعذیب کرنے والا بنایا تھا نہ کہ مبلغ اس لئے کچھ تعجب نہیں ہے کہ ٹلاویرا نے مجبور ہو کر ان کو بغیر تعلیم علم دین یا ہدایات مذہبی کے اصطباغ دیدیا کیونکہ عیسائی ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وقت بہت کم تھا اس لئے اس قسم کے مبادیات کے پورا کرنے کا موقعہ ہی نہ تھا۔ اس سے تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ تقدیس الٰہی کی اس بے ادبی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ مذہب تبدیل کرنے والے دل میں ویسے ہی مسلمان رہے جیسے کہ پہلے تھے۔ ان کے دل میں وہ نفرت و عداوت پیدا ہو گئی جو کسی طرح کم ہونے والی نہ تھی بلکہ یہ دشمنی وراثتہً ان کی اولاد کو پہنچنے والی تھی۔ وہ مذہب ان کے نزدیک سخت مبغوض تھا کہ جس کے قبول کرنے پر وہ یوں مجبور کئے گئے تھے اور ان ظالموں کے تو وہ سخت معاند تھے جنہوں نے اپنے معاہدات کے توڑنے میں نہایت سختی سے کام لیا۔ یہ نفرت کبھی کم ہونے والی بھی نہ تھی کیونکہ محاسبین جن کو مسلمانوں پر اختیارات کامل دیدیئے گئے تھے متواتر ایک صدی تک ان کو ستاتے رہے کبھی ان پر جاسوس چھوڑے کبھی ان کی ضبطیاں کیں کبھی ان کو زندہ جلایا۔ مسلمانوں نے اپنی مصیبت ٹالنے کے لئے ایک ناکام کوشش کی کہ اپنے آدمی سلطان مصر[×] کے پاس اس غرض سے

× سلطان مصر کے پاس نہیں بلکہ سلطان روم کے پاس آدمی گئے تھے۔ مصنف علام کو دھوکا ہوا ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

بھیجے کہ وہ اُن کی حالت زار اُن سے بیان کریں اور کہیں کہ اُن کو بجبر عیسائی بنایا جا رہا ہے اس لئے وہ بھی اپنی عیسائی رعایا کو یہ دھمکی دیں کہ اُن سے مسلمانان سپین کا انتقام لیا جائے گا۔ سلطان مصر نے اپنے سفیر فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے پاس بھیجے۔ یہاں اُن کی تشفی کر دی گئی کہ جو کچھ شکایات اُن کی مسلمان رعایا کرتی ہے وہ غلط ہیں' اور اس سفارت کے جواب میں پیٹر مارٹر آف الغا یرا[×] جیسے عالم کو ملک بربر کے قاضی کا صداقت نامہ لے کر بھیج دیا' جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جو مسلمان سپین سے نقل مکان کر کے وہاں آنا چاہتے تھے وہ بعافیت وہاں پہنچ گئے۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے ایک چالاکی یہ کی تھی کہ جلاوطنوں کے ساتھ اپنے کچھ افسر بھیج دیئے تھے وہی اُن کو پہنچا کر یہ صداقت نامے لے آئے تھے۔ پیٹر مارٹر نے اپنی سفارت نہایت کامیابی کے ساتھ پوری کی۔ اس کے بعد مصر کی طرف سے کوئی صدا نہیں آئی۔ سو لیگا میں جو مسلمان عیسائی بنائے گئے اُن کو ملا کر تمام نو عیسائیوں کی تعداد پچاس ہزار سے ستر ہزار تک بتلائی جاتی ہے[×]۔

× Peter Martyr of Alghera.

× میں نے ان تمام واقعات کو مارمول کرواجل (Marmol Carvajal.) سے ماخوذ کیا ہے' کیونکہ اُنہوں نے نہایت تفصیل سے کام لیا ہے' اور اُن کے ماخذ اور اسانید بھی نہایت صحیح ہیں۔ (مصنف) مصنف علام نے ان مصنفین کے نام اور اُن کی تصانیف کو بقید صفحات یہاں درج کیا ہے۔ میں ان کو حذف کرتا ہوں۔ (مترجم)

پیٹر مارٹر نے غالباً اُن قصوں کا اعادہ کر دیا ہے جو دربار شاہی میں گھڑے گئے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے یکم مارچ ۱۵۰۰ء کو یہ لکھا ہے کہ مسلمانان البیسن نے بغاوت کر کے محافظین شہر کو بے قابو کر دیا' اور اُن کے افسر کو قتل کر ڈالا۔ پھر اُنہوں نے سپین کے اور مسلمانوں سے مدد لی' وہاں کے مسلمانوں نے بھی بغاوت کی اور چند روز تک یہ حالت رہی کہ جو عیسائی اُن کو مل جاتا تھا اُس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جو لوگ پائین شہر میں بستے تھے وہ ہر وقت اپنی جان سے خائف تھے لیکن ازابیلا نے اپنی فوج اُس فصیل پر تعینات کر رکھی تھی جو شہر کو مسلمانوں سے جدا کرتی تھی' اور ٹالا ویرا نے اپنے آپ کو باغیوں میں پہنچا دیا۔ چونکہ اُن کی عام طور پر عزت و حرمت کی جاتی تھی اس لئے اُنہوں نے باغیوں کے سرگروہوں کو نرم و ملاطفت سے اس طرح اپنے قابو میں کر لیا کہ اُنہوں نے معافی مانگ لی۔ (دیکھو ان کی کتاب کا صفحہ ۲۱۲۔ نیز دوسری تصنیف کے صفحات ۲۱۵ و ۲۲۲)۔

ابتدائے زمانہ کے بعض مصنفین شمینیس کے جوش مذہبی پر نکتہ چینی کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے۔ حالانکہ اُنہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ ایک مقدس کام کے لئے کیا۔ اس سے فرسے بیٹرا (Some ... B...) (الفتیہ جلد ۲ صفحہ ۲)

Marfat.com

جو تدابیر کہ شروع کی گئی تھیں اُن کو کامیاب بنانے کے لئے فرڈی ننڈ نے غرناطہ آکر ۲۶ فروری ۱۵۰۰ء کو نو عیسائیوں کے نام ایک معافی نامہ عام جاری کردیا جس کے موافق وہ تمام جرائم معاف کردیئے جو اُن سے اصطباغ پانے سے پہلے سرزد ہوئے تھے اِن تمام حقوق کو جو ایسے جرائم کی وجہ سے سلطنت کو ان کے جان و مال پر حاصل ہوگئے تھے نظرانداز کردیا گیا*۔ لوگوں کو عیسائی بنانے میں جو خلاف قانون ذرایع خفیہ کیئے گئے ان پر فرڈی ننڈ نے سخت ناراضی کا اظہار کیا! اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نیلس پر حملہ کرنے والے تھے جس کے لئے اُن کو اپنی تمام فوج کی ضرورت تھی مگر چونکہ گھر ہی کی حالت مخدوش ہوگئی تھی اس لئے اُن کو فوراً ادھر متوجہ ہونا پڑا۔ گو غرناطہ کے بہت سے مسلمان جلاوطن ہوچکے تھے مگر بہت سے مسلمان البجارہ کے پیچ در پیچ پہاڑوں میں چلے گئے تھے جہاں پہنچ کر اُنہوں نے وہاں کے محنت کش اور سخت دل پہاڑیوں کو بغاوت پر آمادہ کردیا تھا اس امید سے کہ اس تحریک کا انسداد ہو جائے فرڈی ننڈ نے ۳۰ جنوری کو مسلمانوں کے رؤساء کو لکھ کر یہ یقین دلایا کہ یہ خبر ہیں کہ اُن کو بجبر مسلمان کرلیا جائیگا بالکل غلط ہیں اور اپنا یہ شاہی قول دیا کہ ایک شخص بھی اصطباغ لینے کے لئے مجبور نہ کیا جائیگا۔ مگر مسلمان اچھی طرح جانتے تھے کہ عیسائیوں کے قول و قرار کی کیا قدر و قیمت ہے اس لئے اُنہوں نے اُن کی میٹھی میٹھی باتوں کو گویا سنا ہی نہیں۔ اُن کو خود بھی یہ یقین نہ تھا کہ اُن کی بات مانی جائیگی اس لئے اُنہوں نے بہت ہی جلد اتنی فوج جمع کرلی کہ گویا اُن کو ازسرنو اس ملک کو فتح کرنا ہے اس فوج کو لے کر وہ یکم مارچ کو بڑھے اور بہت ہی جلد مسلمانوں کی ضد کو توڑ دیا۔ باغیوں نے عیسائی ہونا اور پچاس ہزار ڈوکیٹ جرمانہ دینا منظور کرلیا مگر جس علاقہ میں کہ قدم قدم پر نشیب و فراز ہو وہاں یہ ہونا ہی تھا کہ اگر ایک جگہ بغاوت فرو کی جاتی تو دوسری جگہ شروع ہوجاتی تھی سال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) کو بہت غصہ آیا ہے اور اُنہوں نے لکھا ہے کہ "یہ وہ انعام ہے جو ہمیشہ اُن لوگوں کو ملا کیا ہے جو ان گمراہوں کو بنانے کی کوشش کرتے ہیں خواہ ان مقدس لوگوں کی نیت کیسی ہی بخیر کیوں نہ ہو خواہ اُنہوں نے قواعد کلیسا کا کتنا ہی خیال نہ رکھا ہو بلکہ دن کو عیسائی کرنے کے لئے مجبور کرنا اُن کی تعذیب کرنی اور زندہ جلانا بالکل جایز تھا کیونکہ اُن کے والد ایک مرتبہ اصطباغ پاکر مذہب مسیحی سے برگشتہ ہوگئے تھے! اس لئے ظاہر ہے کہ اُن کی اولاد پر کلیسا کو ہر طرح کا حق حاصل (دیکھو بلیڈا کی تاریخ مسلمانان سپین مطبوعہ لنسیہ ۱۶۱۸ء صفحہ ۶۲۶) + (مصنف)

* اس معاملہ میں قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ معافی نامہ صرف فرڈی ننڈ کی طرف سے تھا! اس میں ازابیلا کا نام تک نہ تھا غرناطہ کو سلطنت قشتالہ سے ضم کیا گیا تھا اور اس سلطنت کی مالک ازابیلا تھی نہ کہ فرڈی ننڈ + (مصنف)

گزر گیا مگر فرڈی نینڈ فوجی نقل و حرکت میں مصروف رہے۔ عیسائی واعظین کو بھی اپنی مدد کے لئے بلایا اور ان لوگوں کو نو عیسائیوں کو کوہستان میں پند و نصیحت کے لئے بھیج دیا۔ یہ کام خطرہ سے خالی نہ تھا چنانچہ باوجود اس کے کہ اُن کی حفاظت کے لئے فوج کے دستے رکھے جاتے تھے مگر پھر بھی بہت پادریوں کو شرف شہادت حاصل ہو ہی گیا۔ جو ذرائع کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کا دین پھیلانے میں اختیار کئے گئے تھے وہ کسی طرح رفق و ملاطفت کے نہ تھے۔ اندراش کی جامع مسجد میں عورتوں اور بچوں نے پناہ لی تھی اس لئے مسجد کو بارود سے اُڑا دیا گیا۔ جب بلفیق پر قبضہ کیا گیا ہے تو تمام مردوں کو قتل اور عورتوں کو کنیزکیں بنا لیا گیا۔ بنجارا اور گوئیجار کو فتح کر کے وہاں کے تمام باشندوں کو غلام اور کنیزک قرار دے دیا گیا جتنے بچے گیارہ برس سے کم عمر کے تھے اُن سب کو اُن کے والدین سے چھین کر "نیک" عیسائیوں کے حوالہ کر دیا گیا کہ اُن کو دین سکھلائیں۔ یہ ایک نہایت اچھی تدبیر تھی جس کا نتیجہ یہ بتلایا جاتا ہے کہ سیروُ ٹیجولا اور دیگر مقامات کے دس ہزار مسلمان عیسائی بنائے گئے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ۱۴ جنوری ۱۵۰۱ء کو فوج موقوف کر دی گئی۔ لیکن جو شال کہ بلفیق اور گوئیجار میں قایم کی گئی تھی رونڈا اور سیرا بر میجا کی رعایا پر اس کا اُلٹا اثر پڑا۔ یہ لوگ ڈر گئے کہ کہیں اُن کو بھی بجبر عیسائی نہ بنا لیا جائے۔ عیسائی جو اُن پر آئے دن حملے کرتے رہتے تھے اس سے بھی وہ چڑ گئے تھے۔ یہ ایسی دائمی شکایت تھی کہ صلح و آشتی کی کوشش اگر خلوص کے ساتھ بھی کی جاتی تھی تو وہ بیکار ہو جاتی تھی۔ ان حملوں کے جواب میں مسلمان بھی انتقامی حملے کرتے رہتے تھے۔ اس کے انسداد کے لئے ہر بار اندلسیہ کی فوج کو طلب کرنا پڑتا تھا۔ فرڈی نینڈ نے ایک اعلان عام جاری کر دیا کہ جو لوگ عیسائی نہیں ہونا چاہتے وہ دس روز کے اندر اندر ملک سے نکل جائیں؛ نیز یہ کہ جو ... اُن کی پوری حفاظت کی جائیگی اور جو ملک سے نکلنا چاہینگے اُن کو ایذا رسانی سے محفوظ رکھا جائیگا۔ سیرا بر میجا کے باغیوں نے اپنے آپ کو حکام کی تفویض میں دینے سے انکار کر دیا۔ ۲۳ فروری کو ایک فوج الونزو ڈی اگیولا* (گونزالو ڈی کارڈووا کے بڑے بھائی) اور ایک اور مشہور و معروف ہسپینی افسر کی سرکردگی

Gonzalo de Cordova. × Alonso de Aquitar. *

میں رونڈا سے بھیجی گئی مسلمان ایک ایسے قلعہ پر قبضہ کئے ہوئے تھے جو کالوئی کے علاقہ میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ ۱۶ مارچ کو اس غیر قواعددان فوج نے جو لوٹ کھسوٹ کو اپنا مقصود اصلی سمجھے ہوئے تھی، بغیر کسی منظم طریقہ کے اِدھر اُدھر حملے کئے۔ مسلمانوں نے نہ صرف اس فوج کو شکست ہی دی بلکہ بھاگتے ہوئے سپاہیوں کا تعاقب کیا۔ آخر ایگیولار نے بڑھ کر مسلمانوں کو مراجعت پر مجبور کیا۔ یہ دیکھ کر سپاہی پھر لوٹ کھسوٹ پر پڑ گئے۔ مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ واپس مڑے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ ان لٹیروں سے بھاگتے ہی بن پڑا۔ ایگیولار مٹھی بھر آدمیوں کے ساتھ رات کو اکیلا رہ گیا۔ مسلمانوں نے اُس کو گھیر لیا اور سخت مقابلہ کے بعد اُس کو قتل کر ڈالا۔ یہ ایسی سخت مصیبت تھی کہ تمام سپین میں ایک سنّاٹا ہو گیا۔

فرڈی نینڈ دربار شاہی کی شجاعت کو لے کر غرناطہ سے بھاگے ہوئے آئے اور یہ ارادہ کیا کہ جنگ کو سختی کے ساتھ جاری کریں لیکن جب اُنہوں نے اپنی فوج کی بزدلی اور پہاڑوں کی ناقابل تسخیر حالت پر غور کیا تو اُنہیں معلوم ہوا کہ فوج کے بل بوتے پر وہ کچھ بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اُدھر ازابیلا کو ریاٹ تھی اور وہ یہ چاہتی تھیں کہ مسلمان ایک ہی دن میں ملک بدر کر دیئے جائیں۔ عیسائی تو یوں بحالت تذبذب بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے کہ مسلمانوں نے صلح کے لئے خط و کتابت شروع کی اور یہ درخواست کی کہ اُنہیں ملک چھوڑ دینے کی اجازت دی جائے۔ فرڈی نینڈ نے اس کو تسلیم کر لیا کہ خود اُن کی اور خداء تعالٰے کی خدمت اسی میں ہے کہ ان لوگوں کا افریقیہ پہنچ کر مسلمان رہنا اس سے بہتر ہوگا کہ وہ سپین میں ایسے عیسائی رہیں جیسے کہ وہ ہیں لیکن باوجود اس کے اُنہوں نے ایک بڑے مزے کا سودا یہ کیا کہ جن لوگوں میں دس ڈوبلیٹ فی کس ادا کرنے کی استطاعت ہو وہ چلے جائیں جو لوگ کہ ادا نہ کر سکیں (ان ہی کی تعداد زیادہ تھی) وہ یہیں رہیں اور عیسائی ہونا منظور کریں۔ جو گروہ کہ یہ ادائیگی تاوان جانے پر تیار ہو گیا اُس کے ساتھ فوج کا ایک دستہ کر دیا گیا کہ اُن کو ایسٹے پونا کے بندر تک پہنچا آئے۔ وسط اپریل تک سیرا ڈی رونڈا کے مسلمانوں نے اسی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے۔ سیرا برمیجا اور دیگر مقامات کے لوگوں نے یہ انتظار کر کے کہ جانے والے لوگ بعافیت ملک بربر پہنچ جائیں اپنے آپ کو عیسائیوں کے سپرد کر دیا۔ علاقۂ زیرین کے نو عیسائی جو کوہستان میں چلے گئے تھے فرڈی نینڈ کی اجازت سے اپنے وطن میں واپس چلے آئے۔

Marfat.com

اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی جایداد کی ضبطی منظور کرلی۔ رہ گئی اُن کی ذات اُس کو اُنھوں نے اپنے بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اتنا غنیمت تھا کہ اُن کی جانیں چھوڑ دی گئیں۔ غرض یوں وہ بغاوت جو شیمینیس کی بیہودہ جوش مذہبی سے پیدا ہوئی تھی بمشکل تمام ختم ہوئی۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے تو بروئے معاہدہ اور چوری چوری ملک چھوڑ دیا اور ہزاروں مسلمان اپنے مصایب پر کُڑھنے اور اس مذہب سے نفرت کرنے کے لئے باقی رہ گئے جس کے اختیار کرنے پر وہ مجبور کئے گئے تھے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بناء فساد قایم رکھنے اور مسلمانوں کو چڑانے کے لئے یہ سخت احکام جاری کر دیئے گئے کہ نو عیسائی ملک سے باہر نہ جا سکیں، جو لوگ کہ اس کی کوشش کریں اُن کو گرفتار کر کے محکمۂ احتساب محنہ کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ حکم تھا کہ جو جہاز ران ایسے مسافروں کو لے جانے کا قصد کرے اُس کی جایداد ضبط کر لی جائے اور اُس سے ہر طرح کے تعلقات قطع کر دیئے جائیں۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ چونکہ نو عیسائی کلیسا کی آغوش شفقت میں آچکے ہیں اس لئے وہ اُس کے حدود اختیارات سے باہر نہیں جا سکتے۔

الفجارہ کے علاقہ میں عیسائی بنانے کی تدبیر کو تقویت دینے کے لئے فرڈی نینڈ نے ۳۰ جولائی ۱۵۰۰ء کو ایک فرمان جاری کیا جس کے موافق تمام نو عیسائیوں پر وہ ٹیکس معاف کر دیا جو مسلمانوں کو اپنی جان و مال کے لئے ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد اُن سے صرف عُشر اور جنگی لینی قرار پائی جو تمام عیسائیوں کو دینی پڑتی تھی۔ وہ از روئے قانون ہر حال میں عیسائیوں کے برابر قرار پائے۔ اُن کے مقدمات کا فیصلہ عام حکام کے سپرد کر دیا گیا۔* اُن کو عیسائیوں میں ملا جلا دینے کی یہ اچھی تدبیر تھی لیکن جو ظلم کہ اُن پر ہو چکے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ یہ وعدے اُن کے زخموں کا مرہم بن سکیں کیونکہ نو عیسائی اب بھی شک کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔

یکم ستمبر ۱۵۰۱ء کو ایک فرمان جاری ہوا کہ یہ نو عیسائی ظاہر یا پوشیدہ طور پر ہتھیار نہ رکھنے پائیں۔ اگر کوئی اس کا مرتکب ہو تو پہلے جرم میں ضبطی جایداد اور دو ماہ قید کی سزا دی جائے اور دوسری مرتبہ سزاء موت پائے۔ اس فرمان کی تجدید ۱۵۱۱ء اور ۱۵۱۵ء میں کی گئی۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس

---

* جو لوگ کہ البجوران اور اندراش میں قتل ہوئے تھے اُن کی اولاد سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ اُن کے مقتول یا قیدی رشتہ داروں کی خود پیدا کردہ یا جدی جایداد بطور انعام تبدیل مذہب اُن کو عطا کر دی جائینگی۔ (مصنف)

اُس زمانہ میں ذرایع حفاظت، خود اختیاری کی سخت ضرورت تھی۔ ہتھیار رکھوا لینا نہ صرف ذلیل کُن سزا تھی بلکہ سخت ترین بے رحمی، مگر ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ ایک لمبے سلسلہ کی سب سے پہلی کڑی تھی، کیونکہ غلط کاری تو ظلم ہی سے قایم رہ سکتی ہے۔

تاج قشتالہ کے زیر اثر جو دوسری کوشش "ملک بھر میں ایک ہی مذہب" رکھنے کی کی گئی اُس کے لئے ازابیلا عام طور پر مستحق توصیف سمجھی جاتی ہیں۔ یہ یقینی بات تھی کہ جو لوگ یوں جبراً عیسائی کئے گئے ہوں اُن کے خلوص پر کسی طرح اعتماد نہیں ہو سکتا تھا لیکن ساتھ ہی یہ کہا جاتا تھا۔ کہ اصطباغ لینے سے مسلمانوں کو کم از کم نجات ابدی تو حاصل ہو جانا یقینی ہے، اب اگر وہ اس سے فایدہ نہ اٹھائیں تو نتایج کے وہ خود ذمہ وار ہونگے۔ اس کے علاوہ اگر ان مسلمانوں کے بیٹے دیندار نہیں ہیں تو نہ ہی جب پوتوں کی پرورش کلیسا کے زیر اثر ہوگی تو وہ اپنے باپوں سے بہرکیف بہتر ہونگے۔ امت محمدیہ (علے صاحبہا التحیتہ والسلام) کی تباہی سے خدا کی بادشاہت بڑھیگی اور اگر ملک میں ایک ہی مذہب ہوگا تو امن و امان رہیگا۔" اس قسم کے دلایل وہ دیندار بزرگ پیش کیا کرتے تھے جو ہر وقت ملکہ ازابیلا کو گھیرے رکھتے تھے۔ یہ امید ہی نہ تھی کہ شیمینیس جو ملکہ کے بڑے معتمدین میں سے تھے اُس کام کو مکمل کرنے میں تامل کرینگے جو انہوں نے ایسے خوش آیند طریقہ سے غرناطہ میں شروع کیا تھا۔ کسی کا ایسا ہی سخت رعب اثر تھا کہ جس کی وجہ سے ملکہ اتنی اندھی ہوگئیں کہ انہوں نے وہ کام شروع کر دیا کہ جس کی وجہ سے وہ ابدالآباد تک کے لئے بدنام ہوگئیں۔ غرناطہ میں جو جبراً عیسائی بنانے کا کام شروع ہوا تھا اُس کی یوں کہنا چاہیئے کہ اتفاقیہ شروع ہو گیا تھا۔ بعد میں معاملہ اتنا بڑھ گیا کہ اُن لوگوں پر فوج کشی کرنی پڑی کہ جو بے چین ہو رہے تھے۔ کوہستانیوں کو اختیار دے دیا گیا تھا کہ خواہ وہ عیسائی ہونا منظور کریں یا جلاوطنی جن لوگوں نے کہ تبدیل مذہب سے انکار کیا اور صاحب مقدرت تھے اُن کو اس شرط پر کہ وہ اپنا خرچ خود برداشت کریں ملک چھوڑنے کی اجازت دیدی گئی۔ قشتالہ کی سلطنت میں ایک زمانہ بعید سے مدجلین امن و امان سے سکونت اختیار کئے ہوئے پڑے تھے اور جو معاہدات اُن کے ساتھ صدیوں پہلے ہو چکے تھے اُن کی پابندی میں سلطنت کی صلاح و فلاح میں مدد دیتے چلے آرہے تھے۔ یہی وجہ

Marfat.com

تھی کہ اُن کا دین سچا ہُوا تھا، اور اُن کو اجازت تھی کہ وہ اپنے ہی قانون کے پابند رہیں۔ اب ان معاہدات کی کھلی کھلی مخالفت کرنا، اور بغیر کسی طرح کے بہانہ کے اُن کو تبدیل مذہب پر مجبور کرنا، دینی و دنیاوی قوانین کی ایسی سخت خلاف ورزی تھی کہ اُس کو کسی عالم دینی کی زبان زوری بھی جائز قرار نہیں دے سکتی۔ اس کے علاوہ ایک وفادار اور قانع رعایا کو اس طرح بے چین کر دینا، اور سازشیں کرنے پر مجبور کرنا، کہ ملک کے سیاست دان کئی نسل تک آرام کی نیند نہ سو سکیں، محض دیوانہ پن تھا۔

یہ سب کچھ صحیح لیکن ازابیلا اپنے اندھا دھند جوش مذہبی میں ہر طرح کی غلطی اور حماقت کی مرتکب ہونے پر تیار تھیں۔ چنانچہ ابتدا یوں ہوئی کہ ۲۰ جولائی ۱۵۰۱ء کو یہ لغو حکم جاری کیا گیا کہ کوئی مسلمان صوبہ غرناطہ میں داخل نہ ہونے پائے، تاکہ نوعیسائی اُن کے تعدیہ اور صحبت سے نہ بگڑ جائیں۔ یہ تھا وہ طریقہ استدلال جو ان کی ضمیر کو بہکانے کے لئے کام میں لایا گیا۔ حکم جاری ہونے کو تو ہو گیا، مگر اُس کی تعمیل ہونی ناممکن تھی۔ کیونکہ باربرداری اور مال تجارت کو ادھر سے اُدھر پہنچانے کا کام مدجلین کے ہاتھ میں تھا۔ اور سینکڑوں باتیں تو ایک طرف، سخت مشکل تو یہ تھی کہ شہر غرناطہ غلہ کے لئے علاقہ بیرونی کا محتاج تھا۔ اس لئے کچھ اور فوری تدبیر سوچنی پڑی۔ بہت غور و خوض کے بعد ۱۲ فروری ۱۵۰۲ء کو ایک اور فرمان جاری ہُوا، جس کے اتنے دور تک پہنچنے والے نتائج برآمد ہوئے، جہاں تک انتہا تعصب مذہبی کا خیال تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اگر مسلمانوں کو غرناطہ جانے سے نہ روکا جا سکا، تو سب سے بہتر تدبیر یہ سوچی گئی کہ وہ مسلمان ہی نہ رہیں۔ سب کو زیر حمایت سلطنت قشتالہ عیسائی بنا لیا جائے۔ رہ گئے مسلمان غلام، ان سے کوئی تعرض نہ رکھا جائے، مگر ان کو بھی پہچان رکھنے کے لئے ہر وقت بیڑیاں پہنے رہنے کا حکم دیا جائے۔ یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ بطور شکرانہ الٰہی غرناطہ کو اس کے دشمنوں کی ناپاکی سے پاک کر دیا گیا ہے، تو نوعیسائیوں کو ان کفار کی چھوت سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، اس لئے سلطنتہائے قشتالہ و لیون کو ان کے قدموں سے پاک رکھنا بھی لازمی ہے۔ چنانچہ یہ حکم جاری کر دیا گیا کہ آخر اپریل تک کوئی مسلمان باقی

Marfat.com

نہ رہے، یعنی تمام مسلمان مرد جن کی عمر چودہ برس سے زیادہ ہو اور تمام مسلمان عورتیں جن کی عمر بارہ سال سے زیادہ ہو ملک بدر کر دیئے جائیں۔ البتہ بچوں کو رکھ لینے کا اس واسطے حکم تھا کہ وہ اپنے والدین سے جدا کر کے عیسائیوں کی تربیت میں رکھ کر عیسائی بنا لئے جائینگے۔ جلاوطنوں کو یہ اجازت دی گئی کہ سوائے سونے اور چاندی کے جو کچھ وہ اپنے ساتھ لے جانا چاہیں لے جائیں۔ جلاوطنی کی سزا کہنے ہی بھر کی تھی کیونکہ اس کے لئے ایسی ایسی شرطیں لگائی گئی تھیں کہ جلاوطنی بھی ناممکن تھی۔ حکم تھا کہ جلاوطن سوا بلنسیہ کے بندر کے اور کہیں سے نہ جا سکیں، اگر کہیں اور سے جانے کی کوشش کرینگے تو ضبطی جائداد کے علاوہ سزاء موت دی جائیگی۔ ان کو کسی ایسے مقام میں جانے کی اجازت نہ تھی جو سلطنت قشتالہ یا ارغون میں واقع ہو۔ چونکہ ترکوں اور افریقہ کے مسلمانوں میں لڑائی ہو رہی تھی اس لئے وہ ان دونوں میں سے کسی کے یہاں پناہ نہیں لے سکتے تھے، انہیں جانا ہی ہو تو مصر جائیں یا کسی اور جگہ۔ وہ واپسی کا کسی حال میں بھی قصد نہ کریں۔ سلطنت قشتالہ میں قدم رکھنے کی ہمیشہ کے لئے انہیں ممانعت تھی خواہ وہ عارضی ہی ہو۔ اگر وہ ان احکام کی خلاف ورزی کرینگے تو سزاء موت پائینگے اور جائداد ضبط کی جائیگی، اور اس کے لئے باقاعدہ مقدمہ چلانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جو شخص ماہ اپریل کے بعد انہیں اپنے یہاں پناہ دیگا اس کی بھی جائداد ضبط کر لی جائیگی۔ ان احکام کا اگر اس واقعہ سے مقابلہ کیا جائے کہ جب مسلمانان پرتگال کو ۱۴۹۷ء میں بڑے تپاک سے پناہ دی گئی تھی تو تعجب ہوتا ہے کہ ازابیلا کی پالیسی میں شمینیس کی جابرانہ ترکیبوں سے کتنا زمین و آسمان کا فرق آ گیا تھا۔

جب غرناطہ کو جبراً عیسائی بنانے پر نکتہ چینی کی گئی اور یہ شک ظاہر کیا گیا کہ ایسی صورتوں میں اصطباغ دینا جائز بھی ہے یا نہیں تو اس کا کچھ اثر پڑا اور اسی لئے نئے فرمان میں یہ کارستانی کی گئی کہ کسی قسم کی کوئی شرط نہ رکھی صرف اس کی عبارت سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا تھا کہ شہر بدر ہونے سے بچنے کی صورت تبدیل مذہب ہی ہے۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا ان کی اپنی مرضی اور پسند کا نتیجہ معلوم ہو۔ مکاری اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ ہم کو معتبر ذریعہ

Marfat.com

مآخذ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادھر تو جلاوطنی اختیاری قرار دی گئی ادھر اس کے لئے ایک میعاد قرار دیدی گئی، اور جب یہ میعاد گزر گئی تو کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ سب کو اصطباغ لینے پر مجبور کیا گیا۔ نام و نمود کو محض خانہ پُری کرنے کے لئے ایک تنگ وقت میں کچھ وعظ و تلقین کی گئی، تاکہ ملکہ کی راج ہٹ پوری ہو جائے اور بدقسمت مدجلین گروہ در گروہ (حضرت مسیح علیہ السلام) کا دین قبول کرنے پر مجبور کئے گئے۔ ۲۴ اپریل کو ادیلا نے فرڈی نینڈ اور ازابیلا کو اطلاع دی کہ دو ہزار نفوس عیسائی ہو گئے ہیں، اور ان میں سے کوئی شخص ملک بدر نہیں ہونا چاہتا۔ ازابیلا کو ان نوعیسائیوں کے خلوص پر تو کسی طرح اعتماد تھا ہی نہیں، وہ کسی طرح ان لوگوں کے دھوکے میں آ ہی نہ سکتی تھیں۔ چنانچہ جب ان نوعیسائیوں نے یہ چاہا کہ وہ کسی ایسے علاقے میں جا کر رہیں کہ جہاں ان کی قیدوں میں کچھ کمی آئے تو ۷ ستمبر کو انہوں نے ایک حکم جاری کیا کہ یہ لوگ دو برس تک نہ اپنی جایداد فروخت کر سکتے ہیں نہ سلطنت قشتالہ سے ارغون، بلنسیہ یا پرتگال جا سکتے ہیں، اور اگر جانا ہی چاہیں تو بحری سفر اختیار نہیں کر سکتے بلکہ خشکی کے راستہ جائیں، اور یہاں اس کی ضمانت دے جائیں کہ جیسے ہی وہ اپنا کام کر چکیں پھر اسپین آ جائیں گے۔

ازابیلا نے اس معاملہ میں خدا تعالےٰ کی اتنی بڑی خدمت کی تھی کہ ان کا یہ خیال صحیح تھا کہ وہ انعام الٰہی کی مستحق ہو گئی ہیں مگر اس میں سخت مایوسی ہوئی۔ ملک پر وہ مصائب آئے کہ جن کا کچھ حد حساب نہیں ۱۵۰۷ء سے لے کر ۱۵۰۸ء تک ملک میں سخت قحط پڑا اور ۱۵۱۳ء میں وبا آئی۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس وبا میں پادری ہی زیادہ مرے چنانچہ برنالڈیز کی تحریر سے یہ معلوم

✻ زیورٹا اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے عیسائی ہونے سے انکار کیا، وہ جلاوطن کر دیئے گئے ... ہی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ لوگ بخوشی خاطر عیسائی نہیں ہوئے۔ (مصنف)

× بحری سفر کی ممانعت بظاہر اس لئے کی گئی تھی کہ مسلمان افریقہ نہ چلے جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے آدمی چلے بھی گئے تھے۔ سفرے بلیڈا یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ٹارکیومیڈا زندہ ہوتے تو جس طرح یہودیوں کو جلاوطن ہونا پڑا اسی طرح مسلمانوں کو بھی ہونا پڑتا کیونکہ ان کا جوش مذہبی ایسا اندھا تھا جیسا ان لوگوں کا جنہوں نے بادشاہ کو اس پر مائل کیا کہ وہ تمام مسلمانوں کو عیسائی کر لیں اور وہ بھی بغیر تعلیم و تلقین کے، جس کی تائید نہ صرف قانون دینی کے موافق ہے بلکہ دنیوی قانون کی رو سے بھی نہایت ضروری ہے۔ (مصنف)

Encarnación

Marfat.com

ہے کہ القلعہ ڈی وڈیرا میں تیرہ پادریوں میں سے بارہ مرگئے، اٹریرا میں چار پادری مرے، باقی تمام پادری بیمار تو ہوئے مگر اچھے ہو گئے۔ برنیلڈیز کے تحت میں پانچ سو آدمی تھے، اُن میں سے ایک سو ساٹھ کو اس نے اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ یہی کیفیت تمام اندلسیہ اور قشتالہ کی تھی ۱۵۰۵ء میں ایسی شدید وبا پھیلی کہ جس میں سپین کی آدھی آبادی رہ گئی۔ اُس کے بعد بھی سخت وبا وہاں آئی۔ وبا کم ہوئی تو ۱۵۰۸ء میں الساٹڈی دل آیا کہ اس نے سورج کو بھی چھپا دیا۔ چار یا پانچ فرسنگ لمبی اور دو یا تین فرسنگ چوڑی زمین کے سبزے کو اس نے اس طرح چاٹا کہ سوائے انگوروں کے درختوں کے کسی چیز کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا۔

۲۶ نومبر ۱۵۰۴ء کو ازابیلا مرگئیں*۔ اُن کے بعد چند روز فلپ اور جوآن (۱۵۰۶ء تک) شاہ شطرنج رہے، حقیقت میں فرڈی نینڈ ہی قشتالہ اور ارغون کے بادشاہ تھے اگرچہ مذہب کے متعلق وہ پرجوش آدمی تھے لیکن ملکی سیاسیات کے مقابلہ میں وہ شدید تعصب یا کٹا پن سے کام نہ لیتے تھے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ قانع رعایا غیر قانع سے اچھی ہوتی ہے۔ وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ چھیڑ چھاڑ کر کے رعایا کو ستائیں بلکہ اُن کا رجحان امن و امان کی طرف تھا۔ قشتالہ کے مجلبین اصطباغ یا کرمار سکوز (مولدین) کہلائے (آیندہ ہم ان کو مولدین ہی کہینگے) اور یہ لوگ محکمہ اضنساب و محنہ کے زیر اثر کر دیئے گئے۔ یہ مشہور بات تھی کہ انہوں نے محض ظاہری طور پر اپنا مذہب تبدیل کیا تھا، حقیقت میں وہ دل کے ساتھ اپنے آبا و اجداد کے دین پر قائم تھے جتنے کہ جہاں تک اُن سے ہو سکتا تھا وہ اپنے فرائض دینی چھپ کر ادا کرتے تھے حالانکہ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جاتا تو وہ مستوجب سزا ہوتے قشتالہ کے محکمۂ اضنساب و محنہ کے اُس زمانہ کے کاغذات بہت ہی کم ملتے ہیں جتنے بھی ملتے ہیں اُن سے کوئی صحیح نتائج اطمینان کے ساتھ اخذ نہیں کئے جا سکتے۔ جتنے کاغذات مجھے ملے، اور اُن کو مطالعہ کرنے اور غور کرنے کا جب مجھے موقعہ ملا ہے

---

* یا ہو گئی کہ جب منصور اعظم نے (خدا تعالٰے اُن پر اپنی رحمت واسعہ نازل کرے) میدان جہاد میں انتقال فرمایا ہے تو پادریوں نے کہا تھا کہ "منصور فی النار ہوا" ازابیلا کی نسبت میں اور سارے مسلمان کیا کہیں؟ (مترجم)

اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہالی کلیسا کی نظر عنایت اب تک بھی زیادہ تر یہودی الاصل نو عیسائیوں کی طرف تھی۔ مولدین کو ابتداءً اُنھوں نے بہت ہی کم چھیڑا۔

ڈیزا اب تک محتسب اعظم تھے ۱۵۰۰ء میں اُن کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا اور اُن کی جگہ شیمینیس کو مقرر کیا گیا۔ وہ ایک مدت سے اس کے خواہشمند چلے آتے تھے محتسب اعظم ہوتے ہی اُنھوں نے کلیسا کے تمام نو عیسائیوں اور اُن کی اولاد کے متعلق ہدایات جاری کیں کہ معاملات مذہبی میں اُن کا رویہ کیسا ہونا چاہیئے، اُن کے گرجا میں باقاعدہ طور پر حاضر لانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں، اُن کو مبادیات مذہب کی کس طرح تعلیم و تلقین کرنی چاہیئے، مسلمانوں اور یہودیوں کے جو مراسم باقی ہوں وہ اُن لوگوں میں سے کس طرح نکالے جائیں اور جادو، ٹونے اور اور توہمات کو اُن میں سے کیونکر نکالا جائے۔ یہ معلوم کرنا کچھ آسان نہیں ہے کہ شیمینیس کو یہ ہدایات جاری کرنے کی کیا ضرورت داعی ہوئی تھی لیکن یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کلیسا اور کلیسائی اختیارات کا ایک پُرجوش حامی مسلمانوں کے جلاوطنی کے حکم سے پانچ سال کے بعد ایسی ہدایات جاری کرنے کا اقدام کریگا، جن سے یہ معلوم ہو کہ کلیسا نے نو عیسائیوں کے متعلق اپنے فرائض کے ادا کرنے میں غفلت کی ہے۔ لیکن جو کچھ بھی ہو اس میں کلام نہیں کہ اہالی کلیسا اپنے دنیاوی اور مادی نفع سے کسی طرح غافل نہ تھے، کیونکہ جب خزانۂ شاہی نے مساجد پر اُن کے بند کرا دینے کے بعد قبضہ کیا تو کلیسائیوں نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ جایداد گو غلطی ہی سے سہی خدا کے کام کے لئے دی جا چکی ہے، اس لئے وہ دنیاوی ضروریات کے لئے نہیں لی جا سکتی۔

یوں یہ شکایات شروع ہو گئیں کہ کلیسا نے اپنے فرض سے غفلت کی اور اُن لوگوں کو تعلیم نہیں دی جن کو محکمۂ احتساب و محنہ اس لئے سزائیں دیتا رہا تھا کہ وہ مذہبی معلومات میں جاہل مطلق ہیں۔ یہ شکایت آخر تک برابر رہی جیسا کہ اوراق مابعد سے ظاہر ہوگا۔ شیمینیس کے احکام پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت کم توجہ کی گئی کیونکہ ۲۰ مارچ ۱۵۱۱ء کو فرڈی نینڈ نے اُن کو یہ لکھا کہ وہ اشتہار شاہی کے ذریعہ سے اُن کے تمام ماتحت پادریوں کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہے ہیں کہ مسلمان اور یہودی الاصل نو عیسائی اب تک مذہب کیتھولک کے مراسم سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اُنھوں نے شیمینیس کو یہی حکم دیا کہ وہ ان نو عیسائیوں کو نماز میں شامل ہونے پر مجبور کریں اُن کی تعلیم و تلقین

Marfat.com

کا انتظام کریں اور تمام پادریوں کو تاکیدی حکم دیں کہ اس معاملہ پر خاص طور سے توجہ کریں اس کے ساتھ ہی فرڈی نینڈ نے جولیس ثانی سے یہ درخواست کی وہ محتسبین کو یہ اختیارات دیدیں کہ وہ نوعیسائیوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں جو بروئے قانون کلیسا و پوپ کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے تھے، چونکہ اس سے اُن تدابیر کا سلسلہ شروع ہوتا تھا جو ملحدین کے متعلق اختیار کی گئی تھیں اس لیے یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محتسبین کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس قانون کا اعلان کر دیں جو ایڈکٹ آف گریس کہلاتا ہے اور جس کے موافق ایک ایسی میعاد مقرر کی جاسکتی ہے (جو عام طور پر تیس دن سے کم نہیں ہوتی تھی) کہ جس میں گمراہ عیسائی حاضر ہو کر اپنے اور غیروں کے گناہوں کا اعتراف کر کے ضبطی جایداد اور موت سے بچ سکتے تھے، اور اُن کے بدلے میں محتسبین کے اختیارات تمیزی کے موافق عقوبت بیعنہ مالی یا روحانی پا سکتے تھے۔ وہ اپنی غلط کاریوں کا اعتراف علی رؤس الاشہاد کرتے تھے اور سب کے سامنے ہی کلیسا سے رعایات پاتے تھے۔ مگر یہ رعایت خود ایک طرح کا تاوان تھا کیونکہ اگر وہ پھر ہی غلطی یا گناہ کرتے تھے تو بروئے قانون کلیسائی اُن کی سزا صرف یہ تھی کہ وہ زندہ جلا دیئے جائیں علاوہ بریں اُن پر اور بہت سی قیود ڈال دی جاتی تھیں یہ قیود نہ صرف مرتکب گناہ پر ہی ڈالی جاتی تھیں بلکہ اُس کی اولاد جو مردوں میں دو نسلوں تک اور عورتوں میں ایک نسل تک قایم رہتی تھیں، یعنی وہ کسی معزز یا زیادہ تنخواہ کے عہدہ پر مقرر نہیں کیا جا سکتا تھا، اور ہر معاملہ میں اُس کو کلیسا سے اجازت لینی پڑتی تھی اس کے علاوہ سپین کے خاص قانون کے موافق وہ ہتھیار نہیں لگا سکتا تھا، نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا تھا، نہ ریشمین کپڑے جواہرات سونے اور چاندی کے زیورات پہن سکتا تھا، نہ خاص قسم کے پیشے مثلاً طبابت جراحی عطاری وغیرہ ہی اختیار کر سکتا تھا۔ یہ معلوم ہی ہو گا کہ کلیسا اپنے گنہگار بچوں پر کسی طرح کا رحم نہیں کرتا تھا، خواہ وہ اپنے گناہوں پر کتنے ہی شرمندہ کیوں نہ ہوں لطف یہ ہے کہ حالات مرعات کی شرائط ایسی نہیں تھیں کہ اُن کی طرف کسی کو کشش ہو۔*

چونکہ محکمہ احتساب مجنہ کو دینی قانون کے احکام میں کسی طرح کی رعایت دینے کا اختیار حاصل نہ تھا، اور چونکہ

---

* مسلمان اس پر تعجب کریں کہ مجرم کی اولاد کیوں مستوجب سزا ہوتی۔ وہاں انگریزوں کی سی منصفانہ حکومت تو تھی نہیں کہ صرف مجرم ہی مجرم ہے اولاد پر اس کے قصور کا کوئی اثر نہیں پڑتا وہاں تو خالص عیسوی حکومت تھی۔ کیا یسوع مسیح تمام دنیا کے گناہ سر پر اُٹھا کر سولی پر نہیں چڑھا دیا گیا؟ (مترجم)

Marfat.com

فرڈی نینڈ یہ چاہتے تھے کہ کچھ نرم تدابیر اختیار کی جائیں جو بغیر پوپ کی اجازت کے اختیار نہیں کی جا سکتی تھیں اس لیے انہوں نے جناب پوپ کو لکھا کہ سپین میں ۱۴۹۲ء سے بہت سے مسلمان اور یہودی عیسائی ہو گئے ہیں جو بوجہ فقدان تعلیم دینی فرائض دینی کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے اور ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں جو کفار کے لئے مخصوص ہیں۔ چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ حال ہی میں عیسائی بنائے گئے ہیں اس لئے ان کے خلاف سخت کارروائی کرنی خلاف انسانیت ہوگی۔ اسی واسطے انہوں نے پہلے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو دینی تعلیم دی جائے۔ ان کو اس کا پورا موقعہ دینے کے لئے کہ وہ بخوشی خاطر اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور عقوبت دینیہ اختیار کریں، ان کو تیس دن دیئے گئے تھے تاکہ ضبطی جائداد اور دیگر اقسام کی تعذیب دینے کی ضرورت لاحق نہ ہو جس سے بروء قانون دینی کوئی شخص نہیں بچ سکتا تھا خواہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف ہی کیوں نہ کرے۔ مقصود یہ تھا کہ اگر اس شخص سے پھر وہی گناہ سرزد ہو تو وہ بچایا جا سکے۔

یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ فرڈی نینڈ کی یہ درخواست منظور ہو گئی لیکن اس میں اگر کوئی کام کی بات ہے تو وہ اس زمانے کی حالت کا بیان اور فرڈی نینڈ کی پالیسی کا ذکر ورنہ ایڈکٹ آف گریس پر تو ایسی پابندیاں عاید تھیں کہ اکثر حالتوں میں وہ بیکار ہی ثابت ہوتا۔ جو کچھ بھی تھا وہ رحم کی نمائش ہی نمائش تھی یا نو عیسائیوں کے مذہب پھر جانے پر زجر و توبیخ۔ کہنے کو تو آمین کو پھر کلیسا کے زیر اثر لے لیا گیا کیونکہ انہیں حقیقی اصطباغ کا تجربہ تھا۔ بحیثیت ایک کیتھولک عیسائی ان کو ہر قسم کے [illegible] سے بچنا چاہئے تھا۔ ان کا اعتراف گناہ بالکل نامکمل اور فرضی سمجھا جاتا جب تک وہ اس میں ان تمام باتوں کو شامل نہ کر لیتے جو دوسروں کے متعلق ان کے علم میں ہوتیں۔ نامکمل اور فرضی اعتراف گناہ احتساب کے قانون کے موافق سب سے بڑا جرم تھا۔ اس کی سزا یہ ہے کہ حقیقی [illegible] کر لی جاتی ہیں اور مجرم کو اور بھی سخت سزاؤں کا مستحق [illegible] ماتحت ہو جاتا تھا۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اعتراف گناہ کرتے ہوئے اوروں کی بھی پردہ دری کرے [illegible] اپنے خاندان کو چھوڑے نہ دوستوں کو اور ایسی شہادت بہم پہنچائے کہ جس سے وہ گرفتار ہو سکیں [illegible] مقدمہ چل سکے اور ان کی تعذیب کی جا سکے۔ خرابی تو یہ ہے کہ [illegible]

اُن میں اب ایسی شہادتیں بکثرت ملتی ہیں کہ والدین نے اپنی اولاد کو اور اولاد نے اپنے والدین کو اس ڈر کے مارے مجرم قرار دلوایا کہ اُن کو خود اپنے قید ہونے اور عقوبت پانے کا اندیشہ تھا' یا وہ سخت جرح سے ڈرے ہوئے تھے' یا اُن کو یہ خطرہ تھا کہ وہ تعذیب کے کمرہ میں پہنچا دیئے جائیںگے لیکن یہ امید رکھنی کہ کوئی آزاد آدمی اپنے نہایت عزیز و قریب کی چغلی کھائیگا' انسانی خصایل کا نہایت کمینہ تخمینہ کرنا ہے اور اس کا قوے سے فعل میں آنا بہت مشکل بات ہے*۔ یہ صرف اُس صورت میں ہوتا تھا کہ جب تمام فرقہ متفق ہوکر کسی بات کو کرنا چاہتا تھا۔

اس امر کے معلوم کرنے کے ذرایع بہت ہی کم ہیں کہ آیا فرڈی نینڈ اور ازیمینس کی متفقہ کوشش سے کلیسا اپنے فرایض ادا کرنے اور اپنی ذمہ واریوں کے سمجھنے کی طرف مایل ہُوا یا نہیں' لیکن یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرف متوجہ نہیں ہُوا' اور مولدین ویسے کے ویسے ہی مسلمان رہے جیسے کہ پہلے تھے۔ دوسری طرف محتسبین اُتنے غافل نہ تھے جتنے کہ پادری۔ جب یہودی عیسائی بنانے کے لئے کم ملنے لگے تو اُن کی جگہ مسلمان تختۂ مشق بنائے جانے لگے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۱۰ء میں کالاہو اگیولرڈی رایو الحمہ' سرویرا ڈی الحمہ' ارض اور ان ایسٹریلاس کے مولدین پر مقدمے چلائے گئے' اور اڑتیس آدمیوں نے سزائیں پائیں۔ چونکہ اگیولر میں کوئی گرجا نہ تھا کہ جہاں نو عیسائیوں کو تعلیم دی جاتی' اس لئے ایک نئے گرجا کی تعمیر شروع کی گئی۔ شاہ چارلس نے اپنی شاہانہ فیاضی سے ضبط شدہ جایداد میں سے

---

* اعتراف گناہ کے ذریعہ سے لوگوں کو پھنسانے کی مثال فرانسسکو ظفر رائے بیرا **Francisco Zafar** کے مقدمہ سے ملتی ہے۔ یہ شخص بلنسیہ کا رہنے والا مولد تھا جس کو ۱۶۰۵ء میں از روئے الہام **Rebeca.** عیسائی بنایا گیا تھا' اور اس کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ مانسیراٹ **Monserrat.** کی زیارت کرے۔ یہیں اُس نے ایک پادری کے سامنے اعتراف گناہ کیا۔ اس پادری نے اُسے بشلونہ بھیج دیا تاکہ وہاں کا محتسب اُس کے ارتکاب کفر کو معاف کرے۔ محتسب نے اُس کو حکم دیا کہ وہ اُن لوگوں کا بھی نام بتلائے جو اب تک مسلمان چلے آتے ہیں۔ یہ معلوم کرکے کہ یہ لوگ بلنسیہ کے رہنے والے ہیں محتسب نے ظفر کو وہاں بھیج دیا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے چار ہزار آدمیوں کو نام بنام مجرم بتلایا۔ یہ شخص جابجا درزی کا کام کرتا پھرتا تھا اور تمام مسلمانوں سے واقف تھا (تاریخ مصنفہ بلیڈا صفحہ ۹۲۹)۔

داد الجارا زبویرنے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۹۵ پر لکھا ہے کہ مولدین کی بدترین خصایل میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب اُن کو کوئی ضرورت ڈالی جاتی تھی تو اپنی نسبت تو اعتراف کر لیتے تھے مگر اپنے ہمسایوں کے متعلق کچھ نہ کہتے تھے' اسی لئے وہ ارتداد کے جرم میں زندہ جلا دیئے جاتے تھے (مترجم)

Marfat.com

نصف رقم تعمیر وغیرہ کے لئے عطا فرمائی۔ دوسرے سال یہ معلوم کرکے کہ جو مولدین یہاں ستائے گئے ہیں اور انہوں نے اس امید پر غرناطہ جانا شروع کر دیا ہے کہ وہاں سے افریقیہ چلے جائینگے یا وہیں کہیں چھپے رہینگے، شاہ چارلس نے پھر شاہانہ فیاضی دکھلائی اور یہ حکم دیا کہ جو ضبطیاں ہوں وہ بحق بادشاہ نہ ہوں، بلکہ اُن لوگوں کے فواید کے لئے محفوظ رکھی جائیں جو ایڈکٹ آف گریس کو منظور کریں اسی طرح جب ۱۵۱۸ء میں یہ سنا گیا کہ سیونیکا کے محتسبین مولدین کو گرفتار کرکے مقدمے چلا رہے ہیں تو کارڈنل ایڈرین، محتسب اعظم نے دو برس کے لئے ایڈکٹ آف گریس جاری کر دیا اور شاہ چارلس نے ضبطیوں کا حکم منسوخ کر دیا۔ مگر ۱۵۲۰ء میں پھر ضبطی جایداد کی اجازت دیدی گئی ۱۵۱۸ء میں بھی ایک سال کے لئے ایڈکٹ آف گریس جاری کیا گیا تھا۔ اس سے محتسبین کارٹاجینا کی تکلیفیں بچ گئیں جو مولدین وال ڈی ریکوٹ واقع مرسیہ پر مقدمہ چلا رہے تھے اکتوبر ۱۵۱۹ء میں ایک سال کے لئے ایڈکٹ کی اور توسیع کر دی گئی۔ ۲۴ دسمبر ۱۵۲۱ء کو کارڈنیل ایڈرین نے محتسبین کو لکھا کہ مولدین اس بناء پر ایڈکٹ کی توسیع کی درخواست کرتے ہیں کہ بوجہ روز روز کے فسادات کے نہ وہ اپنی طرف سے اعتراف گناہ کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں نہ دوسروں کی طرف سے چنانچہ انہوں نے یکم جنوری ۱۵۲۲ء سے چھ مہینے کے لئے اور توسیع کر دی، اور یہ شرط کی کہ اس عرصہ میں جو اعتراف گناہ کر لیں اُن کی جایداد ضبط نہ کی جائیگی بلکہ عقوبت دینیہ کے معاملہ میں اُن پر رحم کیا جائیگا۔ نہ اُن کو عمر بھر کے لئے قید کیا جائیگا نہ وہ سان بے نی ٹو* پہننے پر مجبور کئے جائینگے، بلکہ جیسے ہی وہ اپنے جرایم کا علی رؤس الاشہاد اقرار کر لینگے معاف کر دیئے جائینگے۔

جو کچھ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اُس سے یہ معلوم ہوگا کہ محتسبین اپنے جوش مذہبی سے زیادہ کام لیتے تھے احتیاط اور مصلحت سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے اُن کے افسر تکلیف دہ اقدامات سے روکنے والے

---

* سان بے نی ٹو ایک زرد رنگ کا کرتہ ہوتا تھا۔ اس میں سرخ رنگ کے بند لگے رہتے تھے حکم تھا کہ مجرم جب باہر نکلے اُسی کو پہن کر نکلے۔ یہ بہت بڑی سزا سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہ سخت بے عزتی کی نشانی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے پہننے والے مجرم کا نام نشان اور وہ جرم جس کی پاداش میں یہ پہنایا جاتا تھا، ایک کاغذ پر لکھ کر ٹکا دیا جاتا تھا، تاکہ مجرم، جرم اور اُس کی سزا ہمیشہ کے لئے قایم رہے۔ (مصنف)

Marfat.com

آدمیوں کی درخواستیں سننے کو تیار رہتے تھے اور اس کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ایسے لوگوں سے
خلوص کے ساتھ اس دین پر قایم رہنے کی امید رکھنی بالکل بیہودہ ہے جس میں جبر و تشدد سے
کام لیا جائے اور جو تعذیب اور قتل و غارت کا ذریعہ بنا ہوا ہو لیکن اس کا کیا علاج تھا کہ قانون
دینی موجود تھے اُن پر عمل کرنے والے زندہ تھے اور جو لوگ کیتھولک مذہب کے پابند ہو چکے تھے ان پر
ان قوانین کا نفاذ اور اُس مذہب پر بجبر قایم رکھنا ضروری تھا۔ کچھ ایسی حالت پیدا ہوگئی تھی کہ اس
سے بچنا ناممکن تھا۔ کوئی راستہ ڈھونڈھنے کی کوشش کی جاتی تھی تو مشکلات اور بھی بڑھتی چلی جاتی
تھیں حتے کہ جب کوئی معقول علاج سمجھ میں نہیں آتا تھا تو مصیبت کی انتہا ہو جاتی تھی اور سخت
حوادث پیش آتے تھے اس وقت تک یہی خیال تھا کہ عملی کارروائی کو جہاں تک ممکن ہو نرم بلکہ ملتوی
ہی کیا جائے۔ کارڈینل اڈرین نے ۵ اگست ۱۵۲۱ء کو یہ حکم جاری کیا کہ کوئی شخص اس وقت تک
گرفتار نہ کیا جائے کہ جب تک اُس کے خلاف براہ راست کوئی شہادت نہ بہم پہنچ جائے اور اس کے
بعد بھی یہ شہادت پہلے محتسب اعظم کے پاس غور مزید کرنے کے لئے بھیج دی جائے۔ اس حکم کے
اجرا کا بھی یہی باعث تھا کہ کوئی معقول علاج سمجھ میں نہ آتا تھا۔ ✕ معمول کے مطابق محتسبین ان
ہدایات کو اپنے مطلب کے موافق استعمال کرتے تھے جب اڈرین اپنے عہدہ سے الگ ہوئے
تو اُن کی جگہ اسقف مین ریک ✕ مقرر کئے گئے۔ انہوں نے ۲۸ اپریل ۱۵۲۴ء کو ایک اور حکم جاری
کیا جس کے الفاظ بہت صاف تھے اس میں یہ کیفیت بیان کی گئی تھی کہ مولدین کو فرڈی نینڈ اور
ازابیلا نے عیسائی کرنے کا حکم دیا تھا اور ان کو آزادی اور ایڈکٹ آف گریس دینے کا وعدہ کیا:
اسی لئے کارڈینل اڈرین نے ایسے احکام جاری کئے جن میں ان کے لئے بہت سی مراعات مرکوز

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محکمہ احتساب جس کو گرفتار کرتا تھا تو وہ بھی فی نفسہ سخت سزا تھی ملزم کی تمام جایداد قرق کر لی جاتی تھی اور وہ شخص مقدمہ کے زیر تجویز [illegible] پایا جاتا [illegible] مقدمہ کے فیصل ہونے میں بہت زمانہ [illegible] لگ جاتا تھا اس عرصہ میں اس کے خاندان کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ شخص کہاں ہے [illegible] کہ اس کی خبر [illegible] کہ اس کا خاندان کہاں [illegible] سال [illegible] میں [illegible] تمام خرچ جس کی مقدار [illegible] ادا [illegible] اگر ایسا ہوتا تھا کہ تمام جایداد ختم ہو جاتی تھی۔ (مصنف)

✕ Manrique.

رکھی گئیں محتسبین کو حکم تھا کہ خفیف باتوں پر اُن پر مقدمے قایم نہ کئے جائیں اور اگر کوئی گرفتار کر لیا جائے تو اُن کو رہا اور اُن کی جایداد کو واگزار کر دیا جائے مگر باوجود اس کے محتسبین چھوٹے چھوٹے جرایم اور صرف ایک ہی گواہ کے بیان پر اُن کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ جاہل ہیں آسانی اپنی بے گناہی کو ثابت نہیں کر سکتے اور اُنہوں نے دینی تعلیم نہیں پائی ہے اس لئے یہ اپنی گرفتاری سے سخت نالاں ہیں۔ اُنہوں نے یہ درخواست دی ہے کہ اُن پر اور زیادہ سختی نہ کی جائے۔ بنا بریں محتسب اعظم یہ حکم ہدایت کرتے ہیں کہ کوئی محتسب اُن کو اس وقت تک گرفتار کرے کہ جب تک ایسی کافی شہادت نہ پیدا ہو جائے کہ اُن سے ایسا جرم سرزد ہوا ہے جو کفر کی برابر ہے۔ اگر اس کی نسبت ذرا سا بھی شبہ ہو تو پہلے شہادت محتسب اعظم کے پاس براء غور بھیج دی جائے۔ جو لوگ مشتبہ جرایم کفر میں گرفتار ہیں اُن کے مقدمات کی سماعت بہت جلد کی جائے اور اُن کے ساتھ اس حد تک رحیمانہ سلوک کیا جائے کہ جہاں تک اپنا ایمان و ضمیر خود کو متہم نہ کرے۔

یہ کبھی خیال نہ کیا جائے کہ ان احکام نے جو نیک نیتی پر مبنی تھے اُن شکایات کو رفع کر دیا تھا جو موارین کو تھیں۔ حکام محکمۂ احتساب محنہ کی تمام کارروائی بصیغۂ راز ہوتی تھی اسی لئے وہ اپنی ذمہ واریوں سے بہت بچے رہتے تھے کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتا تھا۔ جو اختیارات اُن کو حاصل تھے اُن میں سختی اور نرمی حکم دینے والے کے مزاج کی اُفتاد پر منحصر تھی، مگر چاہے وہ اپنے اختیارات سے اچھی طرح کام لیں یا بری طرح، بیرونی صورت اچھی ہی کہلاتے تھے۔ قشتالہ کے موارین نے رفتہ رفتہ اپنے عیسائی ہمسایوں کی راہ و رسم اختیار کرتے چلے جاتے تھے اُنہوں نے اپنی قومی زبان اور لباس کو چھوڑ دیا تھا صبح و شام کی نمازوں اور جماعتوں میں شریک ہونے لگے تھے قربانگاہ سے برکتیں حاصل کرتے اور اعتراف گناہ کرتے تھے جنازوں اور دینی مجمعوں میں شامل ہوتے تھے غرض ہر طرح عیسائیوں کے سے کام کرتے تھے اب چاہے اُن کے دل کی کچھ ہی کیفیت کیوں نہ ہو۔

۱۵۱۲ء میں فرڈی نینڈ نے نوار کو فتح کر کے سلطنت قشتالہ کے ساتھ ضم کر لیا تھا کیونکہ

Marfat.com

بہ نسبت ارغون کے قستالہ میں شاہی اختیارات زیادہ وسیع تھے۔ اس لئے مدجلین ۱۵۰۲ء تک ایڈکٹ کے تحت میں آ گئے' اور اُن پر وہی شرائط پیش کی گئیں کہ "یا تو وہ ملک چھوڑ دیں' یا عیسائی ہونا منظور کریں" اُن کے لئے یہ آسان تھا کہ وہ فرانس کے کسی حصۂ سلطنت میں چلے جاتے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر وہ اصطباغ اور احتساب کے مقابلہ میں وہیں جانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ فرڈی نینڈ نے حتےالوسع بہت ہی جلدی کر کے یہ دونوں باتیں اُن پر لازمی قرار دے دیں ہم کو یہ بتلایا گیا ہے کہ صرف ۱۵۱۶ء میں شہر ٹیوڈیلا ہی میں دو سو غیر آباد مکانات تھے اس کے بعد مولدین نوار کی بابت کہیں ذکر نہیں آتا۔* جو جائیداد کہ یہ لوگ چھوڑ گئے تھے وہ ضبط کر لی گئی۔ کیونکہ ۱۵۱۹ء میں محتسب اعظم نے حکم جاری کیا کہ جن اراضی سے کہ مسلمان نکال دیئے گئے ہیں اُن کی تمام دستاویزات محتسبین کے سامنے پیش کی جائیں ؛

لیکن ملک سپین کے تماشاگاہ پر ایک پُر درد تماشا ہونے والا تھا جس کے بیان کرنے کے واسطے اُن واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے جو اُس سے پہلے گزر چکے تھے ؛

---

* ینگواس Yanguas. اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸-۳۴ میں وہ فیاضانہ فرمان درج کرتے ہیں جو مسلمانان ٹیوڈیلا کے حق میں اُس وقت جاری ہوا تھا کہ جب ۱۱۱۴ء میں الونزدال ٹبالاڈور Alanso el Batallador نے اُس شہر پر قبضہ لیا تھا۔ اُس سے وہی پالیسی معلوم ہوتی ہے کہ جو جنگلہاء باز یافت کے موقعہ پر تمام سپین میں اختیار کی گئی تھی جب تاج و تخت خاندان کیپٹ Capet. کی طرف منتقل ہوا تو لوئی ہیوٹن Louis Hutin نے ۱۳۱۰ء میں اُن تمام مراعات کو تسلیم کر لیا تھا جو مدجلین کو دی گئی تھیں ۱۳۶۸ء میں چارلس لی موآدیس Charles le Mauvais. نے مسلمانان ٹیوڈیلا کے تمام آدھے ٹیکس اس لئے معاف کر دیئے تھے کہ اُنھوں نے جنگوں میں مدد دی تھی۔ خاص کر قلعوں کے بنانے اور مرمت کرنے میں۔

باب سوم

جرمانیا

یہاں تک ہم نے اُن سلطنتوں کا ذکر کیا ہے جو قشتالہ کے تحت میں تھیں مسلمانوں کے متعلق ان کی جو پالیسی تھی وہ فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے متحدہ زمانۂ دولت میں طے ہو چکی تھی۔ ان دونوں سلطنتوں سے الگ ارغون کی ایک اور سلطنت تھی جس میں ارغون، بلنسیہ اور صوبہ قطلونیہ شامل تھا۔ ان پر اکیلا فرڈی نینڈ ہی حکمران تھا۔ بمقابلہ اپنی ہمسایہ سلطنتوں کے اس علاقہ نے قدیم آزادی کو بہت زیادہ قائم رکھا تھا۔ وہ اپنے قوانین اور مراعات کی سختی کے ساتھ حفاظت کرتے تھے۔ اُن کی عدالتیں ایسی تھیں کہ جن پر وہاں کے بادشاہ کو پورا اعتماد تھا، کیونکہ مظالم کے متعلق عرایض پر بہ نسبت عام رائے کے زیادہ توجہ کی جاتی تھی۔ یہ کیفیت قشتالہ کے دستور العمل سے پہلے ہی وہاں پیدا ہو چکی تھی۔ وہاں کی جماعت حکمران اپنے اُن مسلمان غلاموں کی زیادہ قدر و قیمت سمجھتے تھے جو کشاورزی کرتے اور بہت زیادہ محصول ادا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اصحاب کلیسا یہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کو قرضہ دینے سے اُن کا روپیہ محفوظ رہیگا، اور اس سے کلیسا کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط ہونگی۔ یہ ایک ضرب المثل ہو گئی تھی کہ "جہاں مسلمان زیادہ ہونگے وہاں نفع بھی زیادہ ہوگا۔" اسی لئے موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت کچھ زور لگایا جاتا تھا۔ اگر کوئی ہنگامہ و فساد پیدا ہو جاتا تو اس سے نقصان کا سخت اندیشہ تھا۔ اگر مسلمان اصطباغ پا کر قانون کے موافق پرانے عیسائیوں کے برابر حق پا لیتے تو ان کے آقاؤں کی آمدنی کا کم ہو جانا یقینی تھا۔ اس تحفظ حقوق سے جو خود غرضی پر مبنی تھا، ایک مدت تک پرجوش پادری سخت ناخوش رہے، کیونکہ اُن کا مقصود ابتداءً تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو جبر مسلمان

Marfat.com

کر لیا جائے مگر بعد میں اُن کی یہ خواہش ہوئی کہ اِن لوگوں کو جلاوطن ہی کر دیا جائے۔

غرناطہ اور قشتالہ میں جن واقعات سے ہنگامے برپا ہو چکے تھے اُن کی وجہ سے اس تحفظ پر اور بھی زیادہ نگاہیں پڑنے لگیں مگر یہ صدا کسی قدر بے ہنگام اور قبل از وقت تھی کیونکہ ۱۴۹۵ء میں یہ کام طے ہو چکا تھا۔ انہوں نے فرڈی نینڈ سے ایک فرمان حاصل کر لیا تھا جس کے موافق وہ نہ مسلمانان قشتالیہ کو جلاوطن کر سکتے تھے نہ اُن کی جلاوطنی کی منظوری دے سکتے تھے۔ قشتالہ میں ۱۵۰۲ء میں یہ فرمان جاری ہوا تھا اس کے بعد یہ افواہ اُڑی کہ فرڈی نینڈ اسی کی پابندی یہاں بھی کریں گے؛ اس کا نتیجہ ہوا کہ سنہ ۱۵۱۰ء میں برشلونہ کی مجلس امرا نے اُن سے اس کے خلاف اقرار لے لیا۔ ۱۵۱۲ء میں انہوں نے مونزوں کی مجلس امرا میں اس کا اعادہ کیا اور یہ ایزاد کیا کہ وہ اُن کو بجبر عیسائی نہ بنائیں گے نہ اُن پر ایسی قیود لگائیں گے کہ جن کے موافق وہ عیسائیوں سے آزادی نہ مل سکیں۔ اس قرارداد پر انہوں نے قسم کھائی جب ۱۵۱۸ء میں چارلس پنجم تخت پر بیٹھے تو اُن سے بھی اس اقرار پر عمل کرنے کے لئے قسم لی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ فرڈی نینڈ نے اپنی عادت کے موافق محتسبین کے اس بے عقلانہ جوش کے روکنے کے لئے تحکمانہ دخل دیا کیونکہ یہ لوگ اپنے اختیارات کا بیجا استعمال کر رہے تھے اور بالواسطہ ذرائع سے مسلمانوں کو بجبر عیسائی بنانے کی تدابیر کر رہے تھے۔ ڈیوک اور ڈچز آف کارڈونا کاونٹ آف رانڈا، باگوزا اور امرا کی شکایت پر انہوں نے ۱۵۰۸ء میں محتسبین کو اس لئے دھمکایا کہ وہ حدود قانون سے تجاوز کرتے ہیں، جس سے مسلمانوں کو شکایات پیدا ہوتی ہیں اور اُن کے آقاؤں کو نقصان پہنچتا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ کوئی شخص بجبر عیسائی نہ کیا جائے؛ کیونکہ خدا اسی کو پسند کرتا ہے اور یوں ہی اس کی خدمت ہو سکتی ہے کہ لوگ بطیب خاطر عیسائی ہوں۔ ساتھ ہی اُن کا یہ بھی حکم تھا کہ کوئی شخص محض اس لئے قید نہ کیا جائے کہ اُس نے دوسروں کو یہ کہا ہے کہ وہ عیسائی نہ ہوں، اور کسی مسلمان کو اُس وقت تک اصطباغ نہ دیا جائے کہ جب تک وہ خود ہی درخواست نہ کرے۔ جو لوگ کہ اس جرم میں قید میں کہ انہوں نے دوسروں کو عیسائی نہ ہونے کی ترغیب دی تھی وہ فوراً

Marfat.com

کردیئے جائیں اور تمام کاغذات ارغون کے محتسب اعظم جوان ڈی اینگیورا [illegible] کے پاس [illegible] دیئے جائیں نیز آئندہ بغیر ان (محتسب اعظم) کے حکم کے کوئی شخص گرفتار نہ کیا جائے۔

چونکہ یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ بعض آدمی اس ڈر کے مارے بھاگ گئے تھے کہ وہ جبرًا عیسائی بنائے جائینگے یا قید کردیئے جائینگے اس لئے ان کو واپس بلا لیا جائے اور ان کو اطمینان دلایا جائے کہ آئندہ ان پر کوئی جبر نہ کیا جائیگا۔ اسی طرح جب ۱۵۱۱ء میں ارغون کے چند مسلمان عیسائی بنا لئے گئے تھے اور اس وجہ سے ان کے اہل و عیال نے ان کو چھوڑ دیا تھا تو فرڈی نینڈ نے [illegible] کو حکم دیا کہ ان کے بال بچوں کو واپس بلا لیا جائے اور ان پر کسی قسم کا جبر نہ کیا جائے تاکہ ان کو [illegible] اصطباغ دیا جائے۔ بہرکیف ان واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو آہستگی سے عیسائی بنانے کا کام برابر جاری تھا چنانچہ قشتالہ کے ایک فقیہ موسومہ یعقوب [illegible] کا واقعہ [illegible] ہے یہ شخص عیسائی ہوگیا تھا اور بہت سے اور لوگوں کو بھی عیسائی بنانے کے لئے [illegible] لایا تھا۔ فرڈی نینڈ نے اس کو اس کام میں مدد دینے کے لئے پروانہ راہداری دے رکھا تھا تاکہ وہ [illegible] سفر کرسکے اور مسلمانوں کے ہر مجمع میں شامل ہوسکے مسلمانوں کو بھی حکم تھا کہ وہ [illegible] اس کی تقریروں کو سنیں اس قسم کے واقعات سے یہ امید بندھتی جاتی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ملاطفت اور ترغیب سے مذہب عیسوی اپنا راستہ نکال لیگا۔ تو عیسائی ہمیشہ کے [illegible] لیکن باوجود اس کے قشتالہ کی طرح ارغون میں یہ پالیسی اختیار کی گئی تھی کہ ان کے ساتھ کوئی [illegible] نہ کی جائے ہم دیکھ چکے ہیں کہ ۱۵۰۲ء میں مسلمانان [illegible] اور [illegible] نے بطیب خاطر [illegible] اصطباغ لینے کی درخواست دی تھی [illegible] کہ لوگ [illegible] مذہب [illegible] کرنی چاہی تو ۱۵۱۵ء میں [illegible] نے اس معاملے میں دخل دیا اور یہ کہا کہ [illegible] عیسائیوں کی اولاد میں سے بہت سے آدمی جو اپنا مذہب چھوڑ چکے تھے پھر عیسائی ہوا چاہتے [illegible] مگر [illegible] ڈرتے ہیں اس لئے انہوں نے حکم دیا کہ اگر وہ ایک سال کے اندر [illegible]

Marfat.com

نوآن کی جائداد ضبط نہ کی جائیگی یہی رعایت طرطوشہ اور اور شہروں کو بھی دی گئی *۔

مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی بلنسیہ میں تھی یہیں کے لوگ عیسائی بھی زیادہ ہوئے؛ اور محکمہ احتساب و محنہ کو بھی یہاں سخت کارروائیاں کرنی پڑیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سے نی سس کا چھوٹا سا قصبہ تقریباً تمام ہی عیسائی ہوگیا تھا کیونکہ ۸ اپریل سنہ ۱۵۱۹ء کو محتسب بلنسیہ نے وہاں کے گرجا میں دو سو تینتیس (۲۳۳) مولدین کو سزائیں دیں۔ یہ لوگ اڈکٹ آف گریس کے ماتحت آچکے تھے۔ ان لوگوں نے اعتراف گناہ کر لیا تھا اور اپنی غلط کاریوں کو تسلیم کر لیا تھا بظاہر ان کی ضبطیاں نہیں کی گئیں اور عقوبت دینیہ کی جو سزا دی گئی تھی وہ بھی دینی ہی تھی لیکن جو معمولی سخت سزا مقرر تھی اس سے وہ لوگ نہیں بچے۔ ایک اور بے رحمانہ کارروائی کی بھی نہایت شرمناک شہادت ملتی ہے یعنی یہ کہ ان غریب شرمندۂ گناہ لوگوں میں تینتیس عورتیں اُن آدمیوں کی تھیں کہ جو زندہ جلا دیے گئے تھے۔ یہ صورت

---

* اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو نئی مسجدیں بنانے کی اجازت نہ تھی محکمہ احتساب و محنہ شدت کے ساتھ اس کی مخالفت اور اس کی نگرانی کرتا تھا۔ سنہ ۱۵۱۴ء میں محتسب بلنسیہ کیلو نامی نے یہ حکم دیا کہ ایک مسجد کو جو حال ہی میں بنی تھی اس طرح منہدم کیا جائے کہ اُس کا نشان بھی باقی نہ رہے۔ سنہ ۱۵۱۹ء میں اسی محتسب نے اپنے محکمہ والوں کا اس لئے شکریہ ادا کیا تھا کہ انہوں نے ایورا کی ایک نو تعمیر مسجد کو ڈھا یا ہے ۔ (مصنف)

* میرے سامنے جتنا مسالہ ہے اُس سے اس کے متعلق صحیح اعداد کا بہم پہنچنا ناممکن ہے کہ بلنسیہ کے محکمۂ احتساب و محنہ نے اس موقعہ پر کیا کچھ کارروائی کی۔ بہرحال کچھ نہ کچھ تخمینہ لگایا جا سکتا ہے۔ مگر یہ فرض کر لینا چاہئے کہ مولدین کے ساتھ بہت سے یہودیوں کو بھی اس وقت سزائیں دی گئی تھیں سنہ ۱۴۶۱ء سے سنہ ۱۵۹۲ء تک جتنے لوگوں کو بجرم کفر سزائیں دی گئیں ان کی ایک فہرست محفوظ ہے سنہ ۱۵۱۲ء سے دو تین برس پہلے مقابلتہً کچھ سختیاں کم رہیں مگر اس سال کے بعد مقدمات کی تعداد حسب ذیل تھی: ۔

سنہ ۱۵۱۲ء میں	۳۲ مقدمات	سنہ ۱۵۱۶ء میں	۴۱ مقدمات	سنہ ۱۵۲۰ء میں	۳۶ مقدمات
سنہ ۱۵۱۳ء //	۴۱ //	سنہ ۱۵۱۷ء //	۲۵ //	سنہ ۱۵۲۱ء //	۳۱ //
سنہ ۱۵۱۴ء //	۶۳ //	سنہ ۱۵۱۸ء //	۲۱ //	سنہ ۱۵۲۲ء //	۴۰ //
سنہ ۱۵۱۵ء //	۶۴ //	سنہ ۱۵۱۹ء //	۲۲ //	سنہ ۱۵۲۳ء //	۳۷ //

(دیکھو صفحہ آئندہ)

اُس زمانہ کے خواہ کتنی ہی موافق حال کیوں نہ ہو مگر اس کا اثر لازماً یہ پڑنے والا تھا اور یہ پڑا کہ غیر عیسائی

(بقیہ حاشیہ بہ تسلسل صفحہ ماقبل) ڈین ولا کا یہ قول بظاہر غلط ہے کہ ۱۵۱۵ء سے لے کر ۱۵۲۳ء تک بلنسیہ کے محکمۂ احتساب محنہ نے دو سو پچاس آدمیوں کو زندہ جلایا، ایک سو بچپن کو سزائے تازیانہ دی اور ایک ہزار نوّے آدمیوں پر مقدمات قایم کئے۔ جرم کفر میں اُن سالوں میں دو سو پچاس آدمی زیر تجویز رہے ہیں صحیح طور پر یہ تحقیق کر سکا کہ کتنے آدمی زندہ جلائے گئے، لیکن مقابلتہً تعداد کم ہی معلوم ہوتی ہے۔ میرے پاس ۱۴۸۶ء سے لے کر ۱۵۹۲ء تک فہرست ردایف وار موجود ہے مگر نامکمل، کیونکہ حرف M کے بعد کی فہرست ضایع ہو چکی ہے اور فہرستیں جو اس حرف کے بعد کی باقی ہیں وہ مکمل فہرست کا ۴/۵ حصہ ہے۔ یوں اگر فہرست ذیل میں پچیس فی صدی کا اضافہ کر لیں تو ہم کو زندہ جلنے والوں کی قریب بصحت فہرست مل جائیگی۔ جن لوگوں کے پتلے جلائے گئے وہ وہ لوگ تھے جو مر چکے تھے یا جلاوطن ہو چکے تھے:۔

سنہ	زندہ آدمیوں کی تعداد جو جلائے گئے	پتلوں کی تعداد جو جلائی گئی	سنہ	زندہ آدمیوں کی تعداد جو جلائے گئے	پتلوں کی تعداد جو جلائی گئی
۱۵۱۲ء	۱	۸	۱۵۱۸ء	ندارد	ندارد
۱۵۱۳ء	۱۳	۱	۱۵۱۹ء	″	″
۱۵۱۴ء	۵۲	۸	۱۵۲۰ء	۲۷	″
۱۵۱۵ء	ندارد	ندارد	۱۵۲۱ء	۸	۳
۱۵۱۶ء	″	″	۱۵۲۲ء	۶	ندارد
۱۵۱۷ء	۴	۶	۱۵۲۳ء	۸	″

ان سب کی میزان ۱۵۴ ہوتی ہے اس میں اگر ۲۵ فیصدی کا اضافہ کیا جائے تو ۱۹۲ ہوتے ہیں۔ ڈین ولا نے ان سالوں کا ذکر کیا ہے اُن میں تعداد ۴۵۵ اور ۲۸۰ ہے۔ بہرحال یہ تعداد اس بے رحمی کی کافی و وافی شہادت ہے جو تعذیب میں کی جاتی تھی۔

باقی رہی ہر قسم کے مقدمات کی میزان، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محکمۂ احتساب محنہ کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ وہ کلمات کفر جادوگری اور بعض الفاظ منجر بکفر کی روک تھام کریں۔ ان تمام جرایم کی سزا تازیانہ نہ تھی۔ ان مقدمات کی تعداد فہرست بالا میں کسی طرح شامل نہیں ہو سکتی۔ (مصنف)

Marfat.com

آدمی مذہب مسیحی اختیار کرنے سے رُکے رہے کیونکہ جب تک وہ اصطباغ نہ پالیتے اُس وقت تک اُن کو تعذیب نہیں کی جاسکتی تھی۔ وہ کب چاہتے تھے کہ سُور کے گوشت شراب یا مہندی لگانے سے پرہیز کرکے قید یا ضبطی جایداد کی سزائیں پائیں +

اُدھر تو تمام تر کوشش وہمت اس میں صرف کی جاتی تھی کہ دین مسیحی بلا خلل وغش رہے۔ اس میں اتنا تو خلل کیا گیا کہ اس کی اشاعت ہی رُک گئی تھی۔ اُدھر ۱۵۲۰ء میں ایک بغاوت سے صورت معاملہ بالکل بدل گئی۔ یہ بغاوت "جرمانیا" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے معنی "مؤاخات" ہیں۔ یہ بغاوت عوام الناس نے کی تھی کیونکہ وہ امرا کے ظلم وستم سے تنگ آکر شمشیر بکف ہوگئے۔ شروع میں تو یہ لوگ قانون کی حد سے نہیں گزرے۔ جتنے کارڈینل ایڈرین بھی جو شاہ چارلس پنجم کی غیر حاضری میں نایب السلطنت تھے اس پر چنداں معترض نہیں ہوئے لیکن جب دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں تو اس بغاوت نے خانہ جنگی کی صورت اختیار کرلی۔ اس میں مسلمان اپنے آقاؤں کے وفادار رہے۔ شروع جولائی ۱۵۲۱ء میں ڈیوک آف سگوربے نے جو اوروپےسا اور المنارہ فتح کیا اُن کی تہائی پیدل فوج ان ہی مسلمانوں کی تھی جو ماتحتی میں بڑا کام کر رہی تھی۔ ۲۵ جولائی کو گینڈیا کے مقام پر جو شکست ہوئی وہ بھی ان ہی لوگوں کو ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قومی تنافر جو کم ہوتا جارہا تھا وہ از سرنو شروع ہوگیا۔ سرگردگان جرمانیا کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ ان مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنا لیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ جوش مذہبی نہ تھی بلکہ امرا کی ذلت منظور تھی کیونکہ یہ سوچا گیا تھا کہ اگر یہ لوگ عیسائی ہوجائینگے تو اپنے آقاؤں کی گرفت سے آزاد ہوجائینگے تو آقاؤں کو اُن سے مدد نہ ملیگی نہ اُن کی اس قدر جمعیت باقی رہیگی نہ اُن کا کوئی وفادار رہ جائیگا۔ اس کی ابتدا ۱۴ جولائی ۱۵۲۱ء کو انسیہ میں اس طرح ہوئی کہ ایک فرانسسکن راہب ایک صلیب لے کر خانقاہ کے دروازہ پر آکھڑا ہوا اور اُس نے چیخنا شروع کیا کہ "زندہ باد دین مسیح زندہ اور موت شرقیین" اس کو سن کر ایک مجمع کثیر وہاں جمع ہوگیا۔ پادری اس مجمع کو لے کر شہر کے باہر نکل آیا لیکن مارکوئیس آف سے نیٹ ڈپٹی گورنر جس پر فریقین کو اعتماد تھا وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے راہب مذکور کو دوسرے روز تک تامل کرنے کی راہ دی۔ اس پر یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ یہ تحریک اور جگہ اس سے

Marfat.com

پہلے ہی شروع ہوچکی تھی۔ اُس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اُرگیلیس نامی نے جو جرمانیا کا سپہ سالار تھا، اور ۲۸ جولائی کو جاٹیوا کے محاصرہ میں سخت زخمی ہوکر اطاعت قبول کرچکا تھا" ان مقامات میں جو اس کے پاس تھے پہلے ہی سے مسلمانوں کو بجبر اصطباغ دینا شروع کردیا تھا۔* ارگیلیس کے بعد ان کے قایم مقام وائی سین ٹی پیریس ہوئے۔ انہوں نے ۲۵ جولائی گینڈیا پر ایسی فتح پائی کہ جس سے اُمراکی کمر ٹوٹ گئی۔ قرب جوار کا تمام علاقہ ایک فرقہ ایگرمنا ڈوس نامی× کے ہاتھ آگیا۔ ان لوگوں کے گروہ کے گروہ تمام علاقے میں پھیل گئے، ہر طرف لوٹ مار شروع کردی اور مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانا اپنا شیوہ کرلیا۔ پیریس نے خود قلعہ پولوپ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں بہت سے عیسائی اور تقریباً آٹھ سو مسلمان پناہ گزیں تھے۔ چار روز کی گولہ باری کے بعد قلعہ نے اطاعت قبول کرلی، وہاں کے باشندوں نے اپنا زرِ فدیہ ادا کردیا اور مسلمانوں کو اصطباغ دیا جانا اس شرط پر منظور کرلیا کہ ان کی جان و مال محفوظ رہینگے۔ سارے مسلمان قلعہ کے ایک خاردار احاطہ میں بند کردیئے گئے۔ یکایک خبر پہنچی کہ مسلمانان خرلیس اپنے بھائیوں کو چھڑانے کے لئے بڑھے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے چلانا شروع کیا کہ "ان سب کو مار ڈالو"۔ چنانچہ ایک ایک کرکے سب مسلمان قتل کردیئے گئے۔ مقتولین سے بہت کچھ مال مغروقہ حاصل ہوا۔ ستمبر میں پیریس اس غرض سے بلنسیہ میں واپس آگئے کہ صلح کے لئے جو گفتگو ہورہی تھی اس کو بند کرادیں۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر ایک مجلس شوریٰ منعقد کی، اس میں یہ قرار پایا کہ لڑکر امرا کو بالکل ہی تباہ کردیا جائے، اور مسلمانوں کو عیسائی بنالیا جائے تاکہ وہ اس سے زیادہ محصول نہ ادا کرسکیں جتنا کہ پرانے عیسائیوں کو دینا پڑتا ہے۔

مسلمانوں کے متعلق جو کچھ ہورہا تھا وہ بالکل فضول تھا، کیونکہ اس وقت تک ان کو عیسائی بنانے کا کام بہت کچھ فرقہ ایگرمنا ڈوس کرچکا تھا، بلکہ جہاں تک اس فرقہ کے لوگ پہنچ سکتے تھے

---

* یہ اُس کمیشن کی رپورٹ سے ماخوذ ہے جو اس غرض سے مقرر کی گئی تھی کہ اس کی تحقیقات کی جائے کہ آیا مسلمان بطیب خاطر عیسائی ہورہے ہیں یا بجبر۔ اصل رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ (مصنف)

× Agermanados.

Marfat.com

وہاں تک وہ اس کو قریب تکمیل پہنچا چکے تھے۔ اگرچہ وہ انتہائی تدابیر جو پولوپ میں اختیار کی گئی تھیں اُن پر اس موقعہ پر عمل نہیں کیا گیا؛ لیکن نام ونمود کے لئے بھی مسلمانوں کو تفہیم وترغیب نہیں کی گئی؛ بلکہ قتل وغارت کی دھمکی میں بھی کمی نہیں کی گئی تاکہ لوگ اسی تخویف سے عیسائی ہوجائیں۔ جابجا تین دو آدمیوں کا قتل کرنا، مسلمانوں کے محلہ کے دو دروازوں کا جلا دینا، اور اُن کو لوٹ لینے کی دھمکی دینا کافی ہوگیا۔ یہیں سے بیٹھے بیٹھے ارگیلیس نے البیڈا کے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ وہ سب تین دن کے اندر عیسائی ہوجائیں، یا ملک بدر ہونا منظور کریں، ورنہ وہ اُن سب کا قتل عام کردیا جائیگا۔ حکام محکمہ فوجداری نے مسلمانوں سے صاف کہہ دیا کہ وہ اُن کی حفاظت نہیں کرسکتے؛ مسلمانوں نے ایک سفارت ارگیلیس کے پاس عرض معروض کرنے کے لئے بھیجی۔ اس کو یہ جواب ملا کہ جرمانیا کا علَم اُس وقت تک بلنسیہ میں نہیں آسکتا کہ جب تک تمام مسلمان ایک ایک کرکے عیسائی نہ ہوجائیں۔ یہیں کرانو والے بمجبوری عیسائی ہونا منظور کرلیا؛ خاص کر اس لئے کہ تین ہزار اگرمناٹوس کی جمعیت ادری ہیولا سے قتل وغارت کے ارادہ سے بڑھی چلی آرہی تھی اور گینڈیا کے واقعہ کے بعد اُن لوگوں نے مسلمانوں سے یہ کہلا بھیجا تھا کہ وہ اُن سب کو قتل کردینگے۔ البیڈا میں قرب ونواح کے بہت سے آدمی پناہ لینے کے لئے آگئے تھے۔ ان سب کا بیس بیس اور پچاس پچاس کا گروہ بناکر گرجا میں لے جایا گیا۔ یہ لوگ جاتے تھے مگر ہر ممکن طریق سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ جبر عیسائی بنائے جارہے ہیں۔ جب ۲۹ جولائی کو کانس ٹے نا میں گینڈیا کے شکست کی خبر پہنچی تو اس کے پیچھے پیچھے لکانے سے ایک فوج پہنچ گئی، اور شہر میں سے ہوتی ہوئی مسلمانوں کے محلے میں گئی۔ اس کے بعد ہی ادری ہیولا کی فوج آئی اور اُس نے مسلمانوں کے مکانات کو لوٹنا شروع کیا۔ ایک مسلمان مسجد کی مینار پر چڑھا ہوا تھا، اُس نے ایک عیسائی کو تیر سے مارڈالا۔ اس کے جواب میں عیسائیوں نے دس پندرہ مسلمانوں کو قتل کرڈالا۔ مابقی مسلمان روتے اور یہ چیختے ہوئے گرجاؤں کی طرف اصطباغ لینے کے لئے بھاگے کہ "عیسائیوں نے مارڈالا"۔ کچھ لوگوں نے اپنے عیسائی دوستوں کے مکانوں میں پناہ لی۔ چند سیراڈی برنیا کی طرف فرار ہوگئے۔ ادلیوا میں ادری ہیولا والوں نے مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح گرجاؤں کی طرف اصطباغ لینے کے لئے

کھدیڑ دیا اور راستہ میں اُنہیں خوب مارا اور لوٹا۔ یہ بیچارے پٹتے جاتے تھے بھاگتے جاتے تھے روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ "اے مریم مقدس! رحم کر۔ قیامت آگئی" آخر چند نیک نفس لوگ صلیب لئے ہوئے پہنچے، اُنہوں نے بیس یا تیس آدمیوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تب کہیں غریب مسلمانوں کی جانیں بچیں۔ مقتول مسلمانوں کی لاشیں سڑکوں پر پڑی رہیں، اولے وگرا میں جو مسلمانوں کا محلہ تھا وہ جلا دیا گیا؛ دو مسلمان بیمار تھے اُن کو اُن ہی کے گھروں میں زندہ جلادیا۔

گینڈیا میں جس روز شکست ہوئی ہے اُسی روز ایگریمے ناڈوس نے اپنی فتح کی خوشی یوں منائی کہ بہت سے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور باقیوں کو یہ چیختے ہوئے کہ "مسلمانوں کو مار ڈالو" اور "ان کتوں کو عیسائی کرلو" گرجا کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ ان لوگوں نے پادریوں کو حکم دیا کہ وہ فوراً اپنا کام شروع کردیں چنانچہ کئی روز تک یہ ہوتا رہا، کیونکہ جوق در جوق مسلمان اِدھر اُدھر کے مقامات سے گرفتار کرکے اس غرض سے لائے جاتے تھے۔ ایک گواہ یہ بیان کرتا ہے کہ اُس نے اپنی آنکھ سے ڈیڑھ سو مسلمانوں کی لاشیں سین انٹونیو کے گرجا سے اُس کے دروازہ تک دیکھی ہیں۔ دال ڈگنا میں السیرا کے آدمی دو پادریوں کے ساتھ جو صلیبیں اُٹھائے ہوئے تھے، آگئے اور اُنہوں نے یہ اعلان کردیا کہ یا تو مسلمان عیسائی ہوجائیں ورنہ قتل کردیئے جائیں اُنہوں نے خانقاہ اور قلعہ کو لوٹ لیا؛ کیونکہ وہاں بہت سی چیزیں حفاظت کے لئے جمع کردی گئی تھیں چند مسلمان، جنھوں نے کوہستان ٹوردیس پناہ لی تھی، قتل کردیئے گئے، مابقی مسلمانوں کو صرف دو گھنٹہ کی مہلت دی گئی کہ اُس میں یا تو عیسائی ہوجائیں ورنہ قتل کر ڈالے جائینگے۔ گر بعد میں یہ میعاد آٹھ یا دس روز کے لئے بڑھا دی گئی۔ یہ اُن مقامات کے نظارے تھے جو ایگریمے ناڈوس کے زیر اثر تھے اس بے رحمانہ تماشے میں اگر کچھ غنیمت تھا تو صرف یہ کہ ایسی شہادتیں ملتی ہیں کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے اور دہشت زدہ لوگوں کو بطیب خاطر پناہ دی جاتی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اقوام میں جو منافرت تھی کم ہوتی جاتی تھی، بہت کچھ امید تھی کہ اگر یہ نیا ستم نہ ہوتا تو اس کا بالکل ہی خاتمہ ہوجاتا۔

ایک کوشش یہ اور کی گئی کہ مسجدوں کو گرجا بنا لیا جائے۔ چند مقامات پر تو مسجدوں کو پاک

Marfat.com

کر کے گرجا بنا ہی لیا گیا! بعض مسجدوں میں یا اُن کے دروازوں پر مسیح علیہ السلام اور مریم عذرا علیہا السلام کی تصاویر کاغذ پر کھینچ کر لگادی گئیں۔ کہیں کہیں پادریوں نے نماز بھی پڑھائی۔ اس میں نو عیسائی مسلمان بھی کم و بیش شامل ہوتے تھے۔ لیکن جس مذہب کا طوق اُن کے گلے میں ڈالا گیا تھا اُس پر وہ چند ہی روز قایم رہے۔ بعض لوگ تو تین ہفتوں سے بھی کم عیسائی رہے۔ بعض چند ماہ۔ جیسے ہی اُن کو معلوم ہُوا کہ خطرہ جاتا رہا ہے اُنھوں نے پھر مسلمانوں کی راہ و رسم اختیار کرلی اور پہلے کی طرح مسجدوں میں نمازیں پڑھنے لگے۔ زیادہ تر تو یہ ہُوا کہ اُن کے آقاؤں نے اُن کو یقین دلایا کہ اُن کو جو جبراً اصطباغ دیا گیا تھا وہ خلاف قانون تھا۔ نیز یہ کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے دین کو پھر اختیار کر سکتے ہیں۔ مایسٹر ا رینٹ نامی جاٹیوا کا ایک قانون دان آدمی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اُس گروہ کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا ہے جو لوگوں کو عیسائی کرتا پھرتا تھا۔ وہ ان نو عیسائیوں کو برابر یقین دلاتا رہا کہ اُن کو صحیح طور پر اصطباغ نہیں دیا گیا۔ السیرا، البےرج اور روال ڈگنا میں بھی اس شخص کا نام سنا گیا۔ ان میں سے آخری مقام میں تو اُس نے لوگوں کو خوب دھمکایا کہ "دیکھو! تمہارے ساتھ شاہ چارلس پنجم کیا کرتے ہیں" اور یہ بھی اُنہیں یقین دلایا کہ بادشاہ مذکور نے حکم دیا ہے کہ جن لوگوں نے بغیر زیتِ مقدس[*] کے اصطباغ لیا ہے وہ عیسائی نہیں ہیں۔ اور جن پر زیتِ مقدس پر ملا گیا ہے وہ نمک اور گرم پانی سے اُس کو دھو کر اصطباغ کا اثر زائل کر سکتے ہیں۔ یہ سن کر لوگوں کو کچھ اطمینان ہُوا۔ بہت سے آدمیوں نے سلامتی اسی میں دیکھی کہ وہ افریقیہ بھاگ گئے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس موقعہ پر کم از کم پانچ ہزار مکانات غیر آباد ہو گئے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ پچیس ہزار آدمیوں سے کم افریقیہ نہیں گئے۔

---

[*] میں نے (CHRISM) کر سم کا ترجمہ زیتِ مقدس کیا ہے۔ یہ اُس تیل کو کہتے ہیں جو پنجشنبہ مبارک کو پادری عیسائیوں کے جسموں پر ملا کرتے ہیں۔ اصطباغ وغیرہ اہم موقعوں پر بھی تیل ملا جاتا ہے۔ یہ تیل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو خالص ہوتا ہے اور دوسرے میں بلسم ملا ہوتا ہے۔ دوسرا تیل ہی اصطباغ کے موقعہ پر استعمال ہوتا ہے۔ (مترجم)

× ڈیولانے ایک شخص کی شہادت اپنی تاریخ میں درج کی ہے کہ ایبرج میں مایسٹر ارینٹ نے عام طور پر کہہ دیا تھا کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہے وہ نصف ڈوکیٹ دے دے اور اگر ایک ڈوکیٹ فی خاندان ادا کرے تو وہ نہا کر پھر مسلمان ہو سکتے ہیں۔ (مصنف)

Marfat.com

۱۵۲۲ء میں جرمانیا کا خاتمہ ہوگیا۔ السیرا اور جاٹیوا آخری مقام تھے جہاں اُن کے قدم جمے رہے
مگر دسمبر میں وہ بھی خالی کرا لئے گئے جب اُن کی طرف سے امن وامان ہوا تو محکمۂ احتساب محتسبِ اعلیٰ کارروائیاں
کرنے کے لئے آگے بڑھا اور اُن کے لئے جو فصل ایگرمانیا ڈوس پیدا کر گئے تھے اُس کو ذخیرہ کرنے کی
انہوں نے تیاریاں کیں محتسب شرکا کو کوئی بھی شک باقی نہ رہا تھا کہ اصطباغ وغیرہ میں کوئی بے ضابطگی
نہ ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اتنے مشہور نوعیسائی اُن کے تحت حکومت میں آگئے لیکن اُن پر مقدمے
قایم کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ ہر شخص پر اس رسم مذہبی کا استعمال ہوا ہے۔ وقت کم تھا
گھبراہٹ زیادہ تھی اور لوگ بہت ہی زیادہ تھے بیشتر مقامات ایسے تھے کہ جہاں پادری اُن نوعیسائیوں
کے نام اپنی کتاب میں درج نہ کر سکے تھے اور ہر شخص کو شناخت کرنا مشکل تھا جہاں یہ فہرستیں موجود تھیں
شرکا نے حکم دیا کہ وہ اُن کے سپرد کر دی جائیں۔ بظاہر اُن کا مقصود یہ تھا کہ اُن سے ایسے کاغذات مرتب
کریں جو حکام کو آیندہ کارروائیاں کرنے کے لئے مدد دیں۔ اواخر ۱۵۲۲ء میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان
لوگوں کی شہادتیں لینے میں مشغول ہیں جنہوں نے یہ بیان کیا کہ انہوں نے فلاں فلاں کو بچشم خود اصطباغ
لیتے دیکھا ہے اس کے ساتھ ہی جو لوگ اُن کے ہاتھ آسکے اُن پر مقدمات بھی قایم کرتے رہے۔ اکتوبر
۱۵۲۳ء میں ایک شخص حسن ابن کیٹولا المعروف جیرونی مونے یہ بیان کیا کہ وہ خود اُس مجمع میں شامل تھا
جس کو اصطباغ دیا گیا۔ اسی شخص کے بیان کو کافی شہادت سمجھا گیا ماہ نومبر میں ایک مسلمان لڑکی موسومہ
ہیکسس کے خلاف شہادت لی گئی۔ اس لڑکی کے ماں باپ پر بھی یقیناً مقدمات قایم کئے گئے ہونگے
کیونکہ انہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اور اُن کے آٹھوں بچے عیسائی ہو گئے تھے اور اب مسلمانوں کی
طرح رہتے تھے ہیکسس نے یہ بیان دیا کہ وہ کبھی گرجا میں نماز کے لئے نہیں گئی [illegible]
عیسائی رہی نہ مسلمان اُس کے بعد وہ مسلمان ہو گئی اور مسلمان ہی رہنا چاہتی ہے۔ ۱۸ دسمبر کو اُس نے
کمزوری دکھلائی اور رحم کی درخواست کی مقصود تو یہ تھا کہ ایسے معاملات میں سختی نہ کی جائے چنانچہ ہمدرد
کے ہدایات کے موافق اس لڑکی پر یہ عقوبت دینیہ ڈالی گئی وہ دو مہینہ تک ہر روز سان جوان کے گرجا جائے
کچھ خیرات کرے اور کیتھولک طریق کی دعائیں اور نماز سیکھے۔ ایک مقدمہ کی تجویز اخیر میں یہ درج تھا کہ

Marfat.com

معافیاں عارضی تھیں، اور پوپ کے احکام کا انتظار تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام یہ سمجھتے تھے کہ یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے، اسی لئے پوپ سے اس کے متعلق احکام طلب کئے گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوگا کہ کارڈنیل ایڈرین نے عاقلانہ مسامحت اختیار کی تھی، اور جب وہ پوپ ہو گئے تو مولدین کے وکلا نے جو بحثیں کیں اُن کا یہ مطلب تھا کہ اُن کا ارتداد خلاف قانون قرار دیا جائے؛

معاملہ فی الحقیقت پیچیدہ تھا۔ غرناطہ اور سلطنت قشتالہ میں جبریہ عیسائی بنانا عام تھا۔ ہر ایک مسلمان کم از کم فی المعنی مولد تھا، یا نو عیسائی، اُن میں سے ہر ایک قانوناً نتائج کا ذمہ دار تھا۔ لیکن بلنسیہ میں عیسائی کم ہوئے تھے، اور جو بھی ہوئے تھے وہ سخت فتنہ و فساد میں۔ کاغذات سرکاری کی بہت ہی کمی تھی، کوئی نہ بتلا سکتا تھا کہ کون کون مسلمان تھے، اور کون کون براءنام عیسائی، کسی خاص شخص کی نسبت یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اصطباغ جلدی جلدی میں بے قاعدہ طور پر دیا گیا تھا یا باقاعدہ طریقہ سے۔ ان مشکلات کا سب سے آسان حل یہ معلوم ہوتا تھا کہ جو کام ایک ساعت سعید میں شروع کیا گیا تھا، اس کو تکمیل پر پہنچا دیا جائے، یعنی ملک میں جتنے مسلمان تھے سب کو عیسائی کر لیا جائے۔ اسی غرض سے پادریوں کو ہر طرف تعینات کیا گیا کہ وہ لوگوں کو ترغیب و تشویق سے عیسائی بنائیں۔ یہ امید تھی کہ امرا اس کی مخالفت کرینگے، اس لئے یہ روک تھام کی گئی کہ مسلمان غلاموں پر باوجود اُن کے عیسائی ہو جانے کے، امرا کے حقوق مالکانہ برقرار رکھے گئے، اور ان نو عیسائیوں کو اپنا وطن بدلنے کی اجازت نہیں دی گئی٭ ان پادریوں میں مشہور ترین آدمی فرے انٹونیو ڈی گیووارا تھے، جو بعد میں وادیش کے اسقف بنے۔ یہ پادری جو حامی بنی نوع انسان مشہور تھے، اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ بادشاہ کے حکم سے میں نے تین برس تک بلنسیہ میں یہ کام کیا کہ مسلمانوں کے مجمعوں میں جا کر اُن سے بحثیں کیں، مسلمانوں کے محلوں میں جا کر وعظ کیا، اور اُن کے مکانوں پر پہنچ کر اُن کو اصطباغ دیا۔ اپنی جو توہین کرائی سو الگ رہی۔ اس خط میں وہ اپنے دوست کو ایک راز کی بات بتلاتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہالی سپین کو مسلمانوں کے عیسائی بنانے میں کیوں ناکامیابی ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ

٭ امرا جتنا محصول عیسائیوں سے لیتے تھے اُس سے دوگنا مسلمانوں سے وصول کرتے تھے + (مصنف)

Marfat.com

"سخت محنت اور تمام مسلمانانِ ردلیوا کی مخالفت کے بعد میں نے ایک شخص، سیدی عبدالکریم کو، بنایا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے ایک دوست سے کیا تو اس نے سیدی کو "کتا مسلمان" اور کافر" کہا۔ میں نے اس کو اس پر ملامت کی تو وہ کہنے لگا کہ ہمارے یہاں تو یہ پرانی رسم ہے کہ نوعیسائیوں کو ایسے ہی سخت تہتک آمیز لفظوں سے یاد کرتے ہیں" گیوارا کہتے ہیں کہ "ان توہین آمیز خطابوں کا بہت ہی برا نتیجہ ہے؛ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نوعیسائیوں کو جھوٹا، دغاباز اور مرتد کہتے ہیں*"۔

صرف یہی بات نہ تھی کہ لوگوں کا اصطباغ پانا ہی غیر متیقن تھا؛ بلکہ یہ سوال بھی پیدا کیا گیا کہ جو لوگ کہ ایگرمے ناڈوس کی تخویف سے عیسائی ہوئے ہیں، آیا ان کا عیسائی رہنا جایز ہے یا نہیں؟ غرناطہ میں تو مسلمانوں نے بغاوت کی تھی، اور جب وہاں امن ہوگیا تو ان کو مشروطاً عیسائی بنایا گیا تھا۔ قشتالہ میں صاف طور پر جلاوطنی کا حکم ہوا تھا؛ معناً یہ بھی تسلیم کرلیا گیا تھا کہ جو لوگ اصطباغ لینے پر آمادہ ہوں ان پر اس حکم کا نفاذ نہیں کیا جائیگا۔ مگر بلنسیہ میں بادشاہ کو یہ پابندی تھی کہ وہ حلف اٹھا چکا تھا کہ کسی قسم کا جبر نہیں کیا جائیگا۔ قطع نظر اس کے ایگرمے ناڈوس خود باغی تھے، اور جیسے ہی ان کے اقتدار کا خاتمہ ہوا مسلمانوں نے عام طور پر یہ کہہ دیا کہ ان کو جو اصطباغ دیا گیا تھا وہ ناجایز تھا؛ اور وہ پھر اپنے آباواجداد کے دین پر لوٹ آئے۔ دوسری طرف محکمۂ احتساب و محنہ نے یہ قرار دیا کہ وہ اصطباغ بالکل جایز تھا؛ اور اس نے جہاں تک ہو سکا ان لوگوں پر بجرم ارتداد مقدمات قایم کیے۔ جوازِ اصطباغ، جبر کی حد اور اس عجلت اور بے قاعدگی کے ساتھ اصطباغ دیا جانا وہ باتیں تھیں کہ جن کی بابت بحث کا پیدا ہو جانا ان صورتوں میں لازمی تھا، اور ہوا۔

کلیسا کا ایک یہ اصول قدیم الایام سے چلا آتا تھا کہ دین کی اشاعت جبر و تشدد سے نہ کی جائے۔ یہ بھی ایک اصول تھا کہ اصطباغ کے آثار و نتائج کبھی بھی محو نہیں ہو سکتے؛ جو لوگ

---

*چارلس پنجم نے اپنے حکم مجریہ غرناطہ (۱۵۲۶ء) میں منع کیا تھا کہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کو کتا نہ کہے۔ اگر کوئی مولد کسی کو کتا کہے تو وہ دس روز، اور اگر کوئی عیسائی کہے تو چھ دن قید کی سزا پائیگا۔ اگر دوسری مرتبہ پھر کسی سے یہی جرم سرزد ہو تو اس کو المضاعف سزا دی جائیگی۔ (مصنف)

Marfat.com

عیسائی ہوجاتے ہیں وہ ہر حال میں کلیسا کی ملکیت ہیں قبل اس کے کہ مذہب مسیحی کی اصلیت میں اتنا فرق آیا کہ جبریہ اصطباغ جایز قرار دیا گیا، سینٹ آگسٹن نے اُس بحث میں جو فرقہ ڈونے ٹسٹ سے اس مبحث پر ہوئی کہ "آیا تبرکات اصطباغ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں دینے جایز ہیں یا نہیں کہ جو اُن کے پانے کے مستحق نہیں ہیں" یہ کہا تھا کہ اس میں اُس شخص کے عقیدہ اور نیت کو بہت بڑا دخل ہے کہ جس کو اصطباغ دیا جانے والا ہو اسی پر اُس کا عقاب و ثواب مترتب ہوتا ہے، تبرکات کے جواز و عدم جواز کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے جب سپین میں تاج و تخت گاتھوں کے ہاتھ آیا، اور اُنہوں نے یہودیوں کو عیسائی بنانے کے لئے تنگ کرنا شروع کیا، تو اس خصوص میں کسی قدر ترقی ہوئی، اُنہوں نے اپنی یہ پالیسی قرار دی، جو کلیسا میں متبدل ہوگئی، کہ یہودیوں پر اصطباغ لینے کے لئے جبر نہ کیا جائے مگر جب وہ ایک مرتبہ اصطباغ پالیں خواہ اُس کی کچھ ہی صورت ہو تو وہ بجبر کلیسا کے پنجہ میں رکھے جائیں تاکہ مسیح (علیہ السلام) کے نام کی بے ادبی اور اُن کے مذہب جدید کی بے حرمتی نہ ہو۔ اس مکروہ اصول کا نفاذ قوانین مذہبی کے موافق کیا گیا، اور مذہب مسیحی کو گندہ کرنے میں عملاً اُس سے کام لیا گیا، اور بے تعداد مظالم کے لئے اُس کو ایک بہانہ بنا لیا گیا۔ پوپ نے جو ہدایتیں ابتدائی محتسبین کے واسطے جاری کیں اُن میں بار بار یہی کہا کہ جو یہودی یا مسلمان ایک مرتبہ عیسائی ہو کر اس مذہب سے روگرداں ہوگئے ہوں اُن کو مرتد ہی سمجھا جائے۔ ان ہدایتوں میں وہ لوگ مستثنٰے نہیں کئے گئے جو بجبر عیسائی بنائے گئے تھے۔ پوپ بونی فیس ہشتم نے دبی زبان سے اُن لوگوں کو مستثنٰے تو کیا کہ جن کا جبراً اصطباغ پانا ثابت ہوگیا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت احتیاط کے ساتھ جبر کی یہ تعریف قرار دی کہ "قتل کر دینے کی تخویف 'جبر' نہیں ہے"۔ یہ تعریف اور فیصلہ قانون دینی میں شامل کر دیا گیا جب علماء دین مسیحی اس خلط مبحث کو قانون کی صورت دینے بیٹھے تو اُنہوں نے دیکھا کہ "جبر" کی دو قسمیں ہیں، ایک مشروط یا تاویلی اور دوسری غیر مقید یا تام۔ جبر کو دیکھ کر آدمی جو ارادہ کرے وہ "دلی ارادہ" ہی قرار دیا گیا۔ باقی رہ گئی مشروط جبر کی تعریف، اس کو بالکل موم کی ناک بنا دیا گیا کہ جس طرف کو چاہو موڑ دو۔ اس کی

Marfat.com

صورت ہی ایسی قرار دے دی گئی کہ جبر تام کی کوئی گنجائش باقی ہی نہ رہ گئی تھی جبر کی تعریف فقط یہ رہ گئی تھی کہ "صرف اُس حالت میں اصطباغ جبراً سمجھا اور ناجایز قرار دیا جائیگا کہ جب کسی شخص کے ہاتھ پیر باندھ کر اُس کو اصطباغ دیا جائے اور اصطباغ پاتے ہوئے بھی وہ برابر انکار ہی کئے جاتا ہو"*۔ یوں اصطباغ کی چیزیں گویا ایک معبود بن گئیں، اُن کی اصلی ضرورت بے حقیقت چیز ہو گئی مگر ایسے علماء دین بھی تھے جو آخر وقت تک اسی راے پر قایم رہے کہ مولدین کو جبراً اصطباغ دینا دین کی بے ادبی اور فعل ناجایز ہے، والدین کی مرضی کے بغیر اُن کے بچوں کو عیسائی بنا لینا بھی ویسا ہی ناجایز ہے۔ جو لوگ کہ جبریہ عیسائی بنانے کے قایل تھے وہ اُن کرامات کا اصلی مفہوم سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں جن کا وہ خود ہی فخریہ ذکر کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۵۲۶ء میں جب ارغون کے مسلمانوں کو بجبر عیسائی بنایا گیا تو یہ مشہور ہوا کہ ضریح مقدس کا وہ بت جو ساراگوسا کی خانقاہ میں بنایا ہوا تھا چوبیس ۲۴ گھنٹہ تک روتا رہا۔ اسی طرح مریم عذرا کے بت کو چھتیس ۳۶ گھنٹہ کامل اتنا پسینہ آتا رہا کہ اُس سے ایک برتن بھر کر بطور تبرک رکھ لیا گیا، چنانچہ اس پانی میں سے ۱۵۹۰ء میں فلپ ثانی نے بھی نہایت عاجزی کے ساتھ کچھ حصہ مانگا تھا جب مولدین کو ۱۶۱۰ء میں جلاوطن کیا گیا تو یہ متبرک پانی ہوا میں اُڑ گیا، یہاں تک کہ بادشاہ کو جو حصہ ملا تھا وہ بھی بھاپ بن کر ختم ہو گیا ×

---

* ایلبرٹس میگنس یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اصطباغ کے وقت انکار کرنا اصطباغ کو ناجایز کرتا ہے ڈنس سکوٹس بھی اس سے متفق الراے ہیں اور کہتے ہیں کہ دلی انکار سے قبول مذہب کا قبول کرنا ناجایز ہو جاتا ہے۔ مگر کلیسا اس کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ جبراً عیسائی بنا لینا بھی جایز قرار دیتا ہے۔ پندرھویں صدی کے آخر میں ایک عالم دین نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ مسئلہ مشکل اور مختلف فیہ ہے بعض علماء جبراً عیسائی بنانا ناجایز ہی قرار دیتے ہیں۔ (ملخصاً) (مصنف)

اس مسئلہ پر مصنف علام نے چودہ سندات لکھی ہیں ÷ (مترجم)

× ۱۵۷۹ء میں سان لیوس بر ٹران نے ڈیوک آف بجیرز و الیسا ر بلانیہ کے کہنے سے ایک رپورٹ موجودہ حالت پر لکھی اس میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ اس میں اصطباغ ہی بری طرح دیئے گئے، کاش ایسا کیا ہی نہ جاتا، مگر جب یہ سب کچھ ہو چکا ہے تو اس کو جایز قرار دینا اور کلیسا کی مراسم کو قایم رکھنا چاہئے ÷ (مصنف)

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ کلیسا کے قوانین ومراسم میں تو کسی طرح کا شک تھا ہی نہیں، لیکن جو بحثیں اس مبحث پر ہو رہی تھیں اُن کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ محض نمائش ہی کے لئے سہی تحقیقات اور صلاح ومشورہ کا بہانہ کیا جائے۔ چارلس پنجم تو پہلے ہی اپنی ایک پالیسی قرار دے چکے تھے، چنانچہ انہوں نے پوپ کلیمینٹ ہفتم سے درخواست کی کہ انہوں نے جو حلف اُٹھایا ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں کو عیسائی نہ بنائیں گے اُس کو فسخ کر دیا جائے۔ لیکن دوسری طرف یہ خرابی تھی کہ بلنسیہ کے امرا میں بے چینی پھیلنے لگی تھی، اور وہ کچھ تمرّد اختیار کئے جاتے تھے، کیونکہ محتسب تمرو کا سخت جوش وخروش کے ساتھ مقدمات بنا رہے تھے، اس بنا پر یہ ضروری تھا کہ خواہ وقت ہی ٹالنے کے لئے سہی، مگر نمود کے لئے کچھ نہ کچھ کر دیا جائے۔ چنانچہ چارلس نے بلنسیہ کے گورنر کو حکم دیا کہ وہ محتسبین، علماء دین اور قانون دانوں سے مشورہ کر کے اس معاملہ میں فیصلۂ اخیر حاصل کریں۔ لیکن یہ ظاہر تھا کہ اتنے بڑے معاملہ کے فیصلہ کرنے اور با اثر تدبیرات بتلانے کے لئے یہ لوگ کچھ بڑی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ نئے محتسب اعظم یعنی اشبیلیہ کے اسقف کارڈنیل مین رِک نے ۲۳ جنوری ۱۵۲۴ء کو بادشاہ کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ رائے دی کہ یہ مشورۂ شوریٰ خود بادشاہ ہی منعقد کریں، جو ارکین اُس کے لئے تجویز کئے جائیں اُن کے ساتھ دربار شاہی کے چند ارکان کو بھی شامل کر لیا جائے، اور اس مجلس میں مسلمانوں اور مولدین کا معاملہ طے کر دیا جائے، چونکہ ان لوگوں کے عیسائی ہونے سے امراور ؤسا بلنسیہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے یہ رائے بھی دی کہ وہاں کے علماء دین اور قانون دانوں کو بھی شوریٰ میں شامل کر لیا جائے۔ اس خط کے لہجہ سے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں جو کچھ فیصلہ کیا جانے والا تھا اُس کی پہلے ہی سے قرارداد ہو چکی تھی، نیز یہ کہ جبر کے متعلق جو تحقیقات ہونے والی تھی وہ محض نمائش کے لئے تھی۔ ۱۱ فروری کو شاہ چارلس نے یہ حکم دیا کہ مجلس شوریٰ دربار شاہی ہی میں منعقد کی جائے لیکن یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہاں جو کچھ بحثیں ہونے والی تھیں وہ محض دکھلاوے کے لئے تھیں صرف یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ انہوں نے اُسی روز ملکہ جرمین کو لکھا کہ وہ محتسبین وغیرہ کو یہ حکم دیں کہ جو مولدین مذہب مسیحی سے پھر گئے ہیں اُن کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کریں۔ ۲۰ فروری کو

Marfat.com

مین رِک نے شروکا اور اُس کے شرکاء کے نام یہ حکم جاری کیا کہ اُن تمام واقعات کی تحقیقات کریں جو اصطباغ یافتہ مسلمانوں کے ساتھ اُن کے اصطباغ دیتے وقت ہوئے تھے نیز اُس کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا' اور مذہب مسیحی پر قایم نہ رہنے کی وہ کیا وجوہ بتلاتے ہیں۔ ان معاملات کے متعلق جو کچھ اور باتیں معلوم ہوں اُن پر بھی توجہ کی جائے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عجلت نہیں کی گئی کیونکہ اس کے بعد ایک تحریر ۲۳ ستمبر کی پائی جاتی ہے' جس میں کچھ سوالات ہیں جو تحقیقات کی بناء قرار دیئے گئے ہیں۔ ان سوالات سے تحقیقات کا میدان اور بھی تنگ ہو گیا' اور جو کچھ تحقیقات ان سوالات کے بنا پر ہوئی بھی وہ نہایت سرسری ہوئی۔ لطف یہ ہے کہ اس پر بہت زور دیا گیا تھا کہ عیسائی بنانے میں جو جبر کیا گیا تھا اُس کی سختی کے ساتھ تحقیقات کی جائے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ شروکا اور اُس کے شرکاء نے جو کارروائیاں بحیثیت محتسبین کی تھیں اُن سے وہ یہ ثابت کر چکے تھے کہ اُن کو اس تحقیقات میں شامل نہیں کرنا چاہئے۔ پھر ستم یہ ہے کہ ۱۰ اکتوبر کو بلنسیہ کے افسر پولیس انٹونیو ڈی یونا نے اپنی طرف سے شروکا کو اس مجلس میں شامل ہونے کا اختیار دے دیا' لیکن غنیمت یہ ہؤا کہ دو اور شخص اس میں شامل ہو گئے' یعنی مارٹن سان چیز اور مارکو جوآن ڈی بس ٭

اس مجلس نے ۴ نومبر تک کوئی کام نہیں کیا۔ سب سے پہلا اجلاس اُسی تاریخ کو السیرا میں منعقد ہؤا' حالانکہ شروکا اور اُس کے شرکا اکتوبر کے مہینے میں اپنی ہی طرف سے شہادتیں قلمبند کرتے پھرے بہرکیف ۲۴ نومبر تک اس مجلس نے کام کیا۔ اس عرصہ میں وہ ایک محدود رقبہ میں' یعنی السیرا اور ڈینیا کے درمیان' دورہ کرتے رہے' اور اُنھوں نے ایک سو اٹھائیس آدمیوں کی شہادت لی تھی۔ جو کچھ عداوت تھی وہ ظاہر ہی تھی۔ اگرچہ جو سوالات بنا دیئے گئے تھے اُن میں یہ احتیاط کی گئی تھی کہ اصطباغ کے جواز کے متعلق کوئی بات نہ پوچھی جائے' مگر شہادت کا بڑا حصہ اسی کے متعلق تھا جن پادریوں نے کہ مسلمانوں کو اصطباغ دیا تھا' اُنھوں نے نہایت تفصیل کے ساتھ یہ بیان کیا کہ "ہم نے اس معاملہ میں بہت احتیاط کی تھی' اُن لوگوں سے اچھی طرح دریافت کر لیا تھا کہ آیا وہ عیسائی ہونے پر تیار ہیں یا نہیں' اور جو مراسم کہ ادا ہونے چاہئیں اُن کو ہم نے پورے احتیاط کے ساتھ ادا کیا تھا" لیکن وہ

اس سوال کے جواب کو چبا گئے کہ "آیا انہوں نے یہ بھی معلوم کر لیا تھا یا نہیں کہ جس مذہب کو یہ لوگ اب اس خلوص کے ساتھ اختیار کر رہے تھے اس کے اصول سے بھی واقف تھے یا نہیں" مسلمان عام طور پر عربی ہی جانتے اور سمجھتے تھے اس لئے ترجمان کا ہونا ضروری تھا۔ مگر صرف ایک ہی مثال ایسی ملتی ہے کہ جس سے کنایۃً یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ایک ترجمان بھی بلایا گیا تھا۔ اس کے متعلق شہادتیں بہت گزری ہیں کہ گرجاؤں میں جم غفیر جمع کر لیا گیا تھا اس لئے یہ ناممکن تھا کہ یکاں یکاں ہر ایک رسم اصطباغ ادا کی جاتی۔ اس لئے ایک درخت کے پتے لے کر ان سے مقدس پانی سب پر اس طرح چھڑک دیا گیا کہ کسی پر چھینٹ پڑی اور کسی پر نہ پڑی۔ اور اگر اتنا مقدس پانی بھی بہم نہ پہنچ سکا تو کنوے یا چشمے ہی کا پانی چھڑک دیا گیا۔ ایسی حالت میں زیت مقدس کا استعمال تو ناممکن ہی تھا چونکہ اصطباغ کی رسمیں ضرورت کے وقت نہایت سادگی سے ادا کی جا سکتی ہیں یہاں تک کہ ایک عورت بھی اصطباغ دے سکتی ہے اس واسطے اگر اس قسم کی کوئی کمی ہو جائے تو اس سے اصطباغ ناجائز نہیں ہو سکتا۔ لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اس مجلس نے کس احتیاط کے ساتھ پادریوں کی شہادت لے کر باضابطہ طور سے اصطباغ دینے کا ثبوت حاصل کر لیا تھا۔

اس رپورٹ کی تائید میں فرینڈ نورس افسر خزانہ بلنسیہ کی تحریر حاصل کی گئی جو عالمانہ انداز میں تھی اور معمولی طور پر وہ بھی موم کی ناک تھی۔ یہ تحریر ۲۲ اپریل ۱۵۲۵ء کی تھی۔ اگر اس کو قلمی لکھ کر ارکان مجلس مذکور کو نہ دے دیا گیا ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ اس کا کوئی اثر ان لوگوں پر پڑتا لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ کوئی بھی بہانہ ایسا نہ نکل سکا کہ جس سے یہ ثابت ہو سکتا کہ اس اصطباغ میں خواہ وہ باقاعدہ تھا یا بے قاعدہ جبر نہیں استعمال کیا گیا یا ارادۃً تخویف نہ تھا۔ نورس اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ جبر کیا گیا جو جرم کی حد تک پہنچتا ہے اور مجرمین کو سزائیں ملنی چاہئیں مگر اس کا جو اثر پڑا وہ نہایت اچھا تھا، نیز یہ کہ جو کچھ بھی ہوا اس کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ آخر میں نورس تقدس کے رنگ میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ وہ برائی میں سے بھلائی اور معایب میں سے محاسن نکال لیتا ہے۔ اس جبریہ اصطباغ سے مسلمان آتش دوزخ سے بچ رہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو گئے۔

Marfat.com

اور چونکہ اس سے عوام الناس کو نفع ہوا اس لیئے اصطباغ کو جایز اور موافق قانون قرار دینا چاہیئے؛ نو عیسائیوں کو مجبور کیا جانا چاہیئے کہ مذہب کیتھولکی پر قایم رہیں اور جو لوگ یہ کوشش کرتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ اس مذہب سے روگرداں ہو سکتے ہیں اُن پر محکمہ احتساب دمحنہ اس بنا پر مقدمات قایم کرے کہ وہ خود کافر ہیں اور کفر کی تائید کرتے ہیں۔ اس تحریر کے متعلق یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نورس اپنا وقت مراسم اصطباغ کے جایز ثابت کرنے میں ضایع نہیں کرتے؛ بلکہ اُن کی تحریر سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ جواز اُن کے نزدیک تسلیم شدہ امر ہے اس کے ساتھ ہی وہ لکھتے ہیں کہ اگر ان نو عیسائیوں کو اپنا نیا مذہب چھوڑ دینے کی اجازت دیدی گئی تو اس سے ایماندار عیسائیوں کے دلوں میں اصطباغ کے اثرات کے متعلق شکوک پیدا ہو جائینگے؛ نیز یہ کہ تمام علماء دین کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ دین پر کوئی برا اثر پڑنے والا ہے؛ تو بادشاہ وقت کو ملک بھر میں ایک ہی مذہب رکھنے؛ یا غیر عیسائیوں کو اپنے ملک سے نکال دینے کا اختیار حاصل ہے * ۔

اگرچہ یہ رپورٹ مجمل اور نامکمل تھی؛ مگر آخر تمام سیاست دانوں؛ پادریوں اور عوام الناس کے نمائندوں کے سامنے پیش کی گئی۔ اس میں سلطنت قشتالہ وارغون؛ محکمۂ احتساب؛ محکمۂ فوج؛ وغیرہ اور علماء دین کے نمائندے موجود تھے۔ کارڈینل میں رک اس کے صدر تھے؛ اس نئی مجلس کا اجلاس میڈرڈ کی فرانسسکن خانقاہ میں منعقد ہو کر بائیس دن تک برابر جاری رہا؛ خوب خوب بحثیں ہوئیں؛ بعض علماء دین نے؛ جن کے سرکردہ سپین کے مشہور احکام دین کے عالم جیم بینیٹ تھے؛ ان اصطباغوں کو ناجایز قرار دیا۔ لیکن یہ ممکن ہی نہ تھا کہ اُن کی رائے کے موافق فیصلہ ہو جاتا۔ آخر یہ قرار پایا کہ

---

* نورس لایق آدمی تھے۔ وہ اپنی اس تحریر کو محتسب اعظم میں رک کے نذر کرنے میں بہت سے علماء اور مصنفین وغیرہ کے حوالے دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اوری ہیولا میں پیدا ہوئے تھے؛ جلیقیہ کے امراء کے خاندان سے تھے اور میڈرڈ میں تعلیم پائی تھی۔ وہ برشلونہ کے محتسب مقرر ہوئے جہاں انہوں نے اپنے اس مقدس عہدے کے فرائض کی نہایت سختی اور زبردستی کے ساتھ انجام دینے کے باعث خاص شہرت حاصل کی؛ اپنے ہم چشم قرآن وبیگز مولون سے لڑتے رہے ۱۵۴۲ء میں ایلناس کے اسقف مقرر ہوئے ۱۵۴۴ء میں لریڈا اور ۱۵۵۳ء میں طرطوشہ کے اسقف اعظم ہوئے پھر ۱۵۶۰ء میں اسی حیثیت سے طرنونہ گئے اور ۱۵۶۸ء میں بلنسیہ (مصنف)

مسلمانوں نے نہ کسی طرح کی مخالفت دکھلائی نہ کوئی شکایت کی' اس لئے اُن کو مذہب مسیحی پر قایم رہنا چاہیئے' خواہ اُس کو اختیار کرنے پر وہ رضامند ہوں یا نہ ہوں' اس سے کوئی بحث نہیں ۲۳ مارچ ۱۵۲۵ء کو بادشاہ بنفس نفیس اس مجلس میں آئے کارڈینل میں رک نے اُن کو تمام ابحاث اور ہر دو مجالس کا نتیجہ بتلایا' اُن کو سن کر بادشاہ نے فوراً اس پر اپنے دستخط کر دیئے' اور یہ حکم دیا کہ اس پر عمل درآمد شروع کیا جائے۔ ۴ اپریل کو انہوں نے ایک فرمان جاری کیا' جس میں یہ لکھا کہ "اس معاملہ پر نہایت احتیاط سے پورا غور کیا گیا ہے' اور جو نتیجہ نکالا گیا ہے اُس پر سب متفق ہیں' اس بنا پر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ تمام اصطباغ یافتہ مسلمان آیندہ سے عیسائی سمجھے جائیں' اور ان کی اولاد کو اصطباغ دیا جائے' جن مسجدوں میں کہ عیسائیوں کی نماز ہو چکی ہے وہ آیندہ کبھی بطور مسجد کے استعمال نہ کی جائیں"۔

اس فیصلہ اخیر نے مسلمانوں کی قسمتوں کا فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد جتنے واقعات ہوئے وہ اُس پالیسی کے لازمی نتائج تھے جو شاہ چارلس نے اختیار کی تھی' اور جس کا سب سے پہلا قدم یہ تھا کہ فوراً ہی محکمۂ احتساب کے بہت سے احکام مثلاً گیسپر ڈی اوالوس٭' اسقف وادیش فرے انٹونیو ڈی گیوارا× فرے جوآن ڈی سلامنکا⊗ اور ڈاکٹر ایس کین یر# قتلونیہ کے جج' بہت سے عملہ وفعلہ کے ساتھ بھیجے گئے۔ یہ ایک بڑا مضبوط گروہ تھا۔ یہ سب ۱۰ مئی کو بلنسیہ پہنچے یکشنبہ ۱۴ مئی کو اسقف نے وعظ کیا' جس کے دوران میں اپنے آنے کا مقصد بیان کیا' اور حکم دیا کہ شاہ چارلس کے اُس فرمان کا اعلان کر دیا جائے' جس کے رو سے اُن لوگوں کو جو مذہب مسیحی کو چھوڑ چکے تھے' تیس دن کی مہلت دی گئی تھی کہ اگر وہ اس عرصہ میں پھر عیسائی ہو کر رہنے لگیں تو اُن کی جان و مال محفوظ رہینگی' ورنہ انہیں روزوں سے صبر کرنا پڑیگا۔ اعلان کر دینا آسان تھا' مگر اُن لوگوں کو پہچاننا آسان تھا

٭ Gaspar de Avalos

× Fray Antonio de Guevara.

⊗ Fray Juan de Salamanca.

\# Dr. Escaner

Marfat.com

جنہوں نے باوجود اصطباغ لینے کے اپنے بھائی مسلمانوں میں رہنا نہیں چھوڑا ان لوگوں نے یہ کام اپنے ذمہ لیا، تمام ملک میں دورہ لگایا، تحقیقات کر کے فہرستیں بنائیں اور جن لوگوں کی شناخت ہوگئی اُن کی تصدیق کی۔ یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اُنھوں نے کیا وہ اُن لوگوں پر مقدمات قایم کرنے سے پہلے کی کارروائی تھی جو اصطباغ لینے کے بعد اسلامی رسوم کے پابند تھے، لیکن ان کی تعداد اتنی تھی کہ محکمہ احتساب محنہ اُن پر اپنے اختیارات کا پورا زور نہیں لگا سکتا تھا اس کی اصلاح کے لئے جناب پاپ کے احکام کی ضرورت تھی، چنانچہ پوپ کلیمینٹس ہفتم نے جو فرمان ۱۶ ر جون ۱۵۲۵ء کو کارڈینل منریک کے نام صادر کیا اُس میں یہ لکھا تھا کہ شاہ چارلس نے اُن سے اس مغالطہ کی اصلاح کے لئے درخواست کی ہے، قصورواروں کی تعداد چونکہ زیادہ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ساتھ نرمی کا سلوک، اور اُن پر رحم کیا جائے" بناءً علیہ ہم حکم دیتے ہیں کہ اُن کے اوپر مقدمات قایم کرنے میں سختی نہ کی جائے، جو لوگ کہ نور صداقت کی طرف پھر لوٹ آئیں، اپنی غلط کاریوں کو علےٰ رؤس الاشہاد تسلیم کرلیں اور یہ قسم کھائیں کہ وہ پھر مذہب مسیحی کو نہ چھوڑینگے اُن کو معاف کر دیا جائے اور اُن کو نہ کلیسا سے نکالا جائے نہ کوئی اور معمولی بدنامی کی سزا دی جائے۔"

باوصفیکہ یہ کوشش کی گئی کہ کفر و ارتداد کے متعلق قوانین دینی کا اثر نرم کیا جائے، متذکرۂ بالا مجالس وغیرہ کی اس معاملہ میں جاں فشانی اور غیر تسلی بخش تحقیقات نے دو نتایج پیدا کئے ایک طرف تو شاہ چارلس اور اُن کے مشیروں کو یہ یقین ہوگیا کہ مسلمانوں کے سابقہ اصطباغ پر یقین کامل ہونے کی اگر کوئی تدبیر ہوسکتی ہے تو صرف یہ کہ سب کو از سرِ نو اصطباغ دے دیا جائے، دوسری طرف نو مسلمانوں میں سخت پریشانی اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی خاص کر اُن دس پندرہ ہزار آدمیوں میں جو ایگرمیناڈوس کے لذت چشیدہ تھے۔ اس کے علاوہ اُن کے آقاؤں کو بھی اُن سے ہمدردی تھی۔ شاہ چارلس کو یہ معلوم کر کے بہت غصہ آیا کہ حکام بلنسیہ نے اُن کے مقرر کردہ مجلس کے ارکین سے یہ کہا ہے کہ اس معاملہ میں وہ بہت احتیاط سے کارروائی کریں اور بالخصوص فقہاء کے ساتھ سختی نہ کریں کیونکہ سلطنت کا ترفہ مسلمانوں کے بقا پر موقوف ہے جو اصطباغ یافتہ لوگ سیر اڈی برینا میں

Marfat.com

پناہ گزیں ہو گئے تھے' اُن سے امراء ملک برابر رفق و ملاطفت کرتے جاتے تھے' اُن کو یہ امید تھی کہ جب فتنہ و فساد زیادہ بڑھیگا تو بادشاہ مزید کارروائی کرنے سے رُک رہینگے۔ مگر چارلس نے اپنی راء سے ذراسی بھی جنبش نہ کی' متمرد امرا کو اُنھوں نے چشم نمائی کی' جن لوگوں نے اس معاملہ میں اُن کی راء کے مطابق تھوڑی سی بھی مدد کی تھی اُن کی تعریفیں کیں' اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاقوں پر جاکر اپنی مسلمان رعایا کو عیسائی ہو جانے کی ترغیب دیں' اور اُن کو الطاف خسروانہ کا امیدوار بنائیں۔ آخرکار پناہ گزینوں پر نیا حملہ کرنے کی تیاری کی گئی۔ یہ لوگ اپریل سے لے کر اگست تک اپنی بات پر اڑے اور لڑتے رہے' آخر کب تک' یہ غریب بھی بشرط معافی مطیع ہونے پر راضی ہو گئے۔ اس پر اُن کو مُرلا پہنچا دیا گیا' وہاں اُن کو معافی دیدی گئی اور اُن پر مہربانیاں کی گئیں ۔

اسقف وادیش بیمار ہو کر واپس چلے گئے۔ اُن کے اور شرکا بھی اپنے کام سے تنگ آ گئے تھے' اور قستالہ واپس جانے ہی کو تیار تھے کہ شاہ چارلس کا حکم پہنچا کہ چونکہ خداء تعالے نے اُن کو پیویا پر فتح دی ہے' اُن کو اظہار تشکرانہ آلہی کی اس سے بہتر تدبیر نظر نہیں آتی کہ وہ اپنی سلطنت کے مسلمانوں کو اصطباغ لینے پر مجبور کریں' اس لئے اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ وہیں ٹھیرے رہیں اور غیر اصطباغ یافتہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اُن کی مدد کے لئے ایک اور تازہ دم پادری فرئے کیلسینا[*] بھیجا گیا' اگرچہ شاہ چارلس مدت سے اس کی تیاری کر رہے تھے' مگر شاید اس قصہ میں کچھ صحت ہو کہ اُنھوں نے مسلمانوں کو مجبور کرکے عیسائی بنانے میں اس لئے عجلت کی کہ اُن کے قیدی فرانسس اول نے' جو ۳۰ جون ۱۵۲۵ء کو ملنسیہ میں آئے تھے' بہت لعنت و ملامت کی تھی' اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فرانسس کو قلعہ بنی سینو بھیج دیا گیا تھا' وہاں اُنھوں نے ایک مرتبہ کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ کچھ مسلمان ایک عیسائی تہوار کے روز کام کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اُن کو سخت غصہ آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اکتوبر اور نومبر میں غیر اصطباغ یافتہ مسلمانوں پر جو بہت سی پابندیاں عاید کی گئی تھیں' اُس کی وجہ بھی یہی تھی کہ مسلمان عیسائی ہونے پر مجبور ہوں۔

Fray Calcena[*]

Marfat.com

اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی ٹوپی پر ارغوانی رنگ کے کپڑے کا ہلال لگائے رہیں کسی حال میں اپنا وطن نہ چھوڑیں ورنہ جو شخص اُن کو گرفتار کریگا اُس کو مفرور پر حق مالکانہ حاصل ہوگا؛ اپنی مملوکہ کوئی چیز فروخت نہ کریں، کوئی ہتھیار اپنے پاس نہ رکھیں، اسلامی مراسم دینی ادا نہ کریں، عیسائی تیوہاروں پر کوئی کام نہ کریں، اور اگر اُن کو راستہ میں کہیں عشاء ربانی مل جائے تو اپنا سر ننگا کر کے سجدہ کریں۔

جرمینیا سے جو کچھ توقع تھی اُس سے زیادہ اُس نے کر دکھایا۔ اُسی نے وہ تحریک پیدا کی، جس کو اندھے جوش مذہبی نے اتنی ترقی دیدی کہ اُس کی پیدا کی ہوئی تحریک حدود بلنسیہ کے بھی باہر پھیل گئی، اور ایگرمےناڈوس کے لٹیرے گروہ کا کام اوروں نے اختیار کر کے اُس کو قاعدہ و قانون کا جامہ پہنا دیا، اور کلیسا اور سلطنت کے اختیارات مطلق نے اُس کو مکمل کر دکھایا۔

Marfat.com

باب چہارم

حکماً عیسائی بنایا جانا

قبل اس کے کہ یہ فیصلہ ہو کہ جو اصطباغ بلنسیہ میں دیئے گئے تھے وہ جائز تھے یا نہیں' چارلس پنجم نے یہ عزم مصمم کرلیا کہ سلطنت سپین میں وہ ایک ہی دین کو رہنے دینگے۔ شروع شروع میں جو اُن کا تھوڑا بہت میلان مسامحت کی طرف تھا' وہ فرقہ لوتھریہ کی خون ریز بغاوت سے بالکل جاتا رہا۔ جو فرمان اُنہوں نے ورمس سے ۲۶ مئی ۱۵۲۱ء کو جاری کیا تھا اُس کے موافق لوتھر اور اُن کے تمام متبعین سلطنت سپین کے مغضوبین قرار دیئے گئے' اُن ہی کے حکم سے علاقہ زیرین کے حکام فوجداری مصلحین فرقہ لوتھریہ کو زندہ جلا رہے تھے' چارلس پنجم نے ایک نیا سبق یہ سیکھ لیا تھا کہ اختلاف مذاہب فی الحقیقت دینی و دنیاوی سلطنت کی بغاوت ہے' اور چونکہ وہ خود بہت بڑے سیاست دان اور پرجوش کیتھولک تھے اس لئے اُن کا فرض تھا کہ وہ اس بغاوت کو رفع کریں۔ اُن کے اس مطالبہ کو کہ جرمنی اور سپین میں اتحاد مذہبی ہو اور دونوں ممالک میں مذہب کیتھولک ہی قایم رہے' اس امر سے سخت ضعف پہنچتا تھا کہ خود اُن ہی کے ملک سپین میں جہاں وہ مطلق العنان بادشاہ تھے' پرستاران اللہ اور غلامان محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) باقی ہوں۔

اُن کی دادی ازابیلا نے سلطنت قشتالہ میں تو جبراً مذہب کی بیرونی صورت کو یکساں کر ہی دیا تھا' لیکن ارغون کے متعلق ایک یہ دقت تھی کہ فرڈی نینڈ نے اپنی اور اپنے جانشینوں کی طرف سے ایک حلف اٹھایا تھا' اور اس حلف کی تجدید چارلس نے بھی اُس وقت کی تھی کہ جب اُن کو اہالی ارغون نے جایز وارث تاج و تخت قرار دیا' اور اُن کو اپنا بادشاہ بنایا تھا۔ اس حلف کے وہ سختی کے ساتھ

Marfat.com

پابند تھے، لیکن اُن کی خوش بختی کہ نایب مناب خدا یعنی پوپ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اُن کو یہ بھی اختیارات حاصل ہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی قسمتوں، حلفوں اور معاہدوں کی پابندی سے بری کر دیں اور تمام دنیوی قوانین کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں اس لیئے اواخر ۱۵۲۳ء یا اوائل ۱۵۲۴ء میں چارلس نے پوپ کلیمینٹ ہفتم کو درخواست دی کہ اُن کو اُن تمام معاہدات کی پابندی سے بری کر دیا جائے جو خدا کی خدمت سے مانع ہو رہے ہیں۔ یہ امر پوپ کلیمینٹ کی نیک نفسی پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے اُنہوں نے اس درخواست کو اس بنا پر نامنظور کر دیا کہ یہ سخت معیوب بات ہے لیکن جب شاہ چارلس کے سفیر ڈیوک آف سیسا نے بہت کچھ عرض و معروض کیا تو جناب پوپ نے اس کو مان لیا، اور ۱۲ مئی ۱۵۲۴ء کو اُنہوں نے وہ تاریخی حکم دیدیا جس نے مسلمانوں کی قسمت پر مہلک اثر ڈالا۔

اس حکم میں پوپ نے سخت افسوس ظاہر کیا کہ بلنسیہ قتلونیہ اور ارغون میں شاہ چارلس کی بہت سی رعایا مسلمان ہے، جن کے ساتھ دیندار عیسائی بلا خوف و خطر راہ و رسم نہیں رکھ سکتے۔ اُنہوں نے یہ بھی رنج ظاہر کیا کہ وہ امرا ملکی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ (اُمرا) اُن کو عیسائی کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ صورت دین کے لئے سخت شرمناک ہے اور بادشاہ کی اس میں توہین ہے، اس کے علاوہ یہ مسلمان افریقیوں کو جاسوسی کا کام دیتے ہیں اور عیسائیوں کی تمام تدبیروں کو بتلاتے رہتے ہیں اس لیئے اُنہوں نے چارلس کو یہ راے دی کہ وہ محتسبین کو یہ حکم دیں کہ خدا کا کلام اُن تک پہنچائیں اور اگر وہ اپنی ضد پر قایم رہیں تو محتسبین اُن کو ایک میعاد دیدیں اور آگاہ کر دیں کہ اُس میعاد کے گزرنے کے بعد وہ جلاوطن کر دیئے جائینگے یا اُن کو دایمی غلام بنا لیا جائے گا۔ اس حکم کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائیگی۔ اپنی جایداد کا عُشر وہ اب تک ادا نہیں کرتے تھے وہ اب اُن کے آقاؤں کو جائیگا تاکہ وہ اس نقصان کا معاوضہ ہو سکے جو مسلمانوں کے نکالے جانے سے اُن کے آقاؤں کو ہوگا لیکن یہ شرط ہوگی کہ یہ امرا گرجاؤں کے لئے دینی ضروریات کی چیزیں مہیا کرینگے۔ مساجد کی جتنی آمدنی ہے وہ دینی اور رفاہ عام میں خرچ ہوگی۔ اس منحوس فرمان کے آخر میں شاہ چارلس کو اُس حلف سے بری کر دیا گیا جو اُنہوں نے بوقت تخت نشینی لیا تھا کہ مسلمانوں

Marfat.com

کو اپنی سلطنت سے نہ نکالینگے۔ جناب پوپ نے اس حکم میں صاف طور پر درج کر دیا تھا کہ اس فرمان کے اجرا کے بعد بادشاہ پر نہ کوئی الزام آئیگا؛ نہ حلف دروغی کی سزا کے وہ مستحق سمجھے جائینگے۔ اس کے علاوہ اُن کو آیندہ کی کارروائی کے تمام اختیارات عطا فرما دیئے گئے تھے۔ اسی فرمان میں محتسبین کو یہ اختیارات عطا ہوئے تھے کہ (مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے متعلق) جتنی مخالفتیں ہوں اُن کو وہ بجبر روک سکتے ہیں؛ اور باوجود یا پائی احکام سابقہ، مراعات اور قانون ملکی کے وہ اس مقصد کے لئے کلیسا کی مدد لے سکتے ہیں*۔

اگرچہ پوپ کلیمنٹ نے شروع شروع میں نقض عہد کرنے کی اجازت دینے میں تامل کیا، لیکن آخر اُنھوں نے ہمت کی اور اپنے تردد اور وہم پر غالب آہی گئے؛ اس فرمان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اُن سے اس فرمان کے جاری کرنے کی درخواست کی گئی تھی؛ اس معاملہ میں پیش دستی کرنے کی ذمہ واری جناب پوپ نے اپنے ذمہ لی؛ اس بنا پر سپین کے مصنفین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اُن ہی نے یہ قابل تعریف کام کیا کہ چارلس کو یہ ترغیب دی کہ وہ اس معاملہ میں کارروائی کریں۔ اس معاملہ کو بالکلیہ تحت اختیار کلیسا سمجھا گیا؛ اور اُس پر ہر طرح کی کارروائی کرنے کا اختیار محکمۂ احتساب و محنہ کو دیا گیا؛ کیونکہ وہی محکمہ ان مقدمات کے لئے موزوں تھا؛ اور حقیقت میں تھا بھی وہ نہایت کاری ہتھیار۔

---

* ۲۰ مارچ کو شاہ چارلس نے ڈیوک آف سیسا کو ہدایت کی تھی کہ وہ پوپ کلیمنٹ سے درخواست کریں کہ وہ مولدین کا مرافعہ نہ سنیں، بلکہ اُن کو محتسب اعظم کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیدیں (دیکھو تاریخ مصنفہ لارینٹ جلد دوم صفحہ ۱۹۳) یہ امید نہیں پڑتی کہ پوپ نے اُن کو ایسا کچھ یقین دلایا ہو کیونکہ اُس زمانہ میں اس امر پر بہت بحث ہو رہی تھی کہ محکمۂ احتساب و محنہ کے مرافعہ کون سنے؛ اس وقت تو خاص کر اس کے متعلق بہت ہی شدت سے غور ہو رہا تھا بہرحال یہ امر قابل ذکر ہے کہ آخر صدی تک کے جو کاغذات نکلتے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مرتدین نے کوششیں کی تھیں کہ روم میں مرافعہ کر کے بچ نکلیں۔ مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ مجھے ایک مثال بھی ایسی ملی ہو کہ مولدین میں سے ایک آدمی نے بھی روم میں مرافعہ کیا ہو۔ (مصنف)

اٹھارہ مہینہ تک چارلس یہ فرمان لئے بیٹھے رہے گو اُس کو اُنہوں نے شایع نہیں کیا لیکن اُن کے ہاتھ کھل گئے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے یہ انتظار کیا کہ اصطباغ کے جواز یا عدم جواز کا معاملہ طے ہو جائے۔ اُس کے بعد ملنسیہ میں فسادات شروع ہو گئے اس لئے اُنہوں نے آخری اور حتمی کارروائی کرنے میں ذرا تامل کیا۔ جب اس طرف سے اُن کو اطمینان ہو گیا تو اُنہوں نے ۱۳ ستمبر ۱۵۲۵ء کو امرا کے نام خطوط لکھ کر سب کو یہ مطلع کیا کہ اُنہوں نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ کسی مسلمان یا کسی اور غیر عیسائی کو اپنی سلطنت میں نہ رہنے دینگے، اور اگر وہ رہینگے تو غلام ہو کر۔ اُنہوں نے اس کو تسلیم کیا کہ اُن کی جلاوطنی سے اُن (امرا) کی آمدنی کم ہو جائیگی اور اُن کی اراضی بغیر کاشت کے رہ جائیگی۔ وہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے یہ نقصان نہ ہونے پائے، اس لئے اُنہوں نے تمام امرا کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں پر چلے جائیں، اور محکمہ احتساب محنہ کو اپنی رعایا کے عیسائی بنانے، اور تعلیم دین حاصل کرنے میں ہر طرح کی امداد دیں۔ اسی تاریخ ایک مختصر سا حکم مسلمانوں کے نام جاری کیا گیا، جس میں یہ لکھا تھا کہ اُنہوں نے یہ ارادہ خداء قادر مطلق کے حکم سے کیا ہے، وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُسی ذات پاک کا قانون تمام ملک میں جاری ہو، اُن کی یہ بھی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو نجات ابدی حاصل ہو اور وہ اصطباغ پا کر غلطیوں اور گناہوں سے پاک ہو جائیں، اگر وہ اُن کے حکم کی تعمیل کرینگے تو اُن کو وہی آزادی اور حقوق ملینگے جو عیسائیوں کو حاصل ہیں، اور اگر انکار کرینگے تو اپنے حکم کی تعمیل کرانے کے لئے وہ اور ذرائع اختیار کرینگے۔ اس کے دوسرے ہی روز اُنہوں نے ایک اور حکم جاری کیا، جو تمام ملک میں مشتہر کیا جانے والا تھا۔ اس کے مخاطب مسلمان ہی تھے، اُن کو بتلایا گیا تھا کہ اُنہوں نے یہ عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اُن کے ملک میں کوئی غیر عیسائی بجز غلام کے نہ رہنے پائے، چونکہ اُن کو مسلمانوں کی نجات ابدی مد نظر ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کی جائے، اس لئے وہ اُن کو اپنے احکام کی تعمیل کرانے سے پہلے مہلت دیتے ہیں، وہ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اُن کو وہی حقوق دیئے جائینگے جو عیسائیوں کو حاصل ہیں، ہر شخص کے لئے یہ حکم تھا کہ جو کوئی مسلمانوں کے عیسائی ہونے میں مزاحم ہوگا، یا عیسائیوں کی گستاخی کریگا اُس

Marfat.com

پانچہزار فلارن جرمانہ کیا جائیگا اور اُن پر اور طرح بھی غضب سلطانی نازل ہوگا۔ اسی تاریخ کو انہوں نے ایک خط ملکہ جرین کو لکھا جو قابل ذکر ہے، کیونکہ یہ خط اُن بیہودگیوں کے سلسلہ کی پہلی کڑی ہے جس کے موافق مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنا دین چھوڑ دیں، مگر اس کے عوض میں اُن کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں پیش کی گئی جو اُن کے دین چھوڑنے کا بدل یا تحلل ہوسکتی۔ اس خط میں تحریر ہے کہ انہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ نو عیسائیوں کے گانوں میں اُن کو تعلیم و تلقین دینے یا نماز پڑھانے کے لئے کوئی پادری نہیں ہے، اس لئے ملکہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ خود اس کا انتظام کریں کہ نو عیسائیوں کی ہدایت اور مراسم مذہبی کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کمی نہ آسکے لیکن ملک محروسہ سپین میں جتنے علاقہ ہیں اُن میں نئے گرجاؤں کی داشت و پرداخت بالکلیہ سلطنت کے ہاتھ میں رہے کسی اور کا اس میں دخل نہ ہونے پائے۔ یہ حالت آخر وقت تک قایم رہی، مساجد کی آمدنی اور عشر لینے کے لئے تو ہر طرف سے ہاتھ پھیلے رہے، مگر اس کا کہیں اور کبھی انتظام نہیں ہوا کہ اُن لوگوں کو اس دین کی تعلیم و ہدایت کی جائے کہ جس کے اختیار کرنے پر وہ مجبور کئے جاتے ہیں، ؛

گیوارا اور اُن کے جلیسوں کو محتسبین کے کامل اختیارات حاصل تھے انہوں نے اپنا کام کرنا شروع کردیا، مسلمانوں کو انہوں نے سنا دیا کہ بادشاہ جو کچھ ارادہ کر چکے ہیں اُس سے وہ ٹلنے والے نہیں ہیں، اُن کو آٹھ روز کی مہلت دی جاتی ہے، اس کے بعد وہ اُن کے احکام کی بجبر تعمیل کرینگے، ڈرے ہوئے مسلمان ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے بارہ نقہا کو اپنی طرف سے مقرر کیا کہ وہ چارلس کی خدمت میں حاضر ہوکر رحم کی درخواست کریں، اور اس حکم کو منسوخ کرانے کی کوشش کریں۔ ملکہ جرین نے اُن کو بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت دیدی، اور وہ دربار شاہی میں باریاب بھی ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پچاس ہزار ڈوکیٹ اس غرض سے اپنے ساتھ لے کر آئے تھے کہ دربار شاہی میں جو لوگ صاحب اثر و نفوذ ہیں اُن کو دے دلاکر اپنا کام نکالیں، مگر اس وقت وہ بے نیل مرام واپس آئے، گو بعد میں اُن کو کم از کم برائے نام ایسی رعایت

Marfat.com

ل گئی کہ جس سے سختی میں کسی قدر کمی آگئی۔

آخر چارلس نے یہ سمجھ لیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ دکھلائیں۔ ۳ر نومبر کو انہوں نے جناب پوپ کے فرمان کی نقول محتسب اعظم اور دیگر محتسبوں کے پاس بھیج کر یہ حکم دیا کہ وہ جس ندر جلد ممکن ہو اس کی تعمیل کریں۔ اسی روز انہوں نے بلنسیہ (اور غالباً اور صوبوں) کے ملکی اور کلیسائی حکام کے نام حکم جاری کیا، جس میں فرمان پاپائی کا حوالہ دے کر انہیں مطلع کیا کہ یہ فرمان اُن تمام عہود و مواثیق و مراعات وغیرہ کو منسوخ کرتا ہے کہ جن کی پابندی کا وہ حلف اٹھا چکے ہیں۔ چارلس نے اس حکم میں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ انہوں نے محکمۂ احتساب و محنہ کو حکم دیدیا ہے کہ وہ پاپائی فرمان کی فوراً تعمیل کریں۔ نیز یہ کہ انہوں نے اور مقامی حکام کے نام احکام جاری کر دیئے ہیں کہ محتسبین جو کچھ حکم دیں اُس کو وہ فوراً بجا لائیں، ورنہ دس ہزار فلارن جرمانہ کے مستوجب ہونگے۔ یوں راستہ صاف کر کے چارلس نے ۲۵ر نومبر کو ایک حکم عام جاری کیا کہ تمام مسلمان جلاوطن کر دیئے جائیں۔ بلنسیہ کے تمام مسلمان ۳۱ر دسمبر ۱۵۲۵ء تک ملک سپین سے نکل جائیں، اور ارغون اور قتلونیہ کے مسلمان ۳۱ر جنوری ۱۵۲۶ء تک ملک بدر ہو جائیں۔ ازابیلا کے تتبع میں تبدیل مذہب کے بدلے میں کسی قسم کی معافی کا وعدہ نہیں کیا گیا، لیکن جلاوطنوں کے راستے میں وہ مشکلات ڈالیں کہ جو ۱۵۰۲ء کی طرح اصلی مقصود کو ظاہر کرتی تھیں۔ اہالی بلنسیہ کو حکم تھا کہ وہ اپنے پروانۂ راہداری سے ٹیاگو دا سے حاصل کریں، جو سیونکا کی سرحد پر واقع تھا۔ وہاں سے وہ اپنا مصیبت بھرا راستہ ریکیونا، وٹیل، تدریڈ، ولاڈولڈ، بے نا وین ٹی، ولا فرانکا سے ہوتے ہوئے کورونا کا اختیار کریں، اور اس بندر سے کسی ایسے ملک میں نکل جائیں کہ جس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اگر وہ واپس آئینگے تو بحیثیت غلام لئے جائینگے، اور جو کچھ اُن کے پاس ہوگا وہ ضبط کر لیا جائیگا۔ اُمرا کو تنبیہ کر دی گئی کہ نہ وہ کسی مسلمان کو اپنے پاس رہنے دیں نہ کسی کو پناہ دیں، ورنہ پانچہزار ڈوکیٹ فی کس جرمانہ ہوگا، اور اس کے علاوہ وہ اور سزا کے بھی مستوجب ہونگے۔ اس کے ساتھ ہی جناب پوپ کا ایک اور فرمان مشتہر کر دیا گیا جس میں حکم تھا کہ اگر کوئی عیسائی حکم شاہی کی تعمیل میں مزاحمت کریگا تو وہ کلیسا

سے خارج کردیا جائیگا۔ مسلمانوں کو حکم تھا کہ وہ خاموشی کے ساتھ انجیل کی تعلیم کو سنیں اور کوئی جواب اُس کا نہ دیں۔ ایک اور حکم نکالا گیا کہ تمام مسلمان ۸ ردسمبر تک اصطباغ لے لیں، ورنہ وہ سلطنت چھوڑ دینے کے لئے تیار رہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بشرط اصطباغ جلاوطنی کا حکم منسوخ ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد محکمۂ احتساب و محنہ نے یہ مشتہر کر دیا کہ وہ ہر طرح کی کارروائی کرنے کے لئے آمادہ ہے، اُن لوگوں کے خلاف بڑی دہشت انگیز خفگی کا اظہار کیا گیا جو ان قصور واروں کو گرفتار نہ کرائیگا۔ وہ تمام لوگ ہزار فلارن جرمانہ کے مستوجب قرار دیئے گئے، جو متمردانہ انجیل کی شیریں زبانی کی تردید کریں، یا بادشاہ وقت کے ترحم آمیز حکم کی مزاحمت کریں۔ ان میں سے بعض ضدی آدمیوں نے ارغون اور تیتلونیہ سے فرانس کی راہ لی، اور وہاں سے وہ ملک بربر چلے گئے*

اس حکم کے جاری ہونے سے پہلے ہی ارغون میں یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ کیا ہونے والا ہے، اور اس سے مسلمانوں میں سخت تشویش پھیل گئی تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے کھیتوں اور دوکانوں پر کام کرنا چھوڑ دیا جس سے عیسائیوں کو سخت فکر پیدا ہو گیا۔ قصبات کی پنچایت اس غرض سے منعقد کی گئی کہ کوئی ایسی تدبیر سوچی جائیں کہ جس سے یہ خطرہ دور ہو سکے، جو ملک کی صلاح و فلاح پر اثر ڈالنے والا ہے، اس پنچایت نے علاقے کے اُن عمایدکو بھی بلا لیا کہ جن کے اغراض و فوایدان سے وابستہ تھے، اور یہ قرار پایا کہ شاہ چارلس سے اس معاملہ میں عرض معروض کرنی چاہیئے۔ ان عمایدمیں سے ایک صاحب کاونٹ آف ریباگورزا، خاندان شاہی کے فرد، اس وقت دربار شاہی ہی میں تھے سب کی نظر ان ہی پر پڑی اور ان کو یہاں کی مجمل کیفیت لکھ کر بھیج دی گئی، اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ وہ فوری تدابیر شروع کردیں۔ چنانچہ یہاں اُس حلف کو یاد دلایا گیا جو فرڈی نینڈ نے اُٹھایا تھا، اور جس کی تجدید خود چارلس نے کی تھی، اُن کو اس طرف متوجہ کیا گیا کہ ملک کی تمام صنعت و حرفت اور تحصیل مسلمانوں کی ذات سے وابستہ ہے، ان ہی کی محنت و مشقت سے فصلیں اُٹھتی

---

* ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ارغون کے مسلمانوں کو حکم تھا کہ کورونا کے بندر سے جائیں، اور بلنسیہ کے مسلمان فیوناٹرا بیلہ سے۔ (مصنف)

Marfat.com

ہیں، ان کے بغیر ملک کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو جائیگا، ان ہی کے محصول دینے اور قرضہ دینے پر گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنی کا دارومدار ہے، ان ہی کی وجہ سے خیرات و مبرات کا سلسلہ جاری ہے، ان ہی کے طفیل میں بیوائیں اور یتیم پل رہے ہیں*۔ یہ لوگ عملی طور پر شرفا و امرا کے غلام، بڑے فرمان بردار اور امن پسند تھے۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ انہوں نے کسی عیسائی کو بھکایا، یا گمراہ کیا ہے، یا دین عیسوی کی بے حرمتی کی ہے۔ وہ ساحل بحر سے دور رہتے تھے، اس لئے یہ امید نہیں پڑتی کہ وہ بربرہ سے تعلقات رکھتے ہوں۔ از روئے قانون نافذ الوقت اگر وہ سرزمین سپین کو چھوڑنے کی کوشش کرتے تو غلام بنائے جا سکتے تھے۔ ان کے ملک بدر کرنے کے معنی تباہی کامل تھے، اور ان کو عیسائی بنا لئے جانے کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ آزاد کر دیئے جاتے، اور جہاں چاہتے جا سکتے تھے۔ اس سے سپین کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ تھا، اور اس کے دشمنوں کو تقویت۔ چونکہ انہوں نے اپنی اراضی کو کاشت کرنا بند کر دیا ہے اس لئے بادشاہ کو فوراً ایسی کارروائی کرنی چاہئے جس سے مسلمانوں کو جو خوف پیدا ہو گیا ہے وہ جاتا رہے، اور ملک میں قحط نہ پڑنے پائے۔ ریبا گورزا کو جو اثر و اقتدار دربار شاہی میں حاصل تھا، اس کی وجہ سے حکم آخر کے جاری ہونے میں کچھ تعویق ہو گئی، لیکن چارلس کے ارادوں میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ ان کا عملی جواب یہ تھا کہ انہوں نے ۲۲ دسمبر کو ساراگوسا میں یہ اعلان کرا دیا کہ کوئی مسلمان ارغون سے باہر جائے، اور جو مسلمان اس علاقہ سے غیر حاضر ہیں وہ ایک مہینہ کے اندر واپس آ جائیں۔ جو لوگ کہ اراضی ملک محروسہ شاہی میں رہتے تھے ان کی اور امرا کی رعایا کے درمیان میں رسل و رسائل کو

---

* جس قرض کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہ ایسا قرض یا ابواب تھے کہ جس پر مسلمانوں کو پانچ یا چھٹی فیصدی سود دینا پڑتا تھا یہ ایک شخص واحد یا جماعت، یا زمین پر عاید کیا جاتا تھا، موخر الذکر صورت میں اس کی وہی حیثیت تھی کہ آج کل محصول زمینی کی ہے، جس زمانہ کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں ان دنوں یہی ایک عطیہ تھا، جو زر اصل کی صورت رکھتا تھا۔ اہالی کلیسا کو یہ بہت ہی محبوب تھا، مسلمان بہت قرضہ لینے والے تھے، اور چونکہ ان میں تجارت پیشہ لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس لئے وہ جو قرضہ لیتے تھے وہ محفوظ سمجھا جاتا تھا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ جب مسلمان نکالے گئے ہیں تو ان قرضوں کی وجہ سے کیا آفت برپا ہوئی تھی۔ (مصنف)

Marfat.com

قرار دیدیا، اور یہ تاکیدی حکم جاری ہُوا کہ مسلمانوں سے کوئی شخص کوئی جایداد نہ خریدے مسلمانوں کی تمام مساجد اور مذبحوں اور مسلخوں کو بند کرادیا +

جیسا کہ لازمی طور پر ہونے والا تھا۔ اس سے تشویش اور بے چینی بڑھ گئی اور کئی جگہ مسلمان شمشیر بکف ہو گئے مسلمانان المناسر نے تو اس کا بھی انتظار نہ کیا کہ وہ یہ دیکھتے کہ بادشاہ اس معاملہ میں کیا کرتے ہیں بلکہ وہ اکتوبر ہی میں اپنے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے اور اُن منادوں کو اپنے یہاں نہیں گھسنے دیا جو اُن کو اصطباغ دینے آ رہے تھے۔ جنوری تک وہ مقابلہ پر جمے رہے۔ آخر اسی مہینہ میں المناسر پر بزور شمشیر قبضہ کر کے سرغنوں کو قتل کر دیا گیا۔ بقیۃ السیف لوگوں نے اصطباغ لینا منظور کر لیا۔ جب حکم شاہی جاری ہُوا تو دوسرے مقامات میں بغاوت ہو گئی، ساراگوسا کے قریب ایک محفوظ مقام کسٹیلو ڈی میریا تھا، وہاں مسلمان جمع ہو کر اس امید سے قلعہ بند ہو کر رہے کہ افریقیہ سے اُن کو کمک ملیگی اور ایک شخص الفاطمی اپنے سبزہ گھوڑے پر بیٹھ کر باغی مسلمانو کی ایک جمعیت کا سرکردہ بن کر اُن کی مدد کو آئیگا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جیسے یہ امیدیں موہوم ثابت ہوتی گئیں، ویسے ویسے اُن کو اپنی مایوسانہ حالت کا اندازہ ہوتا چلا گیا، اور آخر میں اُنہوں نے بحالت مجبوری اطاعت کر لی۔ ان قصۂ قضایا میں عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچانے میں کچھ کمی نہیں کی۔ اُنہوں نے بہت سے مسلمانوں کو پکڑ کر اس بہانہ سے غلام بنا لیا کہ وہ کوہستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کارروائی سے یہ عیسائی بہت بدنام بھی ہوئے اور امرا کو بھی اُنہوں نے اپنے آپ سے ناراض کر لیا، کیونکہ وہ اپنے مزارعین کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ بے چینی برابر قایم تھی، اور اصطباغ سے جو نفرت تھی اُس پر غالب آنا مشکل تھا۔ اُس وقت البتہ کچھ امید بندھ گئی کہ جب کوارٹو کا ایک فقیہ جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اُس کی عمر سو برس سے زیادہ تھی اور جس کو مسلمانوں میں اقتدار حاصل تھا، عیسائی ہو گیا؛ لیکن چند ہی آدمی اُس کے ساتھ عیسائی ہوئے تاریخ جلاوطنی کی ۱۵ مارچ تک توسیع کر دی گئی۔ جب یہ تاریخ آئی تو رعایاء لونا اور کاونٹ آف ارنڈ کی رعایا شمشیر بکف ہو گئی۔ لیکن باغیوں کی سرکوبی کر دی گئی، اور اُن کے ہتھیار چھین لئے گئے۔

Marfat.com

انجام کار بحیثیت المجموع تمام مسلمان عیسائی ہونے پر راضی ہو گئے۔

بلنسیہ کا معاملہ اور بھی مشکل تھا کیونکہ وہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی وہ ساحل کے قریب تھے اور بربرہ سے اُن کا رسل و رسایل جاری تھا، نیز وہاں کے امراء کا فایدہ اس میں تھا کہ وہ اپنے مزارعین اور غلاموں کے حقوق کی محافظت کریں۔ یہاں کے فقہا دربار شاہی میں عرض و معروض کرنے کے لئے گئے مگر جب وہ بے نیل مرام واپس آئے تو بہت سے مسلمان ظاہر میں عیسائی ہونے پر تیار ہو گئے! انٹونیو ڈی گیوورا جو اس معاملہ میں سب سے پیش پیش تھے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ انہوں نے بلنسیہ میں مسلمانوں کے ستائیس ہزار خاندانوں کو اصطباغ دیا* لیکن مولدین نے بعد میں بیان کیا کہ اصطباغ دینے کی یہ صورت تھی کہ ان سب کو ایک احاطہ میں بجبر جمع کر کے ان پر پانی چھڑک دیا گیا جس وقت یہ پانی چھڑکا جا رہا تھا تو لوگ اپنے جسموں کو چھپاتے چُراتے تھے تاکہ ان پر چھینٹ نہ پڑ جائے، اور بہت سے آدمیوں نے دل میں کہہ دیا کہ ہم پر چھینٹ تک نہیں پڑی انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ اس وجہ سے راضی ہو گئے تھے کہ ان کے فقہا نے یہ فتوے دیدیا تھا کہ ایسے موقعوں پر حیلہ و فریب کرنا جایز ہے، نیز یہ کہ جس مذہب کے قبول کرنے کے لئے وہ مجبور کئے جاتے ہیں اس کی پابندی اُن پر لازم نہیں آتی۔ بہت سے آدمیوں نے چھپ کر اپنے آپ کو اصطباغ سے بچا بھی لیا لیکن کھلی کھلی مخالفت تو مقام بن اگواسل میں ہوئی۔ قرب و جوار کے مسلمانوں نے یہاں آکر پناہ لی اور قصبہ کے دروازے بند کر کے بیٹھ گئے اس پر اس علاقہ کے لفٹنٹ گورنر ڈان لوئیس فیرر نے سو فوجی سپاہی بھیج کر اس علاقہ کو لٹوا دیا لیکن اس حرکت سے بھی مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہوں نے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا۔ یہ دیکھ کر بلنسیہ کا علم کھڑا کیا گیا اس صوبہ کے گورنر ڈان دیگو کبانلاش دو ہزار فوج لے کر نکلے اور انہوں نے قتل عام اور آتش زنی کی اجازت دے دی۔ اس وقت کا نعرۂ جنگ یہ تھا کہ "پناہ گزینوں سے بے رحمی کے ساتھ لڑو" یہ ان بے رحمانہ لڑائیوں میں سے

---

* بلیڈا کہتے ہیں کہ گیوورا نے جو شیخی ماری ہے اس میں بہت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ ۱۵۷۲ء میں بلنسیہ میں ۱۹۸۰۱ خاندان مولدین کے باقی تھے اور ۱۶۰۲ء میں ان کی تعداد قریب تیس ہزار کے پہنچ گئی تھی۔ (مصنف)

ایک تھی جن کی مثالیں ان ہی افسوس ناک اور قابل شرم مواقع پر بہت سی ملتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ توپخانہ سے مدد لی گئی ہر طرف سے کمک پہنچائی گئی اور اس فوج کی تعداد پانچ ہزار پر پہنچ گئی، تاہم محاصرین نے پانچ ہفتوں کے بعد محصورین کو پیام صلح دینے پر مجبور کیا۔ ۲۰ مارچ کو کہیں ان باغیوں نے سر تسلیم خم کیا، اور وہ بھی اس وقت کہ جب شاہ چارلس نے گیوورا کی معرفت ان کو معافی نامہ بھیجا۔ باستثناء ان مسلمانوں کے جو سیراڈی ایسپے ڈان بھاگ گئے تھے سب کو اصطباغ دیدیا گیا۔ غلام بنائے جانے اور ضبطی جایداد کی سزا میں تخفیف کر کے ان پر بارہ ہزار ڈوکیٹ جرمانہ کیا گیا۔ اس حکم سے وہ مسلمان مستثنیٰ رہے جو ارغون سے محصورین کی مدد کو آئے تھے۔ اس خصوص میں قابل ذکر واقعہ لارڈ آف کورٹیا کا ہے۔ یہ حضرت نشۂ دینداری سے سرشار ہو کر اپنے سترہ بہادر جلادوں کو لے کر اس غرض سے چلے تھے کہ سارے مسلمانوں کو عیسائی بنا لینگے؛ مگر مسلمانوں کو اس کی خبر عین وقت پر پہنچ گئی؛ یہ لوگ ایک جگہ کمینگاہ میں جا بیٹھے اور لارڈ موصوف کو ان کے رفیقوں سمیت وہیں کھیت رکھا۔

بڑی خطرناک بغاوت تو وہ تھی جس کے افراد نے اپنا ملجاء و ماوا سیراڈی ایسپے ڈان کو بنا لیا تھا اور جس میں البونزڈی ارگون ڈیوک آف سیگوربے کی رعایا ملوث تھی۔ جتنے امرا تھے سب میں زیادہ یہ میر شاہ چارلس کی تدبیر کے خلاف تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ اس علاقہ میں مسلمانوں نے بہت زیادہ تبرأت قشیدہ کو روا رکھی کیونکہ یہیں البونزد کی جایداد زیادہ تھی۔ یہاں کے پناہ گزینوں کے ساتھ ارغون تک کے مسلمان اپنے گھر بار، مال و دولت کو لے کر شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے جان توڑ کر لڑنے کا انتظام کر لیا؛ جتنے کہ اپنے ہی گروہ سے ایک شخص قربان نامی کو اپنا بادشاہ بنا کر اس کو سلیم المنصور کا خطاب دے دیا۔ انہوں نے وہیں اپنی جھونپڑیاں ڈال لیں اور جگہ جگہ پہاڑ پر خندقیں اور کمینگاہیں بنا لیں، یہاں سے نکل کر وہ ترائی پر حملہ کرتے تھے اور سامان رسد لوٹ کر جمع کر لے جاتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرب جوار کے لوگوں کو ان سے ایسی ہمدردی تھی کہ وہ دیدہ و دانستہ ان لوگوں کے ہاتھ سے نقصان اٹھاتے تھے، جو دین محمدی (علی صاحبہا التحیۃ والسلام) کی حفاظت و حمایت کرتے تھے بلکہ جرمن نے تین ہزار آدمیوں کی فوج ڈیوک آف سیگوربے کے پاس ان مسلمانوں سے

Marfat.com

لڑنے کے لئے بھیجی؛ مگر اُن کو سخت نقصان اُٹھا کر پس پا ہونا پڑا۔ اُن کی فوج کا جی چھوٹ گیا اور اُس نے ڈیوک موصوف کو یہ الزام دیا کہ وہ بے دلی کے ساتھ لڑے؛ نتیجہ یہ ہُوا کہ سپاہی رفتہ رفتہ بھاگ گئے، صرف ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت ڈیوک کے پاس رہ گئی۔ اِن ہی آدمیوں سے انہوں نے اونڈا کو محفوظ و مضبوط کر لیا، لیکن وہ مسلمانوں کے چھاپے مارنے کو نہ روک سکے۔ اِن ہی چھاپوں میں ایک مرتبہ مسلمان موضع چیلیچس سے ذبیحتہ القدس* اُٹھا کر لے گئے۔ بس پھر کیا تھا؛ یہ بہت ہی اچھا بہانہ ہاتھ آگیا۔ اسی واقعہ کو لے کر عیسائیوں نے اپنے ہم مذہبوں کی دینداری کی آگ کو بھڑکایا؛ تمام صوبہ کی قربانگاہوں پر ماتمی چادریں ڈال دی گئیں، گرجاؤں کے دروازے بند کر کے صرف کھڑکیاں کھلی رکھی گئیں، تمام مراسم مذہبی بغیر اظہار شان و شوکت ادا کی گئیں، یہاں تک کہ اس مہینے کو جو کورپس کرسٹی (عیدالجسد المسیح)× پڑی وہ نہیں منائی گئی۔ جب دیکھ لیا کہ لوگوں میں خوب جوش پیدا

*میں نے ہوسٹ کا ترجمہ ذبیحتہ القدس کیا ہے۔ اس کا قصہ تو بہت لمبا ہے مختصر طور پر اس کو عشاء ربانی کی ایک قسم سمجھ لینا چاہئے۔ اب عشاء ربانی کو بیان کرنا بھی موجب تطویل ہے مجھے تو اس کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے (نقل کفر کفر نباشد) کہ مسیح کو یہ یقین ہو گیا کہ جھوٹے شاگردوں نے دھروا ہی دیا، اور صبح کو میں صلیب پر چڑھایا جاؤں گا۔ تورات کے وقت جو کھانا اُن کے سامنے آیا تو اُنہوں نے اپنے شاگردانِ رشید سے متوجہ ہو کر جل کر یہ فرمایا کہ "لو کھاؤ۔ یہ میرا خون ہے اور یہ میری ہڈیاں" (شوربہ اور روٹی) جان نثار شاگرد مزہ میں بیٹھ کر چکھ گئے۔ یہی عشاء ربانی ہے جس کو بانس پر چڑھایا ہوا ہے۔ ہزاروں کرامات اس سے منسوب ہیں۔ پیدائش شادی غمی اور زندگی کے ہر بڑے بڑے موقعوں پر اس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ رومن کیتھولک تو خیر پروٹسٹنٹ بھی یہ چکوتیاں چکھتے اور مسیح کا خون اور ہڈیاں کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ (مترجم)

×میں نے کورپس کرسٹی کا ترجمہ عیدالجسد المسیح کیا ہے۔ اس کا قصہ طویل ہے۔ یہ تیوہار رومن کیتھولکوں میں سنہ ۱۲۶۴ء سے بحکم جناب پوپ ذبیحتہ القدس کی یادگار میں قائم ہُوا ہے۔ عید ثالوث کے بعد جمعرات پڑتی ہے۔ اسی روز یہ بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ اعتراف گناہ میں جو سب سے بڑا گنہگار ہوتا ہے اُس کو حکم دیا جاتا ہے کہ اسی روز سے وہ سخت مجاہدہ کرے۔ ان مجاہدات کی میعاد حضرات پوپ مقرر کرتے ہیں؛ جو چالیس دن سے کم اور سو دنوں سے زیادہ نہیں ہوتے۔ (مترجم)

Marfat.com

ہو گیا ہے تو بلنسیہ کا علم اٹھایا گیا اور ۱۱ جولائی کو ایک اور فوج اس مہم پر روانہ کر دی گئی۔ جب یہ
فوج اونڈا کے قریب پہنچی تو مسلمانوں نے اس پر بڑی تیزی اور سختی کے ساتھ حملہ کیا اور قریباً
تیس ہزار ڈوکیٹ کا مال لوٹ کر لے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مطوعین ان کے ساتھ
آکر شامل ہو گئے تھے جب یہ فوج ۱۹ جولائی کو اونڈا پہنچ گئی تو پھر گھمسان کی لڑائی ہوئی مسلمان
ترائی پر قبضہ کئے ہوئے تھے مگر اس لڑائی میں وہ رفتہ رفتہ پسپا ہوتے ہوتے پہاڑ پر دھکیل
دیئے گئے یہ بھی فتح سے خالی نہ تھا کیونکہ اس سے وہ بغاوت رک گئی جو ان مسلمانوں کی کامیابی کے
انتظار میں اور مقامات پر اب تک نہ ہوئی تھی۔ ڈیوک نے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ وہ تین دن
کے اندر اطاعت قبول کر لیں ورنہ جتنے آدمی گرفتار ہونگے سب کو غلام بنا لیا جائیگا لیکن مسلمانوں
نے ڈیوک کی تجویز کو ٹھکرا دیا۔ ڈیوک جانتے تھے کہ ان کی فوج اتنی نہیں ہے کہ وہ کامیابی کے ساتھ
مسلمانوں پر حملہ کر سکے خاص کر ایسی صورت میں کہ وہ پہاڑ پر ہوں اس لئے انہوں نے کمک مانگی۔
کمک بھی بہت سے آدمی لوٹ اور قتل و غارت کے لئے آ گئے۔ اتفاق سے پوپ کے نائب سیلویاٹی ادھر
سے گزر رہے تھے انہوں نے یہ حال دیکھ کر اعلان عام کر دیا کہ جو شخص اس جنگ میں شریک
ہوگا اس کے گناہ اولین و آخرین معاف کر دیئے جائینگے۔ یوں یہ لڑائی صلیبی جنگ بن گئی۔
اگرچہ نائب پوپ کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ ایسا معافی نامہ دے سکیں لیکن اس کا فرمان جاری ہوا ان کی
کو ان پر پہنچا اثر تھا جو گنہگار تھے ان کے منہ میں پانی بھر آیا اور بہت سے آدمی فوج میں بھرتی ہو
گئے لیکن اب ایک اور دقت پیش آئی جس کا رفع کرنا ضروری تھا۔ وہ دقت یہ تھی کہ شاہ چارلس اپنی
معمولی کنجوسی کی وجہ سے فوج کے خرچ کے لئے ایک پیسہ بھی دینا نہیں چاہتے تھے۔ پادریوں امیروں
اور بلنسیہ کے شہروں نے مستعدی کی اور ان سب نے مل کر اتنا روپیہ جمع کر دیا کہ جس سے سپاہی
میدان جنگ میں ٹھہر سکے۔ مسلمان برابر بڑی مدافعت اور ترائی پر حملے کرتے رہے۔
ڈیوک نے خود بہت کچھ کوشش کی اور آخر کار بادشاہ سے درخواست کی اس پر چارلس
نے برشلونہ سے تین ہزار جنگ آزمودہ جرمنوں کا وہ دستہ جو اٹلی جانے والا تھا ڈیوک کے پاس بھیج

Marfat.com

دیا۔ یوں فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس تعداد میں وہ قسمت آزما لوگ شامل نہ تھے (جو عموماً ایسی مہمات میں شامل ہو جایا کرتے ہیں) کہ جن کا مقصود اصلی یہ تھا کہ لوٹ کھسوٹ سے فائدہ اٹھائینگے۔ یا آئندہ جب غلام فروخت ہونے لگینگے تو اُن کو ارزاں قیمت پر خرید کر نفع پر فروخت کرینگے۔ یا سپاہیوں سے وہ لوٹ کا مال لے لینگے جو وہ میدان جنگ میں علیحدہ کرنا چاہینگے۔ لڑائی بھی اب خاتمہ پر آ رہی تھی، ۱۸ ستمبر کو عیسائیوں کی فوج نے ایک ٹیلے پر قبضہ کر لیا اور ۱۹ ستمبر کو چاروں طرف سے متفقہ حملہ کیا گیا، مسلمانوں نے جس طرح بھی ہو سکا تیر و کمان سے مدافعت کی، بہتر آدمیوں کو انھوں نے مار ڈالا جن میں سے ۲۳ جرمن تھے۔ اطالی سپین نے صرف بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کیا، باقی آدمیوں کو اس لئے بچائے رکھا کہ ان کو غلام بنا لینگے، جرمنوں نے اپنے ۲۳ آدمیوں کا بدلہ اتارنے میں قتل عام کر دیا اور پانچ ہزار مسلمانوں کو مار ڈالا۔ مال مغروقہ بہت ملا، اس میں سے جو کچھ وہیں میدان جنگ میں بکا اُس کی قیمت دو لاکھ ڈوکیٹ حاصل ہوئی، جو مال کہ اطالی اور ہسپانوی قتال اور جرمن والے لے گئے وہ اس سے زیادہ قیمت کا تھا۔ جو مسلمان کہ بھاگ سکے اُنھوں نے کوہستان سیولاڈی کورٹس کی گھاٹیوں میں پناہ لی۔ لیکن یہاں ان کا سخت تعاقب کیا گیا۔ اُنہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے آپ کو دشمنوں کے سپرد کر دیں۔ ان کے تین سرگردوں کو تو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا، باقی آدمیوں کے ہتھیار چھین لئے گئے، اُن کی کتابیں جلا دی گئیں اور ان کو انجیل کے احکام کو قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ کچھ باغی کوہستان سیرا ڈی برنیا گوا ڈالیسٹ اور کون فریڈا فس میں پناہ گزیں ہو گئے تھے، لیکن ان میں سے بہت زیادہ آدمی افریقیہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یوں بلنسیہ کو عیسائی بنایا گیا اور یوں وہاں امن قائم کیا گیا، مولدین سے ہتھیار لے لئے گئے جو ممبر کہ ان کے فقہا کے کام آتے تھے توڑ ڈالے گئے، قرآن شریف کے جتنے نسخے ملے سب کو جلا دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ ان کو دین مسیحی کی تعلیم و تلقین کی جائے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ وہ حکم تھا کہ اس کی متواتر تجدید کی جاتی تھی، مگر اس کی کبھی تعمیل نہیں ہوئی٭

٭ ۱۵۲۸ء میں باغیوں کو معافی دے دی گئی تھی۔ (مصنف)

Marfat.com

اب تمام مولدین محکمۂ احتساب محنہ کے دست تظلم میں تھے جب اس کا خیال کیا جائے کہ مسلمانوں کو کس طرح عیسائی بنایا گیا، نو عیسائی اپنے مذہب جدید سے کتنے نا آشنا تھے، اور یہ سب کو معلوم ہی تھا کہ اُن کو اپنے آبا و اجداد کے دین سے کتنی محبت تھی تو نہ صرف از روئے پالیسی بلکہ بلحاظ دیانت، اس کی ضرورت تھی کہ اُن کے ساتھ اُس وقت تک مسامحت کی جاتی کہ جب تک وہ خود مذہب مسیحی کی طرف صدق دل سے نہ مایل ہو جاتے معلوم ہوتا ہے کہ محکمۂ صدر اس کو تسلیم کرتا تھا، کیونکہ وہاں سے یہ حکم جاری ہوا تھا کہ ان لوگوں سے اعتدال کے ساتھ برتاؤ کیا جائے لیکن معمولی کیفیت یہ تھی کہ بلنسیہ کے حکام کی زبان ہی قانون کا حکم رکھتی تھی۔ ان کے کاغذات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باستثناء ۱۵۲۵ء اور ۱۵۲۶ء کے، کہ ان سالوں میں ان حکام نے نہ کسی پر مقدمہ قایم کیا، نہ کسی کو زندہ جلایا، باقی عرصہ میں پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ اُنہوں نے اپنی کارروائی جاری رکھی*۔ بظاہر مولدین سے عدل و انصاف کے ساتھ پیش آنا ناممکن امر تھا۔ یہ یاد ہوگا کہ ۱۵۲۵ء میں بارہ فقہاء دربار شاہی میں پچاس ہزار ڈوکیٹ اس خیال سے لے کر پہنچے تھے کہ جلا وطنی کے حکم میں کچھ تخفیف کرائیں۔ اُن کو اتنی کامیابی ہوئی تھی کہ ۶ جنوری ۱۵۲۶ء کے حکم میں استقفین یک کی رضامندی سے یہ لکھا گیا کہ چونکہ یہ لوگ اپنے مراسم و عادات کو یک لخت نہیں چھوڑ سکتے، اس لئے اُن کو یہ رعایت دی جاتی ہے کہ اصطباغ لینے کے چالیس برس تک محکمۂ احتساب محنہ اُن پر دست اندازی نہ کریگا جس وقت غرناطہ کو عیسائی بنایا گیا ہے تو اُن کو بھی یہی رعایت دی گئی تھی لیکن ۱۵۲۸ء تک یہ حکم بصیغہ راز رکھا گیا۔ اسی سال میں اس کو گورنر بلنسیہ کے پاس بھیج دیا گیا، اور اُنہوں نے وہاں مرسی کو اس کا اعلان کر دیا، مگر استقفین رک اُن سے بہت ناراض ہوئے کہ اُنہوں نے اس کو ظاہر کیوں کر دیا۔ اسی سال اہالی ارغون نے مرن زون میں جمع ہو کر شاہ چارلس کو درخواست

---

* ۱۵۲۰ء میں ۱۵۲۶ ،۴ء میں ۱۵۲۸ ،۷ء میں ۱۵۲۹ ،۲ء میں ۴۴ اور ۱۵۳۰ء میں ۲۰ مقدمات کلمات کفر کے جرم میں مسلمانوں پر قایم کئے گئے۔ اگر اس میں ۱۰ فی صدی کا اضافہ اس لئے کر لیا جائے کہ کاغذات نامکمل ہیں تو زندہ جلائے جانے والوں کی تعداد ۱۵۲۱ء میں ۱۶ ،۱۵۲۳ء میں ۱۶ ،۱۵۲۴ء میں ۳ ،۱۵۲۵ء میں ایک قرار پاتی ہے۔ (مصنف)

دی کہ اُن کے خلاف اُس وقت تک کوئی کارروائی نہ کی جائے جب تک اُن کو مذہب عیسائی کی تعلیم نہ مل جائے۔ شاہ چارلس نے اس کا یہ جواب دیا کہ "انہوں نے بلنسیہ کو وہی رعایت دی ہے جو وہ غرناطہ کو دے چکے ہیں اور اب وہی رعایت ارغون کو بھی دی جاتی ہے لیکن محکمہ احتساب و محنہ مالک لکل بنا ہوا تھا اور اپنے آپ کو دنیاوی قانون سے بالاتر سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب ۱۵۱۹ء میں امراء ارغون نے بادشاہ اور ہین رِک کو نو عیسائیوں کی حالت زار کی طرف متوجہ کیا تو موخر الاسم نے ۲ رجون کو یہ زمانہ سازی کا جواب دیا کہ "جس چیز کو آپ نقصان رسانی اور تکلیف سمجھتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ اس سے اُن لوگوں کی نجات ابدی مقصود ہے میں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ مجھے اُن پر دسترس کامل عطا فرمائے تاکہ اُن کا انجام بخیر ہو جائے" ہین رِک کو اُن پر دسترس نہ ہو مگر چارلس کو تھی چنانچہ انہوں نے ۵ ردسمبر ۱۵۲۵ء کو ایک حکم جاری کیا کہ ارغون اور قتلونیہ کے تمام مسلمان چار برس کے اندر اصطباغ لے لیں۔*

حقیقت یہ ہے کہ محکمۂ احتساب و محنہ تمام معاہدات و احکام کی تاویل اپنی مرضی کے موافق کیا کرتا تھا چنانچہ حکم متذکرہ بالا کے نفاذ کے بعد اس محکمہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ اس حکم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مسلمان اپنے رسم و رواج کو قائم رکھ سکتے ہیں بلکہ بادشاہ نے جو رعایت دی ہے۔ اُس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص اسلامی رسوم کا پابند رہیگا یا اپنے مذہب جدید کو چھوڑیگا وہ مرتد سمجھا جائیگا اور اس جرم میں اُس پر مقدمہ قائم کیا جائیگا۔ یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ بلنسیہ کے محکمہ احتساب و محنہ کی کارروائیاں ۱۵۱۹ء میں برابر سختی کے ساتھ جاری رہیں مگر ۱۵۲۳ء میں ان میں کسی قدر کمی کی گئی۔ ارغون میں بھی جو سختیاں ہو رہی تھیں وہ بھی کچھ کم ہوئیں کیونکہ سال آئندہ کے شروع میں محکمہ صدر کو یہ اطلاع دی گئی کہ بہت سے مولدین نے عدالت× احتساب و محنہ کا تماشا دیکھ کر مذہب

---

* ڈینولا کہتے ہیں کہ ۱۵۲۹ء کے آخر میں چارلس نے یہ حکم دیا تھا کہ تمام مولدین بلنسیہ سے نکال دیئے جائیں غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک سازش کا پتہ لگا تھا، جس کے سرکردہ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اگر جلاوطنی کا یہ حکم نکلا ہوگا تو بظاہر وہ فوراً ہی منسوخ کر دیا گیا ہوگا کیونکہ اس کا پھر کہیں ذکر مذکور نہیں ہے۔ (مصنف)

× اس کی تفصیل اسی باب کے تعلیقات میں ضرور ملاحظہ فرما لیجئے۔ اس عدالت کا ذکر اس کتاب میں اکثر آئیگا۔ (مترجم)

Marfat.com

مسیحی کا اقرار کر لیا، اس لئے جس دوام اور ضبطی جایداد کی جو سزا اُن کو دی گئی تھی وہ صرف جرمانہ اور سزاء تازیانہ سے بدل دی گئی، جو جرمانہ سے جتنا وصول ہُوا وہ اُس پادری کو دیا گیا جو ان تائبین کی تلقین کے لئے مقرر ہُوا تھا۔ اسی شخص کے سپرد یہ کام بھی کیا گیا کہ وہ اُن کی اولاد کو پڑھنا سکھائے لیکن جس افسر کا یہ کام تھا کہ وہ ضبط شدہ جایداد کا انتظام کرے اُس نے یہ زرجرمانہ کسی اور کو دینے سے انکار کر دیا*۔ بلنسیہ میں ۱۵۳۲ء اس لئے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس میں ۵۸ مقدمات گمراہوں کے خلاف دایر ہوئے اور ۴۵ آدمی زندہ جلا دیئے گئے×۔ ارغون کی پنچایت نے اسی زمانہ میں یہ شکایت کی تھی کہ نو مسلمانوں کو دینی تعلیم ملی نہ اُن کے لئے گرجا الگ کئے گئے باوجود اس کے اُن کے اوپر ارتداد وغیرہ جرایم لگا کر سزائیں دی جاتی ہیں۔ مین رک نے اس شکایت کا یہ جواب دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا جاتا ہے۔ شاید مین رک کا مقصود اسی مہربانی اور شفقت سے ہوگا جو مولدین کے ساتھ روا رکھی گئی۔ ادھر پوپ کلیمنٹ گھبرائے جاتے تھے کہ کام بہت سستی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ انہوں نے ۱۱ جون ۱۵۳۲ء کو مین رک

---

*صدر محکمہ احتساب نے ۹ مئی ۱۵۳۳ء کو یہ جواب دیا کہ افسر جایداد منضبطہ جرمانہ وصول کرنے کا ذمہ وار تھا لیکن یہ شبہ مٹانے کے لئے کہ یہ روپیہ محکمہ احتساب نے خود کے اغراض و فواید کے لئے ہے یہ ضروری تھا کہ مولدین کے مواضع میں ایک حاکم با اختیار اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ وہ زرجرمانہ وصول کرے اور اس سے اُن لوگوں کی تنخواہیں ادا کرے جو اُن کی تعلیم و تلقین کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ (مصنف)

×اس کے چند سال بعد کا حساب حسب ذیل ہے:-

سنہ	تعداد مقدمات	اُن آدمیوں کی تعداد جو جلائے گئے
۱۵۳۲ء	ایک	ندارد
۱۵۳۳ء	۹۱	۱۰
۱۵۳۴ء	۲۵	ندارد
۱۵۳۵ء	۲	″
۱۵۳۶ء	۱۰۶	۱۵
۱۵۳۷ء	۶۹	ایک
۱۵۳۸ء	۱۱۲	۱۴
۱۵۳۹ء	۴۹	۵
۱۵۴۰ء	۵۴	۵

Marfat.com

کو حکم دیا کہ وہ عجلت کریں۔ چارلس نے بھی ۱۳ر جنوری ۱۵۲۴ء کو اسی پاپائی حکم کی بناء پر تاکیدی فرمان جاری کیا۔ جناب پوپ نے اپنے حکم میں لکھا تھا کہ بلنسیہ، ارغون اور قتلونیہ کے مسلمان اپنے افریقی بھائیوں سے رسل و رسایل رکھتے ہیں، انہوں نے بہت سے عیسائیوں کو مسلمان بنالیا ہے اور بہت سے وہمیات بھولے بھالے عیسائیوں میں پھیلا دیئے ہیں، جس سے مذہب مسیحی کو سخت خطرہ پیدا ہوگیا ہے، نیز یہ کہ "ہم نے ۲۲ر مئی ۱۵۲۴ء کو بادشاہ کو اس معاملہ میں مشورے دیئے تھے اور اُس کے بعد متواتر تاکیدیں کی گئی تھیں۔ اب مین ریگ کو چاہئے کہ وہ فوراً چند عالم اس کام کے لئے تعینات کریں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم و تلقین کریں، اور بادشاہ کو چاہئے کہ فوراً اُن (مسلمانوں) سے کہہ دیں کہ اگر وہ ایک میعاد مقررہ کے اندر عیسائی نہ ہوجائینگے، تو وہ جلاوطن کردیئے جائینگے، یا اُن کو غلام بنالیا جائیگا، نہ اس میں اُن کی رعایت ہوگی نہ کسی طرح کا رحم کیا جائیگا۔*

محکمۂ احتساب محنہ کو اس سے اور بھی تقویت ہوگئی، اس لئے اُس نے بڑی شدت کے ساتھ کارروائی کرنی شروع کی۔ اعداد ماسبق سے معلوم ہوگا کہ یہ محکمہ بلنسیہ میں کیا کر رہا تھا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ محکمۂ موصوف کو تاکیدی حکم پہنچا تھا کہ جن لوگوں نے اس غرض سے روزے رکھے ہیں کہ چارلس پنجم اور باربروسہ کی جنگ میں موخرالاسم کو فتح ہو، اُن کو بہت ہی شدید سزائیں دی جائیں۔ ایسے لوگوں کی ایک فہرست ملی ہے جو مجورقہ میں مذہب مسیحی سے روگرداں ہونے کے جرم میں گرفتار ہوئے تھے، مگر بعد میں وہ پھر عیسائی ہوگئے، اس لئے اُن کے ساتھ کچھ مراعات کی گئیں۔ اس جزیرہ میں سب سے

---

* مسلمانو! یہ تحدی آپ دیکھ رہے ہیں! نہ مسلمان لاوارث ہوتے نہ یہ کیفیت ہوتی۔ بلاشبہ اُس زمانہ میں بھی مسلمانوں کی سلطنتیں ہونگی، شاید ایسی بھی ہونگی کہ جن کی رعایا عیسائی تھے، تاہم میں بے وجہ مسلمانان سپین کو لاوارث نہیں کہتا۔ یہ سلطنتیں یا تو کانوں میں تیل ڈالے ہوئے ہونگی، یا عیش و عشرت میں مصروف، یا کفر گردی میں منہمک۔ یقین جانئے کہ مسلمانان سپین کا خون ان ہی سلاطین کی گردن پر ہے۔ ابھی خدا اور اُس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو منہ دکھانا باقی ہے۔ یاد کیجئے مسٹر ایلیٹ کا قول کہ "ایک انگریز کے ایک قطرۂ خون کا معاوضہ تمام ایران کے قتل عام سے بھی نہیں ہوسکتا" یہ ہیں زندہ رہنے والی اقوام کے اقوال، نہ صرف اقوال بلکہ افعال۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم — کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

(مترجم)

پہلے ۱۵۳۳ء میں مولدین کا ذکر اس واقعہ کے ذیل میں آتا ہے کہ جب اُن کے پانچ آدمی زندہ جلائے گئے اور چار کا مجسمہ پھونک کر اپنا جی ٹھنڈا کر لیا گیا اس کے بعد ان کا ذکر بہت ہی کم آتا ہے۔ ان لوگوں نے کبھی بھی بغیر مخالفت کے عیسائیوں کا اس خصوص میں حکم نہیں مانا ۱۵۳۹ء میں ایک مفرور مولد کاسپر ڈی الفرکیس نامی سارا گوسا سے بلنسیہ میں اس غرض سے لیجایا جا رہا تھا کہ اُس کو محکمہ احتساب و محنہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ راستہ میں نیولس کے قریب بہت سے مسلمان ان پہرہ داروں کے اوپر آپڑے دو آدمیوں کی تو جان گئی اور اس مفرور کو چھڑا کر وہ لوگ افریقہ چلے گئے۔

سنہ ۱۵۴۰ء کے شروع ہی سے بلنسیہ کے محکمہ احتساب و محنہ نے اپنی کارروائیاں عارضی طور سے بند کر دیں تین سال آیندہ میں مذہب مسیحی سے روگردانی کے جرم میں کوئی مقدمہ قایم نہیں ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ اُمرا نے اس کی سخت شکایتیں کی تھیں کہ اس محکمہ کی کارروائیوں سے اُن کی رعایا میں پریشانی اور بے چینی پھیلتی ہے۔ اور نجابت نے یہ درخواست دی کہ مسلمانوں کو تیس یا چالیس برس کی مہلت دی جائے کہ وہ دین مسیحی کی تعلیم حاصل کر سکیں اور اس عرصہ میں اُن پر کوئی مقدمہ قایم نہ کیا جائے۔ بادشاہ نے پادریوں کی ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اس مجلس نے بہت سی تدابیر مسلمانوں کو خوش کرنے اور دینے کی تجویز کیں ان میں سے بادشاہ نے اس کو پسند کیا کہ جرایم گزشتہ کے لئے مسلمانوں کو کچھ مہلت سے دی جائے تاکہ اس میں وہ اعتراف کرانے والوں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیں اور پھر اُن کو اور مہلت دی جائے کہ اس کے دوران میں وہ مذہب مسیحی کی تعلیم پائیں اور محکمہ احتساب و محنہ بھی اُس کے ختم ہونے تک اُن پر کوئی مقدمہ قایم نہ کرے۔ بڑی فراخ دلی کے ساتھ چھبیس برس کی مہلت عطا فرمائی گئی اور مسلمانوں کو متنبہ کر دیا گیا کہ اس میعاد میں کمی یا توسیع ہو سکتی ہے جس کا انحصار خود اُن کے چال چلن پر ہے۔ اس کا نتیجہ تسلی بخش نہ نکلا کیونکہ مسلمانوں نے کھلے طور پر [illegible] مسلمانوں کے سا [illegible] شروع کر دیا اپنے لڑکوں کی ختنہ کرانے لگے رمضان کے روزے رکھنے لگے عیسائیوں کی مذہبی تعطیلات میں کام کرنے لگے گرجا کی نماز میں شامل ہونا چھوڑ دیا اور صاف کہہ دیا کہ ہم کو تیس برس ملے ہیں کہ اس مدت میں ہم جس طرح چاہیں رہ سکتے ہیں اور اس سے ہم پورا فایدہ اُٹھائینگے۔ مقصود تو یہ تھا کہ اس

Marfat.com

سے مسلمانوں کو عیسائی بننے کی ترغیب ہو یہاں نتیجہ امید کے خلاف مترتب ہوا۔ یہ دیکھ کر جو مہلت اُن کو دی گئی تھی اُس میں کمی کر دی گئی محکمہ احتساب و محنہ نے اور بھی زیادہ سختی کے ساتھ اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۱۵۴۴ء میں ۷۹، ۱۵۴۵ء میں ۲۰، اور ۱۵۴۶ء میں ۴۹ مقدمات قایم کئے گئے۔

۱۵۴۷ء میں پھر کسی قدر نرم پالیسی اختیار کی گئی۔ اس غرض سے کہ مولدین کی تعلیم دینی کے لئے (جس کا ذکر آگے بھی آئیگا) باقاعدہ انتظام شروع کیا جائے، دو کلیسائی حکام فرے انٹونیو ڈی کال سینا، جو بعد میں طرطوشہ کے اسقف بنائے گئے، اور انٹونیو رامیریز ڈی ہارو، جو بعد میں سگوویا کے اسقف مقرر کئے گئے، بلنسیہ میں بھیجے گئے۔ اُن کے عہدے کے نام اور اختیارات محتسب کے تھے، تاکہ از روئے اختیارات وہ کم نہ رہیں مگر انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ نہ وہ ان اختیارات کا استعمال کریں نہ حکام محکمۂ احتساب و محنہ کے معاملات میں دست اندازی کریں۔ ۱۵۴۸ء (۹) میں اُن کو یہی اختیارات ان ہی شرائط سے مشروط دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد ۲ اگست ۱۵۴۶ء کو پوپ پال سوئم سے ایک حکم جاری کرایا گیا، جو محکمہ احتساب و محنہ کے اختیارات کی تنسیخ کرتا تھا۔ اس کے موافق اُن کو یہ اختیارات دیئے گئے کہ وہ ایسے معترفین گناہ مقرر کر سکتے ہیں جو مولدین کے اعترافات کو سن سکیں اور اُن کو جرائم کلیسائی و فوجداری کی معافی دے سکیں (خواہ اُن پر محکمۂ احتساب نے مقدمہ بنا کر سزا کیوں نہ دی ہو) اُن کو ظاہری یا خفیہ ریاضت دینیہ کا مستوجب قرار دیں، یا آیندہ گناہوں سے محترز رہنے کے لئے قسم لے کر چھوڑ دیں۔ اُن کو اور اُن کی اولاد پر جو ہتک آمیز پابندیاں عاید کی گئی تھیں وہ ہٹا دی گئیں آیندہ کے لئے یہ بھی اطمینان دلادیا گیا کہ اُن کی ضبطی جائداد نہ ہوگی اُن کو پرانے عیسائیوں سے تعلقات اتحاد و مصاہرت و تجارت رکھنے کی اجازت ہوگی۔ اس سے زیادہ اور کیا آزادی دی جا سکتی ہے؟ گو سینٹ ٹوماس ڈی ولانووا اسقف بلنسیہ لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ بیکار تھا کیونکہ بہر حال ایک تائب سزاء جبریہ* سے معاف نہیں ہو سکتا خاص کر ایسی صورت میں کہ اس پر ارتداد کا شک ہو جائے اس سزاء جبری کے پانے پر کوئی شخص راضی نہ ہوگا اسی بنا پر اسقف موصوف نے یہ

---

* اگر ارتداد کا کسی پر سخت شبہ ہو جائے تو زندہ جلا دینے کے سوا کوئی اور نرم سزا نہ تھی۔ (مصنف)

Marfat.com

تجویز کیا کہ اس سے بھی زیادہ اختیارات حاصل کئے جائیں تاکہ اُن کے رو سے قانونی کارروائی کے باوجود معافیاں دی جاسکیں، بالخصوص اس لئے کہ یہ لوگ جبراً عیسائی بنائے گئے ہیں، اُن کو کبھی دینی تعلیم نہیں دی گئی اور چونکہ الجیریا کے مسلمانوں سے اُن کے تعلقات چلے جارہے ہیں، اس لئے وہ مذہب مسیحی کے مخالف ہی بنے ہوئے ہیں۔

اسقف سیگودیا کو جو اختیارات دیئے گئے تھے وہ چنداں قابل اعتنا نہیں ہیں، کیونکہ جو کام اُن کے سپرد ہوا تھا اُس کا صرف یہ اثر ہوا کہ محکمہ احتساب و محنہ کے سارے اختیارات سلب ہوگئے، اور کلیسائی اختیارات اُس محکمہ سے لے لئے گئے۔ اُنہوں نے شروع ۱۵۴۷ء میں بلنسیہ کو اس طرح چھوڑا کہ پھر نہیں آئے۔ ۱۲ ارپریل کو اسقف نے شاہزادہ فلپ کو لکھا کہ جب سے وہ گئے ہیں مولدین روز بروز نڈر ہوتے چلے جاتے ہیں، اور وہ اسلامی رسوم ادا کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ اُن کو کوئی روکنے والا رہ گیا ہے نہ سزا دینے والا۔ شاہزادۂ موصوف اپنے پیچھے کوئی اپنا قایم مقام نہیں چھوڑ گئے تھے، اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسا آدمی بھیجا جائے کہ جس کو شاہزادے کی طرف سے کچھ اختیارات حاصل ہوں۔ یہ وعدہ کیا گیا کہ کوئی آدمی بہت جلد بھیجا جائیگا، لیکن معمولی سستی نے کچھ نہ ہونے دیا۔ ۱۰ رنومبر کو اسقف موصوف نے پھر لکھا کہ نوعیسائی بہت ہی آزاد ہوگئے ہیں، اور اُن کا کوئی خبرگیراں نہیں ہے، مگر اس پر بھی کچھ توجہ نہیں ہوئی۔ ۱۵۵۱ء اور ۱۵۵۲ء میں پھر ایسے با اختیار آدمی کو طلب کیا گیا، جو مولدین کو قابو میں رکھ سکے، اور یہ بھی لکھا کہ اگر کوئی آدمی نہیں بھیجا جاسکتا تو اتنا تو کیا جائے کہ اُن کو حسب سابق محکمہ احتساب و محنہ کے ماتحت کردیا جائے، یا پوپ سے کوئی ایسا حکم حاصل کیا جائے کہ کوئی معمولی پادری ہی اُن کو نرم سی سزا دے سکے۔ ۱۵۵۱ء میں جب اسقف سگوویا کے محتسب گریگوریوڈی مرنڈا کو مولدین کا افسر نگراں مقرر کیا تو ان کو اختیارات اعتنا نہیں دیئے گئے، اس لئے مولدین بلنسیہ دس برس اور زیادہ احتساب کی مصیبت سے آزاد رہے۔ یہی وجہ ہے کہ کاغذات احتساب دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارہ مقدمات ۱۵۴۷ء میں ہوئے، پندرہ ۱۵۴۸ء میں اور چار ۱۵۴۹ء میں۔ پھر ۱۵۶۲ء تک کوئی مقدمہ قایم نہیں کیا گیا، البتہ دو مقدمات ۱۵۵۱ء

میں اور پندرہ ۱۵۶۰ء میں ہوئے٭ ۱۵۶۱ء میں محتسب اعظم ویلڈیس کو پوپ پال چہارم نے یہ اختیارات دیدیئے کہ وہ اسقف بلنسیہ اور ان کے مددگار کو حکم دے سکیں کہ وہ اُن نوعیسائیوں کے قصور معاف کردیں، جو خفیہ طور پر اپنے نئے مذہب سے روگرداں ہو گئے ہوں۔× اُن مقدمات میں جو از روئے قانون ملکی ثابت ہو سکیں، اقبال جرم کسی حاکم ملکی کے سامنے کیا جائے، پھر مجرم کو محکمۂ احتساب و محنہ کے سپرد کر دیا جائے جو مقدمات کہ یوں ثابت نہ ہو سکیں اُن میں صرف ریاضت دینیہ کا حکم دیا جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر کار موجودہ مشوش و مختل حالت کی طرف توجہ کی گئی ۱۵۶۲ء میں بلنسیہ کے حکام احتساب نے ٹیریول میں اجلاس کرنا شروع کیا، کیونکہ اس علاقہ میں قصبہ زنی واقع تھا جو اشرار کا مامن بنا ہوا تھا؛ اس قصبہ میں مولدین ہی آباد تھے کسی عیسائی کو وہاں رہنے کی اجازت⊗ نہ تھی۔ آخر تمام موانع ہٹا دیئے گئے، اور ۱۵۶۳ء میں محکمہ احتساب باسٹھ مقدمات کی سماعت میں انہماک کے ساتھ مصروف ہو گیا! اسی سال دو مرتبہ احتساب و محنہ کی عدالت کا معمولی رسوم کے ساتھ اجلاس ہوا، جن میں زنی کے نو مجرم سزا پانے والے تھے ؛

۱۵۶۴ء میں مجلس شورے میں بحث کرنے کے بعد فلپ دوم نے آزمایشاً چند تدابیر معافیوں کے واسطے تجویز کیں، اور محکمۂ احتساب و محنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے اختیارات کا نہایت اعتدال سے استعمال کریں، مگر چند لوگ ایسے تھے کہ جن کے ساتھ کسی طرح کی رعایت نہ کی جائے، بلکہ اُن کے ساتھ بے حد سختی کی جائے، ان میں ایک تو فقیہ تھے، دوسرے واعظین (کیونکہ وہ کفر کی تعلیم دیتے اور اُسی کا وعظ کرتے ہیں) تیسرے دایہ (کیونکہ وہ بچوں کو اصطباغ دینے سے بچائے رکھتی ہیں) اور [illegible]

٭ ۱۵۴۷ء، ۱۵۴۸ء اور ۱۵۴۹ء جو مقدمات دکھلائے گئے ہیں وہ یا تو سال ماسبق کے غیر منفصلہ ہونگے یا مجرم مولدین نہ ہونگے۔ ۱۵۵۸ء اور ۱۵۶۰ء کے مقدمات بھی غالباً مولدین کے خلاف نہ ہونگے۔ جہاں تک کہ کلمات کفر کا تعلق ہے عدالت بلنسیہ کے فیصلجات مولدین کے متعلق نہیں ہیں ؛ (مصنف)

× ان ظاہری مراعات کے بیکار ہونے سے ثابت ہوا کہ اعتراف کرانے والے حکام نے اعتراف کرایا۔ کاغذات میں نہ صرف تایب ہی کا نام درج ہوا بلکہ اُس کے ساتھیوں کا بھی (مصنف)

⊗ ٹیریول اور البراسین اگرچہ ارغون کے صوبہ تھے، مگر وہ بلنسیہ کے محتسب اعظم کے زیر اختیارات رکھے گئے تھے (مصنف)

کی ختنہ کرا دیتی ہیں) ان کے علاوہ وہ لوگ کہ جو اسرار دینی کی بے ادبی کرتے ہیں۔ جو ہدایات کہ بر طبق
ان احکام کے صادر ہونے بلنسیہ کے محکمۂ احتساب محتسبہ کے نام جاری کیں گو وہ بلاواسطہ ان احکام
کے معارض نہ تھیں مگر پھر بھی اُن میں ایسی بہت سی باتیں تھیں کہ جن کے رو سے یہ محکمہ مراعات
کو منسوخ کر سکتا تھا اور سالہا سال بعد میں جو کارروائیاں ان حکام نے کیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ اپنے آپ کو کسی کا جوابدہ نہیں سمجھتے تھے* ۔

اس عرصہ میں محکمہ احتساب نے نومسیحائی ہر طلین و قشتالہ کی طرف سے غفلت نہیں کی ۱۵۴۰ء
اور ۱۵۵۰ء میں جو مقدمات مولدین ڈمیل پر قایم کئے گئے اُن کے کاغذات سرکاری میرے پاس
موجود ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ملک قشتالہ میں کم و بیش وقفہ کے ساتھ محکمہ احتساب
محنہ کی طرف سے تمام ملک میں کیا کارروائی ہوتی رہتی تھی (ڈمیل ایک قصبہ زیر اختیار
محتسب طلیطلہ تھا) یہاں کے مسلمان ازابیلا کے حکم کے موافق ۱۵۰۲ء میں اصطباغ پا چکے تھے
مُہر گار رشیا نے ۱۵۵۰ء میں اس کی تصدیق کی تھی کہ ملکہ اُن دنوں پچپن یا چھپن برس کی تھی
اور اُس (ازابیلا) کو مسلمانوں کے ساتھ سات یا آٹھ برس کی عمر میں اصطباغ دیا گیا تھا۔ لیکن
محکمہ احتساب محنہ نے ان لوگوں سے اعتنا نہیں کیا تھا مگر جب جوآن یانیس جو بعد میں کالاہورا کے
اسقف ہوئے ۱۵۳۸ء میں دورہ کرنے کے لئے آئے تو بیٹرو دی نوس کی بیوی کتالینا نے
بحلف بیان کیا اب سے تیرہ برس پہلے وہ بارہ برس تک مولدین میں رہ چکی ہے اُس نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مولدین نہ سؤر کا گوشت کھاتے ہیں نہ شراب پیتے ہیں اور یہ عذر کرتے

---

* بلنسیہ میں تعداد مقدمات حسب ذیل تھی :-

۱۵۶۳ء - ۳ ۱۵۶۴ء - ۱۲ ۱۵۶۸ء - [illegible]

۱۵۶۵ء - [illegible] ۱۵۶۶ء - ۶۶ ۱۵۶۹ء - [illegible]

یہ امر کہ فقہا کے متعلق جو احکام [illegible] ان کی پوری تعمیل کی گئی اس سے ثابت ہوتا ہے

۱۵۶۸ء میں فقیہوں کی ریاضت [illegible] آزادی دی گئی تھی [illegible]

ہیں کہ یہ دونوں چیزیں اُن کو موافق نہیں آتیں۔ چونکہ ایک مدت تک اُن سے کوئی بازپرس نہیں ہوئی اس لیے وہ مراسم کیتھولکی کی طرف سے بالکل بے پروا ہو گئے تھے؛ بائنس کہتے ہیں کہ ۱۵۳۵ء سے پہلے یہ لوگ کبھی گرجا میں نماز کے واسطے نہیں جاتے تھے مگر ان کو مذہب کی ظاہری باتیں اتنی معلوم تھیں کہ بظاہر وہ خاصے اچھے عیسائی نظر آتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں میں ایک عام خیال پھیلا ہوا تھا کہ بادشاہ کے فرمان اور محتسب اعظم کے حکم کے موافق وہ محکمہ احتساب محنہ کے زیر اثر نہ تھے؛ نیز یہ کہ یہ معافی نامہ اُن محاصل کے معاوضہ میں حاصل کیا گیا تھا جو ڈیمیل اور کاٹرا وا کے مسلمانوں پر لگایا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ کسی مکار اہلکار نے اس ترکیب سے مسلمانوں سے روپیہ وصول کیا ہو، کیونکہ میری گومیر نے اپنے مقدمہ کے دوران میں یہ بیان کیا کہ پہلے جو لوگ سوّر اور شراب کا استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا اُن کو تاوان ادا کرنا پڑتا تھا؛ لیکن اب یہ تاوان وصول نہیں کیا جاتا اس لیے اُنہوں نے ان دونوں چیزوں کا کھانا پینا بالکل ہی ترک کر دیا ہے۔ بائنس ۱۵۶۰ء میں ڈیمیل واپس آ گئے؛ جو شہادتیں کہ اُنہوں نے پہلے جمع کی تھیں اُس کے علاوہ اور بہت سی شہادتیں بھی اُن کو مل گئیں۔ ان ہی کی بناء پر مقدمات قائم کیے گئے؛ جو ایک مدت مدید تک زیر تجویز رہے۔ ملزمان کی تعداد بہت زیادہ تھی؛ صرف ایک ہی مقدمہ میں خزانچی نے دس ملزموں پر جرم قائم کیا؛ حالانکہ قاعدہ کے موافق ہر ملزم کے لیے الگ الگ مقدمہ ہونا چاہئے تھا۔ قیدیوں کی تعداد بھی اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ معمولی جیل خانہ میں نہ سما سکتے تھے چنانچہ ۱۵۶۱ء میں ہم سنتے ہیں کہ نو عورتیں ایک ہی کوٹھری میں قید کی گئیں، اور محکمہ احتساب محنہ کی کچہری بطور جیل خانہ کے استعمال کی گئی۔ اگرچہ ڈیمیل پر بہت سے حملے کئے گئے، مگر وہاں سے بھی رفتہ رفتہ اسلام کی جڑ نہ اکھڑ سکی [illegible] بہت سے قصور وار مولدین کے مقدمات پیش تھے۔

۱۵۶۵ء سے ۱۶۱۰ء تک کی مسلسل اور تقریباً مکمل رپورٹیں ہمیں ملی ہیں، جو محکمہ احتساب طلیطلہ نے اپنے صدر کو کی تھیں۔ ان کو دیکھنے سے کلیسا کے تعلقات مولدین سے پوری طرح

Marfat.com

ظاہر ہوتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا کیا اثر اُن لوگوں کی روزانہ زندگی پر پڑا ہے، نیز یہ اُس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جس مذہب کو وہ پھیلانا چاہتے تھے اُس سے مولدین کو کتنی دائمی اور سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ ان رپورٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰ مقدمات مولدین کے ۴۸ یہودیوں کے اور ۷ پراٹسٹنٹوں کے حکام احتساب کے سامنے تھے، صاف ظاہر ہے کہ جہاں تک ارتداد اور کلمات کفر کا تعلق ہے مولدین کے مقدمات کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ ان ۳۵ برسوں میں صرف گیارہ مولدین کی تسہیل ہوئی (زندہ جلا دینے کو استعارۃً "تسہیل" کہا جاتا تھا) یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے اپنے دین کو نہیں چھوڑا، یا باوجود کافی شہادت ہونے کے اُنہوں نے اُس جرم کا اقبال نہیں کیا جو اُن پر لگائے گئے تھے۔ حکام احتساب و محنہ کے نزدیک ایسی صورتوں میں اقبال نہ کرنا بھی جرم ہی تھا۔ جتنے مقدمات اُن کے سامنے تھے اُن میں سے بہت زیادہ مقدمات وہ تھے کہ جن میں محتسبین نے مجرمین سے اقبال جرم کے ساتھ اپنے جرم کا افسوس بھی ظاہر کرا لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو اُن کو معافیاں، یا بہت ہی خفیف سزائیں، دی گئیں۔ اس رپورٹ کا سب سے زیادہ دلچسپ وہ حصہ ہے کہ جن میں خفیف مقدمات کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولدین کے عیسائی ہمسایہ اُن کی سخت ترین نگرانی کرتے تھے ایک ذرا سا موہوم شبہ بھی ہوتا تھا تو اُن کا راز افشا کر دیا جاتا تھا، عیسائی اور مولدین کا کسی بات پر جھگڑا ہو جاتا تھا اور اُس میں کسی مولد کی زبان سے غصہ یا غفلت میں کوئی لفظ نکل جاتا تھا تو وہ اُس کو اُس وقت تک قید کر رکھنے کے لئے کافی بہانہ ہوتا تھا کہ جب تک حکام احتساب و محنہ اپنے محکمہ کی طرف سے اُن کو گرفتار نہ کر لیں۔ یوں غریب مولدین کو ہر وقت اور ہر آن اپنا فکر لگا رہتا تھا؛ اُن کو ہر وقت اس کا امکان رہتا تھا کہ اُن کو کسی ایسے جرم میں گرفتار کر لیا جائیگا کہ جس کی سزا موت ہو گی۔ ۱۵۸۵ء میں ایک مولد گارسی راڈرگز اس جرم میں گرفتار ہوا کہ اُس نے یہ کہہ دیا تھا کہ غرناطہ کی لڑائی میں ایک افسر فوج کی جان اس لئے نہیں بچی تھی کہ اُس نے مسیح اور مریم علیہا سے استمداد کی تھی، بلکہ اُس کی جان فوج کے ایک سپاہی نے بچائی تھی۔ یہ شخص یوں بال بال

Marfat.com

بچ گیا کہ اُس پر بہت چھوٹا جرم قایم ہُوا اور اُس کو گنہگاروں کے سے کپڑے پہننے کی سزا دی گئی۔ ایک عیسائی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی ایک لڈا ایلوینتیز نے بے سوچے سمجھے یہ کہہ دیا کہ "تجھے حضور سے کیا غرض ہے"؟ اس پر اس مولد پر چھوٹا جرم قایم ہُوا اور ستو بازیانہ کی سزا دی گئی اور یہ حکم ہُوا کہ وہ چار مہینہ اپنے ضلع کے پادری کے پاس حاضر ہوکر تعلیم دینی حاصل کرے۔ ۱۵۷۹ء میں ایک مولد گیبرل ڈی کرمونا جس کی عمر ۱۲ برس کی تھی چار اور مولدین کے ساتھ کہیں سفر کر رہا تھا اُس پر تین مسافروں نے یہ جرم لگایا کہ راستہ میں اُس نے وہ گیت گایا ہے کہ جو مسلمانوں میں شادیوں کے موقعہ پر گایا جاتا ہے حکام فوجداری نے فوراً اُن پانچوں کو قید کرکے حکام احتساب کے سپرد کر دیا اور اُنہوں نے اُن پر باضابطہ مقدمہ چلا دیا۔ گیبرل نے نہ صرف جرم سے ہی انکار کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ مجھے وہ گیت آتا ہی نہیں۔ گواہوں کو طلب کیا گیا تو معلوم ہُوا کہ اُن میں سے کوئی بھی عربی نہیں جانتا؛ نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ گیت کیا ہوتا ہے نہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ گیبرل کیا گا رہا تھا۔ پانچوں مجرموں کو بری کر دیا گیا مگر کسی کو اُن کی تکلیف یا اُن کے نقصان اور ہرج کا معاوضہ نہیں دیا گیا۔ ایک مولد لڑکی ازابل پر جس کی عمر بیس برس کی تھی اُس کی مالکہ اُس کی بیٹی اور ایک اور گواہ نے یہ الزام لگایا کہ وہ کسی سے لڑی تو اُس نے یہ کہا کہ "عیسائی جہنم میں جائیں" اور یہ بھی کہا کہ "میری شرع وہ نہیں ہے جو تمہاری ہے"۔ دوران مقدمہ میں اُس نے تسلیم کیا کہ جب مجھے میری مالکہ نے "کُتیا" کہا تھا تو میری زبان سے بے احتیاطی کے ساتھ کچھ لفظ نکل گئے ہونگے۔ اُس نے یہ ثابت کر دیا کہ چونکہ ان لوگوں کو مجھ سے دشمنی ہے اس لئے اُن کی شہادت قابل قبول نہیں ہے۔ محتسبین نے اُسے مجرم قرار دیا مگر حکام کے آپس میں سزا کے متعلق اتفاق رائے نہ ہُوا اور مقدمہ صدر میں منتقل کر دیا گیا وہاں سے یہ لڑکی رہا کر دی گئی۔ ایک مولد الونزو ڈی الگا ڈا پر ۱۵۸۴ء میں اُس کی بیوی نے یہ الزام لگایا کہ وہ مریم عذرا کے باکرہ ہونے سے انکاری ہے اُس نے شہادت بہم پہنچانے کے لئے حکام احتساب سے یہ کہا کہ ایک حاکم ادنیٰ ... [illegible]

کمرے میں کہیں چھپ کر سنتے رہیں وہ اپنے شوہر سے باتوں ہی باتوں میں یہ بات کہلوا دیگی سارشیول کی بدقسمتی کہ اس کے شوہر نے عربی زبان میں باتیں کیں جن کو کوئی بھی نہ سمجھ سکا تاہم وہ گرفتار کرکے طلیطلہ بھیج دیا گیا وہاں اس پر مقدمہ چلا اور سزا پائی اپنی صفائی کی شہادت میں اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کی بیوی اور ایک گواہ کی (جو وہاں چھپایا گیا تھا) آشنائی تھی ان دونوں کے بیانات لئے گئے مگر یہ الزام ثابت نہ ہوسکا کہ عورت کو تعذیب کی جاتی اس لئے مقدمہ داخل دفتر کر دیا گیا۔ ان سے زیادہ خوش قسمت ایک اور مولاٹو الونزو ڈی سوریا نکلا جب اس سے یہ کہا گیا کہ تم لوگ پوری طرح اعتراف گناہ نہیں کرتے تو اس نے جواب میں یہ کہہ دیا کہ "اعتراف گناہ فضول چیز ہے اصل اعتراف تو قیامت میں ہوگا" کہنے کو تو وہ کہہ گیا مگر پھر ڈرا کہ کہیں محکمۂ احتساب میں اس کی مخبری نہ ہو جائے اس لئے اس نے خود ہی اپنے آپ کو اس محکمے کے حکام کے سپرد کر دیا گواہوں نے اس کی تائید کی مگر محتسبین کی اس سے تسلی نہیں ہوئی اس لئے انہوں نے الونزو کی اس غرض سے تعذیب کی کہ شاید کوئی اور بات نکل آئے لیکن جب ان کو کامیابی نہیں ہوئی تو اس کو چھوٹا مجرم سمجھا گیا اور یہ حکم دیا کہ وہ نماز میں بطور گنہگار کے حاضر ہو اور دس ڈوکیٹ جرمانہ ادا کرے

ایک الجیریا کا رہنے والا مسلمان جوآن گومیز [illegible] اپنی خوشی سے عیسائی ہو گیا تھا۔ ایک روز وہ کہیں جا رہا تھا کہ اس کو کتے نے کاٹ لیا جوان گومیز نے کتے کو مارا۔ اتفاق سے اس کے مالک نے دیکھ پایا تو اس نے اس شخص کو گالیاں دیں مارا اور حکام احتساب سے جا کر یہ جڑ دیا کہ اس نے یہ کہا ہے کہ عیسائیوں سے تو مسلمانوں کا قانون اچھا ہے نیز یہ کہ "میں یہ چاہتا ہوں کہ اسی قانون پر قائم رہوں اور اسی پر مروں" جوآن گومیز پر مقدمہ قائم ہوا۔ اس نے دوران جوابدہی میں کہا کہ میں پیدائشی عیسائی ہوں لیکن میں ہسپانیہ کی زبان اچھی طرح نہیں بول سکتا میں غصہ میں تھا اور اصل میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ عیسائی سے زیادہ مسلمان اپنے قانون کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ وہ نو مسلموں سے اچھا سلوک کرتے ہیں حکام احتساب نے اس پر اس خیال سے رحم کیا کہ وہ حال ہی میں عیسائی ہوا تھا اور یہ قرار دیا کہ دوران مقدمہ میں جو مدت قید رہا ہے وہی اس کے لئے کافی سزا

Marfat.com

سمجھی جائے۔ یوں وہ صرف تنبیہ کرنے کے بعد چھوڑ دیا گیا، مگر ساتھ ہی یہ حکم ہوا کہ وہ مہینہ بھر تک گھر میں اپنے آپ کو تنہا قید رکھے ؛

مقدمات متذکرہ بالا میں قابل لحاظ بات یہ تھی کہ جرائم نہایت خفیف تھے، اور یہی خفت جرم ان مقدمات کو ایک مورخ کی نگاہ میں اہم بناتے ہیں۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولدین کی بعینہ یہ کیفیت تھی کہ گویا وہ ایک آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر رہتے تھے، اُن کو ہر وقت یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ آن کی آن میں پہاڑ پھٹ کر اُس میں سے آگ نکلنے لگیگی۔ یہ مقدمات یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ دشمنی نکالنے اور انتقام لینے کے لئے محکمہ احتساب و محنہ کی پناہ لینی نہایت آسان ترکیب تھی کیونکہ گواہوں کے نام بھی ظاہر نہ ہو سکتے تھے۔ کلمات کفر و ارتداد کے جرم میں جوابدہی کرنی کچھ کم سزا نہ تھی۔ اس کے علاوہ تعذیب اُس زمانہ کے اصول قانون کے بموجب دفع شکوک کی بہترین تدبیر تھی۔ جو کاغذات کہ ہمارے سامنے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰ مقدمات میں ۵۵ مقدمات ایسے تھے کہ جن میں تعذیب پر انحصار کیا گیا۔ ان میں سے چار تو ایسے تھے کہ ان میں دو مرتبہ تعذیب ہوئی۔ باقی مقدمات میں زیادہ تعداد اُن مقدمات کی تھی کہ جو غیر مختتم رہے یا جن میں کارروائی بند کر دی گئی کیونکہ تعذیب کے بعد بھی ملزموں نے اقبال جرم نہیں کیا ؛

صرف یہی خفیف باتیں ایسی نہ تھیں کہ جن سے مولدین کو ڈرنا پڑتا تھا۔ اُن کو ہر لحظہ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ ذرا سا فریب اور خفیف سا مقدمہ تمام مولدین کو مصیبت میں پھنسا دیگا۔ ۱۶۲۶ء میں ایک ۱۹ برس کی لڑکی میریا بینز دختر ڈائیگو بینز لمیاٹی، باشندگان المیگویا کے مولدین پر آفت لے آئی، کیونکہ اُس نے اپنے والدین، بہنوں، چچیرے بھائیوں، رشتہ داروں اور دیگر اہالی کی مخبری کر کے سب کو ملزم قرار دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص ایک دوسرے کی مخبری کرتا چلا گیا۔ اُس کا باپ بجرم عدم اعتراف گناہ زندہ جلا دیا گیا کیونکہ اُس نے آخر وقت تک اقبال جرم نہیں کیا۔ اُس کی ماں نے اقبال کر لیا، اس لئے اُس کا دینی قصور معاف کر دیا گیا، مگر حبس دوام کی سزا دی گئی۔ باقی پچیس مولدین کو سزائیں ہوئیں جن میں سے چار کو حکام فوجداری کے

Marfat.com

سپرد کر دیا گیا۔ چونکہ ہر سزا کے ساتھ ضبطی جایداد ضروری تھی اس محکمہ احتساب و محنہ نے یقیناً خوب روپیہ جمع کیا٭ ہوگا۔ ایسی ایسی آفتیں بیچارے مسلمانوں پر بہت آتی رہتی تھیں جن سے اُن کے پاس کوڑی بھی نہیں رہ جاتی تھی ۱۵۸۵ء میں سیونکا میں عدالت احتساب و محنہ کا معمولی طمطراق کے ساتھ اجلاس ہؤا۔

٭ جس قلمی رپورٹ کا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے اُس کے موافق مولدین کو جو سزائیں دی گئیں وہ حسب ذیل ہیں:—

دوران مقدمہ میں ملزمین مر گئے	۵
مقدمات جن میں ملزمین رہا کئے گئے	۱۴
مقدمات جو خارج ہوئے	۵
مقدمات جو ملتوی ہوئے	۳۰
مقدمات جن میں ملزمین نے چھوٹے جرموں میں سزا پائی	۲۴
مقدمات جن میں ملزمین کو بڑے جرائم میں سزا ہوئی	۱۵
〃 〃 تعلیم دینی دینے کا حکم ہؤا	۳۲
〃 〃 بر سر اجلاس تنبیہ کی گئی	۸
〃 〃 روحانی ریاضت کا حکم ہؤا	۶
〃 〃 راضی نامہ ہؤا مگر جایداد ضبط کی گئی	۷۸
〃 〃 〃 〃 〃 ضبط نہیں کی گئی	۵
〃 〃 جرمانہ ہؤا (سب سے زیادہ جرمانہ سو ڈوکیٹ)	۵
〃 〃 جلا وطنی کی سزا ہوئی	۲
〃 〃 ذلیل کن لباس پہنایا گیا	۵
〃 〃 اور خاص میعاد کے لئے قید بھی ہوئی	۲۰
〃 〃 اور حبس دوام کی سزا بھی (یعنی [illegible] برس کے بعد رہا کر دیئے جاتے تھے)	۲۲

(رقعہ [illegible])

Marfat.com

اکیس مولدین مجرم تھے، ان میں سے ایک مجرم کی "تسہیل" ہوئی۔ سترہ کا قصور معاف ہوا اور تین پر بڑا جرم ثابت ہوا۔ ملزمین میں سے تیرہ آدمی قصبۂ سوکیلاموس کے رہنے والے تھے اور سات ولیس کو ساڈی ہاروکے۔ سنہ ۱۵۸۹ء میں بلنسیہ کے محکمۂ احتساب و محنہ نے ۸۲ مولدین باشندہ بسلاٹا کو عقوبت دینیہ دی اور سنہ ۱۵۹۰ء میں سترہ اور آدمیوں کو یہی سزا دی +

مولدین قشتالہ کی زندگی یوں گزرتی تھی۔ یہی کیفیت مدجلین کی تھی، جو کئی نسلوں سے سلطنت کے نمک حلال اور وفادار رعایا تھے٭، ملک کی صنعت و حرفت اُن ہی پر منحصر تھی، اور سلطنت کی آمدنی اُن ہی پر موقوف۔ یہ وہ نرمی تھی جس کی نسبت فون سیکا کہتے ہیں کہ محکمۂ احتساب و محنہ نے مسلمانوں کی تالیف قلوب کرکے بغیر ڈرائے دھمکائے عیسائی بنانے کی کوشش کی۔ یہ وہ مرحمت خسروانہ تھی کہ بقول ایک مصنف زمانۂ حال کے محکمہ موصوف نے مسلمانوں کی دلدہی کرکے اُن کو مذہب جدید کی طرف مائل کیا۔ یقیناً جوآن ڈلسٹا پیریز اسقف سیگوربے اصلیت معاملہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۵۹۵ء میں اُنھوں نے پندرہ باتیں ایسی لکھی تھیں جو مسلمانوں کے عیسائی بننے کی مانع تھیں۔ ان ہی میں ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ محکمۂ احتساب و محنہ سے بہت ڈرتے تھے، اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اُن کو مذہب مسیحی سے سخت نفرت ہوگئی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی، یہ مذہب بھی تو اُن کا تھا کہ جو اُن پر ہر طرح کا ظلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۸) مقدمات جن میں ذلیل کن لباس پہنایا گیا۔ حبس دوام بھی ہوا کہ جس کے بعد رہا نہیں کئے گئے

مقدمات جن میں سزاء تازیانہ ہوئی (کم از کم سو ضرب اور زیادہ سے زیادہ دو سو ضرب ۱۰۵

" " سزاء قید با مشقت (تین برس سے دس برس تک) ۱۹۰

" " ملزمین کو عدالت فوجداری کے سپرد اس غرض سے کیا گیا کہ اُن کو زندہ جلا دیا جائے ۱۱

اشبیلیہ میں بتاریخ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۵۵۹ء تین مولدین زندہ جلا دیئے گئے اور آٹھ آدمیوں کو ذلیل کن لباس اور قید کی سزا دی گئی۔ ان میں سے چھ کو سزاء تازیانہ بھی دی گئی۔ ان سزاء تازیانہ پانے والوں میں تین عورتیں تھیں

٭ اگر صد سال گبر آتش فروزد + چو یک دم اندراں افتد بسوزد (مترجم)

کرتے تھے۔ اگر ان مولدین کا قصہ حقیقتہً قصۂ دردانگیز نہ ہوتا تو اُس زمانہ کے پادریوں کو شنیع ومضحک قصیدے کہنے اور محکمۂ احتساب محنہ کی بھٹی کرنے کا ایک مسالا ہاتھ آجاتا؛ گویہ لوگ اب بھی مولدین کی ابلیسانہ حرکات اور ناقابل عفوضد کی ہجویں کرتے پھرتے ہیں، جو انہوں نے اپنے دین کے نہ چھوڑنے میں روا رکھی اور اُن مراحم کا مقابلہ کیا جو اُن کو نجات ابدی دینے والی تھیں +

Marfat.com

تعلیقات باب چہارم

میں نے آٹوڈافی AUTO DEFE کا ترجمہ "عدالت احتساب محنہ" کیا ہے۔ چونکہ اس کا ذکر اس کتاب میں اکثر آئیگا اس لئے بصیرت کے لئے اس کی کچھ تفصیل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:۔

الحمد للہ کہ یہ "عدالت" اب نہیں رہی۔ اس کے لفظی معنی ہیں "دستور العمل دین"، مگر یہ اس جلوس یا رسم کو کہتے ہیں جو کفار (غیر عیسائی) کو سزاء موت یا زندہ جلائے جانے کے موقعہ پر سپین اور پرتگال میں برپا ہوتا تھا۔ یہ عام طور پر اس یکشنبہ کو قرار دی جاتی تھی جو وہٹ سنڈے (معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کیا بلا ہے) اور عید مجئی المسیح کے درمیان میں پڑتا تھا طلوع آفتاب کے وقت شہر کے سب سے بڑے گرجا کا گھنٹہ نہایت وحشت ناک آواز سے بجنا شروع ہوتا تھا۔ یہ اس کا نشان تھا کہ آج لرزا دینے والا تماشا ہونے والا ہے۔ میں الفاظ "لرزا دینے والا" اپنی طرف سے استعمال نہیں کرتا، بلکہ اس زمانہ کے لوگ اس تماشے کو یہی کہتے تھے؛ مگر لطف یہ ہے کہ یہی لوگ اس کو دیکھنے کے لئے جوق جوق جاتے تھے، اور اس میں شامل ہونا ثواب کا کام سمجھتے تھے۔ اگر وہ ان کفار کا مارا یا جلایا جانا نہ بھی دیکھیں تب بھی محض اس مجمع میں شامل ہونے ہی سے اپنے اعتقاد کے موافق وہ ماجور ہوجاتے تھے۔ بڑے بڑے امرا اور عمائد اس "متبرک" رسم میں شامل ہونے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ قشتالہ کے عمائد و ارکین سلطنت اس پر شیخیاں مارتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں محکمۂ احتساب محنہ کی مدد کرتے ہیں۔ یہ جلوس جب نکلتا تھا تو فرقۂ ڈومی نیکی کے پادری محکمہ مذکور کا جھنڈا لئے ہوئے سب سے آگے ہوتے تھے۔ ان کے پیچھے وہ گنہگار ہوتے تھے جن کو صرف ریاضت دینیہ کی سزا دی جاتی تھی۔ ان کے پیچھے ایک پادری بہت بڑی صلیب لئے ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے وہ غریب ہوتے تھے جن کو سزاء موت یا زندہ جلانے کی دی جانے والی ہوتی تھی۔ یہ لوگ ننگے پیر ہوتے تھے، ذلیل کن لباس پہنے ہوتے تھے، اور ان کے سر پر نوکدار ٹوپی ہوتی تھی۔ ان کے پیچھے ان فراریوں کے پتلے ہوتے تھے، جن کے حق میں زندہ جلائے جانے کا فتوے صادر ہوچکا ہوتا تھا۔ ان کے پیچھے ان مجرمین یا قتیل احتساب محنہ کی ہڈیاں ہوتی تھیں جو پہلے مار یا جلائے جاچکے تھے۔ ان ہڈیوں پر سیاہ رنگ کا کپڑا پڑا ہوتا تھا، اور اس کپڑے پر آگ کے شعلوں اور دوزخ کی اور عذاب کی چیزوں کی تصویریں بنی ہوتی تھیں سب سے پیچھے

حلیم و نرم دل شہزادے (حضرت مسیح علیہ السلام) کے جانشین پادری اور راہب ہوتے تھے۔ یہ جلوس اس شان و شوکت کے ساتھ شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے گزرتا ہوا گرجا میں پہنچتا تھا، اور یہاں کوئی پادری دین حقہ پر تقریر یا وعظ کرتا تھا، اور اس کے آخر میں فتاوائے موت یا زندہ جلا دینے کے نام بنام صادر کر دیتا تھا۔ اس اثنا میں غریب مجرم ایک صلیب کے سامنے کھڑا رہتا تھا، ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک بجھی ہوئی مشعل ہوتی تھی۔ جب فتوے سنا یا جا چکتا تھا تو محکمۂ احتساب محنہ کا ایک آدمی آکر ہر ایک ملزم کے سینہ پر ایک مکا رسید کرتا تھا، جس کے یہ معنی تھے کہ اس محکمہ نے اس شخص کو محکمہ ملکی کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد حکام فوجداری ان غریبوں کو اپنے تصرف میں لے کر قید خانہ چلے جاتے تھے، اور وہاں ان کو بیڑیاں پہنا کر چند گھنٹوں کے بعد اس میدان میں لے آتے تھے جہاں ان کو مارا یا جلایا جانا تجویز ہوتا تھا۔ اگر اس آخری وقت بھی وہ مذہب رومن کیتھولک کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے تھے تو ان کی اتنی "رعایت" کی جاتی تھی کہ ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا تھا؛ ورنہ وہ زندہ جلائے جاتے تھے۔ ان ہی کے ساتھ مفرورین کے پتلے اور پرانے مرے یا جلے ہوئے کفار کی ہڈیاں بھی پھونک دی جاتی تھیں۔

قاعدہ یہ تھا کہ خود بادشاہ بنفس نفیس معہ اپنے تمام ارکین سلطنت کے اس موقعہ پر تشریف فرما ہوتے تھے، اور یہ ہیبت ناک تماشا دیکھتے تھے۔ سب سے بڑی آٹوڈافی چارلس دوم کے زمانہ میں (۱۶۸۰ء) برپا ہوئی تھی، جس میں جلنے والے زیادہ تر مسلمان تھے۔ خوش نصیب تھے وہ مسلمان جنہوں نے زندہ جلنا قبول کیا مگر دین اسلام کو ہاتھ سے نہ دیا۔ خدا تعالے ان کو تمام دنیا کے مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر دے۔ آپ بھی ان کی دعاء مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

سب سے آخری تماشا اٹھارھویں صدی کے وسط میں ہوا۔ اس کے بعد جناب پوپ کے ابلیسانہ انقیاذ خانہ کے ہاتھ میں یہ تماشا بھی گیا۔

Marfat.com

باب پنجم

تعذیب و محنہ*

اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے کہ محکمۂ احتساب و محنہ کا اثر و رعب اتنا کیوں تھا یہ ضروری ہے کہ اُس کی ترکیب اور طریق عمل کو دلنشیں کیا جائے۔ اُس کی تمام کارروائیاں بے انتہا خفیہ ہوتی تھیں، اس لئے اُس کا رعب اتنا ہوتا تھا کہ کسی اور محکمہ یا حکام کا نہیں ہو سکتا جب یہ محکمہ کسی کو گرفتار کر لیتا تھا تو وہ دنیا کی نگاہ سے اس طرح اوجھل ہو جاتا تھا کہ گویا اُس کو زمین نگل گئی ہے؛ اُس کے مقدمہ کے انفصال میں دو یا تین یا چار برس لگ جاتے تھے، اس عرصہ میں اُس کے خاندان کو خبر نہ ہوتی تھی کہ آیا وہ شخص مرگیا ہے یا ابھی زندہ ہے؛ اُن کو معلوم ہوتا تھا تو اُس وقت کہ جب اُس کو عدالت احتساب و محنہ کے سر اجلاس اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے حاضر لایا جاتا اور اُس کو بتلایا جاتا تھا کہ اُس کو "تشہیل" (زندہ جلایا جانا) کی سزا دی جاتی ہے، یا قید با مشقت کی، یا حبس دوام کی؛ یا یہ کہ کچھ برائے نام سزا دے کر رہا کیا جاتا ہے ۱۵۷۶ئہ میں ایک مولد موسومہ جے روفی مومورا گا، پر سرقسطہ میں مقدمہ قایم ہوا۔ اُس نے بیان کیا کہ دسمبر ۱۵۷۶ئہ میں جب وہ شہر کو ف عدالت احتساب و محنہ کے سامنے پیش ہونے کے لئے آرہا تھا تو اُس سے ایک شخص نے کہا کہ وہاں یہ بھی دیکھنا کہ اُس کا باپ اور بھائی بھی لائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہ دونوں ایک عرصہ پیشتر گرفتار ہوئے تھے صرف یہی ایک ذریعہ تھا کہ جس سے کوئی شخص اشدّ من الموت انتظار سے

---

* امید ہے کہ اس باب کے پڑھنے کے بعد یہ سمجھ میں آجائیگا کہ میں احتساب و محنہ کے حالات اور تعذیب کی کیفیت کیوں نہ بیان کر سکا۔ (مترجم)

Marfat.com

بچ سکتا اور ملزمین کا آخری انجام معلوم کر سکتا تھا۔ جو شخص گرفتار کیا جاتا تھا اُس سے پہلی ہی پیشی میں قسم لے لی جاتی تھی کہ دوران قید عدالت احتساب محنہ کے وقت جو کچھ دیکھے اور سنے اُس کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔ اگر وہ زندہ جلا دیا جاتا تھا تو سب کچھ اُس کے ساتھ ہی جاتا تھا اس سے بھی بڑھ کر شدید قسم اُس وقت لی جاتی تھی کہ جب وہ ریاضت دینیہ کی سزا بھگتنے کے لئے رہا کیا جاتا تھا۔ تمام اہلکاروں اور گواہوں سے بھی قسم لے لی جاتی تھی کہ یہاں کے حالات کسی سے نہ بیان کرینگے۔ یوں حکام ہر قسم کی نکتہ چینی سے محفوظ رہتے تھے اور سوا اُن کے محکمہ صدر کے کوئی شخص اُن سے جواب طلب نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی شخص اُن کے عدل و انصاف پر حرف گیری نہیں کر سکتا تھا، نہ کوئی اُن کی شکایت کر سکتا تھا؛ کیونکہ سارے مُنہ سلے ہوتے تھے اور سب کی زبانوں پر مُہریں ہوتی تھیں۔ انسان فطرۃً ایسا نہیں بنایا گیا ہے کہ جب اُس کو اپنے بنی نوع کے جان و مال پر اختیارات کامل اور مطلق العنانی دے دی جائے تو وہ اپنے اختیارات کو خدا ترسی کے ساتھ استعمال کرے اور جب محکمہ احتساب و محنہ جیسا طریقہ ایجاد کر دیا جائے تو جو کچھ نتیجہ ہوگا اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی صورت میں بدنیت آدمی تو بدلگام ہو ہی جائیگا، نیک نیت اور خدا ترس آدمی بھی ایسی حالت میں نقصان رساں ہو جائے تو کچھ بعید نہیں ہے۔

ہر چیز کو خفیہ رکھنے کا ایک نتیجہ یہ بھی تھا کہ گواہوں کا نام و نشان بھی کسی پر ظاہر نہ کیا جاتا تھا۔ یوں اُن پر بھی کسی طرح کی ذمہ واری عاید نہیں ہوتی تھی؛ گو بہت ہی شاذ مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ گواہوں پر حلف دروغی کا الزام لگایا گیا۔ محتسب دروازے بند کر کے بصیغۂ راز شہادت لیتا تھا، گواہ پر نہ جرح ہوتی تھی نہ کوئی ایسا طریقہ تھا کہ جس سے اُس کے سچ یا جھوٹ کا امتحان ہو سکتا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکتا تھا تو یہ بیانات ملزم کو سنائے جاتے تھے، مگر اس طرح کہ جہاں تک ممکن ہوتا تھا ملزم کو گواہ کا نام و نشان نہ معلوم ہو سکے۔ اسی کو اُس محکمہ کے اصطلاح میں "شیوع شہادت" کہا جاتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورتوں میں ملزمین کو جوابدہی میں وہ وہ مشکلات پیش

آتی تھیں کہ جن پر غالب آنا قریباً ناممکن تھا۔ اُن کو ایک وکیل بھی دیدیا جاتا تھا۔ تب بھی تو اس وقت میں کمی نہیں آسکتی تھی۔ صرف دو یا تین وکیل تھے، ملزم کو اجازت دی جاتی تھی کہ ان میں سے جس کو چاہے اپنے مقدمہ کی پیروی کے لئے مقرر کرلے "یہ وکیل" محکمہ احتساب و محنہ ہی کے اہلکار تھے۔ ملزم اپنا جو وکیل مقرر کرتا تھا اُس سے وہ حکام احتساب و محنہ ہی کے سامنے گفتگو کر سکتا تھا، تخلیہ میں کہنے سننے کی اجازت نہ تھی بیشتر مقدمات میں وکیل کا یہ فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے موکل کو یہ راہ دے کہ وہ اقبال جرم کرکے اپنے آپ کو حکام کے رحم پر چھوڑ دے۔ اگر نوعیت مقدمہ سخت ہوتی تھی، یا جرم بڑا ہوتا تھا تو ملزم کو اجازت نہ تھی کہ وہ اپنے دوستوں یا عزیزوں سے مشورہ لے یا اُنہیں اپنے حال کی خبر دے، کیونکہ اس سے محکمہ احتساب و محنہ کا راز افشا ہوتا تھا۔ جوابدہی کے صرف دو طریقے تھے، یا تو قیاس سے کام لے کر گواہان استغاثہ کا نام لیا اور یہ ثابت کیا جائے کہ اُن کو ملزم سے دشمنی ہے، یا یہ کہ اپنی نیک چلنی ثابت کی جائے۔ پہلا طریقہ "تخاس" کہلاتا تھا اور دوسرا "ابونس"۔ موخر الذکر صورت میں ایک یہ گراں بار پابندی تھی کہ نو عیسائیوں کی شہادت محکمۂ احتساب و محنہ کی طرف سے تو قابل قبول تھی مگر قانوناً وہ کسی ملزم کے گواہ صفائی نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ ۱۵۲۶ء اور ۱۵۲۹ء میں محتسبین کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ مولدین اگر اپنے مقدموں میں کوئی اور گواہ طلب نہ کر سکیں تو حکام اپنی رائے تمیزی سے کام لے کر نو عیسائیوں کو شہادت دینے کی اجازت دے دیں +

محکمۂ احتساب و محنہ کی تمام کارروائی اس اصول پر مبنی تھی کہ اگر ملزم واقعی ارتکاب جرم نہ کرتا تو وہ گرفتار ہی نہ کیا جاتا۔ سو دوران مقدمہ بھر میں یہ کوشش ہوتی رہتی تھی کہ کسی طرح ملزم اقبال جرم کرلے کسی شخص کی سچائی ثابت کرنے کرانے کے لئے تعذیب ایک مسلمہ اصول قانون اور بہترین آلہ تھا۔ علاوہ بریں رحم اول تو ہوتا ہی تھا مشکوک لیکن عفو تقصیر کے لئے محض اقبال جرم کافی نہیں سمجھا جاتا تھا، خاص کر ایسی صورت میں کہ جب سزا ضبطی جائداد کا دینا بھی ضروری ہو۔ اقبال بھی اُس وقت کچھ اثر پذیر ہوتا تھا کہ جب ملزم اقبال کے ساتھ ہی مذہب عیسوی قبول کر کے

Marfat.com

اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اپنے معاونین اور رفقاءِ گناہ کا نام بھی لے اور اُن میں اپنے اعزا و اقربا کو بھی شامل کر دے۔ اگر یہ نہ ہوتا تھا تو اقبال بے سود اور رحم مفقود۔ اصول یہ تھا کہ کوئی بیوی گناہگار یا مجرم نہیں ہو سکتی، تا وقتیکہ اُس کا شوہر اُس کا معاون نہ ہو، کوئی بچہ گمراہ نہیں ہو سکتا جب تک اُس کے والدین اُس کے رفیق نہ ہوں۔ یوں جب کوئی شخص گرفتار ہوتا تھا تو خاندان کے باقی افراد بھی بہت جلد احتساب محنہ کے فولادی پنجہ میں آجاتے تھے جب حکم اخیر سنایا جاتا، یا عدالت احتساب محنہ منعقد ہوتی تو وہاں ایک دوسرے کو پہچان لیتے اور اُن کا انجام معلوم کر لیتے تھے۔ دو گواہوں کے مقابلہ میں انکار جرم، یا ثبوت دینداری کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ اس کا جو کچھ بھی نتیجہ نکالا جاتا تھا وہ صرف یہ کہ ملزم اپنے کئے پر اب بھی نہیں پچھتاتا، اس لئے اُس کی سزا یہ تھی کہ وہ محکمۂ فوجداری کو سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ محکمہ اُس کو زندہ جلا دے۔

جب شروع ہی سے یہ فرض کر لیا جائے کہ ملزم نے ارتکاب جرم کیا ہے اور ہر قسم کے قیاسات ملزم کے خلاف ہی لگائے جائیں تو بریت اور بچ نکلنے کے موقعے کہاں رہ جاتے ہیں مثلاً فرانسسکو ڈوکیون فریرا اور اُس کی بیوی میریا گلو کے مقدمات قابل دید ہیں۔ ان دونوں پر ۱۶۷۵ء میں ملینیہ کے محکمۂ احتساب محنہ نے مقدمے بنائے۔ ان کے خلاف صرف ایک شخص کی شہادت تھی جو اثبات جرم کے بعد زندہ جلایا جا چکا تھا۔ اتفاق کی بات کہ ملزم نے صحیح قیاس کر لیا کہ وہی شخص اُن کا گواہ ہوگا اور اس لئے یہ ثابت کر دیا گیا کہ وہ شخص ملزم فریرا کا دشمن تھا۔ باوصف اس کے جب حکام کی تجویز کا وقت آیا تو اُن میں اختلاف رائے ہو گیا۔ اُن میں سے ایک کی جو پادری تھا، یہ رائے تھی کہ ملزمان کو عدالت احتساب محنہ میں پیش کیا جائے، تاکہ اُن پر جرمانہ کر کے جیل خانہ بھیج دیا جائے اور وہ وہاں ریاضت دینیہ کریں اور تعلیم دین بھی حاصل کریں۔ دوسرے کی یہ رائے تھی کہ اُن کو تعذیب کی جائے تاکہ وہ اوروں کا بھی راز افشا کریں۔ آخر الذکر رائے غالب آئی اور شوہر کو تعذیب کی گئی، بیوی پر اس لئے رحم کیا گیا کہ اُس کا بچہ دودھ پیتا تھا؛ مگر نتیجہ اخیر یہ ہوا کہ قید اور جرمانہ کی سزا دی گئی، وہ بھی ایسی حالت میں کہ جرم ثابت بھی نہ ہوا تھا!

Marfat.com

ایک اور قابل ذکر مقدمہ میری گومیز کا ہے جو ڈمیل کی رہنے والی مولدہ تھی۔ اس مقدمہ سے محکمۂ احتساب و محنہ کا طریق کارروائی بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کو مذہب مسیحی سے کیوں نفرت ہوگئی تھی، اور اس نفرت کا اصل باعث یہی محکمہ تھا۔ یکم مئی ۱۵۴۰ء کو وہ اس شہادت پر گرفتار کی گئی جو ۱۵۳۸ء سے جمع کی جا رہی تھی۔ پہلے تو اس کے دینداری کے دعوے کو باطل کیا گیا پھر مشتاق عادل حکام نے مختلف اجلاسوں میں سوال کرتے کرتے یکے بعد دیگرے اُس سے بہت سے جرموں کا اقبال کرا لیا۔ ماہ جون میں اُس نے کسی ترکیب سے اپنی بیٹی میریا کسیلا سے یہ کہلا بھیجا کہ وہ اعتراف نہ کرے۔ مگر نتیجہ یہ ہُوا کہ یکم ستمبر کو اُس کی بیٹی نے ایک اعتراف کیا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اُس کی ماں ایک مخلص اور صادق مسلمان تھی اور اُسی پر قائم رہنا چاہتی تھی۔ مگر جب یہ اور اُس کے علاوہ اور تازہ شہادت اُس کی ماں (میری گومیز) کے سامنے پیش کی گئی تو وہ کسی طرح اس کا اقبال کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئی، بلکہ کچھ مذبذب سی ہو گئی اور اپنے بعض بیانات سابقہ سے پھر گئی۔ قانون احتساب کے موافق یہ بہت ہی بڑا جرم تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ۱۴ اپریل ۱۵۴۱ء کو اُس کو تعذیب کرنے کا حکم دیا گیا۔ سخت کوشش کی گئی کہ وہ کسی طرح اقبال کر لے مگر [illegible] جون کو تعذیب [illegible] گیا اور اُس کو برہنہ کرکے عذاب دیا گیا تب کہیں جا کر اس نے اقبال کیا، اور یہ کہا کہ [illegible] پہلے اُس نے اس امید پر اقبال [illegible] کیا تھا کہ شاید اُس کی بیٹی کی جان بچ جائے۔ اُس کو تعذیب کرکے دوسروں کی بابت بھی دریافت کر لیا گیا، تب اُس کے عذاب سے ہاتھ اُٹھایا گیا۔ ۹ر جون کو اُس کے بیانات کی اوروں سے تصدیق کرائی گئی، اور ۱۲ر جون کو اُسے یہ سزا دی گئی کہ وہ پھر عیسائی ہو، اُس کی جایداد ضبط کی [illegible] اُس کو حبس دوام کیا جائے اور دام الحیات ذلیل کن لباس پہنے۔ قریباً تین برس کے بعد داروغہ جیل نے یہ رپورٹ کی کہ وہ پوری تائب ہو گئی ہے اس پر ۳۱ر مئی ۱۵۴۴ء کو حکم ہُوا کہ وہ ڈمیل چلی جائے گھر سے جب کبھی نکلے تو ذلیل کن لباس پہن کر ہر اتوار اور عیسائی تیوہاروں کو وہ ضرور نماز میں شامل ہو ہر عید میلاد مسیح (کرسمس)، عید الفصح (ایسٹر) اور عید الخمسین (پینی کاسٹ) پر

Marfat.com

اعتراف گناہ کرے عشاءِ ربانی میں شریک ہو۔ یہ سزا فی نفسہ ایسی تھی کہ اگر مذہب مسیحی سے کسی کو نفرت ہوتی تو پیدا ہو جاتی۔ چند روز کے بعد ہم جون کو اس نے بڑے رحم انگیز الفاظ میں ایک درخواست دی جس میں لکھا تھا کہ اُس کا شوہر بین کے قیدخانہ میں مقید ہے۔ اُس کو سایلہ کی خدمات کی بہت ضرورت ہے اس لئے اُسے طلیطلہ جا کر رہنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ اپنے شوہر کے قیدخانہ کے قریب رہ کر اس کو امداد پہنچا سکے۔

اس درخواست میں یہ بھی لکھا تھا کہ اُس کو جایداد منضبطہ میں سے اپنے اُن بچھونے کے لے جانے کی بھی اجازت دی جائے جس پر وہ سوتی رہی ہے۔ جب اُس کی ریاضت دینیہ ختم ہو جائیگی تو وہ اُس بچھونے کو واپس کر دیگی۔ پھر اُس نے ۱۸ر نومبر ۱۵۴۵ء کو محکمہ صدر کا ایک حکم پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ چونکہ وہ ایک نیک تایبہ رہی ہے اس لئے محتسبین اُس کی سزاء قید اور ذیلی کن لباس کے بدلے میں اُس کو یہ حکم دے سکتے ہیں کہ وہ روزے رکھنے دُعائیں مانگنے اور مختلف زیارتگاہوں میں حاضر ہونے کی ریاضت دینیہ کرے، مگر یہ سب کچھ اس شرط سے مشروط تھا کہ سلطنتہا ءلیون اور قشتالہ کو نہ چھوڑے۔ ذیلی کن لباس اُس سے فوراً لے کر اُس کو بری کر دیا گیا اور اُس پر یہ ریاضت دینیہ ڈالی گئی کہ وہ سال بھر تک ہر جمعہ کو روزہ رکھے پانچوں صلواۃ ربانیہ اور سلام مریمی ہر اتوار اور تہواروں کے روز پڑھے اور ڈمیل کے پاس جو زیارتگاہ ہو وہاں حاضر ہوا کرے۔ مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اُس کے مصایب ختم ہو گئے تھے۔ ۱۵۵۵ء میں اُس پر یہ جرم قایم کیا گیا کہ اُس نے ڈمیل کی تین اور عورتوں کے ساتھ مل کر اعتراف گناہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ اُس نے پھر وہی گناہ کیا حالانکہ وہ توبہ کر چکی تھی۔ ۱۴ر جولائی کو وہ ایک نامعلوم اور خفیہ قیدخانہ میں ڈال دی گئی۔ یہ قرار دیا گیا کہ اُس نے جو اعتراف کیا تھا وہ فرضی اور ناکمل تھا اور اُس میں بہت سی باتیں اُس نے نہیں بیان کی تھیں، مثلاً ایک اور مقدمہ میں ۱۵۴۱ء میں شہادت دی گئی کہ نو یا دس برس گزرے ہیں کہ اسی میری گومز کے مکان میں ایک بکری کا بچہ اسی طرح ذبح کیا گیا جیسے کہ مسلمان حلال کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ جرم بھی لگایا گیا کہ اُس نے اُن تمام آدمیوں کے نام نہیں بتلائے، جنھوں نے کپڑے بدلے تھے اور سنیچر کی رات کو آرام

Marfat.com

کیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی الزام تھا کہ اس نے یہ اعتراف نہیں کیا کہ وہ بالالتزام نماز میں شامل نہیں ہوتی رہی ہے اور یہ کہ اس نے توبہ اور ریاضت دینیہ کے بعد پھر گناہ کیا۔ نیز یہ کہ اس نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی لڑکی سے کرنی چاہی جو اس (لڑکے) کی ایسی رشتہ دار تھی کہ اس سے بروئے مذہب مسیحی شادی کرنا ممنوع تھا۔ اور اس کی زبان سے تین دفعہ "اللہ" سنا گیا تھا۔

دوران مقدمہ میں اس نے یہ کوشش کی کہ وہ ٹخاس اور ابونوس، ہر دو طریقہ سے جوابدہی کرے لیکن ۲۲ جنوری ۱۵۵۱ء کو یہ قرار دیا گیا کہ شہادت چھوٹی بھی پیش کی جا سکتی ہے اس لیے اس کو اتنی تعذیب کرنی چاہیئے کہ جس کو وہ برداشت کر سکے۔ اس نے یہ چاہا کہ کسی طرح وہ اس تعذیب سے بچ جائے، چنانچہ اس نے یہ بہانہ کیا کہ اسے ادرار طمث کا مرض ہے مگر دایہ کو دکھلایا گیا تو اس نے کہا کہ وہ جھوٹ بولتی ہے، اگرچہ اس کا پیٹ پھولا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ آخر ۱۵ مارچ کو اسے سخت تعذیب کی گئی، یعنی ایک مضبوط باریک رسی لے کر اس غریب کے پیروں اور بازوؤں میں سولہ سولہ بندھن خوب ہی کس کس کر باندھ دیئے گئے اور پھر اس کو ایک شکنجہ میں کھینچ دیا، جس کی ساخت ایسی تھی کہ آدمی کا سر پیروں سے بھی نیچے رہتا تھا۔ شکنجہ میں کس کر وہی رسی بڑے زور سے سر میں کس کر باندھ دی گئی، اور دو تھیلیوں میں پانی بھر کر ان میں روزن کیا، اور چھینٹے لگا کر ان میں سے پانی اس کے اوپر ٹپکایا گیا۔ وہ غریب بہت سخت چیخی چلائی، اور بڑی منت خوشامد کی کہ تعذیب کرنے والے اتنی مہربانی کریں کہ قتل کر دیں، خدا کے واسطے دیئے مگر کون سنتا تھا۔ وہ برابر یہی کہتی رہی کہ وہ سب کچھ اعتراف کر چکی ہے کوئی بات چھپا نہیں رکھی۔ آخر جب معذبین کو اطمینان ہو گیا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

۱۹ مارچ کو حکام نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کو زبردستی سزا دے دی جائے۔ چنانچہ یہ سزا دی گئی کہ وہ چار مہینہ تک اپنے گھر سے قدم نہ نکالے، اور اگر وہ غریب ہو اور کچھ اس کے پاس نہ ہو تو روحانی ریاضت کرے مگر تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ جب وہ پہلی مرتبہ سزا پا کر نکل آئی تھی تو جائداد منضبطہ کے محکمہ سے اس نے نو ہزار مرادوذی وصول کئے تھے اس لئے ہمیں [illegible]

Marfat.com

کے خرچ کے لئے اُس پر جرمانہ کیا گیا۔ اُس سے کہہ دیا گیا کہ ڈیمیل میں جا کر رہے، اور چار مہینہ اپنے مکان کو اپنا قید خانہ سمجھے، اور سوائے نماز میں شامل ہونے اور وعظ سننے کے گھر سے نکلے؛ نیز عید الفسح سے لے کر عید الخمسین تک ہر جمعہ کو روزے رکھے اور چاروں صلواۃ ربانیہ اور سلام مریمی کا ورد رکھے۔

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے وہ اتفاقی معاملہ نہ تھا، بلکہ محکمہ احتساب و محنہ کی بالکل معمولی اور روزانہ کارروائیاں تھیں۔ اس صورت میں اس شکایت کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ مولدین اُس مذہب سے روز بروز سخت نفور ہوتے چلے گئے، جس کی اشاعت اس طریقہ سے کی جاتی تھی۔

مذہب کا تو ایک حد تک بہانہ ہی بہانہ تھا، محکمہ احتساب و محنہ اس کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اُس کی کارروائیوں سے سخت بے چینی اور بغاوت پھیلتی ہے، لیکن اگر مولدین کو قابو میں رکھنے کی کوئی تدبیر ہے تو صرف یہی۔ سرقسطہ کے محتسبین نے ۲۰ جون ۱۵۸۵ء کو فلپ دوم کے پاس رپورٹ بھیجی جس میں یہ تھا کہ اُس روز پانچ ملزم جلا دیئے گئے، اور تریسٹھ آدمیوں کو پھر عیسائی بننے کی اجازت دی گئی، مجرمین قریباً سارے کے سارے مولدین ہی تھے۔ اس رپورٹ میں اُنہوں نے اس پر بڑا زور دیا کہ اُنہوں نے یہ بہت بڑی خدمت کی ہے، اور مولدین کی شرارت کا اگر کوئی علاج تھا تو صرف یہی؛ چونکہ مولدین کے جتنے سرکردہ تھے سب زندہ جلا دیئے گئے تھے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ خاموش اور فرمان بردار رہینگے، اور اپنی معمولی گستاخی و بے ادبی کو چھوڑ دینگے۔ محتسبین نے اپنی اس خدمت کی طرف سلطنت اور رعایاء سلطنت کی خاص کر توجہ مبذول کرائی کہ اُنہوں نے اُنتیس ۲۹ سزا یافتہ قید بامشقت کو کشتیوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیجا ہے؛ ان کے علاوہ تین آدمی پہلے بھیجے جا چکے ہیں۔ سزا یافتگان قید بامشقت کی اُس زمانہ میں سخت ضرورت رہتی تھی؛ یہ وحشیانہ سزا بالخصوص اُن لوگوں کو دی جاتی تھی کہ جو کلمات کفر بکتے تھے۔ صدر محکمہ احتساب نے ۸ مئی ۱۵۵۲ء کو یہ حکم دیا کہ نو عیسائیوں کو کشتیوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیج دیا جائے، خواہ وہ اعتراف گناہ کیوں نہ کر چکے ہوں۔ اس حکم کا ۱۵۹۱ء میں پھر اعادہ کیا گیا۔

Marfat.com

یہ کہنا بلا شبہ صحیح ہے کہ محکمہ احتساب و محنہ کا خوف مولدین کو اتنا نہ تھا جتنا کہ باشندگان سپین کو، کیونکہ مقدم الذکر کو جب سزا ملتی تھی تو اُن کے آدمی طبعاً اُس شخص کو "شہید" سمجھتے تھے، اور اُس کی قدر و منزلت سب میں بڑھ جاتی تھی۔ عدالت احتساب و محنہ کی کھڑی کی ہوئی پھانسی پر چڑھنا بہت بڑی عزت کا باعث سمجھا جاتا تھا۔ عقوبت دینیہ سخت سزا معلوم ہوتی تھی، کیونکہ اس میں بے عزتی اور بدنامی تھی، مگر یہ سزا مولدین کے لئے اور بھی بے اثر تھی کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے سزا یافتگان سے بڑی امیر عورتیں شادی کرنے پر تیار ہو جاتی تھیں۔ ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ جب اُس کو ذلیل کن لباس پہنانے لگے تو اُس نے یہ کہا کہ "ایک جوڑہ میرے بچہ کے واسطے بھی دیدو کیونکہ سردی زیادہ ہے"۔ ایک اور قصہ ہے کہ جس سے مولدین کی بے پروائی بھی معلوم ہوتی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ کا تمام خرچ ملزمین سے لے لیا جاتا تھا۔ کیسٹل گار کے بہت سے مولدین کو عدالت احتساب و محنہ نے سزائے تازیانہ دی، ایک دو روز کے بعد جلاد اپنی فیس وصول کرنے کے لئے اُن کے یہاں پہنچ گیا، جس شخص سے اُس نے مطالبہ کیا اُس نے اس بناء پر فیس دینے سے انکار کیا کہ "تم نے میرے تازیانہ نہیں لگائے ہیں"۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ واقعی غلطی سے اُس شخص کے تازیانہ نہیں لگے۔ اس واسطے اُس کے بھی تازیانہ لگا دیئے گئے، اور وہ شخص تازیانہ کھا کر بہت خوش ہوا۔

مالی ریاضت دینیہ کی صورت الگ تھی۔ یہ سخت ناگوار ہوتی تھی، نہ صرف مولدین کو، بلکہ اُن کے آقا اور زمینداروں کو بھی، کیونکہ وہ طبعاً یہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کی رعایا بالکل مفلس ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ کرتے تھے کہ اُن کی رعایا یا غلام اپنی محنت و مشقت اور گاڑھے پسینہ کی کمائی سے جو کماتے تھے اُن سے چھین لیتے تھے، اُن کے پاس صرف سد رمق چھوڑ دیتے تھے۔ تباہی رومن ایمپائر کے بعد بارھویں اور تیرھویں صدی میں جب ارتداد جرم قرار دیا گیا، اور قانون دینی کے موافق ضبطی جائداد اُس کی سزا مقرر ہوئی تو اس پر سختی کے ساتھ عمل کرایا گیا۔ جو بادشاہ کہ یہ سزا دینے

Marfat.com

میں لیت و لعل کرتا تھا اُس کو حکام کلیسا بے طرح دھمکاتے تھے حقیقت یہ ہے کہ جو بادشاہ اپنی رعایا کی لوٹ کھسوٹ سے فایدہ اُٹھاتے تھے' وہ کلیسا کے خوف سے' پوپ کی بغیر اجازت' اس سزا میں کمی نہیں کر سکتے تھے بعض وقت اس کے متعلق بہت عجیب اور پیچیدہ سوالات پیدا ہو جاتے تھے اگرچہ اور مقامات کی طرح سپین میں بھی شاہی خزانہ بھرنے کا ذریعہ یہی ضبطی جایداد تھا' فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے ابتدائی زمانہ میں اس سے بہت بڑی آمدنی ہوئی تھی۔ جب اس میں کمی آئی تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ اس آمدنی کا بہت بڑا حصہ محکمہ احتساب و محنہ ہضم کر جاتا تھا' اور اُس پر بھی وہ ہمیشہ اپنے افلاس کی شکایت کرتا رہتا تھا۔ اس کی کوئی بھی پروا نہیں کرتا تھا کہ اُس محکمہ کے حکام کیسے قبیح اور شرمناک افعال کرتے ہیں' چونکہ اُن کی تنخواہوں کا دارومدار ان ہی ضبطیوں پر ہوتا تھا۔ اس لئے یہی ذریعہ اُن کی شکم سیری کا ہوتا تھا۔ جرمانوں کو زیب بیان کے لئے ''مالی کفارہ گناہ'' کہا جاتا تھا۔ ان جرمانوں کی بھی بعینہ وہی کیفیت تھی جو جایداد منضبطہ کی' جب سپین میں احتساب شروع ہی ہؤا تھا تو جرمانہ بالکلیہ اُسی محکمہ کی بُرد سمجھی جاتی تھی' پھر سلطنت نے اُس پر دعوٰے کیا اور سب چھین لیا مگر پھر محکمہ موصوف نے ایک یہ ترکیب ایجاد کر کے کہ جرمانے' اس محکمہ کے غیر معمولی خرچ کے لئے کئے جاتے ہیں' پھر سلطنت سے لے لئے؛ سلطنت قشتالہ میں تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ سب کچھ مولدین کے فوائد و اغراض کے لئے کیا جاتا ہے' مگر ارغون کی حالت اس سے مختلف تھی' بالخصوص اشبیلیہ کی۔ یہاں مولدین کی آبادی متعدد تھی' اور امرا و شرفا کے اغراض اُن کے ساتھ سب سے زیادہ وابستہ تھے سب سے پہلا فرمان اس کے متعلق جیمز اول نے بازیافت کے بعد جاری کیا تھا' اُس کے رو سے جو شخص ارتداد' بغاوت یا کسی اور جرم میں سزاء موت پائے' اُس کے پاس جو خالصہ کی زمین ہو' نیز اُس کی ذاتی جایداد' بحق سرکار ضبط کر لی جاتی تھی' مگر کسی امیر یا زمیندار کی زمین' خواہ وہ پٹہ پر ہو یا کسی حق المحنت کے عوض میں ملزم کے پاس ہو وہ اصل زمیندار کی طرف منتقل ہو جاتی تھی جب محکمۂ احتساب و محنہ نیا نیا قایم ہؤا تھا تو اُس نے اس فرمان کی طرف توجہ نہیں کی' اور

Marfat.com

۱۴۸۸ء میں اہالی کلیسا اور امراء نے اوری ہیولا کی کونسل میں فرڈی نینڈ کے سامنے یہ شکایت اور درخواست پیش کی کہ جیم اوّل کے فرمان کی تعمیل کرائی جائے۔ انہوں نے اس کو منظور کرلیا لیکن یہ کوشش اور یہ حکم بیکار گیا؛ کیونکہ محکمہ احتساب محنہ سب کچھ اپنے ہی لئے ضبط کرتا رہا۔ ۱۵۱۰ء کی کونسل میں امرا نے پھر یہی شکایت کی، اور التماس کیا کہ فرڈی نینڈ خود اس میں دست اندازی کریں اور جو اراضی کہ خلاف قانون ضبط ہوئی ہیں اُن کو واگزار کریں، اور جن لوگوں نے اُن اراضی کو خریدا ہے، اُن کو مجبور کریں کہ وہ زرمنافعہ واپس کریں، اور زمین کو خریدنے کا تاوان ادا کریں۔ یہ درخواستیں بادشاہ نے منظور کرلیں۔ مگر یہ حکم بھی ویسا ہی غیر موثر رہا جیسے کہ پہلے وعدے۔ ۱۵۳۳ء میں مونزوں کی کونسل میں پھر یہی شکایت پیش ہوئی اور یہ بیان کیا گیا کہ رعایا و مزارعین کی ضبطیوں سے امرا اور کلیسا کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے مالی سزا نہ دی جایا کرے بلکہ جسمانی، اور جو نقصان فرمان مذکور کی عدم تعمیل سے ہوا ہے اُن کے معاوضہ کا انتظام کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی جائے۔ اس کا یہ مبہم جواب دیا گیا کہ کوئی ضبطی نہیں ہوئی، اور اگر خدا کو منظور ہے تو جو کوشش نوعیسائیوں کو تعلیم دینے کی شروع کی گئی ہیں اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ ضبطیوں کی ضرورت باقی نہ رہیگی؛ لیکن اگر پھر بھی ضرورت باقی رہی تو امرا کے حقوق کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائیگی۔ اس اثنا میں ایک کمیشن مقرر کی جائیگی جو زمانہ گزشتہ کے متعلق کوئی منصفانہ فیصلہ کریگی۔

دوسرے سال سرقسطہ میں چارلس نے ایک فضول، مگر حلفیہ فرمان ارغون کی نسبت جاری کیا جس میں تحریر تھا کہ "محتسب اعظم اور صدر سے مشورہ کرنے کے بعد بادشاہ ممدوح یہ دستور العمل دوامی بناتے ہیں کہ، اگر کوئی نوعیسائی مرتد ہوجائے، اور اُس کی جایداد ضبط کرلی جائے تو وہ جایداد ایسے وارث کو دی جائیگی جو کیتھولک ہوگا؛ اگر ایسا کوئی وارث نہ ہو تو ارغون کے قانون متعلق جایداد ہائے لاوارث کے موافق اُس کی تقسیم عمل میں آئیگی؛ خزانہ شاہی اُس کے متعلق بالکل خاموشی اختیار کریگا، اور اُس کو اس کے متعلق کوئی حق حاصل نہ ہوگا؛ اس خصوص میں جو کچھ کیا جائیگا اُس میں اُس امیر کو کوئی نقصان نہ پہنچنے دیا جائیگا جس کا کہ ملزم مزارع یا رعایا ہوگا۔"

Marfat.com

اُنہوں نے یہ دستور العمل ایک مجلس میں پیش کرکے انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی، اور یہ حکم دیا کہ اُن کا بیٹا فلپ اور تمام اراکین سلطنت اس کی تعمیل کریں* ۔

چونکہ سلطنت کو ضبطیوں کے معاملہ میں کوئی فایدہ نہیں رہ گیا تھا اس لئے چارلس اپنے حقوق سے بلا کسی نقصان کے دست بردار ہو سکتے تھے، لیکن محکمۂ احتساب اپنے دعاوی کو چھوڑنے والا نہ تھا۔ تینوں سلطنتوں کی کونسل نے ۱۵۳۷ء میں یہ شکایت پیش کی کہ محکمۂ احتساب نے اُن اراضی کو ضبط کر لیا ہے جو لگان با پٹہ پر مولدین کے پاس تھیں اور خریداروں نے نیک نیتی کے ساتھ مولدین سے خرید کر اُن کی حیثیت بڑھائی ہے محکمۂ احتساب نے کہا کہ یہ الزامات بے بنیاد ہیں۔ کونسلوں نے ایسی جایدادوں کا پتہ دیا کہ جو فی الحقیقت کلیساء بلنیسہ کی ملکیت تھیں اور باوجود اس کے ضبط کر لی گئیں× اُنہوں نے بادشاہ سے یہ درخواست کی کہ وہ ایک تاکیدی حکم محکمۂ احتساب و محنہ کے نام جاری کریں کہ وہ قانون کی پابندی کرے، بادشاہ نے وعدہ کر لیا کہ حکم جاری کر دیا جائیگا صدر محکمۂ احتساب نے مجلس شورے منعقد کر کے یہ جواب دیا کہ ارتداد کا سدباب کرنے کے لئے سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ جایدادیں ضبط کی جائیں، مرتد اعتراف گناہ کر کے زندہ جلائے جانے سے بچ سکتا ہے، اگر ضبطی جایداد بھی نہ ہو تو وہ سزا سے بالکل ہی بچ نکلتا ہے محکمۂ احتساب اپنی ضد کو بھلا کہیں چھوڑ سکتا تھا اُس نے بے دھڑک اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔ آخر ۱۵۴۲ء میں مونزوں کی کونسل میں پھر یہی شکایت پیش ہوئی کہ محتسبین قانون کی پابندی نہیں کرتے حکام

---

* پوپ پال سوم نے ۱۵۳۶ء میں بذریعہ فرمان چارلس کو حکم دیا کہ یہی پالیسی بعینہ وہ بھی اختیار کریں اور ملزمین کی اولاد کے قبضہ میں یہ جایداد نہ چھوڑیں ممکن ہے کہ اس فرمان کی تاریخ یا سال میں کچھ غلطی ہو۔ غالباً چارلس نے اسی فرمان کی تعمیل کی تھی۔ بہر حال اس پالیسی کو جناب پوپ کے منظور فرما لیا تھا ۔ (مصنف)

× ان ضبطیوں کے متعلق ایک بڑا نقص یہ تھا کہ جیسے ہی ارتکاب جرم ارتداد ہوتا تھا، اُسی وقت اور اُسی تاریخ سے جایداد ضبط کر لی جاتی تھی خزانہ شاہی سے فی الفور جایداد منضبط کا مالک ہو جاتا تھا۔ بعد میں اگر کوئی شخص جو بظاہر حال اُس جایداد کا مالک ہوتا تھا، اُس کو فروخت کرتا تھا تو یہ انتقال ناجایز قرار پاتا تھا، اور خریدار کا تمام روپیہ ضایع جاتا تھا ۔ (مصنف)

Marfat.com

محکمۂ موصوف انصاف کو بالائے طاق رکھتے ہیں اور دیوانی عدالتیں اس میں دست اندازی کرنے میں اُن سے ڈرتی ہیں۔ یہ درخواست کی گئی کہ جب کسی کو ارتداد کے جرم میں سزا دی جائے تو جو زمین ملزم کے پاس بطور مزارع کے ہو وہ اصل مالکان کو واپس دی جائے، اور اہلکاران شاہی کو حکم دیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں دست اندازی کر کے اراضی پر اصل مالکان کا قبضہ کرائیں، ورنہ ہزار فلارن تک جرمانہ کریں۔ چارلس نے ان سب باتوں کو منظور کر لیا۔ یہ دیکھ کر پوپ پال نے دست اندازی کی، یعنی انہوں نے ۲ر اگست ۱۵۴۶ء کو ایک فرمان جاری کیا جس کے موافق محکمہ احتساب محنہ کے اختیارات، بابت ضبطی جایداد سلب کر لئے اور یہ حکم دیا کہ آیندہ دس برس تک، اور اُس کے بعد بغیر حکم جناب پوپ، مولدین کی جایداد ضبط نہ کی جائے، اُن کو کوئی اور مالی سزا دی جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پاپائی کی بھی کچھ پروا نہیں کی گئی۔ ۱۵۴۷ء بلنسیہ کی کونسل نے پھر وہی شکایت کی کہ محکمۂ احتساب محنہ قانون کی تعمیل نہیں کرتا اور جایداد کو اپنے حق میں ضبط کئے جاتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خصوص میں جو فرمان جاری ہو اُس پر محتسب اعظم کے دستخط کرائے جائیں، اور اُن سے کہا جائے کہ وہ اپنے ماتحت محکمہ کو اس فرمان کی تعمیل کا تاکیدی حکم دیں۔ اس کے صاف یہ معنی تھے کہ بادشاہ کے دستخط کوئی وقعت نہیں رکھتے اور کلیسا، سلطنت میں ایک مطلق العنان حکومت رکھتا ہے، جس پر بادشاہ کو کوئی اختیار نہیں ہے اور وہ صرف اُن احکام و قوانین کی پابندی کرتا ہے جو خود اُس کے محکمہ سے جاری ہوں۔ فلپ نے اس کو منظور کرتے ہوئے یہ لکھا کہ "میں خود محتسب اعظم اور اہالی کلیسا کو حکم دوں گا کہ وہ مولدین کے معاملات میں اُن احکام کی پابندی کریں جو جاری ہو چکے ہیں یا آیندہ جاری ہوں۔" بظاہر یہ ارادہ نہ تھا کہ اس معاملہ کا خاتمہ کر دیا جائے، کیونکہ ۱۵۵۲ء کی کونسل نے پھر یہ شکایت کی کہ محتسب اعظم نے ابھی تک کوئی حکم جاری نہیں کیا۔ ۱۵۶۴ء کی کونسل نے پھر تمام معاملہ کو بیان کر کے شکایت پیش کی۔ کونسل مذکور نے بیان کیا کہ ۱۵۳۳ء میں چارلس پنجم نے اس کو مان لیا تھا

Marfat.com

کہ جایداد منضبطہ بحق شاہی نہیں لیجائیگی بلکہ وہ ملزم کے اعزا پر منتقل ہو گی، ۱۵۳۲ء میں اُنھوں نے اس وعدہ کا اعادہ کیا اور یہ کہا کہ اس حکم کی تصدیق وہ محتسب اعظم اور پوپ سے کرادینگے؛ لیکن چونکہ یہ تصدیق اب تک نہیں ہوئی اس بنا پر یہ درخواست کی گئی کہ یہ تصدیق اب کرائی جائے اور اس معاملہ میں قانون صاف کر دیا جائے۔ اس کا بھی فلپ ثانی نے یہی جواب دیا کہ وہ محتسب اعظم سے منظوری لے دینگے۔ یہ امر کہ فلپ کا یہ وعدہ پورا ہوا یا نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محکمہ احتساب محنہ نے محتسب بلنسیہ کو اسی سال یہ ہدایت جاری کی کہ مولدین کی جایدادیں برابر ضبط ہوتی رہیں، اس کی پروا نہ کی جائے کہ عوام الناس یہ کہتے ہیں کہ ہمارے محکمہ کو ضبطی کے اختیارات نہیں ہیں۔ اس محکمہ کی نفاس سے اور ظاہر ہوتی ہے کہ جب اُس سے حکام و عمال محکمہ احتساب محنہ کی تنخواہوں کا مطالبہ کیا گیا تو یہ تنخواہیں اُس نے جایداد منضبطہ ہی سے ادا کیں ؛

اس اثناء میں ارغون میں ایک اور حکم ۱۵۳۴ء میں جاری ہوا جس کی تصدیق محکمہ احتساب محنہ نے کی؛ اس کی بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ تعمیل نہیں کی گئی۔ ۱۵۴۲ء کی کونسل نے محتسب اعظم سے یہ شکایت کی کہ چونکہ محکمہ احتساب محنہ اب جایداد ضبط نہیں کر سکتا اس لئے اُس نے ایک نئی ترکیب مالی مشقت دینیہ یا کفارہ کی نکالی ہے جو ضبطی جایداد سے بھی زیادہ بُری ہے یعنی یہ کہ وہ اتنا جرمانہ کرتا ہے جو ملزم کی حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے ملزم کو نہ صرف اپنی ہی تمام جایداد فروخت کر دینی پڑتی ہے بلکہ وہ اپنے رشتہ داروں کو بھی مفلس قلاش کر دیتے ہیں۔ اس کا یہ متکبرانہ جواب دیا گیا کہ اگر کسی شخص کو اس سے نقصان پہنچتا ہے تو وہ محتسب یا صدر کو داد رسی کے لئے درخواست کر سکتا ہے ؛

انجام کار بلنسیہ میں ایک تسلی بخش فیصلہ ہوا۔ ۱۵۴۳ء میں بلنسیہ کی کونسل نے تصفیہ کی ایک صورت یہ تجویز کی تھی کہ محکمہ احتساب محنہ کو چار سو ڈوکیٹ سالانہ اس شرط پر دے دیئے جایا کریں کہ وہ مولدین پر تمام مقدار کی عقوبت دینیہ یا کفارہ جرمانہ نہ کرے؛ مگر محکمہ صدر نے

Marfat.com

اُس کو اس بنا پر نہیں مانا کہ یہ معاوضہ غیر مکتفی ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ [illegible] لے
کی خدمت نہیں کرتا۔ ۱۵۷۱ء میں ایسا موقعہ آگیا کہ اس قسم کی تجویز پر غور کیا جاسکے مولدین غرناطہ
کی بغاوتوں کو سخت کوششوں کے بعد فرو کیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ خزانہ شاہی زرو پیہ
سے اور ملک آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور بہت آباد و شاداب صوبے میں آدمی ہی نہ رہے تھے۔ یہ
بغاوت ایک تنبیہ تھی کہ دست تظلم بہت زیادہ نہیں بڑھانا چاہئے۔ اس وقت انہیں یہ سوچنے
کا موقعہ آگیا تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کی مجالس کی شکایتوں پر دربار شاہی میں غور کیا جائے
قاسم ابن امیر مولدین کے ایک دولت مند زمیندار تھے (اُن پر پہلی مرتبہ احتساب محکمہ نے مقدمہ
چلا رکھا تھا) اس وقت وہ دربار شاہی میں تھے اور اُن کا اثر و رسوخ بھی قدرے وہاں تھا۔
اُنھوں نے بھی اس بارہ میں امداد کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲ اکتوبر ۱۵۷۱ء کو ایک فرمان شاہی
جاری ہوا اس میں اُس معتدلانہ سلوک کا ذکر تھا جو مولدین کے ساتھ ارتداد کے متعلق اس
سے پہلے مرعی رکھا گیا تھا" اب اس خیال سے کہ آئندہ کوئی عذر باقی نہ رہے اور مولدین
اپنے جرم کی پاداش پائیں محتسب اعظم ایس پی نوسا نے بعض امور کو منظور کر لیا ہے جو
بادشاہ نے اُن کے سامنے پیش کئے تھے اُن کے موافق ڈھائی ہزار ڈوکیٹ سالانہ ادا کرنے
پر محکمہ احتساب محنہ نو عیسائیوں اور اُن کی اولاد کی جائداد کو جرم ارتداد میں ضبط نہیں کریگا "نو
عیسائیوں" کی تعریف میں واعظین فقہا ختنہ کرنے والے [illegible] زیر تجویز
شامل ہونگے لیکن جو لوگ سزا پا چکے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ نہ ہونگے [illegible] کسی جرم کی گرفتاری
کے وقت قرقی نہ کی جائیگی۔ مالی کفارہ زیادہ سے زیادہ دس ڈوکیٹ ہوگا [illegible]
جمعیت اس جرمانہ سے مستثنیٰ نہیں ہوگی۔ جو جمعیت چاہے اس انتظام میں شامل
نہ ہو لیکن ایسی صورتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کی ضبطیاں [illegible] ڈھائی ہزار ڈوکیٹ
میں محسوب کی جائینگی۔ ہر شخص جس وقت چاہے اس انتظام کو منظور کر سکتا ہے اور اپنا حصہ داخل
کر سکتا ہے۔ بیرونی جمعیت بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں بشرطیکہ وہ وہ رقم ادا کر دیں جو

Marfat.com

اُن کی جایداد پر تشخیص کی جائے۔ اس کے علاوہ پانچ یا چھ سو ڈوکیٹ اُس ضبطی کے عوض میں چھوڑے جا سکتے ہیں جو پہلے سے ہو چکی ہو۔ اس اقرار نامہ کی دفعات اور مراعات شاہی کی تصدیق و تعمیل کے لئے پوپ کا فرمان حاصل کیا جا سکتا ہے مگر اس کا تمام خرچ مولدین کے ذمہ ہوگا۔ اگر مولدین آیندہ کسی کونسل کی تصدیق چاہیں تو بادشاہ نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اس کو منظور کرا دینگے۔" یہ شرایط اتنی جمعیت نے منظور کر لیں کہ اُن کا نفاذ تمام بلنسیہ میں کرنا پڑا لیکن ۱۵۸۵ء کی ایک تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند جامع ایسی بھی باقی تھیں کہ جنہوں نے اس انتظام کو منظور نہیں کیا تھا۔ مالی لحاظ سے یہ انتظام طرفین کے لئے تسلی بخش تھا۔ کلیسا کو اس سے یہ اطمینان ہو گیا کہ اُس کو سالانہ امداد ملتی رہیگی جس کی اُن سے سخت ضرورت تھی۔ اُدھر مولدین کو یہ معلوم ہوا کہ وہ یہ رقم ادا کر کے اپنے خاندان کو افلاس اور قرقی کے مصایب سے بچا سکتے ہیں جو ہر گرفتاری کا لازمی نتیجہ ہوتے تھے، خواہ اُن پر جو جرم لگائے گئے ہوں وہ کتنے ہی خفیف کیوں نہ ہوتے۔ امراء اور پادریوں کو یہ اطمینان ہو گیا کہ اُن کی اراضی کا انتقال نہ ہوگا، جس کی وجہ سے اُن کے مزارعین معمولی لگان ادا کرنے کے قابل رہتے تھے۔

ہونے کو تو یہ سب کچھ ہو گیا مگر محتسبین کو اپنے حدود اختیارات کے اندر رہنے اور ظلم نہ کرنے پر مجبور کرنا مشکل تھا۔ ۱۵۹۵ء میں جمعیتوں نے یہ شکایت کی کہ اقرار نامہ کی صاف طور پر خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ دس ڈوکیٹ تک جرمانہ کرنے کے اختیارات بھی ذریعہ آمدنی تھے اس لئے اس میں خوب لوٹ مچی ہوئی تھی۔ ۷ جنوری ۱۶۰۸ء کو عدالت محکمۂ احتساب محنہ نے بیس مولدین پر دس دس ڈوکیٹ جرمانہ کئے۔ ان میں سے آٹھ کو ازسرِ نو عیسائی ہونے کی اجازت دی گئی۔ صدر نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ جب یہ صورت تھی کہ لوگوں نے عیسائی ہونا منظور کر لیا تھا تو جرمانہ کرنا جایز نہ تھا، البتہ اگر کوئی اور سخت جرم تھا تو مضایقہ نہ تھا۔ اسی موقعہ پر ایک جرمانہ بیس ڈوکیٹ کا، دوسرا تیس کا اور تیسرا پچاس کا کیا گیا۔ بظاہر

Marfat.com

حکام نے یہ خیال کیا کہ کسی طرح اتنا جرمانہ جمع ہو جائے کہ جس سے اُن کی تنخواہیں نکل آئیں ۔

اس نئے انتظام اور قرارداد کے موافق جو نرمی پہلے کی بہ نسبت دکھلائی جاتی تھی اُس سے اہالی کلیسا ناراض تھے۔ ۱۵۹۵ء میں اسقف پیریز آف سیگوربے نے بادشاہ کے حکم سے ایک مفصل رپورٹ لکھی اور اُس میں اس بناء پر اس انتظام کے منسوخ کرنے کی رائے دی کہ مولدین سمجھنے لگے ہیں کہ وہ جس رنگ میں چاہیں رہیں۔ انہوں نے رائے دی کہ ضبطی جایداد ہی وہ ذریعہ ہے کہ ان کے جرایم کو روک سکتا ہے۔ اُسی سال میں میڈرڈ اور بلنسیہ کے حکام نگران مولدین نے یہ رپورٹ کی کہ جن مقدمات میں ضبطیاں نہیں ہوتیں وہاں ارتداد بھی کم ہوتا ہے۔ اس پر فلپ ثانی نے یہ عزم کر لیا کہ جو میعاد اس انتظام کی مقرر کی گئی ہے اُس وقت تک یہ جاری رکھا جائے ۔

بلنسیہ کے محکمۂ احتساب محنہ کے اُن اعداد و شمار سے جو اس انتظام کے بارے کے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو انتظام و قرارداد کی گئی تھیں اُن کا کوئی اثر نہیں ہوا اور اُس محکمہ کی کارروائیاں برابر جاری رہیں گو ہر سال اعداد و شمار میں کمی و بیشی ہوتی رہی*؛ جس کی وجہ بتلانی ذرا مشکل کام ہے سولھویں صدی کے اختتام اور سترھویں صدی کے شروع میں اس محکمہ نے پھر سختی شروع کی چنانچہ

---

* ۱۵۷۰ء سے ۱۵۹۲ء تک بلنسیہ کے محکمۂ احتساب محنہ میں جو مقدمات ارتداد کے ہوئے اُن کی تعداد حسب ذیل ہے:-

۱۵۷۰ء میں ۱۷ مقدمات ۱۵۷۶ء میں ۱۷ مقدمات ۱۵۸۲ء میں ندارد ۱۵۸۸ء میں ۲۱ مقدمات

۱۵۷۱ء	۲۵	۱۵۷۷ء	۱۳	۱۵۸۳ء	۸ مقدمات	۱۵۸۹ء	۹۴
۱۵۷۲ء	۳۲	۱۵۷۸ء	۱۵	۱۵۸۴ء	۲۹	۱۵۹۰ء	۴۹
۱۵۷۳ء	۳۴	۱۵۷۹ء	۲۴	۱۵۸۵ء	ندارد	۱۵۹۱ء	۲۹۰
۱۵۷۴ء	۱۹	۱۵۸۰ء	۳۷	۱۵۸۶ء	۴۴ مقدمات	۱۵۹۲ء	۱۱۶
۱۵۷۵ء	۲۰	۱۵۸۱ء	۲۲	۱۵۸۷ء	۳۵		

۱۵۹۱ء میں اتنے آدمیوں کو معافی دے کر عیسائی بننے کی اجازت دی گئی کہ اسقف رِی بیرا نے یہ حکم دیا کہ اتوار اور تہوار کے دن ان لوگوں کو گرجا میں آنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ یہ لوگ بہت زیادہ آتے ہیں تو نمازیوں کی توجہ ہٹ جاتی ہے ۔ (مصنف)

Marfat.com

۵ ستمبر ۱۶۰۴ء کو جس عدالت احتساب محکمہ نے اجلاس کیا اُس نے ۲۸ آدمیوں پر چھوٹا اور انچاس پر بڑا جرم قایم کیا، آٹھ کو معاف کر کے عیسائی رہنے دیا اور دو کی سزا معاف کی۔ ان میں سواء ایک فرانسیسی کے جس کو بجرم کلمات کفر عقوبت دینیہ دی گئی باقی سب مولدین ہی تھے۔ جو اجلاس ۷ جنوری ۱۶۰۶ء کو ہوا اُس میں ۳۴ مولدین پیش ہوئے اُن میں سے ایک کا قصور معاف کیا گیا اور چھ آدمیوں کے مقدمات ملتوی کر دیئے گئے دوران مقدمہ ان کو پندرہ پندرہ مرتبہ عذاب دیا گیا +

اس سے زیادہ مقدمات نہ ہونے کی یہ وجہ نہ تھی کہ ملزموں کی کمی تھی کیونکہ ایک قصبہ کا رلیٹ میں ہی دو سو چالیس خاندان مولدین کے ایسے تھے کہ جن پر یہ جرم عاید ہو سکتا تھا کہ اُن خاندانوں میں رمضان کے روزے رکھے گئے ہیں +

حقیقت یہ ہے کہ عیسائی بنانے کی کوشش میں وہ وہ حماقتیں اور نامعقولیت کی گئی اور اُس میں ایسی سخت ناکامی ہوئی کہ تعجب یہ ہے کہ جتنے مولدین تھے سب کے سب محتسبین کے دست ظلم کے شکار کیوں نہ ہو گئے۔ گرفتاری اور مقدمہ بنانے کے لئے شہادتوں کی کمی نہ تھی کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ قدیمی رسوم اُن میں سے بالکل مفقود ہو جاتیں ان میں سے کوئی نہ کوئی رسم خواہ وہ مذہبی ہو یا نہ ہو اُن میں ایسی موجود تھی کہ جن سے ارتداد کا شبہ ہو سکتا تھا اور اُس کی سزا اگر زندہ جلایا جانا نہ ہوتی تو عقوبت دینیہ تو ہو ہی سکتی تھی۔ بربانی سنیچیز پر جو ۱۵۵۷ء میں طلیطلہ کی عدالت احتساب کے سامنے پیش ہوئے یہ جرم لگایا گیا کہ وہ پاک صاف رہتا ہے اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کی غسل و طہارت کی عادت باقی ہے۔ اُس پر تعذیب کی گئی جس کو اس نے برداشت کر لیا۔ آخر اس سے اعتراف گناہ کرایا گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو تین سال قید محض کشتیوں پر مشقت کرنے کی سزا دی گئی۔ اس کے بعد اس کو حبس دوام کیا گیا اور اس کی تمام جایداد ضبط کر لی گئی۔ ۱۵۸۱ء میں ایک باغبان موسومہ ملیول کا نیٹ نے اس جرم میں سزا پائی کہ جب وہ اپنے کھیت پر کام کر رہا تھا تو اس نے غسل کیا۔ مگر جب باوجود تعذیب اُس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا تو اس کا مقدمہ ملتوی کر دیا گیا اسی سال میریا رفائن اور اُس کی بیٹی میری لا بنیر اس جرم میں ماخوذ ہوئیں کہ متقدم الاسم کے بیٹے کی

شادی ہوئی تو یہ دونوں مٹھائی اور شکر پارے دولہن کے گھر لے گئی تھیں اور مسلمانوں کی قدیم رسم کے موافق اُن کو فرش پر بکھیر دیا تھا مگر چونکہ اور کچھ اُن کے خلاف ثابت نہ ہو سکا اس لیئے اُن کا مقدمہ ملتوی کر دیا گیا کسی لاش پر قبرستان لے جاتے ہوئے پاک صاف چادر ڈالنی سب سے زیادہ مشتبہ بات تھی جس پر مقدمہ چلایا جا سکتا تھا لیکن اتنی عنایت تھی کہ اگر اعتراف گناہ میں کوئی اور بات نہ پائی جاتی تو محض اسی جرم میں سزا نہیں دی جاتی تھی۔ باوجود اس کے ۱۵۹۱ء میں ازابل ریوز پر عدالت احتساب محنہ نے اسی جرم میں کہ اُس نے اپنے شوہر کی لاش پر پاک صاف چادر ڈالی دس ہزار مراوید جرمانہ کیا گیا۔ شراب پینے اور سُور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرنا تو سب سے زیادہ مشتبہ بات تھی اور اس جرم کے بہت سے مقدمات نظر آتے ہیں چنانچہ ۱۵۸۵ء میں جوآن ڈی میڈیا نے صرف اسی جرم میں دو سو تازیانوں کی سزا پائی۔ جو جانور کہ اپنی موت سے مرے ہوں اُن کا گوشت کھانے سے انکار کرنا بھی جرم تھا۔ ڈمیل میں جو مقدمات ۱۵۴۰ء سے ۱۵۵۰ء تک ہوئے۔ اس جرم کے بہت سے مقدمات عدالت احتساب محنہ نے فیصل کیئے اور محض اس لئے سزائیں دیں کہ یہ عجیب رسم تھی میری نیر نجا پر جو جرایم قایم ہوئے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اُس کے یہاں جب کوئی جانور مر جاتا تھا تو وہ اُس کو کسی چرواہے کو دیدیتی تھی یا کتوں کو کھلا دیتی تھی میری سیرانا پر بھی یہی جرم تھا کہ اُس کی ایک بکری مر گئی تو اُس کو اُس نے پرانے عیسائیوں کے ہاتھ جتنے دام ملے اُتنے ہی میں بیچ ڈالا۔ بظاہر پرانے عیسائی ایسے جانور کے کھانے میں کوئی تامل نہیں کرتے تھے۔ عورتوں کا ناخنوں پر مہندی لگانا بھی بڑے جرایم میں سے تھا۔ اگرچہ میری گومیز لاسرٹا نے اپنے مقدمہ میں یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ مسلمانوں ہی کی رسم نہ تھی کیونکہ عیسائی عورتیں بھی اپنے ہاتھوں اور بالوں میں مہندی لگاتی ہیں مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔* اگر یہ عذر کیا جاتا کہ یہ رسم مذہبی نہیں

---

* ۱۵۲۶ء میں جو حکم غرناطہ میں جاری ہوا تھا اُس کے موافق مہندی لگانا ممنوع قرار دیا گیا تھا مگر پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ سنہ ۱۵۳۰ء کے قریب ٹونیوڈی گیووارا اسقف ڈیش نے دلدیی کی عورتوں میں اس کا استعمال روکنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے حکام بالادست سے مرافعہ کیا تو اُنہوں نے اسقف مذکور کو لکھا کہ اس رسم کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے (مترجم)

Marfat.com

ہے، تو تعذیب کا کاری ہتھیار ملزم کی نیت معلوم کرنے کے لئے موجود تھا؛ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو ایک طول طویل قید سے اُس کو معمولی مذہبی رسم کا ثابت کرلینا کچھ مشکل نہ تھا۔ رمضان شریف کا روزہ، وضو غسل طہور (ایک خاص وضع پر خاص وجہ سے نہانا) اور نماز سے پہلے وضو کرنا تو ایسے جرم تھے کہ جن کے لئے کسی مزید تحقیقات یا شہادت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ عربی زبان میں کوئی کاغذ یا کتاب کا پایا جانا بھی اسی قبیل سے تھا۔ ایک قاعدہ عام بنا لیا گیا تھا کہ اگر ایسے مقدمات میں اگر ملزم یہ عذر کرے کہ اُس کی یہ نیت نہ تھی تو وہ عدالت احتساب محکمہ کے سپرد کر دیا جائے؛ خواہ اس سے پہلے اُسے سزاء تازیانہ دی جائے یا نہ دی جائے۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ اس قاعدہ پر عمل درآمد کیا جاتا تھا تو فرے بلنیچ اور اُس کی بیوی انجیلا کیروز کے مقدمات کی روئیداد دیکھ لینی کافی ہے جو سرقسطہ کی عدالت احتساب میں ۱۶۰۰ء میں فیصل ہوئے۔ اہلکاران احتساب نے اُن کے گھر کی تلاشی لیتے اور قرقی کرتے ہوئے ایک بچھونے کے نیچے سے کچھ عربی کاغذات اور کوئی کتاب پائی؛ اس کو دیکھتے ہی دونوں گرفتار کر لئے گئے اور اُن پر مقدمہ قایم ہوگیا۔ دونوں نے یہ بیان کیا کہ یہ چیزیں اُن کے چچا کی تھیں، اور اُن کو اُن کے وجود کا کچھ علم نہ تھا۔ دونوں پر تعذیب کی گئی؛ مگر اُنھوں نے اقبال نہیں کیا، مگر پھر بھی دونوں کو سال بھر قید اور سو تازیانہ کی سزا دی گئی؛ اور عورت کو مزید برآں دس ڈوکیٹ جرمانہ بھی کیا گیا۔ یہی واقعات ازابل زلیسم کے مقدمات کے ہیں؛ (بظاہر ہتھیاروں کے لئے) اُس کے گھر کی تلاشی ہوئی تو اہلکاروں کو ایک صندوق میں سے ایک قرآن شریف مل گیا ملزمہ نے یہ کہا کہ مجھے اس کا علم نہ تھا؛ کوئی اور شہادت بھی اُس کے خلاف نہیں تھی؛ مگر چونکہ اُس کی عمر نوّے ۹۰ برس کی تھی اُس پر تعذیب نہیں کی گئی؛ اُس پر بڑا جرم قایم کیا، اور تشہیر کی سزا دی گئی؛ جس کی صورت یہ تھی کہ اُس کو ایک گدھے پر سوار کر کے تمام بازاروں میں پھرایا گیا، اور ایک تختہ پر اُس کے جرایم لکھ کر اُس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اُس کو اتنی مدت کے لئے قید کر دیا گیا کہ جب تک وہ تعلیم دینی حاصل نہ کر لے؛ کسی حالت میں معاف نہ ہونے والا دس ڈوکیٹ

Marfat.com

جرمانہ تو کہیں گیا ہی نہیں تھا حقیقت یہ ہے کہ مولدین کے متعلق تو یہ امر پہلے ہی فرض کر لیا جاتا تھا کہ جو شخص گرفتار ہوتا ہے وہ مجرم ضرور ہی ہوتا ہے۔ اگر مقدمہ محتسبین کے ہاتھ آ جاتا تھا تو یہ فرض یا قیاس تیقن سے متبدل ہو جاتا تھا۔ کیسی بدقسمتی کی بات ہے کہ سپین کے اصحاب بست و کشاد اور سیاست دان یہ نہ سمجھتے تھے کہ ان ترکیبوں سے بجاء دین مسیحی کی محبت یا اُس کی قبولیت کے اُس سے اور بھی نفرت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اُس زمانہ میں یہ اصول بہت ہی واجب العمل سمجھا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیر اختیارات محکمۂ احتساب و محنہ لانے کے لئے سب سے ضروری بات یہ تھی کہ وہ شخص اصطباغ یافتہ ہو۔ اہالی کلیسا نے اس محکمہ کے اختیارات کو وسعت دینے کے جوش میں اس اصول کو بھی پامال کر ڈالا۔ اسقف سایمنکاس نے یہ پُرانا ہی اصول بیان کیا ہے کہ یہ محکمہ اُن غیر اصطباغ یافتہ واعظین یا ختنہ کرنے والوں پر اثر پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو عیسائیوں میں اسلام کا وعظ کرتے ہیں یا عیسائیوں کو مختون کر دیتے ہیں۔ اس بنا پر ان لوگوں کو معمولی عدالتوں کے سپرد کرنا چاہیئے۔ دنیاوی قانون اُن کو سزا دینے کے لئے کافی و وافی ہے۔ مگر اس کے چند ہی روز کے بعد روجاس نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ کہا کہ ملنسیہ میں محکمۂ احتساب و محنہ کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ایسے غیر اصطباغ یافتہ یہودیوں اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرے جو عیسائیوں میں وعظ کرتے پھرتے ہیں چنانچہ یہی قاعدہ تسلیم کر لیا گیا۔ محکمہ موصوف کے اختیارات کو اُن لوگوں پر حاوی کر دیا گیا جو عام طور پر مرتدین کی حمایت کرتے یا اُن کو چھپاتے تھے۔

جب سے کہ محکمۂ احتساب و محنہ قایم ہوا اُسی وقت سے یہ قاعدہ بنا لیا گیا تھا کہ اگر کوئی عیسائی کسی مرتد کو چھپائے یا اُس کی رعایت کرے تو وہ سخت مجرم ہے چنانچہ محکمہ مذکور ایسے عیسائیوں کو سخت سزائیں دیتا تھا۔ مگر یہ معاملہ ایسا تھا کہ جس کی کئی طرح پر تاویل کی جا سکتی تھی۔ چونکہ احتساب و محنہ کی مولدین سے سخت آویزش رہی اس لئے اس محکمہ کو ایسے موقعے حاصل تھے کہ وہ مولدین میں سخت ترین دہشت پیدا کر دے۔ غضب یہ تھا اور اسی وجہ سے سختیاں زیادہ کی

Marfat.com

جاتی تھیں کہ مولدین پر من حیث الجماعت پوری طرح اُن کا ہاتھ نہیں پڑ سکتا تھا مسلمانوں کے بعض عیسائی حامی ایسے بھی تھے جو مسلمانوں کی طرح جانوروں کو ذبح کرتے تھے، عیسائی سپاہی بھی تھے جو رشوتیں لے کر مولدین کی مذہب عیسائی سے روگردانی کو چھپاتے تھے، دایہ بھی تھیں جو مولدین کے یہاں کام کرتی اور اُن کے بچوں کی ختنہ کر دیتی تھیں، یہ تمام فرقے اس کے مستوجب تھے کہ عدالتہائے احتساب میں پیش ہو کر سزائے تازیانہ پائیں، اپنے پیشوں سے معطل کر دیئے جائیں یا اُن مقامات سے علیحدہ کر دیئے جائیں جہاں مولدین رہتے تھے۔ امراء جو زمیندار تھے، محکمہ احتساب و محنہ کے اس وجہ سے مخالف تھے کہ وہ اُن کی رعایا اور مزارعین کی ضبطیاں کرتے تھے، حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ مولدین کی حمایت نہ تھی بلکہ اپنی خود مطلبی تھی، کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اُن کی رعایا کی جو جائداد ہو وہ (امراء) اُن ہی کو دے دی جائے وہ اس کے سخت مخالف تھے کہ یہ محکمہ اُن کی رعایا پر حملے کرتا ہے اور اُن کو لوٹ کر لے جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی صنعت و حرفت کو سخت صدمہ پہنچتا ہے، کیونکہ اسی پر امراء کی آمدنی کا دارومدار تھا۔ بعض وقت یہ محکمہ اس معاملہ میں ذرا بھی عقل سے کام نہیں لیتا تھا اور امراء کو واقعی سخت نقصان پہنچا دیتا تھا۔ وہ جو اساقفہ اور امراء پر یہ الزام رکھتے ہیں ذرا بھی تامل نہیں کرتے کہ وہ ماتحتین رعایا و مزارعین کو ظاہر طور پر مسلمانوں کی مراسم ادا کرنے دیتے ہیں، جس سے مذہب مسیحی کے نام پر سخت دھبہ آتا ہے۔ سنہ ۱۵۶۷ء میں گیسپر کو لانے جو مولدین سے اچھی طرح واقف معلوم ہوتے ہیں محتسبین سے صاف کہہ دیا تھا کہ مولدین کو عیسائی بنانے کی بہترین اور سہل تدبیر یہ ہے کہ اُن کے اساقفہ اور امراء کو پہلے عیسائی بنا لیا جائے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ امراء کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ڈیوک آف سیگوربے، امیر البحر اور دیگر امراء۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ ذاتی طور پر ان سے یا ان کے حالات سے واقف نہیں ہیں مگر مولدین نے اُن سے کہا ہے کہ اُن کے امراء اور زمیندار یہی چاہتے ہیں کہ ہم سب مسلمان رہیں ممکن ہے کہ ان میں سے بہت امیر کچھ اس سے بھی زیادہ کرتے ہوں، کیونکہ سنہ ۱۵۶۵ء میں جو الزامات محکمہ صدر نے حکام احتساب و محنہ کے نام جاری کی تھیں اُن میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ اُن امراء اور پرانے عیسائیوں پر مقدمے چلائے جائیں جو مولدین پر مہربانیاں کرتے یا امداد دیتے ہیں یا اُن

Marfat.com

نام نہاد نو عیسائیوں پر جبر کرتے ہیں کہ وہ صاف طور پر مسلمان ہی رہیں۔
سب سے پہلی مثال اس قسم کی کارروائی کی جو میری نگاہ سے گزری ہے وہ ۱۵۳۸ء میں ایک
پادری جوآن آلیوز کی ہے جو کھلے طور پر غلامانِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت و رعایت کرتا تھا
۱۵۴۲ء میں محکمہ احتساب بحنہ کو ایک موٹا اور نامور شکار ہاتھ آیا، یہ ڈان ڈریگو ڈی ہیومانٹ تھے
جو امر لنوار کے خاندان میں اور ڈیوک آف ایلوا اور جیگو ریبے کے قریبی رشتہ دار تھے ان پر اس جرم میں
مقدمہ چلایا گیا کہ یہ مولدین کے بڑے حامی تھے یہاں تک کہ ان کی بھی حمایت بھی کرتے تھے جن کی
خط و کتابت الجیریا کے مسلمانوں سے تھی۔ نہایت مشہور و معروف مقدمہ ڈان سینچو ڈی کارڈوا امیر البحر
ارغون کا تھا ان پر چھوٹا جرم قائم ہوا اور سختیوں کے علاوہ دو ہزار ڈوکیٹ جرمانہ ہوا اور یہ حکم ہوا کہ محکمہ
صدر جب چاہے ان کو گرفتار کر سکتا ہے۔ ان کو مدت العمر ستایا جاتا رہا چنانچہ تہتر برس کی عمر میں ان کو نکال کر سیگو
کی ایک خانقاہ میں پہنچا دیا گیا، وہاں وہ بیمار ہو گئے تو طلنیسہ کی ایک خانقاہ میں منتقل کئے گئے یہاں بھی وہ
بیمار ہی رہے آخر موت نے ان کو دنیا کے مصائب سے رہائی دی ۱۵۷۱ء کی عدالت احتساب میں گرینیڈا
ماسٹر آفدی آرڈر آف مون ٹیسا اور دو اور معززین ڈان لوئیس پیلاس اور ڈان فرانسسکو کاسٹلوی گرفتار
ہوئے ۱۵۷۸ء میں دو بھائیوں فرانسسکو اور ریمون کیروز علے الترتیب لارڈ مسسٹرل اور ڈیگا پر اس
جرم میں مقدمہ چلایا گیا کہ وہ ہمیشہ مولدین کو یہ کہتے اور جوش دلاتے رہتے ہیں کہ ان کو مجبوراً عیسائی بنایا
گیا ہے محکمہ احتساب بحنہ کے احکام ان پر حاوی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کو پوپ کے سامنے مرافعہ کرنا
چاہئے۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسی کارروائیاں اور تشدد ہوتے اور امراء مرعوب نہ ہو جاتے کیونکہ کسی ایسے
کا عقوبت نیبہ کا مستوجب قرار پانا اتنی بڑی بے عزتی تھی کہ جس کا کوئی علاج نہ تھا اور ایسے
نہ صرف سزا یافتہ ہی بے عزت اور بدنام ہوتا تھا بلکہ اس کے تمام اعزہ و اقارب کی بے عزتی ہو
جاتی تھی اس کے علاوہ وہ کمینہ سمجھ لئے جاتے تھے اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان کی رگوں میں شریف
خاندان کا خون ہی نہیں۔ وہاں اس زمانہ میں ایک یہ قاعدہ بنا لیا گیا تھا کہ جو شخص شریف نسل سے
نہ ہوتا وہ فوجی افسر نہیں بنایا جا سکتا تھا اس لئے ان کو سخت ترین نقصان پہنچتا تھا اگرچہ

Marfat.com

یہ قاعدہ تو اسی زمانہ میں گھڑا گیا تھا مگر زمانۂ آیندہ میں اس نے قانون کی صورت اختیار کر لی اور یہ کیفیت ہوئی کہ خون پاک صاف ثابت کرنے میں سخت دقتیں واقع ہونے لگیں اور بدنصیبی کا باعث ہو گیا۔ یہ اتنی بڑی مصیبت تھی کہ اس سے زیادہ کسی پر پڑ نہیں سکتی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مولدین ہمت کر کے محکمۂ احتساب محنہ کا مقابلہ کرتے تھے لیکن جب کبھی ایسا ہوا ہے اُن کو ایسی سزائیں دی گئی ہیں کہ ہمیشہ انہیں یاد رہیں اور دوسروں کے لئے مثال بنیں۔ مسلمانوں کا قصبہ زی جو ٹیرول کے قریب واقع تھا اس معاملہ میں مشہور تھا کہ وہاں کے رہنے والے سخت شریر ہیں محتسب پیڈرو پے چے کو اس طرف دورہ پر گئے باوجود اس کے کہ مولدین جانتے تھے کہ محتسب مذکور اُن کے علاقہ میں دورہ کر رہے ہیں لیکن وہ اسلامی رسوم اور عبادت ادا کرنے سے باز نہیں آئے ٹیرول میں پہنچ کر انہوں نے زی کے ایک باشندۂ لوپ ڈی لا پریڈیرا کی گرفتاری کا حکم جاری کیا اور میگویل ڈی الجیریا نے اُن کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر قریباً ایک ہزار آدمی شمشیر بکف ہو کر اس مکان پر پہنچے جہاں لوپ کو قید کیا گیا تھا اور انہیں رہا کر دیا۔ اس دار و گیر میں لوئیس گیرن نے الجیریا افسر گرفتار کنندہ کے سر پر پتھر مارا۔ یہ شخص گرفتار ہوا اور اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اُس نے اقبال کیا کہ میں نے پتھر مارا ہے مگر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ الجیریا افسر گرفتار کنندہ کا کوئی تعلق محکمۂ احتساب محنہ سے ہے یا نہیں۔ بہرحال اس کو دو سو تازیانہ چھ سال قید با مشقت اور زی سے جلا وطنی کی سزا دی گئی۔*

زی کا یہ پہلا ہی واقعہ نہ تھا کیونکہ چند سال پیشتر یہاں کے لوگوں نے ایک اور قیدی کو اس طرح چھڑا لیا تھا یوں محکمۂ احتساب محنہ نے کمال سرگرمی سے وہ کام کیا کہ جس سے مولدین کو دین مسیحی سے سخت نفرت و عداوت پیدا ہو گئی اور دو اقوام کو ایک دوسرے سے نہ ملنے دیا جس پر ملک کی صلاح و فلاح اور بہبودی کا انحصار تھا۔

---

* اس واقعہ کے ذیل میں اس کا ذکر بھی آتا ہے کہ ساٹھ ریال طبیب اور جراح کو الجیریا کے علاج کے لئے اور دس ریال خود الجیریا کو اس کی تکلیف اور بہت عرصہ بیکار رہنے کا معاوضہ بھی ملزم ہی سے دلوایا گیا۔ (مصنف)

باب ششم

بذریعہ ترغیب عیسائی بنایا جانا

یہ نہ فرض کر لینا چاہیے کہ سپین کے ارباب حل وعقد جور و جبر ہی کے ذریعہ سے اُن لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرنا چاہتے تھے جو اپنا دین بدلنے پر کسی طرح راضی نہ تھے۔ یہ صحیح ہے کہ جب ۱۵۰۲ء میں ازابیلا کی نگرانی میں تمام مسلمانوں کے اصطباغ دینے کا حکم ہوا ہے تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مذہبین کی تعلیم و تلقین کا کوئی منتظم طریقہ یا انتظام تھا۔ اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو صرف شیمینیس اور فرڈی نینڈ کے اُن نئے احکام کا جن کا ذکر باب دوم میں آچکا ہے۔ مگر جب جرمانیا کی کارروائیوں سے ۱۵۲۵ء میں تسلیم کرنا پڑا کہ سلطنت نے ایک شدید ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے نیز یہ کہ اصطباغ دینے سے پہلے اگر تعلیم و تلقین ناممکن ہی ہے تو اس کے بعد فوراً ہی بڑی تندہی کے ساتھ ایک منتظم کوشش کرنا چاہیے کہ نو عیسائی نام ہی کے عیسائی نہ ہوں بلکہ فی الحقیقت عیسائی ہوں۔ بہرحال یہ کوشش متواتر جاری رہی اگر اس میں ناکامیابی ہوئی تو اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ سپین کے نظام سلطنت میں ہی ایسے نقص تھے کہ جن کا کوئی علاج ہی نہیں تھا: خصوصاً لالچ اور بددیانتی جن کی وجہ سے بیچارے مولدین ایک نیلام کی چیز بن گئے تھے اس کے علاوہ نظام سلطنت سپین سے یہ بالکل ناممکن تھا کہ اُن کو ترغیب و تشویق کی جاتی اور اُن کے ساتھ مساہانہ سلوک کیا جاتا۔ دوسری طرف اُس زمانہ کا جنون مذہبی اس پر مجبور کرتا تھا کہ تمام گمراہیوں کو ایسا جرم سمجھا جائے کہ علم الٰہی کے موافق اُن کی فوراً سزا دی جائے۔

پوپ کلیمنٹ ہفتم نے اپنے فرمان مورخہ ۱۲ مئی ۱۵۲۴ء میں صرف برسبیل تذکرہ یہ کہا تھا کہ

Marfat.com

محتسبین کو لازم ہے کہ پیشتر اس کے کہ مسلمانوں کو عیسائی ہو جانے یا ملک چھوڑ دینے کے لئے کہا جائے اُن کو پند و نصیحت کریں۔ جیسا کہ اوراق ماسبق میں ذکر آچکا ہے یہ امر بالکل صحیح ہے کہ جبراً بنانے کے بعد بہت سے منّاد اس لئے بھیجے گئے تھے کہ بحث و مباحثہ اور ترغیب سے جو کچھ وہ کر سکتے ہیں کریں۔ اگر انہوں نے اس میں کچھ کامیابی حاصل کی تو اس کا کسی تحریر میں ذکر نہیں ہے۔ چارلس نے ۱۵۲۵ء میں ہی ایک فرمان جاری کیا جس کے موافق یہ حکم تھا کہ واعظین مقرر کئے جائیں اور اصول مذہب کی تعلیم کے لئے انتظام کیا جائے۔ گیووارا چند روز کے لئے بلنسیہ سے غرناطہ کو تبدیل کر دئیے گئے۔ ان دونو مقامات کی حالت یکساں تھی (جیسا کہ وینس کے ایک ایلچی نواجیرونامی نے ۱۵۲۶ء میں لکھا تھا) یعنی مسلمان بجبر عیسائی کئے گئے ہیں لیکن ان کو تعلیم مذہبی بہت ہی کم دی گئی ہے اور اتنی ہی کم پروا ان کو پڑھانے کی کی گئی ہے۔ مقصود اصلی صرف یہ ہے کہ کسی طرح پادریوں کو نفع پہنچتا رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یا تو وہ ویسے ہی مسلمان ہیں جیسے کہ سے چلے آتے تھے یا بالکل لامذہب۔

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان بلنسیہ کو بالکلیہ محکمہ احتساب و محنہ کے ہاتھ میں چھوڑ دیا گیا تھا گو اُس ہی محکمہ کو واعظین کا نایب سمجھ لیا گیا تھا۔ آخر ۱۵۲۵ء میں جو انتظام ہوا اس کے موافق یہ کیفیت بھی کاؤخوزدہ ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ اشاعت مذہب کے لئے بہت کچھ نرم سلوک کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بہت سے منّاد انتخاب کر کے مسلمانوں کو پند و نصیحت کے لئے بھیجے گئے۔ ان میں سے صرف ایک شخص آبزروین ٹاین بارٹالومی ڈی لاس انجلیس کا نام ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ عربی دان تھا لیکن بدقسمتی یہ کہ وہ اپنی بدچلنی کی وجہ سے اس کام کے لئے موزوں نہ تھا۔ ۲۷ ستمبر ۱۵۲۹ء کو محکمہ صدر نے محتسبین بلنسیہ کو لکھا کہ "ہمیں یہ سن کر تعجب ہوا کہ یہ شخص اس کام پر تعینات کیا گیا ہے حالانکہ یہ شخص بدچلن ہے۔ بنا بریں ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ اس کو علیحدہ کر کے ان مقامات میں جہاں جہاں یہ ہوا آیا ہے موزوں تر آدمی بھیجے جائیں تاکہ اس کی بدچلنی سے جو برا خیال وہاں پیدا ہو گیا ہے وہ جاتا رہے۔ اس خیال سے کہ کلیسا اور کلیسائیوں کے نام پر کسی طرح کا دھبہ نہ آنے پائے اور وہ بدنام

Marfat.com

س شخص کے تبدیل کرنے کی وجہ کسی پر ظاہر نہ کی جائیں نہ اُس پر کوئی اتہام والزام لگایا جائے۔"

یہ صورت سخت بدفالی کی تھی، اور اُن تکالیف اور مصائب کا پیش خیمہ تھی جو مولدین کے متعلق
بھی ختم نہیں ہوئیں۔ بہرحال یہ امر بہت جلد ظاہر ہو گیا کہ ایک بہت بڑے حصہ آبادی کو جس کے
فراد الگ الگ گروہوں میں تمام ملک میں بکھرے ہوئے تھے عیسائی کرنے کے لئے بہت بڑے اور
لمل نظام کی ضرورت تھی، ان کے لئے نئے علاقوں اور نئے گرجاؤں کی ضرورت تھی، مدرسے
لگ درکار تھے اور اصطباغ وغیرہ دینے کا الگ انتظام کرنا تھا۔ بلنسیہ کے اسقفون نے
ب تک کچھ نہیں کیا تھا، یہ ضروری تھا کہ تمام انتظام اور معاملہ اُن کے ہاتھ سے لے کر ایک ہی
فسر کی ماتحتی میں دیا جائے، یہی شخص اپنے علاقہ میں کلیسا کا سب سے بڑا افسر سمجھا جائے
س کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ پوپ چند اختیارات اپنی طرف سے اوروں کو عطا فرمادیں،
بنانچہ اُن سے درخواست کی گئی اور اُنہوں نے فوراً ۹ دسمبر ۱۵۳۲ء کو محتسب اعظم مین ریک کو اختیارات
فویض فرمائے، چارلس کے ۱۵۲۵ء والے فرمان کی ذمہ واری تمام اپنے اوپر لے لی اور اس سے
پنی خوشنودی مزاج ظاہر کی کہ عام طور پر اصطباغ دینے کی پالیسی بار آور ہو رہی ہے۔ بعد میں جناب
وپ نے ارشاد فرمایا کہ بوجہ غفلت اور پادریوں کے نہ ہونے کے جو مسلمان کہ عیسائی ہوئے تھے وہ
روگرداں ہو چکے ہیں، اگر اس کا کافی انتظام نہ کیا جائیگا تو اور بھی برے نتائج نکلنے کا اندیشہ ہے
اس لئے مین ریک کو پوپ نے مادام الحیات اختیارات کامل عطا فرمائے کہ وہ نو عیسائیوں کی
تعلیم کا انتظام کریں، بڑے اور چھوٹے گرجا بنائیں، پادریوں کو مقرر اور موقوف کریں، محاصل کلیسا
کا ایک سلوب کے ساتھ انتظام کریں، مختصر یہ ہے کہ محکمہ کلیسا کا تمام نظام اس طرح ان کے ہاتھ
ں دیا جائے کہ مقامی اسقفون کو اس سے سروکار نہ رہ جائے، ان کو یہ بھی اختیارات عطا فرمائے گئے
کہ وہ اُن تمام مقدمات کا فیصلہ کریں جو اسقف سے لے کر ایک ادنیٰ پادری تک پیدا ہوں، اُن سے
بذریعہ تنبیہات یا عدالتہاء فوجداری اپنے احکام کی تعمیل کرائیں، جو لوگ کہ اُن ہی جرائم کے پھر مرتکب
ہوں تو اُن کی تنخواہ یا معافی بند کر دیں، اُن کو ہمیشہ کے واسطے کلیسا سے علیحدہ کر دیں یا [illegible]

Marfat.com

اصلی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کریں۔ اس سے زیادہ اور اختیارات کیا دیئے جا سکتے تھے کہ جن میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ جبراً اُس بغاوت وغیرہ کو بھی فرو کر دیں جو اس روگردانی مذہب جدید سے پیدا ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بعد میں کچھ اور درخواستیں کی گئیں کیونکہ فرمان متذکرہ بالا کے ایک ماہ بعد یعنی ۱۱ دسمبر ۱۵۲۳ء کو ایک اور فرمان نکلا کہ اس تمام نظام کو ایک سال کے اندر اندر مکمل کر لیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مخالفت فرو کرنے کے بعد ان احکام کی پھر تجدید کی گئی کیونکہ ۲۶ نومبر ۱۵۳۴ء کو پوپ پال سوم نے ایک اور فرمان محتسب اعظم ٹیبیرا کے نام جاری کیا جس میں ۱۵۲۳ء کے فرمان کا اعادہ کر کے یہ اضافہ کیا گیا کہ بادشاہ نے درخواست کی ہے کہ اگرچہ مین ریک نے اب تک بہت کام کر لیا ہے مگر اب بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے نیز یہ کہ یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ آیا مین ریک کے جانشین کو اُن ہی کے اختیارات حاصل ہیں یا نہیں اس لئے جناب پوپ بذریعہ اس فرمان کے ٹیبیرا کو وہی تمام اختیارات عطا فرماتے ہیں جو مین ریک کو حاصل تھے۔

اب سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ اس جبریہ عیسائی بنانے سے جو نئے اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے اُس سے جتنا بھی ہو سکے فائدہ اُٹھائے۔ یہ دقت ایسی تھی کہ جو آخر وقت تک قائم رہی۔ پوپ کلیمنٹ ہفتم نے ۱۵۲۴ء ہی میں یہ حکم دے دیا تھا کہ تمام مسجدوں کو گرجا بنا دیا جائے۔ مسلمان چند ہی چیزوں پر عشر ادا کرتے تھے۔ اب اُن سے ہر چیز پر محصول وصول کئے جانے کا حکم ہوا۔ یہ محصول کلیسا کے مد میں جمع نہ کیا جاتا تھا بلکہ زمینداروں اور امرا کو دیا جاتا تھا کہ وہ اُس لگان وغیرہ کا معاوضہ ہو سکے جو مسلمانوں کے عیسائی ہو جانے سے وصول نہ کیا جائیگا۔ کیونکہ مسلمانوں سے یہ وعدہ تھا کہ اگر وہ عیسائی ہو جائینگے تو اُن کے تمام حقوق پرانے عیسائیوں جیسے سمجھے جائینگے۔ چونکہ پرانے عیسائی لگان وغیرہ ادا نہیں کرتے تھے اس لئے ان سے بھی محصول یا لگان نہیں لیا جانے والا تھا۔ اس کے بدلے میں اُمرا پر گرجاؤں کی خدمت اور اُس تمام سامان کا بار ڈالا گیا جو عبادت الٰہی کے لئے ضروری ہیں۔ ساتھ ہی مساجد کو گرجاؤں کے لئے وقف

Marfat.com

کردیا گیا۔اس انتظام پر عمل کرنے میں دیر لگی اور یہ دیر مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے راستہ میں حایل ہوئی۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ امراء اس کے مخالف رہے اور وہ یہ چاہتے رہے کہ صاف طور پر یہ بتلا دیا جائے کہ اُن کو کیا ملیگا۔ لیکن ۲۸ اپریل ۱۵۲۶ء کو چارلس نے دربار پاپائی سے اس معاملہ کے متعلق ایک فرمان حاصل کیا، جس کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ بہت سے مقدمات دایر ہوگئے، کیونکہ عذر یہ تھا کہ یہ حکم ہی ناجایز تھا، اُن میں سے بہت سے مقدمات روم تک پہنچے۔ اس فرمان کے موافق مولدین سے اُسی طرح محصول لیا جانا قرار پایا تھا، جو عیسائی ادا کرتے تھے اور یہ محصول پرانے عشر کے بدلے میں امرا یا بادشاہ کو دیا جانے والا تھا، مساجد کی جتنی آمدنی تھی وہ گرجاؤں کے کام آنے والی تھی، اور مسلمان اس کے پابند کئے گئے تھے کہ جو کچھ وہ مساجد کے لئے دیتے تھے، وہ اب بھی برابر دیئے جائیں، اس طریقہ سے جو آمدنی ہوگی اگر وہ کلیسا وکنیسہ کے خرچ سے زاید ہوگی تو زر فاصلہ امرا اور زمینداروں کو دیا جانے والا تھا، ان امرا یا زمینداروں کا یہ فرض قرار پایا تھا کہ وہ پرانے گرجاؤں کے علاوہ اُن گرجاؤں کی بھی خبر گیری کرینگے جو نئے بنتے یا بننے والے تھے، محکمہ کلیسا کے جتنے محصول تھے وہ اُن پر معاف تھے۔ اس انتظام کے یہ معنی تھے کہ امراء دینی ودنیاوی نے اپنے مزارعین وغیرہ کا عیسائی بنانا منظور کرکے اس کی بہت بڑی قیمت لی اور نئے آدمیوں کو مفلس کردیا۔ یوں جتنے بھی گرجا تھے۔ سب کنیستہ نقیس بن گئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان گرجاؤں کے متعلق ہمیں ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے۔

یہ وہ بنیادیں تھیں جن پر مین ریک کو اپنی عمارت تعمیر کرنی تھی، اسقفیۂ بلنسیہ میں ۲۱۳ طرطوشہ میں ۱۴، سیگوربے میں ۵۰ اور ری ہیولا میں چودہ مسجدوں کو گرجا بنا لیا گیا، مگر مقصود اصلی آمدنی تھا نہ کہ مولدین کی تعلیم وتلقین۔ بہ تعمیل حکم جناب پوپ، مین ریک نے ۱۴ جنوری ۱۵۳۴ء کو فرے لونزد ڈی کیل سے نا اور ڈان انٹونیو رامی ریز ڈی ہار (جو بعد میں سیگوویا کے اسقف ہوئے) کو بلنسیہ بھیجا، اور اُن دونوں کو اختیارات کامل دیئے اور اُن کے عہدہ کا نام بھی محتسب ہی رکھا۔ اُن کو

Marfat.com

یہ ہدایت تھی کہ وہ وائسرائے یعنی ڈیوک آف کیلبریا ملکہ جرمین کے شوہر سے مشورہ کر کے مولدین کے واسطے کلیسا کا تمام انتظام مکمل کرلیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسیس مقامی کے ہاں ٹھہرانے سے صرف یہ مقصود تھا کہ وہ آمدنی سے فایدہ اٹھائیں لیکن اگر آمدنی کافی نہ ہو تو پادری ان کا انتظام کرینگے اور وہی عُشر اور محصول وصول کر کے ان کے خرچ کا انتظام کرینگے۔ اگر امرا کچھ جایداد وقف کریں تو وہ گرجا کے مربی رہینگے اور ان کو راء دینے کا بھی حق ہوگا۔ اگر کوئی شخص کچھ وقف نہ کرے تو یہ رتبہ کسی ایسے آدمی کو دیا جائے جو اسی جگہ یا اس کے قریب کا رہنے والا ہو۔ یہ احتیاط کی جائے کہ جو آدمی مقرر کیا جائے وہ اس کام کے لایق ہو اور تنخواہ بھی متوسط درجہ کی دی جائے۔ خدام کنیسہ کا انتخاب احتیاط کے ساتھ کیا جائے یہی لوگ دیوانی و فوجداری کے حاکم ہونگے گرجاؤں کو صاف رکھینگے اور بچوں کو مذہبی تعلیم و تلقین کرینگے۔ جو بڑی عمر کے آدمی ہوں ان کے لیے واعظین مقرر کئے جاینگے اور ان کی شکم پُری کا انتظام کیا جائیگا۔ بچوں کی تعلیم کے لئے کالج قایم کیا جائیگا۔ جو لڑکے کالج میں پڑھینگے وہ اپنے والدین کو تعلیم دینگے۔ ان کے گزارے کے متعلق غور کیا جائیگا۔ قسیس متصرف سے یہ انتظام کیا جائے کہ وہ عشاء ربانی وغیرہ مفت بہم پہنچائیں یا بہت ہی ارزاں دیں تاکہ مولدین اس سے نہ گھبرائیں۔ اعتراف گناہ لازمی قرار دیا جائے صرف عید الفصح※ عید البشارۃ× عید الصعود مریم عذرا⊗ اور عید جمیع القدسین# کو ضرور اعتراف کرا دیا جائے۔ شادی کی فیس کم کر دی جائے۔ اگر عام پادری اس کو نہ مانیں تو مین ریک کو اس کی اطلاع دی جائے۔

اگرچہ جو کچھ کیا گیا وہ موقعہ کے لحاظ سے بہت موزوں تھا مگر اس کو تو خیال کرنا چاہئے کہ آٹھ برس گذر چکے تھے کہ مولدین کو بجبر اصطباغ دینے کا حکم جاری ہوا تھا۔ اب کہیں جاکر یہ ابتدائی کام شروع ہوا۔ اور لطف یہ ہے کہ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ سب سے بڑی دقت جس کا مقابلہ

ANNUNCIATION × EASTER ※
ASCENSION of ALL SAINTS # ASCENSION of VIRGIN ⊗

Marfat.com

کرتا ہے وہ روپیہ کی کمی ہے۔ مولدین ہی اپنی محنت و مشقت سے تمام سلطنت کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے، باوجود اس کے وہ جو کچھ کماتے تھے سواء سدارمق کے امراء اور پادری اُن سے چھین لے جاتے تھے، ان ہی وجوہ سے اُن کی دینی تعلیم کے انتظام کا ذریعہ نکالنا ناممکن نظر آرہا تھا، جو حفظ و بقائے سلطنت کے لئے ضروری تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب مولدین کو جلاوطن کیا گیا تو رئیس الاساقفہ کی آمدنی ستر ہزار سے پچاس ہزار ڈوکیٹ پر آرہی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولدین سے کتنی آمدنی ہوتی تھی، باوجود اس کے ایک سو نوّے[۱۹۰] نئے گرجاؤں کے لئے جو نئے انتظام کے موافق کھولے گئے تھے، رئیس الاساقفہ اور تمام کلیسا مل کر صرف دو ہزار ڈوکیٹ سالانہ جمع کر سکتے تھے، اس پر جب سینٹ ٹوماس ڈی ولانووا ۱۵۴۴ء میں رئیس الاساقفہ ہوئے تو انہوں نے پنشن کا انتظام کیا اور اُن کے پیش رو جارجے ڈی آسٹریا کی تین ہزار پنشن مقرر کی گئی اسی موقعہ پر سینٹ ٹوماس نے شاہ چارلس کو تاکید کی کہ وہ لائق اور جوشیلے پادریوں کو بیش قرار تنخواہوں پر مولدین کے علاقوں میں خیرات و مبرات تقسیم کرنے کے لئے مقرر کریں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اُن کو یہ یاد نہ رہا کہ یہ تو اُن کے اور کلیسا کے فرائض میں داخل تھا۔* لیکن موجودہ حالت میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی اور ۱۵۵۹ء میں فلپ ثانی کو یہ رپورٹ کردی گئی کہ تیس ڈوکیٹ سالانہ جیسے قلیل مشاہرہ پر کوئی شخص یہ کام کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔

اس خیال کو دل سے محو کرنا ہی ناممکن تھا کہ جبر ترغیب کا تکملہ یا مقدمہ ہے ۱۵۳۵ء میں کمشنروں نے وال ڈی الفنڈے میں ایک افسر مقرر کیا جس کا یہ کام تھا کہ ہر اتوار اور تیوہاروں کو تمام مولدین کو بجبر گرجاؤں میں پہنچا دیں اور جو نہ جائیں اُن کو سزا دیں۔ اس سے ڈیوک آف گینڈیا ناراض ہوگئے اور انہوں نے وایسرائے سے شکایت کی کہ ایسا نامعقول آدمی کیوں مقرر کردیا گیا۔ وایسرائے نے اس شخص کی حاضری کا حکم دیا، وہ بلنسیہ کی طرف آرہا تھا

---

*۱۵۸۸ء میں نے رئیس الاساقفہ بلنسیہ اور اسقف سیگوربے کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ مولدین کے لئے ایک مدرسہ جاری کریں اور اس کا خرچ ایک ہزار ڈوکیٹ سالانہ تاجران بلنسیہ سے وصول کریں۔ (مصنف)

کہ ڈیوک آف گینڈیا کے آدمیوں نے اُس کو قتل کر ڈالا، اس پر محتسبین نے محکمہ صدر کو رپورٹ کردی، وہاں سے حکم ہوا کہ قاتلوں پر مقدمہ چلایا جائے، اور والیسرا سے جواب طلب کیا جائے کہ اُنہوں نے محکمہ احتساب محنہ کے اہلکار کو حاضر لائے جانے کا کیوں حکم دیا۔ ان ظاہری مراسم کی جبریہ پابندی کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ محتسبین کی اُس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُنہوں نے صدر میں کی تھی کہ تمام نوعیسائی مسلمانوں کی طرح رہتے ہیں، اپنے لڑکوں کی ختنہ کراتے ہیں اور اُنہوں نے اس غرض سے روزے رکھے ہیں کہ خدا تعالےٰ باربروسہ کو چارلس کے اوپر ٹونس میں فتح عطا فرمائے۔ ۱۵۳۷ء میں پنچایتوں نے ہزار شکایتیں کیں کہ محکمہ احتساب محنہ نے مولدین کی دینی تعلیم کا انتظام نہیں کیا ہے، نہ اُن کے لئے گرجا مہیا کئے ہیں، باوجود اس کے اُن کو ارتداد اور کلمات کفر کے جرم میں سزائیں دی جاتی ہیں، مگر ان سب کا محکمہ صدر نے صرف یہی متکبرانہ جواب دیا کہ اُن کے ساتھ معتدلانہ اور رحمت آمیز سلوک کیا گیا ہے، باقی شکایت کا صرف یہ جواب تھا کہ بادشاہ کی اجازت سے اور سارے انتظام کر دیئے جائینگے۔ موجودہ انتظامات کتنے غیر مکتفی تھے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ۳۰ ستمبر ۱۵۳۶ء کو بادشاہ بیگم نے محتسب ہارو کو لکھا کہ قصبہ اوکزی کی آبادی چار سو خاندانوں کی تھی، ان میں سب سے زیادہ مولدین ہی ہیں، اتنی آبادی میں صرف ایک ہی پادری ہے، ظاہر ہے کہ صرف ایک آدمی اتنے آدمیوں کی تعلیم و تلقین کے لئے بالکل غیر مکتفی ہے اس لئے ملکہ موصوف نے حکم دیا کہ دو پادری اور مقرر کئے جائیں۔ یقیناً اتنے بڑے قصبہ سے بہت کچھ آمدنی ہوتی ہوگی، اور کوئی نہ کوئی آدمی اُس سے فایدہ اُٹھاتا ہوگا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اہلِ کلیسا آپس میں مل جُل کر کام کرتے ہونگے ورنہ ہمیں یہ نہ بتلایا جاتا کہ رئیس الاساقفہ جورجے ڈی آسٹریا جب اپنے علاقہ کو چھوڑ کر ۱۵۳۹ء میں فلینڈاس گئے تو اُنہوں نے ایک اور ہی انتظام مولدین کے عیسائی بنانے کے لئے کیا، اور بلنی ٹوڈی سینو میریا کو مولدین کا واعظ مقرر کیا۔ ٹین ریک نے کیلسینا اور ہارو کو جو اختیارات دیئے تھے وہ ۱۵۳۸ء میں مقدم الذکر کے مرنے پر ختم ہو گئے، اور اُس وقت تک ان کا استعمال ملتوی رہا، جب تک ان کے جانشین ہیرا

Marfat.com

کو پھر پاپائی اختیارات نہیں دے دیئے گئے۔ جیسے ہی یہ ہوا، روکو (جو سیوڈاڈ راڈریگو کا اسقف بنا دیا گیا تھا) پھر با اختیارات کامل بلنسیہ بھیج دیا گیا۔ ۱۵۴۵ء تک وہیں رہے۔ اس کے بعد ٹرینٹ کی کونسل میں بلا لئے گئے، مگر یہاں سے انہوں نے استعفا دیدیا۔ تب شاہزادہ فلپ نے رئیس الاساقفہ ٹوماس ڈی ولا نووا کو وہاں مقرر کر دیا۔ ٹوماس نے منظور کر لیا، مگر انہوں نے بہت صحیح کہا کہ یہ کام جتنا اہم ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے، اس کے لئے تو صرف ایک خاص آدمی متعین کیا جائے۔ اسی بنا پر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ وہ اپنے کار ہائے متعلقہ اسقفیہ کے ساتھ اس کام کو نہیں کر سکتے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہارو کا جانشین، باوجود وعدہ کے کوئی نہیں مقرر کیا گیا، اور حالت موجودہ کو غفلت سے اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ ۱۵۴۷ء میں رئیس الاساقفہ نے ایک مفصل رپورٹ کی۔ مولدین روز بروز نڈر ہوتے چلے جاتے تھے، اور اپنے مراسم مذہبی کو کھلم کھلا ادا کرتے تھے۔ جو کالج ان کے لئے قایم کیا گیا ہے، وہ ایک مکان میں تھا، اور اس میں بہت بڑا باغ تھا، یہاں صرف تین لڑکے پڑھتے تھے، اس لئے کوئی نئی جگہ تلاش کرنی اور نئی عمارت بنانی ضروری تھی۔ ایک سو سینتالیس نئے کنیسہ بنائے گئے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے تیس ڈوکیٹ وقف تھے اور وہ اس طرح کہ اسقفیہ کے دو ہزار ڈوکیٹ کی آمدنی سے دو تہائی لے لئے جاتے تھے، اور کچھ اور مقامات کے منافع وغیرہ اور بڑے گرجا اور دیگر اوقاف سے لی جاتی تھی۔ لیکن باوجود اس کے بہت کچھ کمی رہ جاتی تھی، یہ کمی کالج سے پوری کی جائیگی، کیونکہ اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تھا۔ خدام کنیسہ مقرر کر لئے جاتے تھے، اور ان کی جگہ اور پادری رکھ لئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کو نو عیسائیوں کے متعلق [illegible] دیدی گئی تھیں، بہت سی جگہ افسران فوج مقرر کئے گئے کہ وہ قواعد و ضوابط کی پابندی کرائیں، نو عیسائیوں کو مجبور کریں کہ وہ نمازیں شامل ہوں، اور عیسائیوں کی طرح سے رہیں۔ واعظین بھی اس غرض کے لئے بھیجے گئے تھے کہ مولدین کو تعلیم و تلقین کریں، اصطباغ دیں اور عشاء ربانی کا انتظام کریں، مگر یہ لوگ وہاں زیادہ عرصہ نہیں رہے۔ مساجد سابقہ کی آمدنیوں کے لئے محصل دو ہزار ڈوکیٹ اور دیگر

Marfat.com

اوقاف کا مقرر کیا گیا، مگر وہ اپنے فرائض منصبی کو اس لئے پوری طرح ادا نہیں کرسکا کہ چندے وغیرہ دینے والوں نے سخت مخالفت کی۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد یہ نیک اسقف اپنی تجاویز پیش کرتے اور کہتے ہیں کہ "شدید ضرورت یہ ہے کہ نگرانی اچھی طرح کی جائے اور افسران نگراں مقرر کئے جائیں۔ وہ یہ دیکھتے رہیں کہ نوعیسائیوں کو اچھی طرح تعلیم و تربیت ہوئی ہے، پادری اُن ہی کے درمیان میں اچھی حیثیت سے رہتے اور اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہیں یا نہیں، جو آمدنی اُن کو سابقہ مساجد سے ہوتی ہے وہ اچھی طرح خرچ ہوتی ہے یا نہیں۔ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ پادری اپنے فرائض کی طرف سے غفلت کرتے ہیں، اپنے علاقوں میں نہیں رہتے اور ان میں سے بعض تو سخت بدچلن ہیں۔ مساجد سابقہ کی آمدنی کے بڑے حصہ میں تغلب ہوجاتا ہے، اس آمدنی کو منقح کرکے ان کا حساب لیا جائے اور تدابیر اختیار کی جائیں کہ یہ مولدین کے گرجاؤں پر خرچ ہو اور دونہرا ڈووکیٹ کے محصلین وغیرہ سختی کے ساتھ حساب لیا جائے۔ چونکہ بعض اہالی کلیسا وہ رقوم ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں جو ان کے علاقوں کے لئے تشخیص ہوچکی ہیں، اور جو گرجاؤں کی امداد کے لئے خرچ کرنی چاہئیں اس لئے بادشاہ کو چاہئے کہ وہ رقوم بجبر وصول کرے۔ نوعیسائیوں کی تعلیم و تلقین کا پورا انتظام کیا جائے کہ کم سے کم وہ ظاہری صورت سے تو عیسائی رہیں، اور اُن امراء کے خلاف کارروائی کی جائے کہ جو مولدین پر مہربانیاں کرتے اور پادریوں اور افسرانِ فوج کو جو مولدین کے لئے مقرر کئے گئے ہیں، اپنا کام نہیں کرنے دیتے، اور اسی وجہ سے اُن کے رعایا مولدین نماز میں شریک نہیں ہوتے بیس برس ہوگئے کہ مسلمانوں کو بجبر اصطباغ دیا گیا ہے لیکن عملی طور پر اُن کو عیسائی بنانے کی اب تک کوئی تدبیر نہیں کی گئی۔ ہر قسم کا سلب و نہب، تغلب اور خیانت بڑے زوروں پر ہے۔ یہ صد اوقاف موجود ہیں، مگر غفلت کی وجہ سے وہ سب عہدیوں کی شکم پوری کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اُن اوقاف میں سے چند کی آمدنی تو بدچلنی کے اسراف بیجا کی نذر ہوجاتی ہے۔ محکمۂ احتساب و محنہ کے پرانے شکار ہوچکے جب ختم ہوگئے تو اب اُس کو ایک نیا میدان اور نئے شکار ہاتھ

Marfat.com

گئے ہیں، جس غرض سے کہ بظاہر ۱۵۲۵ء کا گناہ مول لیا گیا تھا اُس میں ذرا سی بھی ترقی نہیں ہوئی" اصل یہ ہے کہ سلطنت سپین میں بدنظمی ایک مرض مزمن ہو رہا تھا جبر و تشدد اور ترغیب دونوں تدبیریں ایسی تھیں کہ جن کی وجہ سے دین مسیحی سے نو عیسائی نفور ہوتے چلے جاتے تھے۔ آخر وقت تک یہی حالت قایم رہی۔ کاش سپین کے سیاست دانوں میں پیش بینی و عاقبت اندیشی کا کچھ مادہ پیدا ہوتا اور وہ بڑے فکر کے ساتھ اپنے دل سے یہ سوال کرتے کہ جو کچھ ہو رہا ہے آخر اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

یہ کوشش کی گئی کہ مبلغوں، واعظوں، پادریوں اور فوجی افسروں کی جگہ عالم و فصیح و بلیغ راہبوں کو تمام ملک میں بھیجا جائے مگر اس میں بھی ناکامیابی ہوئی۔ ۱۵۴۳ء میں چارلس نے بڑے شوق سے اس انتظام کی طرف توجہ کی۔ اُنھوں نے مولدین میں یہ اعلان کرایا کہ اُنھوں نے پوپ سے درخواست کرکے یہ حکم لیا ہے کہ محکمۂ احتساب محنہ کی کارروائیوں کو چند روز کے لئے ملتوی کر دیا جائے اب وہ (چارلس) اُن میں ایسے واعظین بھیج رہے ہیں جن کا وعظ اُنہیں نہایت ادب اور خلوص قلب سے سننا چاہئے تاکہ اُن کو نجات ابدی حاصل ہو اگر وہ اپنے دلوں کو یوں ہی پتھر رکھیں گے تو جو دنیاوی و روحانی سزائیں بادشاہ اور خدا کی طرف سے مقرر ہو چکی ہیں وہ بہت سختی کے ساتھ اُنہیں دی جائینگی۔ ان واعظوں میں سے ایک تو قایل توحید راہب جوآن ہاٹکون تھے، جن کی بہت سی کرامات بھی مشہور ہیں۔ جو اختیارات اُن کو دیئے گئے تھے اُن کے موافق وہ جہاں چاہتے وعظ کہہ سکتے تھے، تمام حکام و عمال کو حکم تھا کہ اُن کی ہر طرح سے امداد کریں ورنہ ایک ہزار فلارن جرمانہ کے مستوجب ہونگے، اُن کو اجازت تھی کہ مولدین کو اپنا وعظ سننے کے لئے طلب کریں اور اگر وہ حاضر نہ ہوں تو اُنہیں سزا دیں۔ دوسرے واعظ، بارٹالومی ڈی لاس اینجیلس تھے، جن کے برخلاف اُن کی بدچلنیوں کے باعث مقدمہ چلایا جا چکا تھا، اور سخت بے عزت ہو کر موقوف ہو چکے تھے۔ اس مرتبہ اُن کو پھر بڑی بڑی سندات اور بڑے بڑے اختیارات دے کر بھیجا گیا اور ۱۲۸ قصبوں کی ایک فہرست اُن کے حوالہ کر دی گئی کہ اُن میں جا کر وہ وعظ کریں۔ شروع ہی

میں سقف ہاروے نے انہیں اُن کی کامیابی پر مبارک باد دی حالانکہ پادریوں نے اُن کو کوئی مدد نہیں دی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بہت سے مقامات پر تو پادری اُن خطرات کے باعث جن کا اُنہیں سامنا کرنا پڑتا تھا تھے ہی نہیں لیکن ۱۵۴۴ء ہی میں اُن کے خلاف یہ الزام لگنے لگے کہ وہ مولدین سے بہت ملا ملا رکھتے ہیں اور خود فائدے اُٹھاتے ہیں۔ مگر باوجود ان شکایات کے اُن کو علیحدہ نہیں کیا گیا۔ آخر ۱۵۴۷ء میں تو اُن کی باتوں سے لوگ بالکل ہی بیزار ہو گئے۔ اُن پر مقدمہ قایم ہوا۔ اُن کے تمام اختیارات سلب کر لئے گئے اور اُن کو ایک خانقاہ میں بند کر دیا گیا۔ بارٹالومی جیسا نالایق مبلغ اتنا عرصہ اس کام پر کیوں متعین رہا؟ اس کا جواب غالباً یہ ہے کہ وہ عربی جانتے تھے۔ اگرچہ اس پر اعتبار آنا مشکل ہے۔ مگر کیفیت یہ تھی کہ عام طور پر یہی لوگ وعظ کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے جو عربی جانتے ہوں۔ مولدین زیادہ تر ان قصبوں میں رہتے تھے جو صحیح معنوں میں زراعتی دیہات تھے۔ وہاں قشتالی یا لیموسن زبان جاننے والے لوگ بہت ہی کم تھے۔ شاذ و نادر ہی کوئی عورت یا بچہ اس زبان کو بول سکتا تھا۔ جب ۱۵۶۴ء میں فلپ کی آنکھ کھلی اور اُنہوں نے دیکھا کہ کام کو یوں ہی نہیں چھوڑ دینا چاہئے تو اُنہوں نے بطور ایک حرکت مذبوحی کے، یہ کوشش کرنے کا حکم دیا کہ جو خرابیاں واقع ہو چکی ہیں اُن کی تلافی کی جائے اور مولدین کو تعلیم و تلقین کی جائے۔ جو لوگ کہ گرجاؤں کے ملاحظہ کے لئے بھیجے گئے، اُن کو بہت سا روپیہ دیا کہ وہ اُس کو بڑی فراخ دستی کے ساتھ غربا اور ایسے واعظوں میں تقسیم کریں جو عربی دان ہوں۔ رئیس الاساقفہ مارٹن ڈی ایالا سے مدد لی گئی۔ اُنہوں نے عربی میں اصول دین مسیحی چھپوا کر مدد دی۔ یاد ہوگا کہ ہرنینڈو ٹلاویرا نے بھی یہی تدبیر اختیار کی تھی مگر شیمینیس نے اُن کو یہ کہہ کر دھمکایا اور بدنام کیا تھا کہ عربی میں اصول دین مسیحی کو لکھنا اُن کی بے ادبی ہے۔ اس واقعہ کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ یہ تدبیر پھر ان لوگوں کے ذہن میں آئی۔ دوسری طرف یہ ہو رہا تھا کہ سینٹ لیوس برٹران کو والیسر اے ڈیوک بخیرا نے ۱۵۶۹ء میں بلا کر مشورہ کیا تو اُنہوں نے یہ تدبیر بتلائی کہ مولدین کو مجبور کیا جائے کہ وہ عوام الناس کی زبان سیکھیں، تاکہ مبلغین و واعظین کی بات سمجھ سکیں۔ کسی لڑکی

کی شادی کی اُس وقت تک اجازت نہ دی جائے کہ جب تک وہ اصول دین کو اُس زبان میں نہ سمجھ سکے، اور تیوہاروں میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص گرجا میں جتنی دفعہ عربی زبان بولے اُتنی ہی دفعہ جرمانہ ادا کرے ۱۲۹۵ء میں جب اسقف ہیریز آف سیگوریے سے حالات موجودہ پر رپورٹ طلب ہوئی تو جہاں اُنہوں نے اور تجاویز کیں منجملہ اُن کے ایک یہ تدبیر بھی بتلائی کہ مولدین میں وہ واعظ بھیجے جائیں جو عربی جانتے ہوں۔ اس کی مخالفت کی گئی تو اُنہوں نے ٹلاویرا اور ایالا کی نظیر پیش کی معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت اس امر پر بہت کچھ بحث ہوئی کہ ملنسیہ کی یونیورسٹی میں عربی پڑھانے کے لئے ایک اُستاد مقرر کیا جائے۔ جو لوگ اس تجویز کے مدعی تھے اُنہوں نے بیان کیا کہ ۱۳۱۲ء میں وی این کی دینی کونسل نے حکم دیا تھا کہ روم، بولونا، پیرس، آکسفورڈ اور سلامنکا میں عربی پڑھائی جائے، سینٹ ریمون ڈی پے نا فورٹ نے ڈامی نی کن جنرل سے یہ اجازت لے لی تھی کہ راہبوں کو عربی کی تعلیم دی جائے اور مریہ اور ٹیونس میں بادشاہ قشتالہ وار ارغون کی مدد سے مدارس کھولے جائیں، جو واعظین کہ عربی پڑھے ہوئے تھے اُنہوں نے دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا تھا، اور پوپ گریگوری سیزدہم نے روم میں ایک چھاپہ خانہ قایم کیا تھا جس میں عبرانی، یونانی، لاطینی و عربی زبان میں کتابیں وغیرہ چھاپی جاتی تھیں اس مطبع کو کئی پوپ بڑے خرچ سے چلاتے رہے تھے۔ ان ممد و معاون لوگوں نے یہ بھی دلیل پیش کی کہ مسلمان قرآن شریف کو کلام الٰہی مانتے ہیں، جو لوگ کہ قرآن شریف نہیں جانتے اُن سے یہ توقع رکھنی کہ وہ مسلمانوں کے عقاید پر فتح پائینگے غلط ہے کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن شریف عربی زبان میں پڑھا جائے تو اس تک لوگوں کی رسائی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں، اس کے علاوہ عربی زبان میں بہت سی کتابیں ہیں جن میں عیسائی عقاید کی تردید اور ابحاث میں ہیں، ان تک اُن ہی لوگوں کی دسترس ہو سکتی ہے جو عربی جانتے اور مسلمانوں کے اصول کو سمجھتے ہیں۔ یہ تمام دلایل اتنی وقیع اور صاف ہیں کہ اُن کی تردید نہیں ہو سکتی مگر دوسری طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ اس میں بہت زیادہ وقت صرف ہوگا، اس کے

Marfat.com

علاوہ فرے جوان ڈی پیوگینٹوس اپنے معتقدین اور دیگر لوگوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے سامنے عربی میں وعظ کر چکے ہیں مگر اس سے کچھ بھی فایدہ نہیں ہوا قطع نظر اس کے ارغون کے مولدین اپنے اجداد کی زبان قریباً بھول ہی چکے ہیں جو لوگ قشتالہ میں رہتے ہیں انہوں نے اس کا استعمال ترک کر دیا ہے مگر باوجود اس کے وہ ویسے ہی مسلمان ہیں جیسے کہ پہلے تھے ان دلایل کو کامیابی ہوئی فلپ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ یونیورسٹی میں عربی کا کوئی استاد نہ رکھا جائے اور یہ حکم دیا کہ مولدین کے بچوں کو عوام الناس کی زبان سکھلائی جائے۔ فرے بلیڈا سخت ترین حقارت کے ساتھ مذاقاً کہتے ہیں کہ ۱۶۰۴ء کی کونسل میں ایسے لوگ بھی تھے کہ جنہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر واعظین عربی زبان سیکھ لینگے تو یہ بہت مفید ہوگا۔

ایک اور طریقہ سوچا گیا جو بہت معقول تھا یعنی یہ کہ عیسائی اور مسلمان دونوں کو ایک دوسرے سے مخلوط ہونے دیا جائے۔ اس خیال سے کہ مسلمان عیسائیوں سے نہ ملنے پائیں فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے یہ انتظام کیا تھا کہ مسلمانوں کے لئے الگ محلے ہوں اور ان کو بذریعہ فصیل شہر کے علیحدہ کیا جائے۔ یوں مولدین عیسائیوں سے علیحدہ ہی رہتے تھے۔ اگر یہ قید توڑ دی جائے تو نہ صرف عیسائیوں کا ان پر زیادہ اثر پڑیگا بلکہ ان پر نگرانی بھی پوری طرح ہو سکیگی اور ارتداد کی بھی ان کو بآسانی سزا دی جا سکیگی۔ اس کے متعلق سب سے پہلی جو تجویز مجھے ملی ہے وہ ۱۵۱۵ء کی ہے اس سال جب محتسب این زیناس آگریڈا گئے ہیں تو انہوں نے حکم دیا کہ تیس یا چالیس اصطباغ یافتہ مولدین شہر میں آ کر رہیں اور اتنے ہی پرانے عیسائی مسلمانوں کے محلوں میں چلے جائیں۔ میونسپل کمیٹی کے عمال نے فرڈی نینڈ سے کہا کہ اگر یہ انتظام کیا جائیگا تو مسلمانوں کے محلہ کا دروازہ کھلا رکھنا پڑیگا اس لئے ایک اور دروازہ کھولا جائے تاکہ بازار کا راستہ رہے۔ فرڈی نینڈ نے اس کو منظور نہ کیا اور کہا کہ جو نئے یا پرانے عیسائی ادھر سے ادھر جائیں وہ ایسے آدمی ہونے چاہئیں جن کے ملکیتی مکان نہ ہوں جب طلبیرہ میں اصطباغ دیا جا رہا تھا تو محکمہ احتساب و محنہ نے ایک دوسرا ہی خیال

Marfat.com

ظاہر کیا: جب البراسن کی جامع مسجد کو گرجا بنایا گیا ہے تو محتسبین نے یہ حکم دیا کہ کوئی مسلمان شہر میں نہ جانے پائے، تاکہ غیر اصطباغ یافتہ اور نو عیسائی آپس میں نہ ملنے پائیں۔ اس کے شہر والے بہت تنگ ہوئے کیونکہ اُن کو وہ اجناس نہیں مل سکتی تھیں جو مسلمان ہی بہم پہنچاتے تھے اور چونکہ تمام اجناس کا تبادلہ شہر میں ہوتا تھا اور مسلمان وہاں نہ جا سکتے تھے اس لئے چارلس نے ۴ مارچ ۱۵۲۶ء کو محتسبین کو حکم دیا کہ وہ اپنے حکم میں اس طرح ترمیم کردیں کہ مسلمان مسافر دو دن اور دو راتیں شہر کی چہار دیواری کے اندر گزار سکیں، لیکن مسلمانوں کے محلے میں نہ جا سکیں ۱۵۲۸ء میں قستالہ کی پنچایت نے یہ دیکھا کہ دونوں اقوام کا اختلاط نہ ہونے دینا حماقت ہے اس لئے اُنہوں نے درخواست کی مسلمانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ عیسائیوں میں آکر بسیں، تاکہ اُن کے عیسائی بنانے میں آسانی ہو۔

دوسری طرف اُسی سال یعنی ۱۵۲۸ء میں جو معاہدہ کہ محکمۂ احتساب و محتسب اور مولدین بلنسیہ کے درمیان ہوا تھا اُس میں یہ شرط بھی کہ دار الصوبہ مثلاً بلنسیہ، جاٹیوا، کسٹیلون ڈی لا پلانا وغیرہ میں مولدین کو الگ ہی رکھا جائے لیکن ۱۵۲۹ء میں چارلس نے اپنی پالیسی بدل دی، اُنہوں نے تمام حکام کو اور مین رک نے تمام محتسبین کو یہ حکم دیا کہ وہ آپس میں اور پھر وکلاء مولدین سے مشورہ کرکے کوئی ایسی تدبیر نکالیں کہ مولدین کو وہاں سے الگ بھی کردیا جائے اُنہیں کچھ تکلیف اور نقصان بھی نہ ہو اور اُن کے عیسائی بنانے میں بھی آسانی پیدا ہو جائے۔ ان مشوروں کا جو نتیجہ ہو اُس کی رپورٹ محکمہ صدر میں کی جائے۔

آئے دن کے مشورے اور اُن پر کوئی عمل درآمد نہ ہونا سپین کا روزمرہ کا کھیل تھا۔ اس مرتبہ بھی یہی ہوا۔ کہ اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ یہ صحیح ہے کہ محتسب اعظم والڈیس نے ۵ نومبر ۱۵۴۹ء کو شاہ چارلس کو یہ لکھا کہ اس انتظام کا تجربہ کیا گیا، اور اس کا اچھا نتیجہ نکلا، لیکن ایک امر اس کے راستہ میں سخت حایل ہے، اور وہ یہ کہ ویلا ڈالڈ میں ۱۵۴۲ء میں یہ تجویز ہوئی کہ جو فصیل دونوں اقوام کو علیحدہ علیحدہ رکھتی ہے اُس کو توڑ دیا جائے، تاکہ مولدین کو کوئی دقت نہ رہے۔ اس کا نتیجہ

Marfat.com

یہ ہُوا کہ بہت سے مکانات گرا دیئے گئے، جن کی مجموعی قیمت تین ہزار ڈوکیٹ ہوتی ہے ۱۵۴۲ء میں عُمّال شہر نے یہ تصفیہ کیا کہ اس تین ہزار ڈوکیٹ میں سے بقدر ایک تہائی کے شہر برداشت کرے، ایک تہائی اُس جایداد کا منافع تشخیص کیا جائے جو ترقی کے بعد اُس کو حاصل ہوگا، باقی ایک تہائی کے لئے محکمۂ احتساب محنہ نے یہ وعدہ کرلیا کہ وہ اُس جرمانہ سے ادا کر دیا جائیگا، جو اُن مولدین پر ہوگا جو ایڈکٹ آف گریس کے تحت میں آئینگے ۱۵۴۹ء تک یہ معاملہ یہیں تک رہا، مگر اسی سال میں انہدام کا کام شروع ہوا؛ اس پر مالکان مکانات نے سخت مخالفت کی؛ اس قصہ میں محکمہ احتساب محنہ کے دو آدمیوں کو وہاں کے مجسٹریٹ نے (جس کا صدر مقام اُن دنوں ویلاڈ الڈ تھا) گرفتار کرا لیا، اس ہتک کے عوض میں محکمہ مذکور نے جواب طلب کیا، مگر کچھ نہ ہُوا۔ بہرحال انہدام مکانات کا کام ایک غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی ہوگیا؛ اور آخر والڈیس نے ۸ اکتوبر ۱۵۴۱ء کو چپ چاپ یہ حکم دیدیا کہ نئے اور پُرانے عیسائی اس طرح رہیں کہ ایک گھر میں نیا عیسائی ہو تو دوسرے میں پُرانا اور تیسرے میں پھر نیا، اور یہی سلسلہ قایم ہے ۱۸ نومبر کو محکمہ صدر نے اُن کے پاس اس حکم کے جواب میں ایک طول طویل رپورٹ بھیج دی اُنہوں نے ۷ نومبر اور ۲۳ دسمبر کو بادشاہ کو بھی ایک تحریر بھیجی جو اُس وقت جرمنی میں تھے ۔صورت یہ تھی کہ محکمۂ احتساب محنہ کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ تین ہزار ڈوکیٹ ادا کریں اور خود دو ہزار کی رقم جس طرح ممکن ہو جمع کرلیں محکمہ صدر نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہمارے پاس اتنا بھی روپیہ نہیں ہے کہ ہم اپنے محکمہ کی تنخواہیں ہی دے سکیں، اگر یہ کہا جائے کہ ہم قرض لے لیں تو اُس کے ادا کرنے کی صورت کوئی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ اُن کے عُمّال کو کبھی گرفتار نہ کیا جایا کرے۔ ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہ معاملہ کس طرح طے ہُوا، مگر جو کچھ قیاس چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ مولدین کی آخری جلاوطنی تک وہ اپنے گھروں سے نہیں ہلائے گئے ۱۵۷۰ء میں فلپ ثانی کو پھر خیال آیا۔ اُنہوں نے حکم دیا کہ مولدین پُرانے عیسائیوں کے ساتھ رہیں تاکہ اُن پر نگرانی ہو سکے، اور جس وقت ضرورت ہو انہیں محکمہ احتساب و محنہ کے سپرد

Marfat.com

کر دیا جائے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر کچھ توجہ نہیں کی گئی نہ مجھے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد اس خصوص میں پھر کوئی کوشش کی گئی یا نہیں۔

والڈیس نے اپنے مراسلہ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۵۴۹ء میں محتسبین ویلاڈالڈ کو ایک نہایت قابل قدر تدبیر بتلائی وہ یہ بھی کہ ہر ممکن طریقہ سے نئے اور پرانے عیسائیوں میں تعلقات مناکحت قایم کرنے کی ترغیب کی جائے۔ یہ مشورہ ہی نہ تھا بلکہ حکم تھا۔ اس کے موافق جو جہیز مولدہ دلہن اپنے ساتھ پرانے عیسائی کے گھر لے جائے وہ کبھی اور کسی حال میں ضبط نہ کیا جائے، اسی طرح جس وقت کوئی مولد کسی پرانی عیسائی عورت سے شادی کرے تو جو جایداد اس وقت مولد کے پاس ہو وہ ضبطی سے مستثنےٰ رہے۔ بدقسمتی کہ اس وقت ایسے کٹر اور متعصب لوگ تھے کہ انہوں نے اس آزاد خیالی کی مخالفت کی، اور اس بہترین تدبیر کو نہیں چلنے دیا؛ چنانچہ ۱۶۰۳ء میں رئیس الاساقفہ رای بیرا نے بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے نکاح کی اجازت نہیں دی، کیونکہ اس میں پرانے عیسائی مرد یا عورت کے گمراہ ہوجانے کا اندیشہ تھا۔ بلیڈا نے تو صفحوں کے صفحے رنگ ڈالے ہیں کہ اس تجویز پر عمل کرنا سخت مخدوش ہے اور اس کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے۔* والڈیس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مولدین اور ان کے بچوں کی تعلیم کے واسطے معلم مقرر کئے جائیں اور ان کی تنخواہیں اس طرح ادا کی جائیں جیسا کہ محتسبین حکم دیں۔ ان لوگوں کے تقرر اور تنخواہوں کا معاملہ بھی جزو میں اسقف بلنسیہ نے بڑی آسانی کے ساتھ یوں طے کرلیا کہ انہوں نے کچھ علماء دین مسیحی دو ریال روزانہ تنخواہ پر اپنے علاقوں میں بھیج دیئے اور ان کی تنخواہ مولدین پر ڈال دی اور حکم دیا کہ وہ اپنے لگان اور دیگر محاصل کے علاوہ یہ بوجھ بھی اٹھائیں۔

ہم نے دیکھ لیا کہ ضبطیوں کے متعلق پالیسی بدلتی رہی کبھی کچھ ہوئی تو کبھی کچھ۔ اس کے ساتھ ہی محکمۂ احتساب محنہ کے اختیارات کبھی سلب کر لئے جاتے تھے اور کبھی پھر دے دیئے جاتے تھے۔ جہاں کوئی حتمی قرارداد اور عزم مصمم ہو وہاں اس قسم کی باتیں بھی ہوا ہی کرتی ہیں، فی نفسہ یہی بات تمام خرابیوں کی بیخ و بنیاد تھی؛ اگر چند روز نرمی کا سلوک کیا جائے اور پھر سختی ہو تو قاعدہ

* یہ حالت ہے اُس دین کی جو ان غریب مسلمانوں کے حلق میں کاٹھ کی دوا کی طرح ٹھونسا جاتا تھا۔ (مترجم)

ہے کہ لوگوں کو غصہ زیادہ آتا ہے۔ لیکن دنیا بامید قائم ہے، ابھی یہ یقینی توقعات باقی
تھیں کہ (ادعائی) تعلیم تلقین کی جو متواتر کوششیں ہورہی ہیں وہ باور ہوکر رہینگی۔ ان
حکام قبض وبسط کو یہ ضرور دکھلائی دینا چاہیئے تھا کہ جو تدابیر کی جاتی ہیں اُن میں ہزار
خلوص ودیانت مضمر ہو، اُن کا نفاذ اور اُن کو کامیاب کر کے دکھلانا ان لوگوں کے
ہاتھ میں ہے، جن کی غرض وغایت یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے مظلوم قوم کے مال سے اپنے ہاتھ
رنگین۔ سپین کے سیاست دانوں کو ایک بڑا فرض ادا کرنا تھا، جو اہم بھی تھا اور پیچیدہ بھی، وہ دل
سے یہ چاہتے تھے کہ اپنے بیہودہ خیالات کے موافق اُس سے سبکدوش ہوجائیں، لیکن اُن کی تمام
کوششیں اُن لالچی اور خود مطلب لوگوں کے ہاتھوں لاحاصل ہوجاتی تھیں یہ جن کو نازک اور ذمہ داری
کا کام مجبوراً سپرد کرنا پڑتا تھا۔ اُن کا دل ہمیشہ اُن کو دھوکا دیتا رہتا تھا، اس کا ثبوت یہ تھا کہ جس
طرح یہ کام چل رہا تھا اُس کے ہوتے ہوئے بھی وہ یہ امید رکھتے تھے کہ اُن کو اتنے مخلص اور
بنے بنائے دیندار عیسائی مل جائینگے کہ جن کا سنبھالنا مشکل ہوگا۔ اس کے لئے تو یہ ضروری
تھا کہ کلیسا اپنے غلط کاریچوں کے قصور اور سزائیں معاف کردے تاکہ وہ پھر اُس کی گود میں آنے کو
تیار ہوجائیں۔ اس کے متعلق ہم باب اوّل میں پوپ کلیمنٹ ہفتم کا فرمان مورخہ ۱۶ رجون ۱۵۲۵ء
کا ذکر آئے ہیں سو دوسری باقاعدہ تدبیر وہ تھی جو ایڈکٹ آف گریس کے رو سے قرار پائی تھی یعنی ایک
میعاد دے دی گئی تھی کہ جس کے اندر اندر مرتدین خود حاضر ہوکر اعتراف گناہ کرلیں، از سر نو عیسائی
ہوجائیں اور اُن کو بہت سی آسانیاں دیدی جائیں محکمہ احتساب ومحنہ کو ہر وقت یہ اختیارات حاصل
تھے کہ معمولی طور پر جس مضمون کے احکام چاہتے صادر کرتے لیکن اس معاملہ میں تو کچھ اور بھی
کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ فرامین کا ایک سلسلہ تھا کہ جناب پوپ سے جاری کرایا گیا، اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا دلی منشا یہ تھا کہ کسی طرح مولدین اُن کے قابو میں آجائیں لیکن فرما
فرمالوگ بالکل اندھے تھے، اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ جس چیز کو وہ نرمی سمجھتے اور کہتے ہیں وہ
سد راہ ہے جو مولدین کو اُن تک آنے سے روکتی ہے۔

Marfat.com

ان فرمانوں میں سے سب سے پہلے فرمان میں کلیمنٹ ہفتم نے ۲ جولائی ۱۵۲۷ء کو لکھا تھا کہ نو عیسائی اپنے اُساقفہ کی غیر حاضری، پادریوں کی غفلت اور فقدانِ تعلیم و تلقین کی وجہ سے اپنی پُرانی غلطیوں میں جا پھنسے ہیں، نیز یہ کہ چارلس اُن پر مرحمت خسروانہ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے اُنہوں نے یہ قرار دیا ہے کہ یہ لوگ ایک میعاد مقررہ کے اندر خفیہ طور سے اُن لوگوں کے سامنے اعتراف گناہ کرلیں، جن کو مین رِک اس غرض سے مقرر کریں، اور پھر عیسائی ہونے پر راضی ہو جائیں، اگر ایسا ہو تو نہ اُن کو کوئی عقوبت دینیہ ہوگی، نہ اُن کی ضبطی ہوگی، بنا بریں پوپ کلیمنٹ، شاہ چارلس کے اس حکم کو موکد کرتے ہیں، اور بنظر احتیاط مزید اُن پادریوں کو، جن کو مین رِک مقرر کریں، یہ اختیارات دیتے ہیں کہ وہ ان گنہگاروں کے عفو تقصیرات کر سکتے ہیں، گو اس میں کوئی ایسا گناہ بھی ہو کہ جس کی معافی پوپ ہی کے اختیارات کاملہ کے بغیر نہ ہو سکتی ہو، اگر چاہیں تو اُن کو سخت عقوبات دینیہ بھی دیں، نیز اُن کو اصطباغ بے گناہی دینے کا بھی اختیار حاصل رہیگا ۔

بہت ہی جلد یہ معلوم ہوگیا کہ جو کچھ کیا گیا ہے اُس سے بھی زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نو عیسائی یہ سمجھتے تھے کہ ایک دفعہ معافی مل جائے، خواہ وہ کسی طرح اور کسی ذریعہ سے ملے، تو وہ آزاد ہیں اور پھر اپنے پُرانے مراسم پر قایم رہ سکتے ہیں، اور یوں وہ از سر نو مذہب مسیحی سے روگرداں ہو سکتے ہیں، حالانکہ یہ جرم قانون دینی کے موافق ناقابل معافی ہے۔ ایسے مجرموں پر کلیسا کبھی رحم نہیں کرتا؛ اُن کی روحیں صرف اس طرح پاک ہو سکتی ہیں کہ وہ پھر عیسائی ہو جائیں، کلیسا پھر اُن کو اصطباغ دینے سے انکار نہیں کرتا لیکن اُن کے جسم ابد الآباد تک جہنم میں جلینگے، محکمۂ احتساب و محنہ کو اس جرم کے معاف کرنے کا ہرگز کوئی اختیار نہیں تھا، اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ جناب پوپ خاص طور پر اس کے متعلق اپنے اختیارات اُن کو تفویض کریں، تاکہ زندہ جلنے والوں کی تعداد میں کمی رہے، اور جو وعدے از راہ مرحمت خسروانہ مولدین سے کئے گئے ہیں وہ غلط قرار نہ پائیں۔ اِس قسم کے سب سے پہلے مفوضہ اختیارات کا ذکر جو مجھے ملتا ہے وہ وہ ہے جو کلیمنٹ ہفتم کے فرمان محررہ ۲ دسمبر ۱۵۳۰ء میں مندرج ہے، جس کے رو سے مین رِک کو اُن کے عہدۂ محتسب اعظم پر فایز

Marfat.com

رہنے تک یہ اختیارات دیئے گئے کہ وہ ایسے اعتراف کرانے والے مقرر کریں جو گنہگاروں کے گناہ معاف کر سکیں، گو وہ کئی مرتبہ مرتد ہو چکے ہوں، مگر اس شرط پر کہ وہ خفیہ طور پر معافیاں مانگ لیں اور عقوبت دینیہ اٹھائیں۔ اُن کو اور اُن کی اولاد کو نہ کچھ سزا دی جائے نہ اُن کی ضبطی جایداد ہو۔ اس حکم فرمانے کی وجہ یہ ظاہر کی گئی کہ مولدین کے علاقوں میں اتنے پادری نہ تھے کہ اُن کو دین کی تعلیم پوری طرح ملتی۔* ہینریک کے مرنے کے بعد یہی اختیارات اس کے جانشین ٹویرا کو دیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوپ کا فرمان ضایع ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ان اختیارات کا نفاذ ملتوی کر دیا گیا، اور ۱۵۴۶ء میں محکمۂ احتساب مذہبی کے اختیارات کو معطل کر دیا گیا۔ آخر کار ۱۵۵۶ء میں پوپ پال چہارم نے وہی اختیارات محتسب اعظم ویلڈیس کو عطا فرمائے اور پوپ پائیس چہارم نے ان ہی کو اپنے فرمان ۱۵۶۱ء میں بحال رکھا۔× یہ تو ہم دیکھ ہی چکے ہیں کہ ویلڈیس نے فوراً ہی ان اختیارات کو رئیس الاساقفہ بلنسیہ کو تفویض کر دیا۔ ۱۵۶۵ء میں ان فرمانوں کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی۔ ۲۵ اگست کے مراسلہ میں پوپ پائیس چہارم نے ویلڈیس کو لکھا کہ موخرالاسم نے تحریر کیا ہے کہ محکمہ

---

* ہینریک نے ان اختیارات کا ذکر محتسب بلنسیہ سے ۱۵۲۵ء تک نہیں کیا لیکن بہرحال ان کا اثر زندہ جلائے جانے والوں کی تعداد پر کچھ نہیں پڑا۔ دیکھو باب چہارم۔ (مصنف)

× ۱۵۵۸ء میں جب اغون میں یہ کوشش کی گئی کہ مولدین پر کسی طرح قابو پایا جائے اور محتسبین کو یہ حکم ہوا کہ وہ تمام سلطنت کا دورہ کر کے ایڈکٹ آف گریس کا اعلان کر دیں تو ویلڈیس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اُن کو اپنے پیشروؤں کے تمام اختیارات اس فرمان کے موافق حاصل ہیں، مگر ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ فرمان صرف ان اصطباغ یافتہ لوگوں پر جاری ہے کہ جو مذہب سے روگرداں ہو گئے ہوں نہ کہ ان کی اولاد پر بھی۔ اس کے متعلق روم میں درخواست کی جائیگی۔ جب تک وہاں سے حکم نہ آ جائے تمام مقدمات ملتوی کر دیئے جائیں۔ ۱۵۵۶ء اور ۱۵۶۱ء کے فرمانوں میں ان لوگوں کی اولادیں بھی شامل کر دی گئیں۔

اس سے بھی وہی لالچ اور جبر ستانی کی بو آتی ہے۔ جن مولدین نے کہ اس معافی سے فایدہ اٹھایا تھا ان پر محصول تشخیص کئے گئے۔ تین مہینوں میں چھ ہزار سولڈوز (ایک سکہ) وصول ہوئے۔ صرف چھ ماہ کی میعاد تھی اس کے گزرنے کے بعد تین مہینہ کی اور توسیع دی گئی تاکہ ان لوگوں کو آسانی ہو جو اپنا حصہ محاصل محکمۂ کلیسا کے قیام کے لئے دینے پر آمادہ تھے مگر معاً گرفتنے کی وجہ سے ادا نہ کر سکے۔ (مصنف)

Marfat.com

احتساب و محنہ کی سزاؤں کے خوف سے بہت سے مولدین افریقیہ بھاگ گئے ہیں اس لئے پوپ ویلڈیس کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ گریس کی میعاد کی ایک سال کے لئے توسیع کردیں، اس عرصہ میں جو لوگ خود آکر اعتراف گناہ کرلیں وہ معاف کردیئے جائیں، خواہ وہ کئی مرتبہ پہلے روگرداں ہو چکے ہوں۔ نیز یہ کہ جن لوگوں کے گناہ اس وقت معاف کردیئے گئے ہیں اگر وہ پھر روگرداں ہوجائیں تو اُن کو بھی بغیر سزا دیئے عیسائی کرلیا جائے، نہ مالی نہ کسی اور طرح کی، اگر مناسب سمجھا جائے تو جرمانہ کردیا جائے، زرجرمانہ سے اُن کے گرجاؤں کی زینت کی جائے، یا غریب عیسائیوں کو امداد دی جائے۔ ۹ر دسمبر کو پوپ پائیس مرگئے اور اُن کے جانشین پائیس پنجم ۲۵ر اگست ۱۵۶۷ء کو تخت پاپائی پر بیٹھے۔ انہوں نے اُن سب احکام کی اس شرط پر تجدید کی کہ ایڈکٹ آف گریس کا چھ مہینہ کے اندر اندر اعلان کردیا جائے، اور اس میں تین برس کی میعاد دی جائے، جس کے اندر گنہگار اپنے آپ کو پیش کردیں، اُن کو کوئی مالی سزا نہ دی جائے۔ ویلڈیس بوجہ کبیر السن ہونے کے پوری طرح کام کرنے کے لائق نہیں رہے تھے اس لئے ایسپی نوزا اُن کے مددگار مقرر ہوئے۔ پائیس نے اپنے فرمان کی تجدید ۹ر ستمبر کو کردی۔

ممکن ہے کہ جب ۲ر اگست ۱۵۶۷ء کو فرمان جاری ہوا تو فرامین ماضیہ کی تاویلات کے متعلق کچھ بحث ہوئی ہو۔ یہ فرمان محتسب اعظم کیوروگا کے نام تھا، اور پہلے فرامین سے زیادہ صاف تھا اس میں لکھا تھا کہ کیوروگا نے یہ بیان کیا ہے کہ بہت سے مولدین جو سزا پانے کے بعد محکمہ احتساب ومحنہ کے حکم سے پھر عیسائی بنا لئے گئے تھے اور جو بالکل گنوار اور بہت کم تعلیم یافتہ ہیں پھر مذہب مسیحی سے روگرداں ہوگئے ہیں اب وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ عقوبت وغیرہ کے لئے تیار ہیں مگر اُن کی درخواست پوپ کی اجازت کے بغیر منظور نہیں ہوسکتی، بنابریں جناب پوپ اُن کو اس امر کا مجاز کرتے ہیں کہ وہ محتسبین کو یہ اختیار دیدیں کہ وہ اُن کو معاف کریں اور اُن کو خفیہ یا علانیہ طور پر عقوبت دنیہ اور قطع تعلق سے محفوظ رکھیں، نہ اُن کی جایداد ضبط کریں، نہ اُن کو یا اُن کی اولاد کو خارج کریں۔ یہ فرمان بہت ہی فیاضانہ تھا کیونکہ اس میں کوئی میعاد نہیں دی گئی تھی ملزمان

Marfat.com

زیر تجویز پر بھی حاوی ہو سکتا تھا جب پوپ سکٹس پنجم نے ۲۵ جنوری ۱۵۸۸ء کو اس کی تجدید کیو روگا کے نام کی تو انہوں نے حکم دیا کہ وہ گریس کے لئے ایک وقت مقرر کر دیں کہ وہ کب تک نافذ رہیگا اور اس سے ملزمان زیر تجویز فایدہ نہیں اُٹھا سکینگے جب کلیمینٹ ہشتم نے ۳۱ مئی ۱۵۹۳ء کو کیو روگا نے نام پر ان اختیارات کی تجدید کی تو انہوں نے تین سال کی میعاد لگادی، اور اُس کو ملزمان زیر تجویز، سزا یافتہ، جلاوطن شدہ وغیرہ سب پر حاوی کر دیا، ان سب کی سزائیں خفیہ یا علانیہ عقوبت دینیہ سے تبدیل کی جا سکتی ہیں، مگر کوئی مالی سزا اُن کو نہ دی جائیگی؛ جایداد منضبط واگزار کر دی جائینگی، اور اگر وہ خارج کر دیئے گئے ہوں تو اُن کی اور اُن کی اولاد کی یہ سزا معاف کر دی جائیگی۔ یہ ایسا جامع حکم تھا کہ اب تک کبھی نہ ہوا تھا، اور قبل اس کے کہ یہ میعاد ختم ہو فلپ ثانی نے ۱۵۹۵ء میں اُس کی توسیع کی درخواست کی جو یقیناً منظور ہو گئی ہوگی ۔

میں نے ان فرامین کا اس لئے تفصیلاً ذکر کر دیا ہے کہ یہ اس امر کی یقینی شہادت ہیں کہ گورنمنٹ کی یہ دلی خواہش تھی کہ اُس قانون کلیسائی کی قبیح ترین خرابیوں کو رفع کر دے جو کلمات کفر یا ارتداد کے متعلق تھا، تاکہ مولدین غیظ و غضب سے باز رہیں۔ ان سے صورت معاملہ میں چنداں تبدیلی نہیں ہوئی۔ جتنے ایڈکٹ آف گریس جاری ہوئے ان ہی سے مولدین کو تعلق تھا، اُن میں سے ایک کا بھی یہ اثر نہیں ہوا کہ بہت سے آدمی خود اہل کلیسا کے پاس پہنچتے اور اعتراف گناہ کر کے اپنے آپ اور اپنے رشتہ داروں کو ملزم قرار دے دیتے، تاکہ اُن کے بیانات ثبت کر لئے جاتے اور آیندہ کے لئے وہ سند اور ثبوت بن سکتے، اور دوسروں کے خلاف بھی پیش کئے جا سکتے۔ مگر بہر حال اس کا اثر یہ ضرور ہوا کہ نصف صدی آخر میں زندہ جلائے جانے والوں کی تعداد کم ہو گئی، اور مقدمات کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ان مقدمات کا میلان بیشی ہی کی طرف رہا*۔

* بلنسیہ میں زندہ جلنے والوں کی جو تعداد ہم کو کاغذات سرکاری سے معلوم ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نامکمل ہے اس لئے اس میں پچیس فیصدی کا اضافہ کر لینا چاہئے:—

۱۵۴۴ء ۳ ۱۵۴۵ء ۳ ۱۵۴۶ء ندارد ۱۵۴۷ء ندارد (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

کلیمینٹ ہفتم کے اُس منحوس فرمان کو جاری ہوئے چالیس برس گزر چکے تھے جس کے رو سے مولدین کو عیسائی بنایا گیا۔ ۱۵۶۴ء موزوں کی پنچایت نے فلپ دوم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ نو عیسائیوں کو تعلیم دینے کی تمام تدابیر ناکامی پر ختم ہوئی ہیں، اور اُن کو جہالت کے جرم میں سزائیں سخت دی گئی ہیں۔ ابھی تک بہت کچھ کام کرنے کو باقی تھا، اس لئے اُنہوں نے یہ درخواست کی کہ تین ہزار ڈوکیٹ کی ایک اور رقم کلیسا کی آمدنی سے لے کر گرجاؤں پر خرچ کی جائے اور اُن پر سختی کے ساتھ نگرانی قایم رکھی جائے، اور یہ سب کچھ اسقفون اور رئیس الاساقفہ کے ماتحت رکھے جائیں۔ فلپ نے یہ وعدہ کیا کہ وہ محتسب اعظم سے اس معاملہ میں مشورہ کرینگے، چنانچہ دسمبر میں ایک کونسل منعقد ہوئی جس کے صدر ویلڈیس بنائے گئے، یہاں جو کچھ بحث ہوئی۔ اُس کا نتیجہ ایک فرمان شاہی میں درج کیا گیا۔ تعلیم کا کام اپنے اپنے علاقوں کے اسقفون کے سپرد کیا گیا، اور اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کام کے لئے موزوں آدمی مقرر کر دیں۔ ان لوگوں کو حکم تھا کہ وہ مولدین سے بے حد مہربانی کے ساتھ پیش آئیں، جو انہیں ذلیل کریں اُن کو سزا دیں نیک کام کا انعام دیں، اور جو لوگ سرکردہ ہوں اُنہیں محکمہ احتساب سے آشنا کر دیں۔ عربی زبان کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے اور ایسے مدارس کھولے جائیں جن میں دیسی زبان میں تعلیم دی جائے، محکمہ احتساب و محنہ کے ماتحت افسران فوجی اور عمال مقرر کئے جائیں جو اُمرا کو اپنی رعایا اور مزارعین کو اسلامی رسوم ادا کرنے کی اجازت دیتے ہیں اُن کو سزا دی جائے۔ اس حکم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۸) ۱۵۴۸ء ندارد ۱۵۴۹ء ندارد ۱۵۵۰ء ندارد ۱۵۵۱ء ندارد
۱۵۵۲ء ندارد ۱۵۵۳ء ایک ۱۵۵۴ء ۱۵ ۱۵۵۵ء تا ۱۵۶۲ء ندارد ۱۵۶۳ء
۱۵۶۴ء ۵ ۱۵۶۵ء ندارد ۱۵۶۶ء ۳ ۱۵۶۷ء ۴ ۱۵۶۸ء ۲
۱۵۶۹ء ندارد ۱۵۷۰ء ندارد ۱۵۷۱ء ایک ۱۵۷۲ء ۵ ۱۵۷۳ء ۳
۱۵۷۴ء ۷ ۱۵۷۵ء ۳ ۱۵۷۶ء ۳ ۱۵۷۷ء ۵ ۱۵۷۸ء ۴ ۱۵۷۹ء ایک
۱۵۸۰ء ندارد ۱۵۸۱ء ۲ ۱۵۸۲ء ندارد ۱۵۸۳ء ۵ ۱۵۸۴ء ۲ ۱۵۸۵ء ندارد
۱۵۸۶ء ۶ ۱۵۸۷ء تا ۱۵۸۹ء ندارد ۱۵۹۰ء ۴ ۱۵۹۱ء ندارد ۱۵۹۲ء ۱۰ ۱۵۹۳ء ۵

میں یہ بھی لکھا تھا کہ مساجد کو گرجا بنا لیا جائے، اور وہاں جتنے نقارے وغیرہ ہوں وہ سب علیحدہ کر دیئے جائیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک بہت ہی کم کام ہوا تھا۔ بلنسیہ میں جتنے حمام تھے اُن کو پُرانے عیسائیوں کے ہاتھ میں دے دینے کا حکم دیا گیا اور رمضان اور تیوہاروں میں غسل کرنے کو منع کر دیا گیا"۔

ان تمام باتوں سے یہ امر قابل توجہ معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کچھ نہیں ہوا تھا، اور تمام کام از سر نو شروع ہونے والے تھے۔ تالیف قلوب کی جو تدبیر شروع کی گئی تھی وہ بلاشبہ قابل تعریف تھی اور اُس وقت بھی، کہ بہت ہی دیر ہو چکی تھی، اثر ڈالتی بشرطیکہ محکمہ احتساب محنہ کی آئے دن کی چھیڑ چھاڑ بند کر دی جاتی، اور یہ تمام کام دیانت دار، لایق اور پرجوش آدمیوں کے ہاتھ میں دے دیا جاتا۔ جس دل سے کہ اسقفوں نے اُن فرایض کو ادا کرنا شروع کیا، جو اُن کے ذمہ لگائے گئے تھے، اُس کا پتہ اُس کونسل سے لگتا ہے جو رئیس الاساقفہ ایالا نے منعقد کرائی تھی۔ اس کونسل میں اس پر غور نہیں کیا گیا کہ مولدین کو کیونکر تعلیم دی جائے، اور اُس کے لئے روپیہ کہاں سے بہم پہنچایا جائے، بلکہ اُنھوں نے اپنا مقصود اصلی یہ قرار دیا کہ بیش قرار جرمانے اُن لوگوں پر کئے جائیں جو اپنے بچوں کو پیدا ہوتے ہی بہترین کپڑے پہنا کر اصطباغ نہ دلوائیں، اُن فقہا اور عمال ملکی پر بھی سخت جرمانہ کیا جائے، جو بیماروں کی عیادت کے لئے جاتے ہیں اور اُن کے پاس سے آکر یہ نہیں بتلاتے کہ اُن کی بیماری میں کیا کیا اسلامی رسمیں کی گئیں۔ یہ لوگ یہ بھی تو نہیں بتلاتے کہ شادیوں کے موقعہ پر مسلمانوں کے کون کون سے گیت گائے گئے اور کیا کیا تماشے ہوئے۔ متفیانہ طریق سے یہ امید ظاہر کی گئی کہ اگر اُن کو مجبور کیا جائے کہ وہ اربعاء الرماد (ایش ویڈنیسڈے) خمیس القربان (مانڈی تھرسڈے) جمعتہ الآلام (گڈ فرائیڈے) اور عید القدیسین (آل سینٹس ڈے) کو گرجاؤں میں حاضر ہوا کریں تو اُن کو عیسائیوں کے طریق عبادت کا چسکا لگ جائیگا۔ اس کے علاوہ اُن کی ابدی نجات کی ایک یہ تدبیر بھی سوچی گئی کہ اُن کو یہ حکم دیا جائے کہ جب وہ مرنے لگیں تو اپنے روح کے ثواب کے لئے کچھ خیرات کر جائیں، اور

اگر وہ ایسا نہ کر جائیں تو اُن کے وارثوں پر یہ لازمی قرار دیا جائے کہ کم از کم تین مرتبہ شعائی گ
گوائیں ؛

یہ استمالت کی پالیسی، گرتنگ دل اور لالچی پادریوں کے ہاتھ میں دے دی گئی تو اس سے یہ امید نہ تھی کہ مولدین اُن کی طرف مایل ہو جائینگے یا اُن کی تعلیم و تلقین میں کچھ ترقی ہوگی۔ اُن تین ہزار ڈوکیٹ کا مجھے پھر کہیں ذکر نہیں ملتا کہ جو موتروں کی پنچایت نے گرجاؤں کے اوقاف کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔ ۱۵۶۸ء میں محکمہ صدر نے ڈی ٹوسلا زر کو بلنسیہ کے دورے پر بھیجا، اور اُن کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس کی تحقیقات کریں کہ ۱۵۶۴ء کی کونسل میں جو قرار دادیں ہوئی تھیں اُن پر اب تک کیوں عمل درآمد نہیں ہوا۔ ۱۵۶۸ء میں ایالا کی جگہ لو رز مقرر کئے گئے تو اُنھوں نے نئی ہدایتیں اساقفہ سلطنت کے مشورہ سے جاری کیں لیکن ایک ہی سال کے بعد اسقفیہ پھر خالی ہو گیا اور اُس عہدہ پر جوآن ڈی رابیرا بطریق انطاکیہ مقرر ہوئے جو اُس عہدہ پر ۴۳ برس تک فایز رہے۔ آخری مصیبت اور آفت کا ایک ذریعہ یہ بطریق بھی تھے؛ یہ وہ خدمت تھی کہ جس کی تنا و صفت اُن کے مداحوں نے ۱۶۹۶ء میں بہت کچھ کی ہے۔ ہم کو یہ بتلایا جاتا ہے کہ اُنھوں نے نہایت سرگرمی کے ساتھ کام شروع کیا؛ نہ اُنھوں نے اپنے آرام کا خیال کیا، نہ اپنے جان کی پروا کی، ہر جگہ خود پہنچے، حتے کہ اُن دشوار گزار مقامات کو بھی دیکھا، جن میں سے بہت سی جگہ کے آدمیوں نے کبھی کسی پادری کی صورت بھی نہ دیکھی تھی؛ فقہا سے بحثیں کیں اور تمام ضروریات کو خود دیکھا اور جانچا۔ اُنھوں نے ایک طول طویل رپورٹ فلپ کو کی جس میں بڑی شکایت گرجاؤں اور پادریوں کی کمی تھی، اُنھوں نے اسی کو تمام ناکامیابی کی بنیاد قرار دیا۔ پادریوں کی کمی کا باعث تھوڑی تنخواہ کو بتلایا۔ اُنھوں نے بہت سے گرجا بنوائے اور پادریوں کی ترقی کی؛ مولدین سے وعدہ کیا کہ محکمہ احتساب و محنہ کی کارروائیوں کو معطل کرا دینگے اور اگر ان تیاریوں کے بعد بھی کچھ نہ ہو سکا تو مولدین پہلے سے بھی زیادہ اپنی ہٹ پر قایم ہو جائینگے۔ جہاں دنیوی دباؤ ڈلے جاتے تھے وہاں روحانی علاج کی بھی ضرورت تھی، اس لئے اُنھوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ

اس کا بھی انتظام کریں اور اوری ہیولا طرطوشہ اور سیگوربے کے اسقفوں سے مدد دلوائیں کیونکہ اب تک انہوں نے کچھ نہیں کیا۔* رائے بیرانے جو اس خصوص میں نیک نیتی سے کوششیں کیں ان کے بے سود رہنے کی وجہ ایک واقعات سے خبردار ہمعصر نے یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے اوری ہیولا اور طرطوشہ کے اسقفوں کو بلا کر ایک مجلس شوریٰ منعقد کی (سیگوربے کا اسقفیہ ۱۵۷۵ء سے ۱۵۷۸ء تک خالی پڑا رہا تھا) اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ پادریوں کی تنخواہیں بہت کم ہیں کیونکہ ان کو قربانگاہ پر کوئی نذر و نذور نہیں ملتیں اسی لئے بہت سے پادری اپنی جگہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور جو اور جیسا آدمی ملتا ہے اسی کو رکھ لیا جاتا ہے یہ لوگ عام طور سے جاہل ہوتے ہیں اور ان کا چال چلن بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ قرار پایا کہ گرجاؤں کی تعداد بڑھائی جائے اور پادریوں کی تنخواہ ایک سو کراؤن مقرر کی جائے۔ پوپ نے بھی ان قراردادوں کی تصدیق کی۔ بادشاہ نے تین ہزار ڈوکیٹ دیئے اور یہ وعدہ کیا کہ رئیس الاساقفہ سے مدد دلوائینگے مگر اس انتظام کے راستے میں اتنی مشکلات حائل ہوئیں کہ تنخواہوں میں ترقی نہ ہوسکی اور جتنی آمدنی کی امید تھی وہ نہ ہوسکی یہاں تک کہ ساٹھ ہزار ڈوکیٹ سے عورتوں اور بچوں کے لئے مدرسے جاری کئے گئے معمول کے موافق روپیہ کی دقت پھر پیش آئی اور دینی کام کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔

اگر قربانگاہ پر نذریں نہیں آتی تھیں تو پادریوں کو اپنی آمدنی بڑھانے کی اور بھی ترکیب آتی تھی جس سے اور بھی سخت بے چینی پھیل گئی۔ طلیطلہ کی کونسل نے ۱۵۸۲ء میں تمام پادریوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاقہ کے تمام مولدین کی جن کی عمر پانچ برس سے زیادہ ہو فہرستیں بنائیں ہر اتوار اور تیوہار کو ان کی حاضری لیں جو غیر حاضر ہوں ان پر جرمانے کریں اور زر جرمانہ خادم کنیسہ اور اپنے

---

* رائے بیرا نے مولدین میں جو کچھ دینی کام کیا اسی کے ذیل میں ان کے پادری کی ایک پیشینگوئی کا بہت تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۵۷۸ء کو اسقف سنڈونہ نے دوران وعظ میں مولدین کو مخاطب کر کے کہا کہ "چونکہ تم اپنے پتھر دلوں سے (خاکش بدہاں) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لعنتی اور جہنمی دین کو نہیں چھوڑتے تو جان لو کہ آج وہ شاہزادہ پیدا ہوا ہے جو تمہیں سپین سے نکال کر رہیگا" (مصنف)

Marfat.com

درمیان میں تقسیم کریں ۱۵۸۴ء میں وینس کا سفیر گراڈے نی گو نامی یہاں آیا تھا' اُس نے لکھا ہے کہ مولدین بہ نسبت گرجا میں حاضر ہونے کے جرمانہ دینے کو اچھا سمجھتے تھے' مگر بظاہر متمول آدمی ایسا کرتے ہونگے لیکن لیونارڈو ڈونے ٹو کی یہ رائے تھی کہ بغاوت غرناطہ کا سبب بہت کچھ تو یہ جرمانے تھے' کچھ اور باتیں جن کی وجہ سے وہاں کے مولدین اپنے پادریوں کے ہاتھوں تنگ آئے ہوئے تھے۔ تمام باتوں کی اصل' لالچ تھا' نہ کہ مذہبی جوش یا اشاعت دین کا شوق٭

باوجود ان تمام امور کے یہ لامتناہی غیر موثر کام چلا جاتا تھا۔ ۱۵۸۶ء میں فلپ نے پھر یہ کوشش کی کہ اصطباغ یافتہ لوگوں کو پھر عیسائی بنائیں' یوں کہنا چاہئے کہ نوعیسائیوں کو پھر نو عیسائی بنائیں۔ معمول کے مطابق اُنہوں نے پھر ایک مجلس شوریٰ منعقد کی۔ پہلے ایک مجلس ہوئی پھر دوسری' اور دونوں نے یہی قرار دیا کہ جن باتوں کی سفارش ۱۵۶۳ء میں کی گئی تھی اُن پر عمل درآمد کیا جائے۔ ساقفہ اور وایسرا ءِ بلنسیہ نے آپس میں مشورہ کرنے کے لئے خوب ہی دوا دوش کی' ہر جگہ یہ حکم دیا گیا کہ دین مسیحی کی کامیابی کے لئے دعائیں کی جائیں۔ آخر ۳۰ جنوری ۱۵۸۸ء کو ایک شوریٰ ہوا' اور شاہ فلپ کو یہ سفارش کی گئی کہ مولدین کے تمام دیہات میں پادری مقرر کئے جائیں' اُن کی تنخواہیں مختلف اسقفیہ' سرکاری لگان' اور محاصل دیہی سے نکلی جائیں' تعلیم کا کام سختی کے ساتھ جاری کیا جائے تاکہ اس میں کچھ کامیابی ہو' اور پوپ سے ایک ایڈکٹ آف گریس کی درخواست کی جائے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ پوپ سکسٹس پنجم اور کلیمنٹ ہشتم نے بلاکسی دقت کے معافیاں دیدیں' مگر جب اُن کی تعمیل کا وقت آیا تو معمولی طور پر فالج گرا کہ جس نے تمام کوششوں کو بیکار کر کے رکھ دیا' اور کچھ بھی نہ ہو سکا۔

٭ رئیس الاساقفہ ایالا نے رمضان شریف اور اور روزوں سے مولدین کو باز رکھنے کی بہت کوشش کی۔ چنانچہ اُنہوں نے حکام کو یہ حکم دیا کہ وہ نگرانی کریں' اور جس شخص کو روزہ دار پائیں۔ اُس پر دو کراؤن جرمانہ کریں۔ (مصنف)

× اسقف پیریز آف سیگوربے بیان کرتے ہیں کہ رائے بیرا چاہتے تھے کہ پادریوں کی تنخواہ ایک سو کراؤن مقرر کی جائے اور یہ مختلف اسقفیہ اور امرائے سے وصول کی جائے۔ اگرچہ لوگوں نے اس کو منظور کر لیا' اور بادشاہ نے بھی اس کو مان لیا مگر اتنے مرافعہ ہوئے کہ معاملہ یہیں ختم ہو کر رہ گیا۔ (مصنف)

Marfat.com

۱۵۹۵ء میں فلپ نے ایک اور مجلس شوریٰ اسی ازل سے ابد تک چلے جانے والے معاملۂ پر تعلیم و تلقین مولدین پر غور کرنے کے لئے منعقد کی۔ کچھ شک نہیں ہے کہ اسی مجلس میں پیش کرنے کے لئے جوآن بائسٹا پیریز، اسقف سیگوربے نے ایک قابل قدر رپورٹ لکھی تھی جس میں انہوں نے قابلیت کے ساتھ اس تمام سوال پر بڑے تفکر و تدبر سے نظر ڈالی تھی اور اس کے آخر میں یہ لکھا تھا کہ جتنا وہ اس معاملہ پر غور کرتے ہیں اتنی ہی زیادہ مشکلات معلوم ہوتی جا رہی ہیں، کیونکہ اب تک جتنی کوششیں ہوئی ہیں ان میں سے ایک بھی بارور نہیں ہوئی۔ مولدین کو عیسائی بنانے میں انہوں نے پندرہ مشکلات کو گنوایا تھا؛ یعنی ان کو تعلیم اچھی نہیں ملی، وہ دھوکا دیتے ہیں، اپنے دین پر قایم رہنے میں ان کو سخت ضد اور غلو ہے، وہ اپنے ہی آدمیوں میں بیٹھتے ہیں وہ ملکی زبان نہیں جانتے، ان کو یہ یاد ہے اور یہ روایت ان میں چلی آتی ہے کہ ان کے آبا و اجداد کو بجبر و ستم عیسائی بنایا گیا ہے، وہ محکمۂ احتساب و محنہ سے ڈرتے ہیں، اور وہ محکمہ جو سزائیں دیتا ہے اس سے ان کو دین مسیحی سے اور بھی نفرت بڑھتی چلی جاتی ہے، وہ جب دل سے عیسائی بننا چاہتے ہیں یا اعتراف گناہ کرتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ پادریوں کو ان کے گناہ معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ یہ کام صرف محکمۂ احتساب ہی کا ہے، مولدین سے کوئی وعدہ یا کوئی وعید کیجئے وہ کسی طرح محتسبین تک جانے کو راضی نہیں ہوتے، ان پر زمیندار اور امراء خاص مہربانیاں اور ان کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ ان سے انہیں بہت نفع ہوتے ہیں؛ سب سے آخر یہ کہ سچی بات یہ ہے کہ پادریوں کی تنخواہ کم از کم سو ڈوکیٹ ہونی چاہئے، ایک مکان ان کے رہنے کو دیا جائے، پوپ سے فوراً حکم لے لیا جائے کہ ان تجاویز پر فی الفور عمل درآمد ہو سکے، اور کوئی شخص مرافعہ نہ کر سکے، مختلف کنیسوں کے افلاس کا یہ باعث ہے کہ تمام محاصل زمین امراء اور کلیسا کے بڑے بڑے اراکین کو دے دیئے گئے ہیں، بہت سی خانقاہیں بڑے حصۂ محاصل زمین پر قبضہ جمائے ہوئے تھیں، ۱۵۶۷ء میں انہوں نے پوپ سے ایک حکم حاصل کر لیا جس کے موافق پچاس کراؤن سالانہ انہیں ملنے لگے، باقی گرجاؤں کے لئے چھوڑ دیا گیا، اس میں وہ رقوم بھی شامل تھیں جن پر کامل یقین نہ تھا کہ ضرور ہی وصول ہوتی

رہینگی صرف جاہل پادری ہی ایسی تنخواہ منظور کرسکتے ہیں جس سے اُن کا پیٹ بھی نہ بھرے اور ایسے لوگ کہیں ٹھیرتے بھی نہیں۔ ان میں سے کئی نے کلیسا وغیرہ پر دھوکے دائر کردیئے مگر یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کیونکہ ان لوگوں کے مقدمات تو ہمیشہ چلے ہی جاتے تھے۔ اسقف پادریوں کو مجبور نہیں کرسکتے کہ وہ مولدین ہی میں رہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسی قلیل تنخواہ پر کوئی نہیں ٹھہرسکتا۔ مولدین کبھی کسی پادری کو نہیں بلاتے انتہا ہے کہ مرتے وقت بھی حالانکہ موت کے وقت کسی پادری کو نہ بلانے کے لئے سزا مقرر ہے۔ وہ اس سزا سے یوں بچ جاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ثابت کردیتے ہیں کہ موت آناً فاناً واقع ہوگئی تھی۔ اسقف موصوف نے یہ بھی لکھا کہ بہت سے عقیل آدمیوں کی یہ رائے ہے کہ مولدین کی تعلیم نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ نتیجہ بہم نہیں پہنچتا۔ جو کالج کہ بلنسیہ اور طرطوشہ میں جاری کئے گئے ہیں اُن کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ بلنسیہ کے کالج سے صرف تین یا چار لائق طالب علم نکلے ہیں اُنھوں نے لوگوں میں وعظ کرنے کی بہ نسبت شہر میں رہنے اور اپنے وظیفہ پر گزارہ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ باقی طالب علم کالج سے نکل کر اپنے اپنے گھروں کو محنت و مشقت کرنے کے لئے چلے گئے اور وہ سب یقیناً ویسے ہی پکے مسلمان ہیں جیسے کہ پہلے تھے×۔

غرض ستر برس کی سخت کشش و کوشش کے بعد مولدین کے متعلق جو کچھ بھی ہوا وہ یہ تھا۔ بادشاہوں نے کم و بیش اچھی اچھی تدبیریں نکالیں مگر غفلت طمع و آز و ان لوگوں کی بد دیانتی نے جن کے فرائض یہ تھے کہ لاکھوں بندگان خدا کی روحوں کو ابدی آگ سے بچائیں سب کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ اس کا ذکر کرنا ہی لاحاصل ہے کہ مولدین ہی سے [illegible]

× ایسی ہی مفصل رپورٹ اسقف ایسٹے بان آف اوری ہیولا نے کی تھی۔ اُن کی تجاویز یہ تھیں کہ اجرا علی آمدنی تو کم کر دیا جائے پادری زیادہ کام کریں بہت سے مدارس قائم کئے جائیں مولدین پر سخت پابندیاں عاید کی جائیں اور اُن کو ایک میعاد مقرر کرکے مہلت دیدی جائے اگر اس کے اندر وہ عیسائی نہ ہوجائیں تو وہ سب غلام بنا لئے جائیں اور تمام ملک سپین میں اُن کو متفرق اور پریشان کردیا جائے + (مصنف)

اغراض وابستہ تھے، ان ہی طماع اور بددیانت ہاتھوں میں پڑ کر وہ بھی پامال ہو گئے۔ اسقف پیریز ایسے آدمی تھے کہ اُن سے چشم پوشی نہیں ہو سکتی، کیونکہ نہ صرف وہ بے انتہا ذہین شخص تھے (جیسا کہ اُن کی اُس تحریر سے معلوم ہوتا ہے جس میں اُنہوں نے پلوموس ڈیل سیکرومانٹے کے جعل و فریب ظاہر کئے ہیں) بلکہ وہ کسی حالت میں بھی مولدین پر رحم یا مہربانی کرنے کی طرف مایل نہ ہو سکتے تھے اور جتنی سختیاں اُن پر محکمہ احتساب و محنہ کی طرف سے ہو رہی تھیں اُن سے بھی کہیں زیادہ سختیاں کرنے میں اُن کو تامل نہ ہو سکتا تھا، اور اگر وہ تمام ذرایع سے مایوس ہو جاتے تو یقیناً وہ تمام مولدین کو ملک بدر کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ۔

مولدین کا معاملہ ملک کی سیاسی حالت کے لئے ہر سال نازک سے نازک تر اور اشد ضروری ہوتا چلا جاتا تھا، اب سوا اس کے کچھ چارہ نظر نہیں آتا تھا کہ یا تو تمام مولدین صدق دل سے عیسائی ہو جائیں، ورنہ ملک سے نکال دیئے جائیں یہی سوال تھا کہ جس کے جواب کے لئے سپین کے ارباب حل و عقد ہر وقت غلطان و پیچان رہتے تھے۔ سارے سال ۱۵۹۵ء اور ۱۵۹۶ء کے بڑے حصہ میں ایک کونسل کا اجلاس ہوتا رہا، وہاں ایسے مباحث پیش تھے کہ جو کسی طرح ختم ہونے والے نہ تھے، وہ برابر ایک دوسرے سے متضاد رائیں بادشاہ کے سامنے پیش کر رہے تھے، اور سچ تو یوں ہے کہ شاہ فلپ جس طرح اپنی سلطنت چلا رہے تھے اُس کا ڈھنگ بھی یہی تھا۔ ۲۰ دسمبر کو مولدین کی طرف سے بہت سی درخواستیں گزریں، جن میں یہ شکایت تھی کہ بوجہ پادریوں کی غفلت کے ہم کو اچھی طرح تعلیم نہیں ملتی، اس لئے دوسرے آدمی ہمارے لئے مہیا کئے جائیں۔ ان کی یہ بھی شکایت تھی کہ موجودہ پادری محض جاہل لوگ ہیں اور بیشتر غیر ممالک خاص کر فرانس کے آئے ہوئے ہیں۔ کونسل نے اب ان عرایض پر غور کرنا شروع کیا، اور بہت ہی جلد اس کا جواب بھی مل گیا، یعنی ۲۴ دسمبر کو ایک فرمان شاہی اسقف رائے بیرا کے نام صادر ہوا کہ وہ فوراً تمام جگہ جتنے بہترین آدمی مل سکیں بھیج دیں، اساقفہ سیگوربے، طرطوشہ اور اریولہ کے نام حکم تھا کہ وہ فی الفور نئے گرجا اور نئے کلیسائی علاقے بنائیں اور اپنے اپنے علاقوں کے اوقاف کا انتظام کریں تاکہ جس قدر جلد ممکن ہو مولدین کی تعلیم کا کام شروع

Marfat.com

ہو سکے اور تمام اسقفیوں میں منادو واعظ بھیجے جا سکیں۔ اس فرمان کی جو اہمیت ہے وہ اس میں مضمر ہے کہ ہمارے ناظرین دیکھیں کہ ۱۵۲۵ء سے لے کر اب تک کتنا معقول اور موافق عقل کام ہوا تھا۔ اس کے بعد ایک مسلسل اور غیر متناہی ابحاث ہوتی رہیں کہ آیا تمام معاملہ ایک صدر محکمہ کے سپرد کر دیا جائے یا ہر ایک اسقفیہ کو مجاز کر دیا جائے کہ وہ جو کچھ چاہے کرے، بہر دو صورت وہ اختیارات کیا ہوں جو ان کو دیئے جائیں؛ نیز یہ کہ گرجاؤں کے خرچ اور پادریوں کی تنخواہوں اور اور خرچوں کے لئے روپیہ کہاں سے نکالا جائے۔ ہر شخص کی الگ الگ رائے تھی۔ باقی رہ گئے بادشاہ، وہ بجائے اس کے کچھ فیصلہ کن بات کہیں، برابر اسی امید میں رہتے تھے کہ ہر شخص کی راؤں کے متعلق اُن کو کوئی مشورہ دیتا رہے۔ یہ نہایت ہی اچھی مثال اس بات کی تھی کہ جب انسان کوئی کام نہیں کرنا چاہتا، یا نہیں کر سکتا تو وہ کام کو اتنا بڑھاتا ہے کہ کسی بات کا کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔* تھکے ہارے بوڑھے بادشاہ کی صحت روز بروز خراب ہو رہی تھی؛ آخر وہ ۱۳ ستمبر ۱۵۹۸ء کو مر گیا۔ بیچارہ مرتے دم تک اسی انتظام میں مصروف رہا کہ کسی طرح پادریوں کی تنخواہ اُس رقم سے مل جائے کہ جو بیس برس سے جمع ہوتی چلی آ رہی تھی؛ سالہا سال اُس نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح کلیمینٹ ہشتم اپنے

---

* صرف یہی روز روز کے غیر نتیجہ خیز بحث و مباحثہ سپین کی سلطنت کے انحطاط کا باعث نہیں ہوئے تھے، بلکہ اور باتیں بھی تھیں۔ مگر یہ کیفیت فلپ ثانی ہی کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور خاندان ہیپس برگ کے خاتمہ تک باقی رہی۔ سلطنت سپین کے ذرایع صلاح و فلاح روز بروز کم ہوتے چلے جاتے تھے؛ اس کی وجہ یہ تھی کہ نازک موقعوں پر بھی گورنمنٹ کا یہ تذبذب قائم رہتا تھا کیونکہ اُس میں امراء و ارکین نے بظاہر عجیب اور فی الحقیقت نہایت شرمناک عیوب پیدا کر دیئے تھے۔ ایک [illegible] مصنف نے بہت صحیح لکھا ہے کہ:۔

"اس قسم کی سستی اور غفلت سے فلپ ثانی کی سلطنت چل رہی تھی سخت ضرورت [illegible] اہلکار سستی کرتے تھے اس سے کہیں خطرات کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ کلیسا کی کارروائی، کونسلوں کے مشورے اور ادھر اُدھر سے خبریں جمع کرنا بیکار تھیں۔ یہ کوئی تعریف کا کام نہ تھا۔ بیش قرار رقوم کی ہر جگہ ضرورت تھی۔ اس کے بغیر کوئی کام نہ ہو سکتا تھا؛ نہ مسلمان اپنے دین کو چھوڑ سکتے تھے۔"
سیاسی معاملات میں جو سپین میں دیر ہوتی تھی اُس سے غیر ممالک کے سفیر متعینہ دربار سپین بھی سخت نالاں تھے اس کے متعلق ایک تحریر میرے سامنے ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

اُس حکم پر نظرثانی کردیں جس کے موافق اُنہوں نے مولدین پر یہ لازمی کردیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے رفیقوں کو بھی گرفتار کرادیا کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس حکم کی موجودگی میں بطوع خاطر کوئی شخص عیسائی ہونے پر تیار نہ تھا۔ جیسا کہ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کسی پادری کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ جرم ارتداد کو معاف کرکے ایک شخص کو پھر عیسائی بنالے اُدھر محتسب کے نزدیک وہ اعتراف گناہ بالکل فریب اور فرضی اور ناجائز تھا کہ جس میں اعتراف کرنے والا اُن لوگوں کا بھی نام نہ بتلائے کہ جن کا اس شخص کو علم تھا۔ قانون کلیسا کے موافق اس کی ضرورت تھی گو یہ قاعدہ اُن گنہگاروں کے راستہ میں ایک ہوا ہی کیوں نہ بنا رہے جو پھر کلیسا کے عاطفت میں آنا چاہتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ بادشاہ کی متواتر درخواستوں پر کلیمینٹ نے ۲۸ فروری ۱۵۹۷ء کو ایڈکٹ آف گریس جاری کردیا تھا، جس کے موافق تایب کو کچھ آسانی ہوگئی تھی اور ایک رعایت یہ بھی دے دی تھی کہ اعتراف گناہ اسقفیہ کے پادری کے سامنے ہو مگر اس کے ساتھ یہ شرط برقرار رکھی تھی کہ اعتراف کرتے وقت یہ لازمی بات ہے کہ اعتراف کرنے والے دوسرے مرتدین کا بھی نام لیں۔

یہ کونسل اس وقت تک حقیقت میں ایک مستقل اور دائمی چیز بن گئی، اتنی بات ضرور تھی کہ اس کے ارکین بدلتے رہتے تھے۔ مقصود وہی مولدین کا رونا تھا۔ یہ کونسل پوپ کو برابر یہی رپورٹیں بھیجتی رہی کہ تمام مشکلات کا باعث صرف یہ ہے کہ اسقف لالچی ہیں پادری اپنی مثال اچھی قایم نہیں کرتے، اور مولدین محض اس لئے گناہ کرتے ہیں کہ کوئی شخص اُن کو تعلیم و تلقین کرنے والا نہیں ہے۔ برخلاف اس کے رئیس الاساقفہ رائے بیرا نے ۱۶۰۲ء میں یہ کہا تھا کہ اصل بات یہ ہے کہ مولدین مصمم ارادہ کرچکے ہیں کہ وہ پڑھ کر ہی نہیں دینگے۔ اس کے ثبوت میں اُنہوں نے یہ شہادت پیش کی۔ کہ یہ لوگ دو دو تین تین برس تک قید رکھے گئے، اور اُن کو بہر تیوہار پر تعلیم دی گئی، مگر جب قید سے نکلے تو وہ اصول دین مسیحی کا ایک لفظ نہیں جانتے تھے۔ نیز یہ کہ مولدین علی رؤس الاشہاد اپنے معلمین کو دھمکاتے

ہیں کہ وہ دربار شاہی میں درخواست دینگے کہ اُن کی تعلیم کا انتظام کرنے کے لئے میعاد بڑھادے۔ رائے بیرا کا جو کچھ بھی خیال ہو، مگر وہ برابر اوروں کے ساتھ مل کر مولدین کی تعلیم میں ساعی رہے، گو انجام کار یہ بیکار ہی ثابت ہوا۔ یہی وہ نشانی تھی جو فلپ سوم اپنے عہد کی چھوڑ جانا چاہتے تھے۔ پوپ کلیمنٹ سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک نیا ایڈکٹ آف گریس جاری کریں، اس کی تیاری میں رائے بیرا نے ۱۵۹۹ء میں صوبہ کی کونسل بلنسیہ میں منعقد کی، اس میں شاہی اعتراف کرانے والے کا سپارڈی کورڈووا، اور ایک کلیسائی بڑے عہدہ دار کو شامل کیا گیا، تاکہ مولدین کی تعلیم کا انتظام کیا جائے، جو فوراً ہی شروع ہونے والا تھا۔ پادری اور واعظین مقرر کئے جانے والے تھے اور اُن کی تنخواہوں کا کہیں سے انتظام کرنا تھا، اصول دین کو چھاپنا تھا؛ محتسبین کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ لوگوں کے نام تجویز کریں، زمینداروں کو حکم تھا کہ وہ مدارس قایم کریں، وہاں اُستاد مقرر کریں اور ۶ سے ۱۲ سال تک کی عمر کے لڑکوں کو وہاں پڑھوائیں، رائے بیرا کو بلنسیہ کے کالج کے واسطے ساٹھ ہزار ڈوکیٹ قرض لینے تھے، سارے وایسراؤں اور اُن کی بیویوں کو حکم تھا کہ وہ مجالس مواخات بنا کر اُن کو اپنی نگرانی میں لے لیں، مولدین کی لڑکیوں کو دیروں اور خانقاہوں میں داخل کردیں، یا پرانے عیسائیوں کے گھروں میں بھیج دیں٭۔

پوپ کے جس فرمان کا بڑا سخت انتظار تھا وہ آگیا، یہ فرمان، حسب معمول محتسب اعظم کے نام تھا، اس میں یہ اجازت تھی کہ وہ اپنے اختیارات کو ضرورتاً محتسبین بلنسیہ کو تفویض کردیں۔ ۲ اگست ۱۵۹۹ء کو فلپ سوم نے یہ فرمان محتسبین مذکور کے نام اپنے ایک مراسلہ کے ساتھ دیا، جس میں اُنھوں نے اپنے آپ کو مبارک باد دی کہ اُن کے والد اور خود اُن کی تکالیف اور خرچ بار آور ہوئے اور مولدین کی تعلیم کا کچھ انتظام ہوگیا، جو بڑی بڑی مشکلات تھیں وہ رفع ہوگئیں۔

٭ رائے بیرا نے جو ہدایات جاری کی تھیں وہ باب ہم میں درج ہیں۔ اُنھوں نے سخت درشت الفاظ میں یہ کہا تھا کہ مولدین کو صاف طور سے کہہ دیا جائے کہ اُن کو اس سے چارہ نہیں ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کا نام محکمہ احتساب و محنہ کو بتلائیں۔ (مصنف)

Marfat.com

اب سوا اس کے اور کچھ کرنا باقی نہیں رہ گیا کہ ایڈکٹ کو شایع کر دیا جائے اور ہر ایک سقفیہ
میں لوگ متعین کر دیئے جائیں۔ اس ایڈکٹ میں اُن ہی باتوں کا اعادہ کیا گیا تھا جو کئی مرتبہ
پہلے کہی جا چکی تھیں اور جن کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس میں صرف ایک ہی سال کی میعاد دی
گئی تھی، وہ لوگ جو گرفتار ہو چکے تھے مستثنےٰ قرار دیئے گئے، یہ اختیار دیا گیا کہ جو لوگ توبہ کر
لیں اُن کو معاف کر دیا جائے، اگرچہ اُن لوگوں کو تمام سزاؤں سے معاف کر دیا گیا تھا کہ
جو خود حاضر ہو کر اعتراف گناہ کر لیں، مگر یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے اعتراف میں اُن تمام
لوگوں کا نام لے دیں جن کی غلط کاری اُنہیں معلوم تھی۔ بلنسیہ کے بڑے گرجے میں ۲۲ اگست
اس کا اعلان کر دیا گیا، اور ۲۸ اپریل ۱۶۰۰ء کو محتسب اعظم گیوواروں نے اس کی توسیع ۲۸
فروری ۱۶۰۱ء تک کر دی، کیونکہ اُس کی میعاد گزری جاتی تھی۔ فلپ سوم کو اس کا نتیجہ
کرنے کا سخت انتظار تھا، چنانچہ اُنہوں نے ۲۴ اور ۲۷ جولائی کو محتسبین بلنسیہ کو لکھا
وہ رپورٹ کریں اور اس کے ساتھ ہی اپنی راءدیں کہ آیا اس کی ضرورت ہے کہ پوپ
یہ درخواست کی جائے کہ میعاد میں اور توسیع دی جائے ۲۲ اگست کو محتسبین نے جواب د
اُنہوں نے لکھا کہ ایڈکٹ کو جاری ہوئے اٹھارہ مہینہ گزر چکے ہیں، اس عرصہ میں صرف
تیرہ آدمی اس سے فایدہ اُٹھانے کی غرض سے حاضر ہوئے، اور ان تیرہ آدمیوں نے بھی ا
دوراز کار اعترافات کئے کہ وہ کسی کام کے نہ تھے، اور اُنہوں نے اپنے رفیقوں کی بھی پردہ
کی، اس لئے بجاء اس کے کہ اُن کو معاف کیا جائے وہ سزا پانے کے مستوجب ہیں، ج
رفیقوں کا بعض نے نام لے دیا ہے وہ وہ ہیں کہ جن کا نام محکمۂ احتساب و محنہ کو پہلے ہی
ہو چکا ہے، اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ خوف کے مارے حاضر ہو گئے تھے نہ ک
دین کے واسطے۔ عام طور پر اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ وہ ایڈکٹ کو گناہ کرنے کا اجازت
سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ دھڑلے سے رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں اور اس کو چھ
بھی نہیں۔ اُنہوں نے لکھا کہ ہمارا یہ پرانا تجربہ ہے جس کی تصدیق اس موقعہ پر بھی ہو

Marfat.com

اُن معاف شدہ لوگوں میں بہت ہی کم آدمی سچ بولتے ہیں، یا یہ کہ دل سے عیسائی ہوتے ہیں۔ یہ مولدین کے زمیندار اور پادری، اور وہ تمام لوگ جو اُن کو اچھی طرح جانتے ہیں متفق اللفظ یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اُن کے دلوں کو روشن کردے تو ہمیشہ مسلمان ہی رہینگے، جیسے کہ اب تک ہیں، وہ تعلیم پانا ہی نہیں چاہتے؛ اگر وہ نماز میں شامل ہوجاتے ہیں تو محض غیر حاضری کی سزا سے بچنے کے لئے، یہاں آکر وہ غور سے کچھ نہیں سنتے۔ ہر بات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور جس وقت ذبیحۂ القدس بلند کیا جاتا ہے تو وہ اپنے منہ پھیر لیتے ہیں۔ نظر برایں واقعات مراحم شاہی سے کسی اچھے نتیجہ کے حاصل ہونے کی امید نہیں ہے، اگر محکمۂ احتساب و محنہ اُن کو عیسائی نہیں بنا سکتا تو کم از کم اتنا تو ہے کہ اُس کے ڈر سے اُن کو اُن کے مراسم کو پوری طرح کھلے طور سے نہ ادا کرنے پر تو مجبور کرتا رہتا ہے، اور یوں عیسائیوں کو اُس نقصان سے بچاتا ہے جو اُن کو پہنچنا یقینی* ہے۔ اگر ایڈکٹ آف گریس کو کامیابی نہیں ہوئی تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ محکمۂ احتساب و محنہ نے اُن لوگوں میں اپنا کام نہیں کیا، جو اُس سے مدد لینے میں متامل رہے ہیں، کیونکہ بلنسیہ کے حکام احتساب و محنہ کے کاغذات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنوری ۱۵۹۱ء سے لے کر دسمبر ۱۶۰۲ء تک ۳۹۲ مقدمات ہوئے، جن میں سے ۱۹۴ مولدین کے تھے×۔

موجودہ واقعات کی مایوس کن حالات نہ صرف ان محتسبین ہی نے لکھے تھے، بلکہ ان کی تائید اسافقہ نے بھی اپنی رپورٹوں میں کی تھی جن میں انھوں نے نہایت تفصیل کے ساتھ

---

* عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا تھا کہ صرف ایک ہی آدمی نے آکر اس ایڈکٹ سے فایدہ اُٹھایا۔ لیکن یہ تعداد صحیح نہیں ہوسکتی، اس کو مبالغہ کہنا چاہئے یا ایک لطیف نکتہ۔ (مصنف)

× بمقابلہ اس عملی کارروائی کے جو بلنسیہ میں ہوئی، یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۵۹۷ء میں شلونہ کے محتسب ہیریڈیا نے صوبہ طرکونہ اور اسقفیہ برشلونہ کے بعض حصص کا دورہ کیا۔ اُن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۸ مقدمات دایر ہوئے۔ ان میں سے صرف ایک مقدمہ ایک مولد کے خلاف تھا، وہ بھی اس جرم میں کہ وہ ایک مسلمان کے جہاز میں الجیریا گیا تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

کیا تھا کہ انہوں نے سخت محنتیں اٹھائی ہیں اور بہت کچھ روپیہ صرف کیا ہے کہ کسی طرح ایڈکٹ آف گریس کو کامیاب کرکے دکھلادیں۔ یہ سب متفق الرائے تھے کہ نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا؛ رائے بیرا نے ۱۶۰۱ء کے آخیر اور ۱۶۰۲ء کے شروع میں دو عرائض فلپ سوم کے نام لکھے جن میں انہوں نے صاف کہہ دیا کہ مرض لاعلاج ہے البتہ کوئی فیصلہ کن کارروائی کی جائے تو شاید کچھ فایدہ ہو جائے* جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس وقت تو بلا شبہ صحیح تھا۔ ستر برس تک تو اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا کہ دین مسیحی کو نہایت شنیع، نامعقول اور اس کے پادریوں کو قابل نفرت و ملامت بنا کر دکھلایا جائے۔ نہایت حتمی عہد ناموں اور حلفی وعدوں کو مذہب کے بھیس میں اور مذہب کے نام پر پامال کیا گیا، مولدین کی نسل متواتر ستائے گئے اور ان پر ہر طرح کے ظلم روا رکھے گئے۔ طبایع انسانی کا یہ عجیب و غریب راز ہے کہ جو آدمی عالم، فاضل، فہیم، ذکی، فلسفی اور سیاست دان ہو وہ اپنے جوش مذہبی میں خدا تعالے کے نام کا بہانہ بنا کر اتنا اندھا ہو جائے کہ مولدین کو مفسد، ضدی اور سنگدل بتلائے۔ رائے بیرا کو اس کیفیت کا کچھ نہ کچھ احساس ضرور تھا، کیونکہ جب وہ اپنے پادریوں کو بھیجنے لگے تو ان کو ہدایتیں دیتے ہوئے یہ کہا کہ "جو کام تمہارے سامنے ہے وہ مشکل تو ضرور ہے مگر ناممکن نہیں، کیونکہ تم کو

---

* بلینڈا کہتے ہیں کہ اسقف اوری ہیولا اور سیگوربے کو پہلے تو مولدین نے دھوکا دیا کہ وہ بطیب خاطر عیسائی ہونے پر تیار ہیں۔ ان دونوں کے مراسلوں سے ثابت ہے کہ ہم بہت خوش ہوئے لیکن بعد میں ان دونوں اسقفوں کو صحیح حال معلوم ہوا۔ وہ (بلینڈا) لکھتے ہیں کہ اسقف سیگوربے تو خاص کر ایک نو عیسائی مکیول پادری کے ظاہری جوش مذہبی سے دھوکے میں آ گئے، اور انہوں نے اس سے یہ وعدہ کیا کہ وہ عید الجسد کے روز جو یوم الاحد الثالث کے پہلے جمعرات کو پڑتی تھی اسے عشاء ربانی میں شامل کرینگے مگر ان کی سکرٹری نے یہ رائے دی کہ ابھی اس کو ملتوی رکھا جائے۔ دوسرے دن جمعہ تھا، اسقف کا ایک اہلکار اتفاقاً زادری کے مکان کی طرف کو گزرا تو اس نے دیکھا کہ وہاں چھ یا آٹھ باورچی ایک پورے گروہ کے لئے گوشت پکا رہے ہیں۔ اس شخص نے فوراً لوگوں کو جمع کرکے زادری کے مکان کی تلاشی لی تو ایک مقفل صندوق میں سے آٹھ یا دس قرآن مجید کی جلدیں نکلیں۔ زادری اصل میں وہاں کے فقیہ تھے، وہ ہاتھ نہیں آئے بلکہ کسی طرح وہ مکہ شریف بھاگ گئے۔ (مصنف رحمہ اللہ تعالے) (مترجم)

Marfat.com

ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑنے والا ہے جو دوسرے قوم کے ہیں اور تم سے سخت نفور ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان میں صدیوں سے مناقشت چلی آتی ہے اور اُن کے ساتھ کبھی عیسائیوں نے مہربانی کا سلوک نہیں کیا، اسی بنا پر اُن کے یہاں ایک ضرب المثل ہو گئی ہے کہ عیسائی ہم کو غلام سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ وہ لوگ کفر و ارتداد کی وجہ سے شقی القلب ہو گئے ہیں، یہ شقاوت قلبی اُن کو اُن کے اجداد نے بطور میراث کے دی ہے۔" رائے بیر اسے نہیں رہا گیا اور اُس نے یہ کہہ ہی دیا کہ "شیطان نے اُن کے دلوں کو ایسا پتھر کر دیا ہے کہ اُن پر دین مسیحی کا اثر نہیں ہوتا۔" افسوس ہے کہ اُس کو یہ خیال نہ آیا کہ شیطان کے ساتھ محکمہ احتساب و محنہ کا نام بھی لینا چاہیئے تھا، کیونکہ اُن کو سخت بنانے میں سب سے بڑا کام اسی محکمہ نے کیا تھا۔

باوجود ان تمام دلشکن واقعات کے فلپ سوم نے پُرانی تدابیر کے ساتھ ایک نئی کوشش اور کرنی شروع کی ۱۶۰۲ء میں بلنسیہ کی پنچایت نے یہ درخواست دی کہ ۱۵۷۴ء میں جو یہ قرار پایا تھا کہ ۱۲۹ علاقہ جات کلیسائی بنائے جائیں، ان میں سے پچپن اب تک نہیں بنے، اس لئے اُن کا فوراً انتظام کیا جائے، فلپ سوم نے کپتان فرانسسکو ڈی کیوساڈا کو اپنا سفیر خصوصی بنا کر روم بھیجا، اُس نے پوپ پال پنجم سے ۷ مارچ ۱۶۰۶ء کو ایک فرمان حاصل کیا، جس کے رو سے کلیمنٹ ہشتم کے تینوں فرمان منسوخ ہو گئے اور گریگوری سیزدہم کا یہ حکم بحال رہا کہ ایک سو نوے نئے علاقے رئیس الاساقفہ کے علاقے میں کھولے جائیں، بیس سیگوربے میں بیس طرطوشہ میں اور گیارہ اوریحیولا میں۔ پوپ نے یہ بھی حکم دیا کہ پادریوں کی تنخواہیں محاصل زمین سے ادا کی جائیں اور مسلمانوں کے تمام دیہات میں پادری بھیجے جائیں، کہا جاتا ہے کہ رائے بیر کے ذمہ جتنی رقم ڈالی گئی وہ برابر ادا کرتے رہے، اسقف طرطوشہ نے اب جا کر مانا کہ وہ چار سو ڈکیٹ سالانہ نئے علاقوں کے لئے ادا کرتے رہینگے اور سیگوربے کے اسقف نے یہ وعدہ کیا کہ وہ بھی اپنا حصہ برابر دیتے رہینگے لیکن اس کے متعلق کچھ ایسے سوالات پیدا

ہوگئے جن سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔ روپیہ کے متعلق جو مشکلات ابتدا سے چلی آتی تھیں اور جن کی وجہ سے تمام کام رُکے رہتے تھے، وہ مشکلات معلوم ہوتا تھا کہ حل ہوا چاہتی ہیں۔ ان کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے فلپ سوم نے کیوساڈا کو ہدایت کی کہ وہ پوپ سے ایک اور حکم حاصل کریں تاکہ بلنیسیہ کے اسقفون کو مشاورہ کرنے کے لئے بلایا جاسکے۔ رائے بیرا کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہم چشموں کو جمع کریں اور مولدین کو عیسائی بنانے کی بہترین تدبیر پر غور و فکر کرکے نتیجہ سے آگاہ کریں اُن کی توجہ بالخصوص اس طرف منعطف کی گئی کہ گرجاؤں اور مدرسوں کے لئے اوقاف کا فکر کریں۔ اس مجلس شوریٰ کی غرض و غایت ہی یہی قرار دی گئی تھی۔ مگر ۱۶۰۸ء تک حکم جاری نہیں کیا گیا۔ تمام اسقف اکتوبر میں جمع ہوئے اور متواتر چار ماہ ان سب امور پر غور کرنے میں لگائے اور اُن کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک نیا ایڈکٹ آف گریس جاری کرایا جائے اور اُس میں جو میعاد مقرر کی جائے اُس میں تمام ہدایات پر عمل کیا جائے، اور محکمہ احتساب و محنہ کی کارروائیوں کو بند کرا دیا جائے۔ بڑی چالاکی اس میں یہ کی گئی کہ روپیہ کے معاملہ کو بالکل چھیڑا تک نہیں۔ وہ جس نتیجہ پر بھی پہنچے ہوں اُس کا چنداں خیال نہیں کرنا چاہئے۔ بادشاہان سپین کے افکار اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ اب زیادہ دیر لگنی سخت مخدوش تھی۔ ڈیوک آف لیرما جیسے طاقتور آدمی نے بہت صحیح کہا تھا کہ ہدایتیں تو بالکل بیکار تھیں، مگر اُن کو منسوخ بھی نہیں کرنا چاہئے تاکہ مولدین پر یہ دھمکی رہے کہ اُن کے خلاف سخت کارروائی ہونے ہی والی ہے +

ان افکار کا اندازہ لگانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مولدین کی دنیوی حالت کی طرف نگاہ ڈالی جائے، اور یہ دیکھا جائے کہ نو عیسائیوں کی اور رعایاء ملک کے مقابلہ میں کیا حیثیت تھی +

Marfat.com

باب ہفتم

مولدین کی حالت

صرف مذہبی معاملات ہی ایسے نہ تھے کہ جو مولدین کے رنج اور بے چینی کا باعث ہوں۔ اُن کے اور اُن کے عیسائی ہمسایوں کے تعلقات بھی ایسے ناگوار تھے جو منجر بظلم و ناانصافی ہوتے تھے، اور اس سے اُن کو ہر وقت یہ خیال رہتا تھا کہ اُن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اُن کی ایمانداری پر شک ہوتا تھا، اس وجہ سے اُن پر سختی کی جاتی تھی، اور اُن کو ہر معاملہ میں دبائے رکھنے کی کوشش رہتی تھی۔ ان سب کا مل ملا کر یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ اُن کی نفرت روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی تھی۔ سپین کی غلط کارانہ پالیسی کی یہ کیفیت تھی کہ سلطنت کے ارباب حل و عقد اور اصحاب سیاست ایک خاص مرکز پر بیٹھ کر ایک نہایت قبیح اور خبیث دایرہ کے گرد آنکھوں پر پٹی باندھ کر گھومے چلے جاتے تھے، اُن کو کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا، سوا اس کے کوئی تدبیر نہ تھی کہ وہ سب تار و پود کو توڑ پھوڑ کر نکل بھاگیں، اور اس سعی میں جو کچھ سامنے آئے سب کو تباہ و برباد کر دیں۔

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اب سے پہلے دونوں اقوام کے درمیان میں کوئی عناد نہ تھا، حتے کہ اُس وقت بھی کوئی دشمنی پیدا نہیں ہوئی جب مدجلین کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنے آبا و اجداد کے دین پر امن و امان سے قایم رہیں، مگر مسیحی تعصب اور مذہبی دیوانگی کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ اُن کے سلوک میں تبدیلی ہوتی چلی گئی، اور اہالی سپین مولدین کو

Marfat.com

بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اسقف گیوواڑ کو اس حالت سے سخت افسوس تھا اور وہ اس کو روکنا چاہتے تھے، لیکن وہ اس کو کسی طرح نہ روک سکتے تھے کہ مدلین کے ساتھ جو کچھ سلوک تھا اُس کا جواب موخر الذکر اسی طرح دیتے تھے، یعنی نفرت کا جواب نفرت میں جس مذہب کو قایم و باقی رکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا اُس کے متبعین کی حرمت کا فرمان روا ننگ مطلق خیال نہ رکھتے تھے۔ اس نفرت و حقارت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ عوام الناس یہ سمجھتے تھے کہ مولدین ہرگز کسی حمایت و حفاظت کے مستحق نہ تھے، قانون اُن کے لئے نہ تھا، اُن پر جو کچھ ظلم و ستم ہو وہ روا ہے اور اُن کے خلاف جو کچھ کیا جائے وہ جایز۔ ان دونوں اقوام کے تعلقات کی مثال ذیل کے واقعات ہیں جو ۱۵۸۵ء میں ارغون میں رونما ہوئے۔ ایک سپینی عیسائی پیڈرو پیریز نامی سینڈی نیز کا رہنے والا تھا جو علاقہ وال ڈی تیرا میں واقع تھا۔ یہ علاقہ کوہ پائرینیز کے انتہا پر ایک دشوار مقام پر تھا۔ ۱۵۸۴ء اور ۱۵۸۵ء کے موسم سرما میں یہ شخص اپنے مویشی کو دریائے ٹیگس کی وادی میں لے کر آگیا جو شہر قسطلہ کے جنوب میں تھا۔ اس کے اور کوڈو کے مولدین کے درمیان میں کچھ جھگڑا ہو گیا جس میں پیریز مارا گیا۔ اس کے بھتیجے انٹونیو مارٹن کو جو سے لنٹ میں خوش حیثیت آدمی تھا جب اس وقوعہ کی خبر پہنچی تو وہ چچا کا بدلہ لینے پر تیار ہو گیا۔ اُس کے دوستوں نے ہزار منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ ان ہی منع کرنے والوں میں ایک شخص لیونزا نامی تھا جو اس قصہ کا راوی ہے۔ انٹونیو مارٹن اور اُس کے رفیق یہ سمجھتے تھے کہ مولدین کو قتل کرنا انشاء اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی خدمت اور بڑے ثواب کا کام ہے۔ نیز یہ کہ اگر وہ (مارٹن) اس کوشش میں مر جائیگا تو اُس کی روح خالق الکل کے حضور میں بہترین قربانی کی حیثیت سے پیش ہوگی۔ غرض مارٹن چار آدمیوں کو لے کر سورج نکلنے سے پہلے قصبہ کوڈو کے دروازے پر جا بیٹھا۔ صبح کو مولدین جیسے روزانہ کاروبار کے لئے باہر نکلے تو مارٹن نے ان پر حملہ کیا اور پانچ چھ آدمیوں کو تو مار ڈالا باقی آدمی شہر میں واپس بھاگ گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ کوہستانی فاتح اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ چند روز کے بعد مارٹن پھر تیس آدمیوں کی جمعیت لے کر واپس آیا اور کہیں پہاڑ میں چھپ بیٹھا

اُدھر مولد کھیت کیاری میں کام کاج کے لئے آئے اُن پر حملہ کیا' مگر اُس کو معلوم ہوا کہ وہ سب مسلح ہیں اور بہت ہی چوکنے۔ بہر حال کچھ کلخپ ہوئی' جس میں پندرہ مولدین اور ایک عیسائی مارے گئے' اور مارٹن نے پانچ زخم کھائے۔ کوہستانی برابر یہ کرتے رہے کہ جو مولد اُن کو ملتا اُسی کو قتل کر ڈالتے؛ مولدین نے آخر ایک جمعیت' موسومہ "جمعیت انتقام المسلمین" قایم کی' وہ بھی جہاں کسی عیسائی کو پاتے مار ڈالتے تھے' ایک دفعہ تولا المونیا اور لامیولا کے درمیان میں اُنہوں نے پندرہ عیسائیوں کو مار ڈالا؛ ان میں دو پادری تھے' جو کلاٹا یوڈ سے سر قسطہ کو سفر کر رہے تھے۔ تمام سلطنت میں ایک آفت بپا ہو گئی' قتل و غارت عام ہو گیا' اور تمام شوارع عام غیر محفوظ ہو گئے۔ کئی برس تک یہی کیفیت باقی رہی۔ آخر ۱۵۸۸ء میں کوہستانی ایک پوری جمعیت لے کر کوڈو پر حملہ آور ہوئے' اور اُس کو بالکل تباہ کر ڈالا؛ پھر وہ پائنا پر جا پڑے' وہاں ملی جلی آبادی تھی' پرانے عیسائیوں کے گھروں کو تو اُنہوں نے چھوڑ دیا' اور مولدین کے گھروں کو گرا دیا؛ سب مولدین کو قتل کر ڈالا' نہ بوڑھا چھوڑا' نہ بچہ' نہ جوان' یہاں تک کہ عورتوں کو بھی قتل کر دیا۔ مقتولوں کو گننے سے معلوم ہوا کہ سات سو آدمی مارے گئے۔ تجویز یہ ہو رہی تھی کہ ارغون کے تمام مولدین کا خاتمہ کر دیا جائے' لیکن اتنا ہوا کہ کوڈو اور پائنا کے واقعات سے حکام کی کچھ آنکھیں کھل گئیں۔ فوج جمع کی گئی' بے نماسک بل بستر و اور دوسرے مقامات میں ایک ایک جمعیت حفاظت کے لئے چھوڑ دی گئی' اور کوہستانیوں کی صلیبی جنگ کے جوش کو ٹھنڈا کیا گیا۔ اب دوسرا کام مولدین کی جمعیت الانتقام المسلمین" کا توڑنا تھا' جس کا صدر مقام موضع پلی ٹاس میں تھا' جو سرقسطہ کے پاس واقع تھا۔ ارغون کے ڈپٹی گورنر الونزو سیلسو نے ۳۰ جنوری ۱۵۸۹ء کی رات کو پلیٹاس کو جا گھیرا' اور بادشاہ کے نام سے یہ حکم دیا کہ گاؤں کا دروازہ کھول دیا جائے۔ مولدین نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا' اور گھنٹے بجا دیئے' جس کے یہ معنی تھے کہ جو مولد اُن کو سنے وہ مدد کے لئے دوڑ آئے' لیکن سیلسو نے بجبر دروازے کھلوا لئے' اگرچہ اس میں اُن کے بہت سے

آدمی زخمی ہوئے) اور آتش و شمشیر کی دھمکی سے اُن سے ہتھیار رکھوا لیے جو آدمی کہ اس معاملہ میں سب سے بڑے مجرم تھے اُن کے مکان گروا دیئے اور اُنتیس آدمیوں کو گرفتار کر لیا؛ ان ہی میں وہ تین آدمی تھے جو گھنٹوں کی آواز سُن کر آئے تھے۔ ۲۹ آدمیوں کا تو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا، اور تین آدمیوں کو ارغون کے مجسٹریٹوں نے بری کر دیا، کیونکہ وہ اُن ہی کے رعایا تھے؛ دوسر کردے بھاگ گئے تھے اُن کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس معاملہ میں یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ کوہستانیوں کو اپنے کئے پر افسوس ہوا، اور اُنہوں نے برضا و رغبت سرقسطہ میں آ کر اپنے آپ کو حکام کے سپرد کر دیا۔ مارٹن بھی مار ڈالا گیا، اور اُس کے رفقا کو اس شرط پر معاف کر دیا گیا کہ وہ اٹلی کی فوج میں داخل ہو جائیں لیکن جو فرقہ کہ بن گیا تھا وہ کہاں ٹوٹنے والا تھا، وہ مدتوں تکلیف دیتا ہی رہا*۔

جب صورت حال یہ تھی تو جب موقعہ ملتا تھا اگر مولدین اپنا بدلہ لینے کی کوشش کرتے تھے تو کچھ بیجا نہ تھا۔ اگرچہ ہمارے پاس ایسے وجوہ ہیں کہ اُن قصوں کا اعتبار نہ کیا جائے جو مصنفین کلیسا نے گھڑ لئے ہیں؛ مثلاً یہ کہ اُن کو فقہا نے یہ سکھلا دیا تھا کہ جہاں کہیں اُن کو عیسائی ملیں وہیں مار ڈالیں؛ یا یہ کہ اُنہوں نے باورچی کا پیشہ اس لئے اختیار کر لیا تھا کہ اپنے آقاؤں کو زہر دیں؛ یا یہ کہ وہ طبیب بن بیٹھے تھے کہ عیسائی بیماروں کو مار ڈالیں۔ ایک قصہ بلیڈا بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مولدین کی تعلیم کی تقریب سے ڈیوک آف اِن فینٹاڈو کے علاقے میں تھے تو اُنہوں نے اپنے ایک مولد دوست، جوان ولیما نامی کو دیکھا کہ وہ بہت ہی پریشان ہیں کیونکہ اُن سے بہت سے مسلمانوں نے اُن کی کشتی مانگی ہے۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ کشتی کا کیا کرایہ ہے، تو ولیما نے جواب دیا کہ "کرایہ کی تو چنداں پروا نہیں ہے

---

* یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت ارغون میں آپس کی لڑائی ناجائز نہیں ہوتی تھی چنانچہ کئی برس متواتر سے ہرنینڈو ڈیوک آف ولاہرموسا اور کاونٹ آف ریاگورزا اور اُسکی رعایا کے درمیان میں لڑائی جاری رہی کیونکہ رعایا یہ چاہتی تھی کہ اُن کے طوق انقیاد کو اُتار پھینکے اِس معاملہ میں بھی وائسرائے نے کچھ مداخلت نہیں کی ۱۲ مصنف

Marfat.com

خواہ نہ ملے، مگر مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرے ملاحوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو عیسائی تم سے کشتی کرایہ پر لے اُس کو اس طرح مار ڈالو کہ اُن پر آنچ نہ آئے، ایک کلہاڑی کشتی میں اس غرض سے رکھی جاتی ہے کہ عیسائیوں کے پیچھے سے جا کر اُن کا سر اُسی کلہاڑی سے توڑ دیں، اور مقتولوں کو وہیں کہیں ریت میں دبا دیں"۔ یہاں تک تو کہانیاں گھڑی گئی ہیں کہ مولدین کو صرف مار ڈالنے ہی سے تسلی نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے مقتول کا خون پی جاتی ہیں؛ بلیڈا تو یہاں تک کہتے ہیں کہ : ان لوگوں نے قتل کر کر کے سپین کی آبادی کو بہت کچھ گھٹا دیا تھا، جو لوگوں کے جلا وطن ہونے اور دوسرے ممالک سے لڑائی کی وجہ سے پہلے ہی کم ہو گئی تھی۔ کیا یہ باتیں قابل اعتبار ہیں؟ مگر جو کچھ بھی ہو اس کا نتیجہ یہ تھا کہ بہت سے حضرات شہید بنا کر پوجے جانے شروع ہو گئے تھے، منجملہ ان کے سینٹا ینا کٹا لینا ڈی لیو جو ۲۶ نومبر ۱۶۰۰ء کو وحشیانہ مراسم کے ساتھ شہید بنائے گئے۔

اگر کچھ اعتبار ہو سکتا ہے تو قصبۂ ہورناکوس، واقعہ علاقہ بطلیوس کے اس واقعہ پر جو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں اس قصبہ میں صرف مولدین ہی رہتے تھے، اُنہوں نے فلپ ثانی سے تینتیس ہزار ڈوکیٹ دے کر ہتھیار رکھنے کی رعایت حاصل کر لی تھی؛ اُنہوں نے نہ صرف اپنا منظم گروہ ہی بنا لیا تھا، بلکہ ایک خزانہ اور ایک ٹکسال سکہ قلب بنانے کے لئے قایم کر لی تھی، جس میں تیرہ آدمی کام کرتے تھے۔ جو اجنبی اُن کے قصبہ میں سے ہو کر گذرتا تھا اُس کو لوٹ لیتے تھے اور مار ڈالتے تھے، اور اُن لوگوں کو بھی قتل کر دیتے تھے جو اُن کے خلاف محکمہ احتساب و محتسب کی یا مخبری کرتا تھا، اور اگر پکڑے جاتے تو ارکین دربار شاہی کو رشوتیں دے کر صاف چھوٹ جاتے تھے۔ آخر کار ایک شخص، جو آن ڈی چاویس شرامیلو نے اُن کی مخبری بادشاہ سے کر دی، اور یہ کہا کہ وہ اُن لوگوں سے ملے ہوئے ہیں جو سلطنت سے ناخوش ہیں اکتوبر ۱۶۰۸ء میں گریگوریا لوپیز مڈیرا، مجسٹریٹ دربار شاہی وہاں اُن کے مقدمات کی سماعت کرنے اور سزائیں دینے کے لئے بھیجا گیا، اور اس کے ساتھ اور مجسٹریٹ بھی بھیجے گئے۔ یہ حکام بہت

Marfat.com

سخت تھے اور بہت جلد مقدمات کے فیصل کرنے میں مشہور تھے چنانچہ ڈیرا نے اس کو ثابت کر دیا۔ غرض اُن کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ تراسی لاشیں کھیت میں دفن تھیں اُنہوں نے ہورناکوس کی کونسل کے دس آدمیوں اور اُن کے جلاد کو پھانسی دیدی؛ ایک سو ستر آدمیوں کو کشتیوں پر قید بامشقت کی سزا دی اور بہت سوں کو سزا۔ تازیانہ؛ قصبہ میں چند روز کے لئے امن و امان ہوگیا۔ یہ امن وہاں سے سب کو جلاوطن کئے جانے کے وقت تک قایم رہا*۔

مگر صرف یہی نہ تھا کہ مولدین کو ان خلاف قانون امور ہی سے سابقہ پڑتا تھا؛ بڑی مصیبت تو اُن کے لئے یہ تھی کہ اُن کو اُن قوانین اور رسم و رواج کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا کہ جن کے رو سے وہ تمام حقوق سے محروم کر دیئے گئے تھے اور اُن کی حالت بالکل غلاموں کی سی ہوگئی تھی؛ اور یہ سب کچھ صاف طور پر اُن حلفی معاہدات کے خلاف تھا کہ جو اُن سے کئے گئے تھے جبریہ اصطباغ پانے سے اُن کا بار اور بھی بڑھ گیا تھا؛ اور اس کے بدلے میں اُن کو کوئی مراعات حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ فرائض ذمہ داری اور محکمہ احتساب محنہ کی جوابدہی کے لئے تو وہ عیسائی تھے لیکن قانوناً غیر مساوات اور ہر طرح کے بار اُٹھانے کے لئے وہ مسلمان تھے۔ باب چہارم میں ہم کہہ آئے ہیں کہ جب چارلس پنجم نے مولدین کو جبراً عیسائی بنانے کا حکم دیا ہے تو اُنہوں نے یہ حتمی وعدہ کیا تھا کہ تمام مولدین کو عیسائیوں کی سی آزادی دی جائیگی۔ اسی وعدہ کی بنا پر ان لوگوں نے یہ درخواست کی کہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کے لئے اُن (مولدین) پر بہت سی غلامانہ شرائط اور بہت سے محاصل لگائے گئے تھے مگر جب وہ جبراً عیسائی کئے گئے تو اُن سے یہ کہا گیا کہ تم پر سے وہ محصول اُٹھالئے جائینگے۔ چونکہ اب وہ اتوار اور تیوہاروں کے دن محنت و مشقت نہ کرسکینگے اور

---

* قسنالہ میں تو بڑی شکایت اُن لوگوں کی تھی کہ جو بغاوت کے بعد غرناطہ سے وہاں پہنچ گئے تھے۔ فرمان شاہی کے موافق ایک کمیشن مقرر کی گئی تھی اُس کی رپورٹ ہے کہ ۱۵۶۲ء سے ۱۵۸۱ء تک دو سو آدمیوں سے زیادہ طلیطلہ، القلعہ، اشبیلیہ وغیرہ کے قرب و جوار میں قتل کئے گئے تھے یہ ثابت ہوا کہ سات یا آٹھ گروہوں کا یہ سارا کام تھا۔ اُنہوں نے اپنا کام ۱۵۶۵ء میں شروع کیا تھا کیونکہ اس وقت تک وہ تمام ملک سے اچھی طرح واقف ہوگئے تھے۔ (مصنف)

Marfat.com

بنا پر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُن سے صرف وہی محصول لیا جائے جو عیسائیوں سے لیا جاتا ہے ۱۵۲۶ء کے انتظام کے موقعہ پر یہ جواب دیا گیا تھا کہ اُن کو عیسائی ہی سمجھا جائیگا اور خاص طور پر تحقیقات کر کے اس کا اہتمام کیا جائیگا کہ نہ اُنہیں نقصان پہنچے، نہ اُن کے زمینداروں کو۔ اسی سال ایک یہ بدشگونی ہوئی کہ بلنسیہ کی پنچایت نے یہ اعلان کر دیا کہ مولد مزارعین پر تمام عیسائی اپنے حقوق قایم رکھینگے اور وہ اپنا وطن نہ بدل سکینگے۔ امراء نے اپنے حقوق ادا کرا ہی لئے۔ وہ لگان لے لیتے تھے اور نقصان کے معاوضہ میں بہت سی رقوم رکھوا لیتے تھے، نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ بیچارے مزارعین مُنہ ہی تکتے رہ جاتے تھے چارلس بھی بظاہر اس معاملہ میں بالکل بے اختیار تھے، اس لئے اُنہوں نے پوپ سے امداد چاہی؛ اُن کو امید یہ تھی کہ محکمہ احتساب و محنہ کو وہ اختیارات مل جائینگے جن کا نفاذ کرتے ہوئے یہ خود ڈرتے تھے۔ پوپ کلیمنٹ ہفتم نے ۱۵ ارجنوری ۱۵۳۱ء کو بذریعہ ایک فرمان کے جواب دیا۔ یہ فرمان بالخصوص اس لئے ذکر کے قابل ہے کہ ایسا فرمان شاید اب تک محکمۂ احتساب محنہ کو نہ ملا ہوگا۔ یہ فرمان محتسب اعظم مین رک کے نام تھا؛ اس میں لکھا تھا کہ جب شرقیئین کو عیسائی بنا یا گیا تھا تو اُن زمینداروں اور نوابوں کو، جن کے پاس نوعیسائی بطور مزارعین یا غلاموں کے تھے، اُس نقصان کے بدلے میں معاوضہ دینے کا حکم دیا گیا تھا، جو شرقیئین کے عیسائی ہونے سے اُن کو پہنچا تھا۔ مگر یہ نواب نہ صرف اُن سے لگان ہی وصول کرتے ہیں بلکہ ذاتی خدمت بھی لیتے ہیں، اور اس کے علاوہ اور کئی محاصل وصول کرتے رہتے ہیں، جو اُن کے عیسائی ہونے سے پہلے بھی نہیں لئے جاتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ نوعیسائی اتنا بار نہیں اٹھا سکتے اور اس بنیاد پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی پچھلی حالت پر قایم رہیں جس روز گذشت نہیں کھا اپنے ہاں

✻ مولدین سے جو روز بروز بدعہدیاں کی جاتی تھیں اُن کو قانونی لباس پہنانے کے لئے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ لوگ اصل میں مرتد تھے۔ یہ ایک مسلمہ اصول مذہب تھا کہ اگر کوئی جایز بہانہ مل جائے تو مرتدین سے وعدہ ایفا کرنا ضروری نہیں ہے ۔ (مصنف)

× سپین میں یہ زوفر کہلاتا تھا۔ یہ ایک محصول تھا کہ جو مدجلین کو فصل کی بٹائی کے علاوہ دینا پڑتا تھا۔ اس کے متعلق آخر وقت تک شکایت قایم رہی؛ رائے بیرا نے اس کا دو مرتبہ ذکر کیا ہے ۔ (مصنف)

Marfat.com

دن گوشت کھائیں اور عیسائیوں کے تیوہاروں اور اُن کے مراسم کا خیال نہ رکھیں۔ چونکہ چارلس جارۂ کار معلوم کرنا چاہتے تھے اور اُن کو اصل واقعات کی خبر نہ تھی اس لئے اُنہوں نے ہین رک کو حکم دیا کہ وہ نہایت احتیاط سے تحقیق کر کے اُن کو مطلع کریں کہ آیا نو عیسائیوں پر واقعی ناروا ظلم ہوتا ہے یا نہیں، اور اگر ایسا ہو تو وہ پوپ کے حکم کے حوالہ سے امرا وغیرہ کو حکم دیدیں کہ مولدین سے آراضی کے متعلق اُتنا ہی وصول کریں جتنا کہ پُرانے عیسائیوں سے؛ اُن کو کسی طرح تنگ کریں ورنہ وہ خارج کر دیئے جائینگے یا کوئی ایسی ہی سخت سزا پائینگے۔ اگر وہ اس کی تعمیل نہ کریں تو اُن کی شکایات سننے اور انصاف کرنے کے واسطے وہ ہر وقت تیار رہیں، اس کے لئے اُنہیں پورے اختیارات حاصل ہیں۔ سر دست جو سزا وہ دے سکتے ہیں وہ صرف تنبیہات ہی ہونی چاہئیں، اگر ضرورت پڑے تو حکام ملکی سے امداد لے لیں۔ اس حکم کے موافق جنوری ۱۵۲۶ء میں ہین رک کیلسینا اور ہارو کو اس غرض سے بلنسیہ بھیجا کہ وہ مولدین کے واسطے گرجا اور اُس کے علاقہ قایم کریں۔ اُن کو یہ ہدایت کی کہ بادشاہ نے یہ حکم دیا ہے کہ نئے انتظام کا نفاذ کر دیا جائے اور ہر بات میں نئے عیسائیوں کو پُرانوں کی برابر سمجھا جائے، نیز وہ خفیہ طور پر یہ بھی تحقیق کریں کہ ایسا ہوتا ہے یا نہیں محکمۂ احتساب تحتہ کہاں تو مولدین کو ستانے اور دق کرنے والا تھا، اور کہاں اُس کو اُن کا محافظ بننا پڑا، یہ بالکل نئی بات تھی۔ اس کا کچھ پتہ نہیں ملتا کہ اس خصوص میں اُس نے کیا کیا، لیکن یقیناً اُس نے یہ قرار دیا ہو گا کہ مولدین پہلے اپنے آپ کو عیسائی ثابت کریں، تب اُس کی امداد کے امیدوار بنیں۔ رؤسا اور زمینداروں پر اُس نے جو مقدمات بنائے وہ اس جرم میں تھے کہ وہ اپنے مزارعین کی حمایت کرتے ہیں، جس کے یہ معنی تھے کہ اُن کے معاملہ میں دست اندازی نہ کی جائے، اور اُن کے جرم ارتداد کی طرف سے چشم پوشی کی جائے۔ چونکہ اُن کو پنچایتوں کی طرف سے کسی طرح کی امداد کی توقع نہیں تھی، نہ کبھی اُن کو آسانیاں بہم پہنچانے کے لئے کوئی کوشش کی گئی، اس لئے صرف ایک ہی لازمی نتیجہ تھا، کہ اُن کے ہر طرح کے بار بڑھتے چلے جائیں۔ عیسائی اس کے منتظر رہتے تھے کہ اُن پر مقدمہ قایم ہونے سے اُن کی ضبطی جایداد سے فایدہ اُٹھائیں۔

Marfat.com

امراء و رؤساء و زمینداروں کی عادت پڑی ہوئی تھی کہ جتنا وہ عیسائیوں سے وصول کرتے تھے اُس سے دوگنا مولدین سے وصول کریں؛ ۵۲۸ھ میں جو اعلان کیا گیا اُس سے اُنہوں نے اور بھی عزم بالجزم کر لیا کہ اُتنا ہی وصول کئے جائینگے۔ پیداوار ارضی سے وہ تہائی سے لے کر آدھے تک مولدین سے لے لیتے تھے؛ اِس کے علاوہ لگان اور غلّہ فصل کا محصول الگ تھا؛ بعض وقت کلیسا بھی کچھ دعوے کر بیٹھتا تھا اور وہ لے کر چھوڑتا تھا۔ اس کے بعد زوفرا الگ تھے، بیگار الگ، جبریہ قرض جدا اور گرجاؤں کی امداد کا خرچ جدا۔ نماز کی غیر حاضری کا جرمانہ تھا اور شراب پینے اور سؤر کا گوشت نہ کھانے کے عوض میں محصول ادا کرنا ہوتا تھا اہلکاران محکمہ احتساب محتسب نے اُن کو اپنے سے اتنا ڈرایا ہوا تھا کہ اُن کی ارضی وہ مفت کاشت کر دیتے تھے۔ مختصر یہ ہے کہ نہ اُن کا کوئی حامی تھا، نہ مددگار، اور ہر شخص، پادری ہو یا عامی، ایک منظم طریقہ سے اُن کو لوٹتا تھا۔ اُن کی بری حالت پر اُن کے بے رحم دشمن پادریوں کا بھی پتھر دل پسیج جاتا تھا۔ فرے بلیڈا جیسا شقی القلب پادری بھی اُن کے اُن محاصل کا ذکر کرتا ہے جو اُن کو ادا کرنے پڑتے تھے اور جن سے وہ پسے چلے جاتے تھے، اور کہتا ہے کہ یہ محاصل بڑھتے ہی چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ یہ بدقسمت اس بوجھ کو اُٹھا سکنے کے قابل ہی نہ رہے۔ اِسی لئے وہ ہمیشہ بغاوت کے لئے سازشیں کرتے رہتے تھے۔ لطف یہ ہے کہ راٹے بیرا کو یہ شکایت ہے کہ وہ دولتمند ہوتے جاتے ہیں؛ حالانکہ اُن کو ارضی کی پیداوار کا ایک تہائی، معمولی خدمات اور بہت سے جبریہ تحفے اور قرض دینے پڑتے تھے!

پادری فون سیکا کہتا ہے کہ وہ لگان اور دیگر محاصل کلیسا کو ادا کرتے تھے، مگر نہ صرف علماء بلکہ پادریوں کے سخت جبر و تشدد اور بڑی بڑی ترکیبوں سے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جب فصل اُٹھاتی اور بٹائی ہونے لگتی تو اُن سے کہا جاتا کہ آدھا یا تہائی (جیسا کچھ اُس علاقہ کا رواج ہوتا) زمیندار کو دیدو، اتنا لگان اور حبوب دو، اتنا قرضہ سابقہ کا بقیہ دو، وغیرہ وغیرہ، نتیجہ ہوتا تھا کہ بیچارے کاشتکار بالکل خالی ہاتھ، یا اپنی کاشت کا اقل قلیل حصہ لے کر گھر جاتے

تھے۔ وہ کہتا ہے کہ اُن کی اس حالت زار پر کسی کو رحم نہ آتا تھا؛ کیونکہ عام خیال یہ تھا کہ اُن کو مفلس قلاش اور وبائے رکھنا ہی اچھا ہے۔ وہ حقیقتہً ایسے غلام تھے جن پر رحم نہیں کیا جاتا تھا، وہ جانور تھے جن پر رحم نہیں آنا چاہیئے؛ اُن پر ہر وقت اس لئے ظلم کیا جاتا تھا کہ کہیں وہ بغاوت کرنے کے قابل نہ ہو جائیں؛ خاص کر اُن اضلاع میں جو سمندر کے قریب تھے تاکہ وہ افریقہ چلے جانے کے لائق ہی نہ رہیں۔

جہاں تک کہ بلنسیہ اور غرناطہ کا تعلق تھا مولدین کی حالت حتے الامکان غلامان محبوس کی سی رکھی جاتی تھی۔ چارلس کے فرمان مصدرہ ۱۵۴۱ء میں لکھا تھا کہ وہ اپنی رہائش کی جگہ صرف اس لئے بدلتے رہتے ہیں کہ کسی طرح ملک بربر کو نکل جائیں، اگر کوئی اُن کو پناہ نہ دے تو وہ اپنا مسکن کیوں بدلتے رہیں۔ اس لئے اُن کو حکم دیا گیا کہ اگر وہ نقل مکانی کرینگے تو وہ قتل کر دیئے جائینگے اور اُن کی جایداد ضبط کر لی جائیگی۔ اگر ایک زمیندار کے علاقے سے نکل کر دوسرے زمیندار کے علاقہ میں جائینگے تو اسی سزا کے مستوجب ہونگے۔ جو شخص کہ اُن کو پناہ دے کر بلا اجازت شاہی اپنا مزارع یا رعیت بنائیگا تو اُس کو پانچ سو فلارن جرمانہ یا سزائے تازیانہ ہوگی۔ یہی سزا اور جلاوطنی مزید برآں اُن لوگوں کے لئے تجویز کی گئی جو غرناطہ اور قشتالہ کے مولدین کو پناہ دیں۔ مولدین سے کہا گیا کہ اگر وہ حدود بلنسیہ میں داخل ہونگے تو اُن کی سزا قتل اور ضبطی جایداد ہے۔ ۱۵۴۸ء میں اس وحشیانہ قاعدہ کی پھر تجدید ہوئی اور مولدین ارغون کو بھی اُن لوگوں میں شامل کر لیا گیا جو بلنسیہ میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ ایسے ہی قواعد ۱۵۶۳ء اور ۱۵۸۶ء میں جاری کئے گئے۔

چونکہ مال تجارت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے اور رکھنے والے قریباً تمام ہی مولدین تھے، اس لئے یہ قواعد اُن کے لئے سخت مصیبت کا باعث تھے اور حکام کو اُن کے تنگ کرنے کا بہت ہی اچھا بہانہ مل گیا تھا۔ ۱۵۶۵ء میں ان میں سے ایک شخص گیبول فرنینڈیز باشندہ غرناطہ نے بادشاہ سے یہ شکایت کی کہ مال تجارت کو اودھر سے اُدھر پہنچانے

Marfat.com

میں اُس کو قرطبہ اشبیلیہ اور دیگر مقامات میں جانا پڑتا ہے مگر باوجود اس کے کہ اس کے پاس پروانہ راہداری ہوتا ہے اُس کو گرفتار کر لیا جاتا اور اُس کا مال پکڑ لیا جاتا ہے حکام و عمال مقامی اُس سے جو کچھ بہ تشدد رشوت لے لیتے ہیں اُس کا اندازہ آسانی لگ سکتا ہے لیکن اس شکایتی درخواست کا صرف یہ نتیجہ ہوا کہ ایک فرمانِ شاہی جاری کیا گیا جس میں حکام کی توجہ اس طرف مبذول کی گئی کہ حکم یہ ہے کہ مولدین غرناطہ ایک رات بھی اپنے مسکن سے بغیر اجازت اور صرف بہت تھوڑے عرصہ کے لئے ضمانت دینے کے بعد غیر حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس قاعدہ کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی یہ بھی بتلا دینا چاہئے کہ خچر بانی کا پیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ لوگ مال تجارت کے ساتھ خبریں بھی اِدھر سے اُدھر لے جاتے تھے اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ مولدین ان ہی کے ذریعہ سے نمک حرامانہ سازشیں کرتے ہیں، جن کا ذکر تو ہم بہت کچھ سنتے ہیں مگر دیکھنے میں کہیں نہیں آتیں صرف کاغذات سرکاری تک محدود ہیں ؂

مولدین کو یہ چھوٹی سی رعایت بھی نہیں دی جاتی تھی کہ وہ کہیں چلے جائیں خاص کر ملک بربر میں۔ باب دوم سے یہ معلوم ہو چکا ہے فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے غرناطہ کے نو عیسائیوں کو ملک سے باہر نکلنے کے لئے سخت سزائیں تجویز کی تھیں۔ یہ پالیسی برابر قائم رہی۔ افریقیہ سے ہر طرح کی آمد و رفت اور رسل و رسائل پر سخت نگرانی اور تحدید تھی محکمۂ احتساب محنہ اور حکام ملکی ہر وقت نگراں رہتے تھے میں یہ لکھتا ہوں کہ ۱۵۴۳ء میں صدر محکمہ نے ملک بربر سے اس لئے خط و کتابت کی اجازت دیدی تھی کہ قیدیوں کے چھڑانے میں آسانی ہو اور ۱۵۵۲ء میں ایک شاہی فرمان جاری ہوا جس میں لکھا تھا کہ لوگوں کا سواحل بحر کے شہروں میں جانا بالکل یہ بند کیا جائے کوئی شخص بغیر اجازت کے بربر جانے پائے اور پروانہ راہداری کے لئے پانچ ڈوکیٹ لئے جائیں۔ ۹ ستمبر ۱۵۵۸ء کے مراسلہ میں محکمہ صدر نے پوپ پال چہارم کو لکھا کہ محکمہ احتساب محنہ لوگوں کی نقل و حرکت کی نگرانی میں سخت مصروف رہا ہے اس کا جو نتیجہ ہوا وہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشبیلیہ میں جو سب سے بڑا اجلاس عدالت احتساب محنہ کا ۲۴ ستمبر ۱۵۵۹ء کو ہوا اس میں

Marfat.com

وہ مولدین زندہ جلائے گئے۔ جہاں اُن پر اور بہت سے جرائم تھے وہاں سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اُن میں سے ایک ملزم مولدین کو ملک بربر میں لے گیا تھا اور دوسرے نے اپنی عورتوں اور بچوں کو وہاں پہنچا یا تھا۔ ملک بربر ہی ایسی جگہ تھی کہ جہاں اُن لوگوں کا جانا محکمہ احتساب و محنہ بند کرنا چاہتا تھا* جو اُن کے ظلم و ستم کے لذت چشیدہ تھے۔ ۱۵۶۱ء میں سپین کا جو سفیر وینس میں رہتا تھا اُس نے پھر وہی لکھا جو پہلے لکھ چکا تھا کہ بلنسیہ اور ارغون کے بہت سے مولدین لیوانٹ جا رہے ہیں تیس سے زیادہ آدمی معہ اپنے عیال و اطفال کے وہاں موجود ہیں جو روانگی کے انتظار میں پڑے ہیں اور بہت سے آدمی ہر روز چلے آرہے ہیں۔ ایک تاجر جو قسطنطنیہ میں ابراہیم کہلاتا ہے اور غرناطہ میں سرینڈو ڈی ٹلاویرا اُس کے کہنے پر بہت سے آدمی غرناطہ سے آرہے ہیں۔ ۹ مئی ۱۵۶۱ء کو محکمہ صدر نے یہ رپورٹ محتسبین بلنسیہ اور سرقسطہ کو بھیج کر لکھا کہ پوری طرح نگرانی کریں اور اس فعل قبیح کو روکیں۔ یقیناً یہی وجہ تھی کہ سرقسطہ کے حکام نے ایک حکم جاری کیا کہ مولدین ارغون سے نکلنے کا قصد نہ کریں اور عیسائی انہیں کو دیا سے رینیس کے اُدھر جانے اور راستہ

---

* ایک واقعہ ایسا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سپین ان اختیارات کے متعلق عجیب بیہودہ مقابلہ ہوتا تھا یہ واقعہ ۱۵۷۳ء کا ہے غرناطہ کے جو مولدین بربر جاتے ہوئے پکڑے جاتے تھے اُن کو حکام فوجی قتل کر دیتے تھے لیکن اگر اتفاقاً محکمہ احتساب و محنہ کو اُن کی کوئی شکایت ہوتی تھی تو پہلے وہ اُن پر اپنے یہاں مقدمہ چلاتے اور سزائیں دیتے تھے اور جب وہاں سے انہیں چھٹکارا ملتا تھا تو پھر محکمہ فوج کو قتل کر دینے کے لئے سپرد کر دیئے جاتے تھے ایک لدیوس البوسن افریقیہ جاتے ہوئے المیونیکار میں پکڑا گیا ٹینڈیلا نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور پھر محکمہ احتساب و محنہ کے سپرد کر دیا۔ وہاں اُس کا جرم معاف کر دیا گیا اب ٹینڈیلا نے اُسے طلب کیا تو یہاں سے انکار ہوا اور محکمہ صدر میں اس کی رپورٹ کر دی گئی۔ فلپ ثانی نے احتساب و محنہ کے موافق فیصلہ کیا اور یہ لکھا کہ یہ بہتر ہوگا کہ ایسے آدمی جرم ارتداد میں زندہ جلا دیئے جائیں تاکہ لوگ دیکھیں اور عبرت پکڑیں اور ہدایت کی کہ آئندہ یہی کیا جایا کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۹۳ء نے صدر نے یہ رویہ اختیار کیا کہ ملکی حکام سے مدد لی جائے کیونکہ شاہی حکام اُن مولدین کو سزائیں نہ دیتے تھے جو مخصوص جرم کے بعد الجیریا جاتے تھے۔ (مصنف)

بتلانے میں اُن کی مدد نہ کریں۔ ۲۶ جون ۱۵۸۵ء کی عدالت احتساب محکمہ نے چار آدمیوں کو سزا دے کر اپنا جی ٹھنڈا کر لیا، دو کو تو اس لئے کہ اُنہوں نے بدرقہ کا کام کیا تھا، اور دو کو اس لئے کہ وہ وہاں سے بھاگ رہے تھے۔ تین کو سزاء تازیانہ اور قید و کشتیوں کی مشقت، اور سزا تازیانہ اور قید کی، اور ایک عورت کو ذلیل کُن لباس پہننے کی۔ شدہ شدہ جب جلاوطنی کا وقت قریب آیا تو اس نگرانی میں کمی آ گئی۔ ۲۴ جنوری ۱۶۰۸ء میں پنچایت نے تجویز کی کہ قتلونیہ کے وائسرائے کو ہدایت کی جائے کہ جو مولدین کہ فرانس جا رہے ہیں اُن کی نگرانی کریں، ان میں سے ذی مقدرت اور صاحب اقتدار لوگوں کو گرفتار کر لیں، تاکہ اُن کی نیت معلوم ہو جائے اور باقیوں کو جانے دیں، کیونکہ جتنے مولدین کم ہونگے اُتنا ہی اچھا ہے؛ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تجویز ہو رہی تھی کہ اُن سب کو بربر بھیج دیا جائے۔

سب سے زیادہ دل کو لگنے والی ذلت یہ تھی کہ مولدین سے ہتھیار چھین لئے گئے تھے، یہ نہ صرف ذلت ہی تھی بلکہ اس سے وہ نہتے رہ گئے تھے، ایسے وقت میں بھی اپنی حفاظت نہ کر سکتے تھے جب کہ جور و تشدد زوروں پر تھا اور روزمرہ کی بات ہو گیا تھا، پرانے عیسائی اس مقہور قوم کی جانوں کی اتنی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے جتنی کہ ایک کتے کی۔ باب دوم سے معلوم ہو چکا ہے کہ جب ۱۵۰۱ء میں غرناطہ میں امن و امان قایم کیا گیا ہے تو ہتھیار رکھنا ممنوع قرار دیا گیا تھا، اور اس کی خلاف ورزی کی سخت سزا مقرر کی گئی تھی۔ مولدین ہتھیار بنانے میں طولی رکھتے تھے، اور جہاں اور بڑی بڑی صنعتیں اُن کے ہاتھ میں تھیں وہاں یہ صنعت تو [illegible] ہی کی تھی۔ اس صورت میں اس قانون کا نفاذ ایک مشکل بات تھی ۱۵۱۱ء اور ۱۵۱۳ء میں جو اس حکم کی تجدید کی گئی اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کی تعمیل یا تو کی ہی نہیں گئی یا یوں ہی ٹال دیا گیا۔ چونکہ مولدین کو اس حکم سے تکلیف ہوتی تھی اس لئے ۱۵۱۱ء کے فرمان شاہی میں یہ اجازت دی گئی کہ وہ گول نوک کے چاقو رکھ سکتے ہیں، مگر نوکیلے چاقو ممنوع ہی رہے۔ ہتھیار رکھنے کے لائسنس دیئے جانے لگے، اور غالباً اُن لوگوں کے فایدہ مالی کا باعث

ہوتے تھے جن کے اختیار میں یہ لائسنس دیتے تھے۔ اس شوت ستانی کے متعلق چارلس پنجم کی توجہ مبذول کرائی گئی تو انہوں نے اپنے فرمان مصدرہ ۱۵۲۶ء میں یہ حکم دیا کہ یہ لائسنس حکام کے حوالہ کر دیئے جایا کریں اور وہ اس کا فیصلہ کریں کہ اُن کے متعلق کیا کارروائی کی جائے۔ رؤساء و زمینداروں کو منع کر دیا گیا کہ وہ اپنی رعایا اور مزارعین کو لائسنس نہ دیں ۱۵۲۸ء میں یہ قواعد تمام ممالک محروسہ میں جاری کر دیئے گئے۔ یہ لائسنس جہاں جاری ہوئے وہاں اُن کا بُری طرح استعمال بھی ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ لائسنس دار اپنی ضرورت سے زیادہ ہتھیار لے لیتے تھے اور کوہستان کے ڈاکہ مارنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے اس کے انسداد کے لئے ۱۵۲۱ء میں یہ حکم ہوا کہ مولدین اپنے تمام ہتھیار حکام فوجی کے سامنے خود لا کر پیش کریں وہ اُن سب پر مُہر لگائیگا۔ جو شخص اس حکم کی تعمیل نہ کرے اُس کو پانچ برس کی قید اور کشتیوں کی مشقت کی سزا ملیگی ۱۵۶۳ء میں اس حکم کی پھر تجدید کی گئی، لیکن پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی اس کی چنداں تعمیل نہیں ہوئی ॥

بلنسیہ میں اصطباغ کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے احتیاطاً نومبر ۱۵۲۵ء میں مسلمانوں سے ہتھیار لے لئے گئے۔ ۱۵۲۸ء کے انتظام جدید کے موقعہ پر ان لوگوں نے درخواست دی کہ اُن کو اُن کے ہتھیار واپس دے دیئے جائیں، کیونکہ وہ اب تک ان ہتھیاروں کو نہایت وفاداری اور نمک حلالی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں، اور جب تک زندہ رہینگے یہی کرتے رہینگے۔ اس کا جواب یہ ملا کہ اُن سے وہی سلوک کیا جائے جو پرانے عیسائیوں سے کیا جاتا ہے۔ مگر جو کچھ اور معاہدوں کا حشر ہوا وہی اس کا بھی انجام ہوا کہ تعمیل نہیں کی گئی جس طرح اور معاہدات اور وعدے ایفا نہ کرنے کے لئے کئے گئے تھے اُسی طرح اس وعدہ کو بھی ایفا نہ ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ ۱۵۴۱ء کے فرمان کے موافق جہاں اور تجدیدیں ہوئیں وہاں ایک یہ بھی تھی کہ مولدین کوئی ہتھیار نہ رکھنے پائیں۔ خواہ جارحانہ ہوں یا مدافعانہ۔ گورنمنٹ کی معمولی سستی یا لاپروائی کہ اس حکم کی بھی تعمیل نہیں ہوئی؛ اور ۱۵۴۵ء میں حکم جدید جاری ہوا کہ مولدین

Marfat.com

کے ہتھیار لے لئے جائیں۔ یہ امر کہ یہ کام کچھ کم دہشتناک نہ تھا' وایسرائے (ڈیوک آف ٹیلے بریا) کے اُس مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے ۳ فروری ۱۵۴۵ء کو شاہزادہ فلپ کے نام لکھا تھا کہ "میں نے رئیس الاساقفہ وغیرہ سے مشورہ کیا ہے اور انہیں قسم دیدی ہے کہ اس کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں' اُن سب کی متفقہ راء یہ ہے کہ یہ تدبیر نہایت ضروری ہے' مولدین کے پاس صرف ایک چاقو چھوڑ دیا جائے' اور اُن کی وہی حالت کردی جائے جو غرناطہ کے مولدین کی ہے سب سے زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے امرا مثلاً ڈیوک آف سیگورب' گینڈیا اور کاونٹ آف اولیوا کو خفیہ طور پر پہلے ہی اس سے متنبہ کر دیا جائے' میں اس انتظام کو ریاستہاء البیرخ اور القصر میں شروع کرونگا جو میرے ہی ماتحت ہیں۔ یہی مقامات ایسے ہیں کہ جہاں مسلمان سب سے زیادہ رہتے ہیں۔ جب میں اور تین اور امراء اس انتظام کو شروع کر دینگے تو اور امرا کو علیحدہ رہنے کی ہمت نہ پڑیگی۔ اگرچہ میں مولدین سے ڈرتا ہوں کہ اگر ان پر اس طرح تشدد کیا جائیگا تو وہ بالکل بربر کو بھاگ جائینگے۔ کوہستان بربنیا اور ایسپیڈان پر قبضہ کرلیا جائے' کچھ فوج اس طرح رکھی جائے کہ بوقت ضرورت وہ فوراً بلالی جاسکے۔ بہتر یہ ہو کہ امرا ہی سے یہ کام کرایا جائے جیسا کہ حکم ہوا ہے شاہی عمال سے یہ کام نہ لیا جائے' مگر اُن کی موجودگی ضروری ہے تاکہ مولدین کو یہ معلوم رہے کہ یہ انتظام ہر جگہ کے لئے عام ہے"۔

ان مشوروں کا یہ نتیجہ نہیں ہوا کہ کوئی کارروائی کی جاتی۔ شاید امراء ورؤسا اس کی تعمیل کرتے ڈرتے تھے' اور ۱۵۴۶ء میں رئیس الاساقفہ ٹوماس ڈی ولانووا نے یہ راء دی کہ جب واعظین کو مولدین کے اصطباغ دینے کے لئے بھیجا جائے تو اُن کی حفاظت کے خیال سے مولدین سے ہتھیار لے لئے جائیں' خاص کر ایسے حربے جو پھینکے جاسکیں مثلاً بندوق اور تیر و کمان' مگر پھر بھی کچھ کیا گیا' اور ۱۵۵۱ء میں سینٹ ٹوراس نے سخت خوفزدہ الفاظ میں شاہزادہ فلپ کو لکھا کہ ترکوں کا ایک بیڑہ مجورقہ کے قریب دیکھا گیا ہے' اس لئے انہوں نے عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ فوراً دو ہزار سپاہی بھیج دیئے جائیں تاکہ بغاوت نہ ہونے پائے' اگر اس خاص غرض کے لئے

وہ کام نہ آئے تو مولدین کے ہتھیار چھیننے میں کام دینگے؛ یہ وہ کام ہے جواب سے بہت پہلے ہوجانا چاہئے تھا۔ معمول کے موافق کاہلی اور سستی کی عملداری رہی؛ ۱۵۶۱ء میں محتسب گریگوریو ڈی مرنڈا سے بادشاہ نے مشورہ طلب کیا تو اُنہوں نے یہ رائے دی کہ سب سے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ مولدین سے ہتھیار لے لئے جائیں۔ سردی کے موسم میں یہ کارروائی کی جائے کیونکہ اُن دنوں بحری قزاقوں کو ساحل تک آنے کی ہمت نہ پڑیگی۔ امراء کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی رعایا سے ہتھیار لینا شروع کریں، اور اُنہیں دھمکائیں کہ اگر وہ ہتھیار نہ دینگے تو بادشاہ خود لینگے۔ آخر ۱۵۶۳ء میں کارروائی شروع کی گئی۔ رؤساء نے خفیہ طور پر ہر جگہ ایک ہی وقت میں ہتھیار لینے کی کوشش کی؛ کیونکہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ حکم کی تعمیل نہ کریں تو دو ہزار فلارن جرمانہ ادا کریں۔ فرمان شاہی مصدرہ ۱۹ جنوری ۱۵۶۳ء میں یہ حکم تھا کہ تمام اصطباغ یافتہ مولدین اور اُن کی اولاد نہ ہتھیار اپنے گھر رکھیں نہ اپنے پاس؛ اگر اُن کے پاس ہتھیار نکلیگا تو اُن کو دائمی قید با مشقت کی سزا دی جائیگی ہتھیار اور وہ مکان جس میں وہ ہتھیار پائے جائینگے وہ ضبط کیا جائیگا، اور اس کے علاوہ کوئی اور سزا بھی دی جاسکیگی جو سزاء موت بھی ہوسکتی ہے۔ حکم تھا کہ صرف چار گھنٹہ کے اندر ہتھیار دے دیئے جائیں، اس کے بعد تمام ہتھیاروں کی فہرست بنائی جائے اُس میں اُن کی قیمتیں درج کی جائیں تاکہ وہ مالکوں کو ادا کردی جائے۔ اس کے ساتھ ہی سپہ سالار فوج نے یہ اعلان کردیا کہ تمام مولدین شاہی حمایت میں آگئے؛ جو شخص کہ اُن سے بدسلوکی یا اُن کی توہین کریگا جو شخص کہ اُن کو کتا، یا ایسا ہی کوئی اور لفظ کہیگا تو اُس کو پچیس ڈوکیٹ جرمانہ یا تیس دن کی قید ہوگی؛ جو شخص اُن کو ماریگا یا زخمی کریگا، یا اُن کی جائیداد کو کسی طرح نقصان پہنچائیگا، تو اگر وہ معزز ہوگا تو دو سال کے لئے جلاوطن کردیا جائیگا، اور اگر کوئی عامی ہوگا تو اُتنے ہی عرصہ کے لئے قید اور کشتیوں کی مشقت کی سزا پائیگا۔ ہتھیاروں کے دینے اور لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ جو فہرست بنائی گئی تھی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولدین کے ۷۷،۳ ۱۶ مکانات سے ۴۹۳۰ تلواریں، ۴۵۴۳ کمانیں اور بہت سے جارحانہ و مدافعانہ ہتھیار ضبط کئے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ مولدین نے بڑی مشقت کے ساتھ ہتھیار اپنے لئے مہیا کئے تھے۔

ارغون میں ہتھیار لینے کا کام محکمۂ احتساب محنہ کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اس محکمہ نے سہر نومبر ۱۵۵۹ء کو ایک حکم جاری کیا کہ کوئی مولد اپنے پاس ہتھیار نہ رکھے لیکن رؤساء نے اس حکم کے خلاف محکمۂ صدر میں مرافعہ کیا۔ اُن کا اقتدار بھی اتنا تھا کہ اُنہوں نے اس کارروائی کو ایک غیر معین وقت تک کے لئے ملتوی کرا دیا۔ رؤساء نے وجہ یہ بیان کی کہ اگر مولدین کے پاس ہتھیار نہ رہے تو وہ نہروں پر آبپاشی کے لئے اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ ۱۵۹۰ء میں پھر کارروائی شروع کی گئی، اور یہ کہا گیا کہ اگر وہ اپنے ہتھیار دیدینگے تو اُن کو عام معافی دے دی جائیگی بادشاہ سے مشورہ کرنے کے بعد محکمہ صدر نے محتسبین مرقسطہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس معاملہ میں رئیس الاساقفہ ایسراء الملے نارا اور کاونٹ آف ساسٹاگو سے مشورہ کرلیں۔ اُس زمانہ کے طور وطریق کی عجیب مثال یہ واقعہ ہے کہ جب محتسبین نے رئیس الاساقفہ کو لکھا کہ وہ مجلس شورے کے انعقاد کا دن اور وقت مقرر کریں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ خود ہی وقت مقرر کردیں لیکن جواب اس طرح دیا کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ محتسبین رئیس الاساقفہ کے محل پر اُن کی خدمت میں حاضر ہوں محتسبین وہاں امرا کی طرح جانا چاہتے تھے کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں اُن کی توہین ہوتی ہے اس لئے اُنہوں نے ۲۲ مئی ۱۵۹۰ء کو محکمہ صدر میں رپورٹ کرکے ہدایت طلب کی۔ یہاں ۱۸ جنوری ۱۵۹۱ء تک اس رپورٹ پر غور ہوتا رہا اور پھر یہ حکم ہوا کہ مجلس شورے الجعفریہ میں منعقد کی جائے، کیونکہ وہاں محکمۂ احتساب محنہ قائم ہوتا ہے، رئیس الاساقفہ کو اطلاع دے دی جائے اگر وہ آنا چاہیں تو اُن کے بغیر ہی اراکین سے مشورہ کرلیں۔ اس کے بعد بوجہ انٹونیو پیریز کی سرکشی اور شرارت کے اور دیر لگی جب اُس کا معاملہ طے اور طرازونا کی پنچایت کا فیصلہ ہوگیا تو یہ جھگڑا پھر شروع کیا گیا۔ ۲۰ مارچ ۱۵۹۳ء کو فلپ نے مولدین کے ہتھیار چھین لینے کا حکم دے ہی دیا اور اسی غرض سے پیڈرو ڈی چیکو رکن محکمہ صدر اور ڈان لیڈروں ڈی گیووارا کو مرقسطہ بھیجا کہ وہ محتسبین سے اس معاملہ کی تفصیلات کے متعلق مشورہ

Marfat.com

کریں۔ انہوں نے یہ تصفیہ کیا کہ محکمہ احتساب محتنہ کی طرف سے ایک حکم جاری کر دیا جائے؛ چنانچہ تمام محتسبین اپنے سکرٹریوں کو لے کر ایک کمرہ میں صبح کے وقت جمع ہوئے اور دوسری صبح کو چھ بجے تک ایک سو تیس قصبات کے لئے احکام کا مسودہ تیار کرتے رہے احد الشعانین (پام سنڈے) ۴ اپریل کو تمام ممالک محروسہ میں یہ اعلان کیا گیا کہ تیس (۳۰) دن کے اندر اندر تمام ہتھیار دے دیئے جائیں؛ اگر اس کے بعد کسی نو عیسائی کے پاس ہتھیار پایا گیا تو اس کو سو تازیانوں اور سو ڈیوکیٹ جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔ اس کے ساتھ ہی محتسب اعظم کیوروگا نے اعلان کیا کہ تمام غلط کاریوں اور ارتداد کے جرائم معاف کئے جاتے ہیں بشرطیکہ اعتراف کر لیا جائے۔ دو محتسب تمام ممالک محروسہ میں اس غرض سے بھیجے گئے کہ وہ ہتھیار لینے کی کارروائی کی نگرانی کریں اور ان لوگوں کے قصور معاف کریں جو ایڈکٹ آف گریس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں کسی نے ہتھیار دینے میں چون وچرا نہیں کی علاوہ ان ہتھیاروں کے جو زمین میں دبا دیئے گئے یا خفیہ طور سے فروخت کر دیئے گئے ۷۶۰۰ تلوار ۱۳۵۰ ۱ نیزے وغیرہ ۵۸۹۰ کمانیں ۳۰۴۷۳ بندوقیں اور اور بہت سے ہتھیار جمع ہو گئے۔ چونکہ اس حکم کے موافق چاقو نہیں لئے گئے اس لئے رفتہ رفتہ ان کا قد و قامت بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ سخت حربہ بن گئے جنکہ احتساب محتنہ کے دو تین اہلکار گرفتاریاں کرتے ہوئے ان ہی چاقوؤں سے مارے گئے۔ آخر ۱۵۶۳ء میں حکم ہوا کہ یہ چاقو ایک خاص لمبائی کے ہوں اور نوکیلے نہ ہوں*۔

قتلو نہیں آخر وقت تک ہتھیاروں کے متعلق پرانے اور نئے عیسائیوں میں کسی طرح کی تمیز روا نہیں رکھی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخری جلاوطنی کے وقت خطرات پیدا ہو گئے جو فضول تھے کیونکہ ہتھیاروں کا استعمال کبھی ہوا ہی نہیں۔

علاوہ اس کے کہ موالدین سے مدافعت کے تمام ذرائع چھین لئے گئے ان احکام کی تاویل کرتے ہوئے وہ تعبیریں کی گئیں کہ مزدوروں کاشتکاروں اور کاریگروں کو ہمیشہ کے لئے دقت رہی۔

---

* ۱۵۶۳ء میں جو آن ڈیل او لموحا کو محکمہ احتساب محتنہ بلنسیہ کو چالیس ڈیوکیٹ اس کارگزاری کے صلہ میں انعام دیا گیا کہ انہوں نے موالدین زنی البرسین اور ٹیرول کے ہتھیار لینے میں کارنمایاں کیا۔ (مصنف)

Marfat.com

اُن کو بجا شکایتیں پیدا ہوئیں اور وہ ہمیشہ جھنجھلاتے رہے۔ مثال کے طور پر یہ کہنا کافی ہے کہ نیشکر کاٹنے کے لئے بھاری بھاری درانتیوں کی ضرورت ہوتی ہے، مگر مولدین اس کو نہ رکھ سکتے تھے، کیونکہ وہ قانوناً ممنوع تھیں۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں باتیں تھیں کہ مولدین کی صنعت و حرفت میں اوزاروں کے نہ ہونے کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوگئی کیونکہ حکام و عمال نے اُن کو مخدوش قرار دے رکھا تھا۔ سنہ ۱۵۶۵ء میں ایک خچربان مگیول راڈریگز نامی نے بادشاہ سے درخواست کی کہ اُس کو ایک گول نوک کا نیمچہ، جیسا کہ غرناطہ میں مولدین کو رکھنا جایز قرار دیا گیا ہے، رکھنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنا کام نہیں کر سکتے۔ اس درخواست کے جواب میں ایک فرمان شاہی جاری ہوا جس میں تمام احکام متعلقہ کا اعادہ کر کے کہا گیا کہ تمام ملک محروسہ میں مولدین کو سوائے ایک بے نوک چاقو کے کوئی ہتھیار رکھنا ممنوع ہے اگر کسی کے پاس کوئی ہتھیار پایا جائیگا تو پہلے جرم میں ضبطی ہوگی، دوسرے میں چھ سال کی قید اور کشتیوں پر مشقت، اور تیسرے میں قید بامشقت دائمی ان تمام احکام کی سختی سے تعمیل کی جانے کی تاکید کی گئی۔

جو لوگ کہ عہدہ دار وغیرہ تھے اُن پر یہ الزام لگایا جانا مشکل تھا کہ انہوں نے وعدہ خلافیاں کیں مگر یہی وہ بات تھی جو سولھویں صدی کے آخر میں مولدین پر شاق گزرنے لگی خاص کر اُن لوگوں پر جو اُن میں متمول یا تعلیم یافتہ تھے، اور جن میں سے اکثر نہ صرف ظاہری بلکہ صدق دل سے عیسائی تھے جس وقت اُن کو جبراً عیسائی بنایا گیا ہے اور اُن سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اُن کے حقوق پرانے عیسائیوں جیسے ہونگے۔ اُس وقت یہ بات چنداں نمایاں نہ تھی؛ بلکہ یہ اُس وقت پیدا ہوئی جب مذہبی جنون نے غیر مساحمت پیدا کر دی۔ اس غیر مساحمت کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوتھر کی اصلاحات مذہبی کی وجہ سے ان لوگوں کے جذبات میں ایک ہیجان سا پیدا ہوگیا تھا۔ سپین میں ایک اور جنون "خون خالص" یا "نجابت" کا شروع ہوا جس نے ملک بھر کو حسد، غیرت، نفرت اور فساد قلبی سے معمور کر دیا۔ اس کتاب میں اتنی گنجایش نہیں ہے کہ اس منحوس خیال نجابت پر تفصیل سے لکھا جائے۔ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ سولھویں صدی کے وسط میں جو لوگ مسلمانوں یا یہودیوں

Marfat.com

کی اولاد تھے یا اُن لوگوں کی اولاد تھے جن پر محکمۂ احتساب و محنہ نے جرم ارتداد قایم کر کے تعذیب دینی کی سزا دی تھی، اُن کے لئے تمام کالجوں، یونیورسٹیوں، گرجاؤں، مذہبی اور فوجی عہدوں، محکمۂ احتساب و محنہ کے رُکن بننے، حتے کہ میونسپل کے رُکن بننے کے دروازے سختی کے ساتھ بند کر دیئے گئے تھے۔ اِس وقت صحیح طور پر یہ بتلانا ناممکن ہے کہ اس کا شیوع کس حد تک ہوا، کیونکہ ہر شخص بجاء خود اس معاملہ میں قانون مجسم تھا۔ مثال کے طور پر یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ غرناطہ میں بڑے گرجا اور اُن گرجاؤں میں جن کے متعلق اور گرجا تھے نجابت کا خبط نہ تھا، مگر بلبوآ میں یہ شرط تھی کہ میونسپل میں نجیب الطرفین کے سوا کوئی شخص رکن نہ ہونے پائے۔* بڑی بڑی یونیورسٹیوں، مثلاً سلامنکا اور القلعہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نجابت کی شرط صرف اساتذہ اور عُمّال تک محدود تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ناممکن تھا کہ طلبہ کا جم غفیر اپنے نجیب الطرفین ہونے کے ثبوت حاصل کرنے میں تکلیفیں بھی اُٹھائیں اور خرچ بھی برداشت کریں۔ مگر طلیطلہ کے ڈومینکی کالج میں جو طالب علم دینیات یا دیگر علوم حاصل کرنا چاہتا تھا اس کا نجیب الطرفین ہونا لازمی تھا۔x جس سرزمین میں کہ کلیسائی یا ملکی عہدوں کی

---

* معلوم ہوتا ہے کہ صوبۂ باسک بالخصوص مسلمانوں اور یہودیوں کا مخالف تھا۔ ۱۴۸۲ء میں گی پس کا ایک قانون تھا کہ کوئی نوعیسائی نہ اُس علاقہ میں رہے، نہ وہاں شادی کرے۔ ۱۵۱۱ء میں بسکے نے ایک فرمان شاہی حاصل کیا کہ تمام نوعیسائیوں اور مسلمانوں اور اُن کی اولاد کو جلاوطن کر دیا جائے۔ ۱۵۶۱ء میں قستالہ کی کونسل میں ایک درخواست گزری کہ یہی قانون وہاں نافذ کیا جائے، مگر کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسا قانون وہاں کبھی نافذ نہیں ہوا اور اُس کو جاری کرنا مناسب نہیں ہے۔ سائلوں کو حکم دیدیا گیا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں اگر اس معاملہ پر غور کرنے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ پھر طلب کرئے جائینگے۔ باوجود اس انکار صاف کے اُن لوگوں نے ۱۵۶۵ء میں پھر وہی درخواست پیش کی اور پھر وہی جواب پایا۔ (مصنف)

x طلیطلہ کے اسقف سی لیشیو نے اپنے خط مورخہ ۱۹ جون ۱۵۴۷ء میں شاہی کونسل میں یہ بحث کی ہے کہ نجابت کا قانون جو اُس نے اپنے یہاں جاری کیا ہے نہایت موزوں ہے۔ اسی خط میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ یہ قانون تمام سپین کے کالجوں میں جاری ہے، یہاں تک کہ بولونا میں بھی جو البورنوز کا قایم کیا ہوا ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

تمنا ہر اُس شخص کو رہتی ہو جو علم کے نام شُد بُد سے بھی واقف ہو وہاں اتنی بڑی رکاوٹ پیدا کر دینی عقل کی بات نہ تھی۔ اس سے ہر ایک ذہین اور مقتدر مولد کے دل میں آگ نہ لگنی اور سلطنت سے بیزاری نہ پیدا ہو جانی ناممکن بات نہ تھی۔ لوازیٹ کا یہ خیال ہے کہ اگر نجابت کا جنون نہ پیدا ہوتا تو مولدین کے جلاوطنی کی ضرورت بھی نہ پیدا ہوتی۔ یعنی اگر ان لوگوں کو اوروں جیسی عزت و آبرو حاصل ہو جاتی تو یہ سب عیسائی ہو جاتے، نہ یہ بے جگر ہو کر سلطنت کا مقابلہ کرتے نہ اپنی اس بے عزتی سے اُن کو مذہب مسیحی سے نفرت ہوتی ؛

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں تو یہ خیال رہا ہے کہ اس آفت سے مولدین کو مستثنےٰ رکھا جائے محکمہ احتساب و محنہ کے حکام اگرچہ تنخواہ دار نہ ہوتے تھے مگر ان کی تمنا ہر شخص کو رہتی تھی، کیونکہ اس سے ایک حد تک تعزز حاصل ہو جاتا تھا اور حکام ملکی کے حدود اختیارات سے اس محکمہ کا افسر مستثنےٰ ہوتا تھا۔ اس محکمہ کے متعلق نجابت کا اشارہ سب سے پہلے صدر کے حکم مصدرہ ۱۰ ر اکتوبر ۱۵۴۶ء میں پایا جاتا ہے، جس کے موافق محکمہ احتساب و محنہ میں صرف پُرانے عیسائی ہی مقرر ہو سکتے تھے ۱۵۴۷ء میں مون زدن کی کونسل نے یہ شکایت کی کہ بہت سے مولدین اس محکمہ میں مقرر ہو گئے ہیں۔ اس کے جواب میں محکمہ صدر نے یہ لکھا کہ سوا ملحدین اور مذہب سے روگرداں اور ان کے حمایت کرنے والے لوگوں کے ہر ایک شخص اس محکمہ میں مقرر ہو سکتا ہے۔ لیکن بہت جلد یہ اصول بدل گیا محتسب اعظم والڈیس نے ۱۵۵۲ء میں محتسب بلنسیہ کو لکھا کہ وہ اپنے محکمہ میں اُن لوگوں کو مقرر نہ کرے کہ جو یہودیوں یا مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ۱۰ ر مارچ ۱۵۵۲ کو ایک فرمان شاہی جاری ہُوا جس کے موافق یہ اصول عام قایم کیا گیا کہ اس محکمہ کے تمام حکام پُرانے عیسائی ہُوا کریں لیکن باوصف اس کے جب فلپ ثانی نے ملک میں امن قایم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۴) یہ قاعدہ ہے کہ سوا پُرانے عیسائیوں کے اور کوئی اس کالج میں داخل نہیں ہو سکتا نہ پادری بن کر اس کالج سے نکل سکتا ہے۔ کونسلوں کے تمام اراکین اور حکام دیوانی و فوجداری بھی یہی پُرانے عیسائی ہوتے ہیں۔ اگر کوئی نو عیسائی غلطی سے ان عہدوں پر مقرر ہو گیا ہو تو وہ علیحدہ بات ہے ؛ (مصنف)

Marfat.com

کرنے اور مولدین کی شکایات رفع کرنے کے لئے ۱۵۶۵ء میں دورہ کیا ہے تو انہوں نے یہ حکم دے دیا کہ معزز اور باثر مولدین اس محکمہ میں مقرر کئے جائیں لیکن ۱۵۶۸ء ہی میں برشلونہ کے محتسب کو اس لئے تہدید کی گئی کہ اس نے احکام سابقہ کی تعمیل نہیں کی اور یہ تاکید کی گئی کہ وہ آیندہ صرف نجیب الطرفین ہی کو محکمہ احتساب و محنہ کا حاکم مقرر کیا کرے۔ اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ کلیسائی عہدوں کے متعلق بھی اسی اصول پر عمل کیا گیا۔ ۱۵۶۶ء میں اسقف اعظم ایالا نے بلنسیہ کے کلیسا میں نجابت کا قاعدہ جاری کیا تو انہوں نے حکم دیا کہ کوئی شخص جو چوتھی پشت میں یہودی کی نسل ہو یا دوسری پشت میں ان کا رشتہ دار ہو وہ نہ کلیسا میں کوئی عہدہ پائے نہ کسی طرح کی ترقی۔ اس حکم میں مولدین کا نام نہ آنا قابل لحاظ امر ہے۔ پوپ پال چہارم نے یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص چوتھی پشت میں یہودی کی اولاد ہو وہ کلیسا میں کوئی عہدہ نہ پائے ۱۵۷۳ء میں پوپ گریگوری سیزدہم نے مسلمانوں کی اولاد کو بھی اسی حکم میں شامل کر دیا۔ لیکن مونزوں کی کونسل میں ۱۵۶۴ء میں یہ قرار دیا جا چکا تھا کہ جو شخص بلنسیہ کے مولدین کے کالج کا تعلیم یافتہ ہو وہ اپنے آدمیوں کو دینی و روحانی تعلیم دے سکتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ اس کالج نے اچھے اچھے پادری، واعظ اور دینیات کے ماہر پیدا کئے تھے۔* لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا گیا نفرت وحقارت کو ترقی ہوتی گئی، اس استثنا کا احاطہ وسیع ہوتا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لائق ذی استعداد اور بلند نظر آدمی جو سلطنت کی خدمت کر کے دکھلاتے اور جنہوں نے فی الحقیقت اپنے آدمیوں کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا وہ مایوس ہو بیٹھے اور انہوں نے اپنی تمام تر طاقت و ہمت سلطنت سے بیزاری پھیلانے اور بغاوت و فساد کا خیال پیدا کرنے میں صرف کر دی۔

اگر سوسائٹی اور سلطنت کے متعلق مولدین کے تعلقات، وجوہ متذکرہ بالا نے قابل افسوس

---

* خوین سیکا اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں کہتے ہیں کہ اسقف اعظم رئیس نے اپنے تمام مولد پادریوں کو معطل کر دیا اور اس بات کی کچھ پروا نہیں کی کہ ان میں بہت سے عالم اور پادری ایسے ہیں کہ جن پر کبھی کوئی دھبہ نہیں آیا اور جو بڑے بڑے دینی کالجوں کے تعلیم یافتہ تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان پر یہ شک ہو گیا تھا کہ آیا انہوں نے اصطباغ لیا ہے یا نہیں۔ (مصنف)

Marfat.com

کردیئے تھے تو قطع نظر کلیسائی جور و تشدد کے کلیسا کے متعلق بھی اُن کے خیالات چنداں اچھے نہ تھے۔ اُن کو اُن کے آباؤ اجداد کی سرزمین میں صرف اس لئے رہنے کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ عیسائی کہلاتے تھے گو برائے نام ہی سہی۔ یہ کلیسا کا فرض تھا کہ وہ اُن کو مذہب مسیحی کا پابند کرتا خواہ وہ پابندی ظاہری ہی ہوتی لیکن یہ تو نہ ہؤا ہؤا تو یہ کہ ہر وقت اُن کی نگرانی کی گئی اُن پر جاسوس رکھے گئے۔ اور اُن کو اُن مراسم مذہبی کے ادا کرنے پر مجبور کیا گیا کہ جن سے اُنہیں دلی نفرت تھی۔ پادریوں کے مقرر کئے ہوئے شحنہ اُن سے بہ تشدد تمام جایز و ناجایز روپیہ وصول کرتے تھے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ اُن کی نگرانی کریں اور صرف اس صورت میں اُن سے تاوان وصول کریں کہ جب وہ تیوہار ول کے روز کام کرتے ہوئے پکڑے جائیں، یا گرجاؤں سے غیر حاضر رہیں، یا ایسے کام کرتے ہوئے دیکھے جائیں جو اُن ہدایات کے برخلاف ہوں کہ جو چھاپ کر اُن کو دے دی گئی تھیں ۱۵۹۵ء سیگوربے کے اسقف پیریز بیان کرتے ہیں کہ یہ شحنہ جو کچھ وصول کرتے تھے اُس کا نصف یا ثلث اُن کو دیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ رقم بہت ہی قلیل ہوتی تھی اس لئے اس آسامی کو بہت ہی غریب آدمی منظور کرتے تھے۔ جو جرایم کئے جاتے تھے اُن کے اخفاء کے بدلے میں اُن کو رشوتیں بھی ملتی تھیں۔ یہ غریب اپنا فرض ادا کرتے ہوئے ڈرتے بھی تھے کیونکہ ایک طرف تو اُن کو زمیندار دھمکاتے تھے اور دوسری طرف (دورافتادہ اصلاح میں) مولدین۔

ایک رسم ایسی تھی کہ جس کو مولدین کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، یعنی اپنے مُردوں کی حُرمت۔ اُن کا قاعدہ تھا کہ صاف کفن دیتے اور پاک زمین میں دفن کرتے تھے۔ باب پنجم میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ صاف کفن پہنانے کے جرم میں محکمۂ احتساب شحنہ نے مقدمے چلا دیئے تھے۔ قبروں کے متعلق جمعیت المولدین نے ۱۵۲۸ء کی کونسل میں یہ درخواست دی کہ جہاں جہاں وہ پرانے عیسائیوں کے ساتھ رہتے ہیں اُن کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اپنا قبرستان الگ کرلیں اس کا یہ جواب دیا کہ جو مساجد کہ گرجا بنالی گئی ہیں اُن کے قریب وہ اپنا قبرستان بنالیں، لیکن اگر پرانے عیسائی وہاں گڑنا چاہیں تو وہ مانع نہیں ہو سکیں گے اس فیصلہ سے مولدین کسی قدر خوش ہو گئے

Marfat.com

۱۵۹۱ء تک اس پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ اس سال یہ حکم ہوا کہ مولدین کو گرجاؤں کے اندر دفن کیا جائے۔ اُن کے نزدیک یہ ایسی مکروہ بات تھی کہ وہ بادشاہ یا پوپ کو تیس۳۰ ہزار ڈوکیٹ تک دینے کو تیار ہو گئے کہ اُن کے لئے قبرستان الگ تجویز کر دیا جائے، خواہ وہ مزبلہ ہی کیوں نہ ہو، مگر کون سنتا تھا، وہ حکم بحال رہا۔

ایک اور چیز جو مولدین کو ہر وقت بے چین رکھتی تھی وہ اُن کے بچوں کو اصطباغ دیا جانا تھا۔ کلیسا کا ایک یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ مولدین کا کوئی بچہ بغیر اصطباغ کے باقی نہ رہے۔ ظاہر تو یہ کیا گیا کہ بغیر اس کے وہ نجات ابدی نہیں پا سکتے، مگر اصلیت یہ تھی کہ تاوقتیکہ یہ نہ ہو جائے وہ تحت اختیارات کلیسا نہیں آسکتے تھے۔ اس کے لئے نہایت سخت قواعد بنائے گئے کہ کوئی بچہ بغیر اصطباغ کے باقی نہ رہے۔ مولدین میں سے کوئی عورت دایہ کا کام نہیں کر سکتی تھی۔ مولدین کے ہر ایک گانوں میں ایک عیسائی دایہ رہتی تھی جس کے انتخاب میں سخت احتیاط کی جاتی تھی اور اُس کو خاص ہدایات دی جاتی تھیں۔ وہ ہر ایک حاملہ مولدہ کی سختی سے نگراں رہتی تھی۔ اگر کوئی حاملہ اُس کی نگاہ سے رہ جاتی تھی تو اُس پر ایک سو ریال جرمانہ کیا جاتا تھا۔ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد وہ اُس کو ماں کی گود میں دے کر دودھ پلوا دیتی تھی۔ اس کے بعد اُس کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ مقامی پادری یا شحنہ کو تولید کی اطلاع دے دے۔ اُس کو حکم تھا کہ سواء ضروریات خانگی وغیرہ کے وہ زچہ کے پاس سے نہ ٹلے۔ جس روز بچہ پیدا ہوتا تھا اُسی روز یا اس کے دوسرے روز اصطباغ دے دیا جاتا تھا۔ ایک رجسٹر میں نہایت احتیاط سے اس بچہ کا نام وغیرہ درج کر لیا جاتا تھا تاکہ آئندہ اُس کے شناخت میں کوئی غلطی نہ ہو سکے۔ عام طور پر سے یہ بیان کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ہے بھی صحیح، کہ جب بچہ کا باپ اصطباغ دلوا کر اپنے بچہ کو گھر لے کرتا تھا تو وہ سخت کاوش کے ساتھ زیت مقدس (اصطباغ کے تیل) کو بچے کے جسم سے چھڑا کر اُس کو غسل دیتا تھا، اور یہ سمجھتا تھا کہ اس سے اصطباغ کی ناپاکی دور ہو گئی ہے*۔

---

* فون مبلکا نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اصطباغ سے بچنے کے لئے مولدین ایک ہی بچہ کو کئی کئی مرتبہ پیش کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

ایک اور معاملہ مولدین کی شادی اور نکاح کا ایسا تھا کہ جس میں کلیسا اور اہالی کلیسا مولدین کے
سم اور اعتقادات میں دخل دیتے تھے، جس سے بجا طور پر شکایتیں تھیں۔ نسبت اور ناطوں کا معاملہ
یسا نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اُس نے رشتہ داریوں کی کچھ حدود قایم کردی تھیں کہ جن میں
ا کحت نہیں ہو سکتی تھی۔ پہلے تو اُس نے یہ شرط لگائی تھی کہ صرف وہی ناطے صحیح ہونگے کہ جن کے
یان میں سات پشتوں تک کوئی رشتہ نہ ہؤا ہو؛ لیکن پھر اس کو چار پشتوں تک کے لئے
دود کردیا گیا۔ پھر اس کے بعد کلیسا نے ایک ادعائی روحانی و غیر روحانی قرابت پر زور دیا،
راس تحدید کو اور بھی وسیع کرکے اتنے سوالات قایم کئے کہ جو بہت دق کرنے والے تھے۔ اس کے
اتھ ہی کلیسا نے پوپ کو یہ اختیارات دیئے کہ وہ بعض حالتوں اور صورتوں میں اس احاطۂ محدودہ

یہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸) بلیڈا کہتے ہیں کہ بنول میں آٹھ روز کے اندر بیس بچے پیدا ہوئے؛ اس طرح صرف ایک ہی بچہ کو بیس مرتبہ
صطباغ دیا گیا۔ ایک گاؤں والے دوسرے گاؤں والوں کو اصطباغ کے لئے اپنے بچے دیدیا کرتے تھے۔ دریائے ہیبارس کے
ارون پر جتنے مواضع تھے اُن میں یہ رسم تھی کہ دو مہینہ کے اندر جو بچہ پہلے پیدا ہوتا اُس کو اُن بچوں کے عوض میں
بار اصطباغ دیا جاتا تھا جو اس عرصہ میں پیدا ہوئے ہوں۔ (فون سیکا صفحہ ۷۰) اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ ادرائ
ے اسقف اعظم رائے بیراکو ایوڈار کے ایک پناہ گزین مسلمان نے ایک مخبری کی تھی۔ رائے بیرا کو اس کا اتنا یقین آیا
اُس نے تمام مولدین پادریوں کو معطل کردیا (جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے) کیونکہ ان کے اصطباغ یافتہ ہو
یں شک پیدا ہوگیا تھا۔ ۳ اگست ۱۶۱۰ء کو رائے بیرا نے ایک کلیسائی حکم جاری کیا کہ جتنے نا سمجھ بچے تھے
ور جو جلاوطنی کے وقت والدین سے چھین کر رکھ لئے گئے تھے، اُن کو از سر نو اصطباغ دیا جائے۔ بلیڈا نے پہلے تو
بر کے اس بیان کو صحیح سمجھا لیکن بعد میں اُنھوں نے اس کی تردید کی۔ اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک مولدین کا تعلق ہے
بچارے اہالی کلیسا بہت ہی سریع التصدیق لوگ ہوتے تھے۔ مگر سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ان بچوں میں لڑکے بھی ہوتے
تھے اور لڑکیاں بھی۔ لڑکے کی جگہ لڑکی، اور لڑکی کی جگہ لڑکا پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی پادری ایک سال کی
عمر کے بچہ کے بدلے میں دو ہفتہ یا دو مہینہ کی عمر کا بچہ اصطباغ کے لئے منظور نہیں کر سکتا تھا۔ پھر یہ دیکھنا ہے کہ دریائے
ہیبارس کے کنارے مولدین کے صرف پچاس خاندان بستے تھے اور اُن میں مہینہ میں ایک بچہ سے زیادہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔
(مصنف)

کے اندر مصاہرت کی اجازت دے سکتا ہے۔ مگر اس قاعدہ کو قرار دینے کے وقت کلیسا اس امر کو نظر انداز کر گیا کہ پوپ کو اجازت دینے کے اختیارات دے کر وہ صاف طور پر اس کا اعتراف کرتا ہے کہ جو ممانعت اُس نے قایم کی ہے وہ بالکل مصنوعی اور بے بنیاد ہے، نہ وہ کسی فطری قانون پر مبنی ہے نہ اخلاقی پر۔ اس نے جناب پوپ کو ایسے وسیع اختیارات دے دیئے کہ جن کا اثر ملکی معاملات پر پڑتا تھا، یعنی اُن کو اختیار تھا کہ کسی خاندان کے آپس میں مصاہرت کی اجازت دے دیں، یا کسی نکاح کو فسخ کر دیں، مگر جناب پوپ کی آمدنی کا ایک اور ذریعہ بڑھ گیا۔ وہ اپنے اجازت ناموں کو خریدار کی حیثیت اور ضرورت کے موافق قیمت لے کر فروخت کرنے لگے٭ مسلمانان سپین میں چچا کی اولاد کے درمیان میں مناکحت جایز تھی، اور چونکہ وہ بیشتر چھوٹی چھوٹی تعداد میں زراعتی گانوؤں میں رہتے تھے اس لئے کئی نسل متواتر سے آپس ہی میں شادیاں ہو کر رشتہ داریوں کا ایک جال بنا رہتا تھا۔ نسلاً بعد نسل کی تزاوج نے ایسے پیچیدہ تعلقات قرابت پیدا کر دیئے تھے کہ شاید ایک بھی آدمی اُن میں ایسا نہ مل سکتا ہو کہ جن کی مناکحت بروئے قانون کلیسا حرام یا ناجایز نہ قرار دی جا سکے۔ یہی کیفیت اُن مسلمانوں کی تھی جو شہروں کے اُن محلوں میں رہتے تھے جو اُن کے لئے مخصوص کر دیئے گئے تھے۔ یہاں اتنی بات اور زیادہ تھی کہ عیسائی عورتوں سے بھی شادیاں برابر ہوتی رہتی تھیں۔ جب ۱۵۰۱ء میں قشتالہ کے مسلمان بجبر عیسائی بنائے گئے تو اُن کے اصطباغ پاتے ہی اُن کے نکاح ٹوٹ گئے، اور اُن کی اولاد ناجایز قرار پا گئی۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اتنے بڑے اہم معاملہ میں آخر کیا کارروائی کی گئی ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ ۱۵۵۰ء میں جب میری گومیز پر مقدمہ چلایا گیا تھا تو ایک یہ الزام بھی اُس پر تھا کہ اُس نے اپنے لڑکے کی ایسی لڑکی سے شادی کرنی چاہی تھی جو

٭ چنانچہ ۱۳۰۱ء میں پوپ بونی فیس ہشتم نے دس ہزار روپیہ لے کر فرنینڈ چہارم بادشاہ قشتالہ کے نکاح کو جایز قرار دیا۔ مگر ان کے والد سینکو چہارم کا نکاح ناجایز ہی رہا کیونکہ پوپ سے اجازت نامہ حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ پوپ اور کلیسا کے ان مضحک احکام کا تماشا دیکھنا ہو تو کارشی ان غیرہ دیکھو۔ (مصنف)

Marfat.com

بروءِ قانون کلیسا ناجایز تھی، اور اس شادی کے لئے اُس نے پوپ سے اجازت بھی نہیں لی تھی۔ ۱۵۲۶ء میں جب تمام بلنسیہ کو اصطباغ دیا گیا تو جمعیت مولدین نے محتسب اعظم کو یہ درخواست دی تھی کہ اگر موجودہ نکاحوں کو ناجایز قرار دیا جائیگا تو ہم پر بہت شاق ہوگا، اس لئے نایب پوپ سے کہا جائے کہ وہ موجودہ نکاحوں، اور اُن نکاحوں کو جو اُس وقت سے چالیس برس بعد تک ہوں، جایز رکھیں۔ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ نایب پوپ سے پہلے ہی مشورہ کیا جا چکا ہے، وہ اس پر آمادہ ہیں کہ جو نکاح کہ اس وقت ہیں اور جو اصطباغ دئے جانے سے پہلے ناطہ ہو چکے ہیں اُن سب کو جایز قرار دیں، لیکن آئندہ کے لئے کوئی رعایت نہیں دی جا سکتی۔ محتسب اعظم سے کہا گیا کہ وہ اس معاملہ میں پوپ سے اجازت لے لیں، مگر سائلوں سے یہی کہا گیا کہ اُن کو قانون کلیسا کی پابندی کرنا پڑیگی۔

مولدین کے لئے قانون کلیسا کی پابندی کرنا ناممکن تھی۔ وہ برابر آپس میں حسب دستور سابق شادیاں کرتے رہے، گو کلیسا اور قانون کی نظروں میں یہ نکاح محض ناجایز تھے اور منکوحہ کی وہی حیثیت تھی جو ایک "داشتہ" عورت کی ہوتی ہے۔ بلاشبہ پادریوں نے ان لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ پوپ سے اجازت نامہ خریدیں، اور بغیر اس کے وہ مراسم نکاح کے ادا کرنے سے انکار کرتے رہے۔ ہم کو یہ بتلایا گیا ہے کہ شاذ و نادر ہی اجازت لی جاتی تھی، اور وہ بھی محکمہ احتساب و محنہ کے خوف سے۔ اکثر مقامات میں تو صرف اسی پر قناعت کی جاتی تھی کہ یہ لوگ اپنے زمیندار کو صرف یہ اطلاع دے دیتے تھے کہ متعاقدین کے درمیان میں فلاں رشتہ ہے۔ اگر وہ کوئی عذر نہ کرتا تھا تو شادی ہو جاتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان زمینداروں یا امراء کی یہ غفلت تھی، جس کا خمیازہ اُن میں سے چند کو اُٹھانا پڑا کہ محکمۂ احتساب و محنہ نے اُن پر مقدمات چلائے اور علے رُوس الاشہاد اُن کو تعذیب ہی کی سزا دی گئی۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ ۱۵۶۴ء کے مونزوں کی پنچایت نے یہ درخواست کی کہ سینٹا کروزا کے حکام سے، جن کو اس معاملہ میں اختیارات حاصل تھے، اجازت عام لے لی جائے، نیز یہ کہ جو اولاد ایسے نکاحوں سے پیدا ہو اُس کو اولاد جایز قرار دی جائے۔ بلنسیہ کی کونسل منعقدہ ۱۵۶۵ء میں ساقفہ نے جو اس کا جواب دیا وہ یہ تھا کہ جو لوگ کہ رشتہ ہاء ممنوعہ کے اندر نکاح کریں، یا وہ لوگ کہ جو

اس قاعدہ کی خلاف ورزی کرائیں سب کو خارج از کلیسا کر دیا جائیگا یا اور کوئی اور سخت سزا بھی دی جائیگی؟

باوجود اس کے کہ یہ ناخوش آیند معاملہ اہم تھا مگر اور اسی قسم کے معاملات کی طرح اس کو بھی یوں ہی چلنے دیا گیا۔ آخر ۱۵۸۷ئہ میں فلپ ثانی نے پوپ سکسٹس پنجم کو لکھا کہ مولدین پوشیدہ طور پر نیز رشتہائے ممنوعہ کے اندر نکاح کرتے ہیں جو ناجایز ہیں اور اُن کی اولاد بھی ناجایز۔ اس کا فلپ کو جو کچھ جواب ملا وہ پوپ کا ایک حکم مورخہ ۲۵ جنوری ۱۵۸۸ئہ تھا کہ جس میں اسقف اعظم رائے بیرا کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ اور اُس کے اساقفہ صرف چھ مہینہ تک ایسے نکاحوں اور ایسی اولادوں کو جایز قرار دے سکتے ہیں، متعاقدین کے والدین کا جرم بھی معاف کر سکتے ہیں، مگر اُن کو کوئی تعذیب دینی ضرور دی جائے۔ اور ان تمام باتوں کے لئے وہ کسی قسم کی فیس نہ لے سکینگے۔ ان شرائط پر امید نہیں پڑتی کہ کلیسائی عمّال نے پوپ کے اس حکم کے شیوع و تعمیل میں ذرا سی بھی تکلیف اُٹھائی ہو یا مولدین نے اس سے مستفیض ہونا چاہا ہو۔ سب سے آخر میں ۱۵۹۵ئہ میں اس کا تذکرہ پھر سنا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ فلپ نے یہ قصد کر لیا کہ روم کو لکھا کہ حکام کو اجازت نامہ دینے کی منظوری دیدی جائے۔ یقیناً یہ حکم جاری ہو گیا ہو گا مگر بلاشبہ اس کا بھی وہی حشر ہوا ہو گا جو پہلے احکام کا ہوا ۔

جہاں اور چھوٹی چھوٹی تکلیفیں تھیں وہاں مولدین پر ایک یہ پابندی بھی عاید کی گئی تھی کہ وہ جانوروں کو اپنی رسم کے موافق ذبح نہ کریں۔ اُن کو حکماً منع کر دیا گیا تھا کہ وہ قصاب کا کام نہ کریں، اور کسی بیمار کے لئے بھی مرغ حلال نہ کریں، اُن کو یہ بھی اجازت نہ تھی کہ جب جانور ذبح ہو رہے ہوں تو وہ مذبح کے قریب بھی جائیں۔ غالباً اس حکم کی تعمیل کرانی مشکل تھی، خصوصاً اُن دور افتادہ مقامات میں جہاں مولدین ہی رہتے تھے؛ کیونکہ اس قاعدہ کا ۱۵۹۵ئہ میں از سر نو نفاذ ہوا ۔

شاہ فلپ دویم کا ایک ڈچ تیر انداز ۱۵۸۵ئہ میں بادشاہ کے ساتھ مونزوں گیا تھا، اور اُس نے مولدین اور اُن کے حالات کو بچشم خود دیکھا تھا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ "ارغون کی سرحد سے گزر کر اُس نے دیکھا کہ امراء کے تقریباً تمام ہی علاقہ میں مسلمان آباد ہیں، اور شاہی علاقوں

میں پُرانے عیسائی مسلمان بمشکل تمام شاہی علاقوں میں آباد ہونے پر آمادہ کیے جاتے ہیں" قیبہ میول جو ہسپانی مولدین کی صنعت و حرفت کا مرکز ہے، مارکوئیس آف کمار اسا کا ملکیت ہے اس میں نو عیسائی ہی آباد ہیں۔ جنگھاء باز یافت کے بعد ہی سے یہ لوگ اپنے قدیم قوانین کے پابند چلے آتے ہیں، نہ سُور کا گوشت کھاتے ہیں، نہ شراب کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ جب بادشاہ کسی مقام سے کوچ کر جاتا ہے تو وہ شیشے اور چینی کے برتن جن میں یہ حرام چیزیں کھائی پی گئی ہوں، توڑ ڈالتے ہیں یہاں قریباً دو سَو خاندان کے آباد ہیں، ان میں سے صرف تین خاندان پُرانے عیسائیوں کے ہیں، وہ بھی ایک پادری کا، دوسرا شحنہ کا اور تیسرا سراءے والے کا۔ باقی تمام خاندان ایسے ہیں کہ جو کم پوس ٹیلا جانے کی بہ نسبت مکہ شریف کے حج کو ترجیح دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ گرجا میں بہت ہی کم آدمی حاضر ہوتے ہیں، کیونکہ وہ سواء اتوار یا اور تیوہاروں کے کبھی نہیں کھلتا۔ ان ہی دنوں میں نو عیسائیوں کو بجبر جماعت میں حاضر کرایا جاتا ہے"۔

یوں سلطنتِ ارغون میں دونوں قومیں اُتنی ہی ایک دوسرے سے بعید تھیں جتنی کہ اس وقت کہ جب چارلس پنجم نے اپنی یہ منحوس کوشش شروع کی تھی کہ تمام ملک سپین میں ایک ہی دین رہے۔ سلطنت قشتالہ میں کچھ نمائشی قُرب پیدا تھا، مگر جو باتیں لازمۂ مذہب ہیں، اور تصدیق قلبی کہلا سکتی ہیں، اُن میں بعد المشرقین تھا۔ رائے بیرا کی دوسری رپورٹ سے ان دونوں قوموں کے درمیان میں جو تعصبات تھے وہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "مولدین دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جو امراء اور زمینداروں کے مزارعین نہیں ہیں، جیسے وہ تمام جو غرناطہ سے نکالے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اُن کو امراء کی زمینوں میں آباد ہو جانا چاہیے تھا لیکن وہ قشتالہ کے مختلف مقامات، مثلاً اویلا، اولمیڈا وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں کہ جو از روءِ پیدائش امراء کے مزارعین ہیں، مثلاً وہ لوگ جو ارغون اور بلنسیہ میں رہتے ہیں۔ ان میں سے پہلے تو عیسائیوں میں رہتے ہیں، وہ زیادہ تر ہماری ہی زبان بولتے ہیں، ہمارا ہی لباس پہنتے ہیں اور ہتھیار رکھتے ہیں، مگر باوجود اس کے وہ ویسے ہی پکے مسلمان ہیں جیسے کہ بلنسیہ والے۔

Marfat.com

اُن کو مسلمان رہنے میں بہت کچھ آسانیاں حاصل ہیں؛ اگرچہ نہ اُن کی کوئی جمعیت یا مسجد ہے نہ وہ الگ بستے ہیں، مگر اُن پر کسی پادری کی نگرانی نہیں ہے۔ پادریوں اور اسقفون کے لئے یہ کچھ کم قابل ملامت بات نہیں ہے۔ باقی رہ گئے دوسرے، وہ اکٹھے رہتے ہیں؛ اُن کی مسجدیں بھی ہیں اور جمعیت بھی، مگر اُن پر ایک نگراں مقرر ہے۔ اول الذکر کے پاس ہتھیار ہیں، خچربانی کا پیشہ کرتے ہیں، اور سپین بھر میں اور لوگوں سے مل جل سکتے ہیں۔ فوجوں میں وہ جاسوسی کا کام کرتے ہیں۔ وہ طمّاع بھی ہیں اور جزورس بھی۔ سپین میں دولت کے متعلق اُن کی وہی حالت ہے جو پانی میں اسفنج کی۔ اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے کہ ملک کا سب سے زیادہ سونا اور چاندی اُن ہی کے پاس ہے، کیونکہ اگرچہ ملک میں روپیہ کی بہت ہی کمی ہے، مگر یہ لوگ دولتمند ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے زمینداروں کو بہت زیادہ نذرانہ دیتے ہیں، تاہم اُن کے پاس دولت زیادہ ہے۔ وہ اپنے زمینداروں کو پیداوار کا تہائی حصہ دے دیتے ہیں، اور یہ زمیندار نہ صرف معمولی لگان اور خدمات ہی لیتے ہیں بلکہ بہت سے تحایف اور قرض بھی؛ اس پر بھی اُن کی حالت بہت اچھی ہے۔ یہ مولدین جہاں کہیں جاتے ہیں وہاں کے آدمیوں کو مفلس کر دیتے ہیں۔ اُنہوں (رائے بیرا) نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ غرناطہ سے نکلے ہوئے مولدین نے کاروبار وغیرہ میں پُرانے عیسائیوں کا مقابلہ کیا ہے، اور موخرالذکر کی تعداد کو کم کر دیا ہے۔ وہ سخت محنتی ہیں اور جزورس۔ وہ کھانے پینے اور کپڑے پر بہت کم خرچ کرتے ہیں۔ وہ اتنی مزدوری پر کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں کہ جس پر پُرانے عیسائی قناعت نہیں کر سکتے، اسی لئے لوگ اُن ہی سے زیادہ کام لیتے اور اُن ہی کو ملازم رکھتے ہیں۔ کلوں وغیرہ سے جتنے کام ہوتے ہیں اُن سب پر اُن ہی کا قبضہ ہے؛ تجارت بھی اُن ہی کے ہاتھ میں ہے، اور مزدوری تو ان کی ملکیت ہے۔ روٹی، گوشت اور شراب کا جتنا محصول ہے وہ بادشاہ کی ملکیت ہے، ان میں سے مولدین کوئی چیز نہیں خریدتے، اس لئے یہ سارا محصول پُرانے عیسائیوں کی گرہ سے نکلتا ہے۔ یوں ہم اپنے ملک میں مرتدوں کو آباد کر رہے ہیں اور دیندار وں کو تباہ۔"

یہ امر کہ مولدین اپنی چیزوں کو ارزاں فروخت کرتے ہیں، اور مزدوری تھوڑی لیتے ہیں، اس کی

Marfat.com

مظہر ہے کہ منجملہ اور شکایات کے یہ شکایت سب سے زیادہ اس کا باعث ہوئی کہ فریقین میں دشمنی ہو گئی وینس کا جو سفیر ۱۵۹۵ء میں آیا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ مولدین کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے اور وہ دولت میں بھی برابر ترقی کر رہے ہیں۔ وہ لڑائی پر کبھی نہیں جاتے اور صرف تجارت کرنے اور نفع اُٹھانے کے فکر میں لگے رہتے ہیں لیکن بلیڈا کہتے ہیں کہ اگر وہ پُرانے عیسائیوں کے مقابلہ میں ارزاں فروش ہیں یا مزدوری کم لیتے ہیں تو کم از کم اُن کا خاندان تو زیادہ ہوتا ہے اس لئے لازمی طور پر انہیں خرچ بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے اور اُن کا روپیہ ملک ہی میں رہتا ہے۔ اس طرح وہ اُن غیر ممالک والوں سے کم نقصان دہ ہیں جو فضول واہیات چیزیں لا کر یہاں بیچ کر ہمارے ملک کو لوٹ لے جاتے ہیں۔ سروینٹیس نے اپنی کتاب میں اُس وقت کے موجودہ خیالات ظاہر کئے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "مولدین اضعافاً مضاعفہ بڑھتے چلے جاتے ہیں اُن میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا کہ شادی نہ کرتا ہو وہ اپنی اولاد کو کسی خانقاہ وغیرہ میں نہیں داخل کرتے، نہ فوج میں شامل ہونے دیتے ہیں اُن کو وہ خود تعلیم دے لیتے ہیں اس لئے اس مد میں بھی اُن کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ وہ اپنے تمام علم و فن کو اس میں صرف کر دیتے ہیں کہ کسی طرح ہمیں لوٹ لیں۔ وہ خرچ نہیں کرتے اور جو کچھ کماتے ہیں اُس کو جمع کر رکھتے ہیں اسی لئے سپین بھر میں سب سے زیادہ مالدار یہی ہیں۔ یہ تپ لاحق ہیں جو تپ محرقہ سے بھی زیادہ اذیت رساں ہے گو مار ڈالنے میں دونوں یکساں ہیں ۱۵۹۲ء میں جو دربار قستالہ میں ہوا اُس میں بھی یہی خیالات سرکاری طور پر ظاہر کئے گئے اور فلپ سے کہا گیا کہ پہلے بھی یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ غرناطی مولدین وبا کی طرح تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اُن کا علاج کیا جائے یہ بھی عرض کیا گیا کہ یہ مصیبت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اگر اس کا مداوا نہ کیا گیا تو وہ اور بھی زور پکڑتے جائیں گے تجارت پر انہوں نے پورا قبضہ کر لیا ہے بالخصوص اشیاء خوردنی پر۔ مولدین وہ کٹھالی ہیں کہ جس میں سونا چاندی گلا چلا جاتا ہے یہ لوگ روپیہ جمع کر کے اُس کو فصلیں اُٹھانے کے وقت تک چھپا رکھتے ہیں تاکہ فصل کا تمام غلہ اُن ہی کے ہاتھوں سے ہو کر نکلے کہیں وہ دوکاندار بن جاتے ہیں کہیں باورچی کہیں قصاب کہیں سرائے والے کہیں سقے غرض جس ڈھنگ سے بھی ہو سکتا ہے وہ روپیہ کماتے

Marfat.com

اور جمع کر رکھتے ہیں۔ وہ کبھی زمین نہیں خریدتے، مگر دولتمند اور دقیع ہو جاتے ہیں، اور یوں یہی وکلیسائی عدالتوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ یہ عدالتیں اُن کی ایسی رعایتیں کرتی ہیں کہ وہ کھلم کھلا مذہب عیسوی سے بے نیاز رہتے ہیں۔ وہ روز بروز ملک بربر کو ہجرت کرتے نظر آتے ہیں، آپس ہی میں نکاح کرتے ہیں، اور کبھی اجازت نہیں لیتے، باوجود اس کے بڑے دھوم دھام سے شادیاں مناتے ہیں۔ باوجود ممانعت ہتھیار لگائے پھرتے ہیں۔ گزشتہ دس برس کے اندر جو بدترین جرائم ہوئے ہیں وہ ان ہی کے کئے ہوئے ہیں۔ جس وقت ٹیکس لگایا گیا تھا اُس وقت ان کی مردم شماری ہوئی تھی، اُن ہی اعداد سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ جب چاہیں سلطنت بھر میں فساد مچا سکتے ہیں" غرض ان تمام خرابیوں کے انسداد کے لئے بادشاہ سے درخواست کی گئی۔ اب اس کا جو کچھ علاج تھا وہ یہ تھا کہ تمام حکام فوجداری کے نام ایک تاکیدی فرمان جاری ہوا کہ مولدین پر جو کچھ پابندیاں عاید کی گئی ہیں اُن کی سختی سے پابندی کرائی جائے۔

یہ ظاہر ہے کہ مولدین کے خلاف جو شکایات قستالہ میں تھیں وہ ارغون میں نہ تھیں، مگر دونوں کی بنا ایک ہی تھی۔ نفرت صرف مذہبی ہی نہ تھی، بلکہ اصل بات یہ تھی کہ اہل سپین کھانے اُڑانے والے تھے، اور مولدین اشیاء کے پیدا کرنے، اور جمع رکھنے والے۔ اہل سپین کا پیشہ یہ تھا کہ وہ گرجاؤں کے ہو رہیں، یا کلیسا کی خدمت کریں، یا فوج کی نوکری کریں، یا کوئی اور سرکاری ملازمت؛ مولدین سے نفرت کرتے تھے حالانکہ اُن ہی کی محنت و مشقت پر اُن کی بسر اوقات ہوتی تھی، اُن کو مولدین سے اس لئے حسد تھا کہ وہ محنت سے کماتے ہیں، اور جزرسی سے خرچ کرتے ہیں؛ وہ مولدین پر یہ الزام لگاتے تھے کہ وہ اُنہیں رفتہ رفتہ مفلس قلاش کر رہے ہیں، حالانکہ یہ افلاس خود اُن کی غلط طرز معیشت، اور غلط کارانہ پالیسی کا نتیجہ تھا۔ وہ مولدین کی گاڑھے پسینہ کی کمائی کو لوٹ لینے کا بہانہ ڈھونڈھتے تھے، اور اُن کو قعر فلاکت میں پھینک دینے کی فکر میں رہتے تھے؛

ایک شخص نے بچشم خود دیکھ کر بلنسیہ کی ایک عجیب رسم بیان کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولدین کے خلاف جنون مذہبی کس کس رنگ میں ظاہر ہوتا تھا۔ جب کوئی مولد کسی جرم میں

Marfat.com

سزاءِ موت پاتا تھا تو اُس سے یہ دریافت کیا جاتا تھا کہ آیا وہ عیسائی مرنا چاہتا ہے یا مسلمان۔ مقدم الذکر صورت میں اُس کو بازار کے کسی چوک میں پھانسی دیدی جاتی تھی، اور موخر الذکر حالت میں وہ فصیل شہر کے باہر (جس کو رملہ کہتے تھے) لے جاکر سنگسار کیا جاتا تھا اور اُس کے بعد اُس کی لاش جلادی جاتی تھی۔ یہ جو کچھ ہوتا تھا انجیل کی ایک آیت کی تعمیل میں ہوتا تھا۔ سنگساری کی تکلیف سے بچنے کے لئے وہ عموماً یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم عیسائیوں کی موت مرنا چاہتے ہیں لیکن جب اُن کے گلے میں پھانسی کا رسہ ڈالا جاتا تو وہ کلمۂ توحید پڑھنے لگتے تھے۔ لوگ اس کے لئے اپنے گھروں سے تیار ہوکر آتے تھے، اور ہاتھوں میں پتھر لئے کھڑے رہتے تھے، تاکہ انجیلی حکم کی تعمیل ہوجائے۔ جیسے ہی یہ غریب ملزم کلمہ پڑھتا، اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اپنی زبان سے نکالتا، اُدھر سے اولوں کی طرح پتھر برسنے لگتے تھے، جن سے نہ صرف پھانسی پانے والا شخص ہی مرجاتا، بلکہ بہت سے تماشا دیکھنے والے عیسائیوں کے سر بھی پھوٹ جاتے تھے۔ دوسری صبح کو اُس میدان میں جہاں شام کو ہزاروں پتھروں کا ڈھیر ہوتا تھا، ایک پتھر بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ان کو راتوں رات لوگ اُٹھا کرلے جاتے تھے اور نہایت احتیاط سے ساتھ ایک شہید کا تبرک بناکر رکھ لیتے تھے۔

قومی منافرت، دینی عداوت اور ادعائی تصادم فواید کی مخالفت وہ چیزیں تھیں کہ سب نے مل کر حالات موجودہ کو ایسا کر رکھا تھا کہ جس کا علاج سواء ایک حاذق و ماہر سیاست دان کے کوئی نہ کرسکتا تھا، اور اُس زمانہ میں سرزمین سپین پر ایسا آدمی پیدا ہونا ممکنات سے نہ تھا۔ جبراً عیسائی بنائے جانے کے حکم نے مولدین کی حالت کو صاف طور پر بدترین بنادیا تھا۔ باوجود اس کے وعدہ ہاء سابقہ کے موافق اُن کی وہی حیثیت سمجھی جاتی جو پُرانے عیسائیوں کی تھی، اُن کی پچھلی تکالیف تو قایم ہی رہیں، نئے بوجھ اور بڑھا دیئے گئے، اُن کی حرکات و سکنات کی ہر نفت ایک شخص نگرانی کرتا تھا، شحنہ اور کمینہ سپاہی اُن سے جبراً روپیہ چھینتے رہتے تھے، محکمۂ احتساب و محتسبہ کا ہر وقت اُن کو کھٹکا لگا رہتا تھا، اُن کے اوپر اُن کے ستانے والے، اُن کی نجات

Marfat.com

کے لئے عنایات (!) کرتے تھے، وہ اس کو ہمیشہ مکاری سمجھتے تھے، اور اُن کی رسم ورواج، عادت وخصلت پر بے ضرورت دخل در معقولات جانتے تھے۔ اس ہر وقت کی اشتعال سے اگر وہ ہر وقت بے چین رہتے ہوں، اور اس ناقابل برداشت غلامی سے نجات پانے کے لئے اگر وہ ہر وقت تیار رہتے ہوں تو یہ کچھ بعید نہ تھا۔

Marfat.com

باب ہشتم

غرناطہ کی بغاوت

غرناطہ میں اس تجربہ کو انتہا پہ پہنچا دیا گیا کہ مولدین کہاں تک ظلم اور ہر قسم کی غلط کاریاں سہہ سکتے ہیں۔ ۱۵۰۰ء میں جو بغاوت ہوئی تھی اس کے فرو کرنے میں بہت سختیاں ہوئیں، جو لوگ زیادہ شریر تھے اُن کو افریقہ جانے دیا گیا، باقی آدمی امن و امان کے ساتھ اپنے کاروبار میں لگ گئے؛ ممکن ہے کہ یہ لوگ اپنی حالت پر قانع نہ ہوں مگر ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور بعضے بھی خاصے مرفہ الحال اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ رعایا کا ایک معتدبہ حصہ پر امن راستہ پر پڑ گیا۔ پیڈرا زا، جو غرناطہ کے بڑے گرجا کا پادری تھا، مولدین کی بابت قریباً چشم دید حالات بیان کرتا ہوا ان کی تعریف کرتا ہے، اور لکھتا ہے کہ ان میں بہت ہی کم ایسے آدمی تھے جو کچھ کام نہ کرتے ہوں، وہ با اخلاق لوگ تھے، اپنے معاملات میں راست باز تھے اور اپنی قوم کے غربا کی پرورش کرنے میں دریا دلی سے کام لیتے تھے لیکن حکام کے لالچ اور عمال کے ہتک آمیز سلوک نے مل کر ان کو ناخوش کر دیا تھا۔ پادری بھی ان عمال سے کسی حالت میں کم نہ تھے اور ان کے برتاؤ کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ان کو مذہب مسیحی سے ذرا سی بھی دل بستگی باقی نہیں رہی تھی۔ اسقف اعظم [illegible] میں صوبہ کی ایک کونسل منعقد کر کے ان خرابیوں کی اصلاح کرنی چاہی مگر ان کے مددگار پادریوں نے یہ کہا کہ کونسل میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ اُن کے حقوق پر دست اندازی ہوگی اس لئے جو حالت تھی وہ علی حالہٖ قایم رہی۔ مولدین نے گو ظاہری طور پر اصطباغ لے لیا تھا، مگر حقیقت وہ دل سے مسلمان ہی رہے؛ وہ اگر گرجاؤں میں جاتے تھے تو محض جرمانہ سے بچنے کے لئے

Marfat.com

تیوہاروں کے دن وہ گھر میں بیٹھ کر بہ نسبت اور دونوں کے اور زیادہ خوشی سے کام کرتے تھے، بمقابلہ یک شنبہ کے وہ جمعہ کی حرمت زیادہ قائم رکھتے تھے، دسمبر کی سخت سردیوں میں بھی وہ غسل کرتے تھے اور بڑی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، قانونی خانہ پری کرنے کے لئے وہ اپنے بچوں کو اصطباغ دلواتے تھے، مگر اصطباغ کے بعد وہ بڑی کاوش سے اپنے بچوں کو غسل دیتے تھے تاکہ زیبت مقدس کا نشان بھی اُن کے بدن پر نہ رہ جائے، لڑکوں کی ختنہ کرتے تھے اور اُن کے اسلامی نام رکھتے تھے، دلہن کو عیسائیوں سے مانگ تانگ کر مسیحی لباس پہنا کر گرجاؤں میں لے جاتے تھے، مگر وہاں سے واپس آکر وہ کپڑے اُتار کر پھینک دیئے جاتے تھے اور بڑی دھوم دھام سے اسلامی طریقہ پر نکاح کرتے تھے۔ شادی کی رسم ادا کرنے کے لئے وہ مسیحی دُعائیں یاد کر لیتے تھے مگر پھر ان کو بھلا دیتے تھے، صوم الاربعین (لینٹ) کے دن وہ اعتراف گناہ کراتے تھے تاکہ صداقت نامہ مل جائے، لیکن اُن کے یہ اعتراف بالکل نامکمل اور بیہودہ ہوتے تھے، کیونکہ ہر سال ایک ہی بیان دہرا دیا کرتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر وہ اپنے بادشاہ کے وفادار رعایا تھے، کیونکہ ۱۵۲۲ء جولڑائی کمیونیروس سے ہوئی اُس میں سب سے پہلے ان ہی مولدین نے اپنے بادشاہ کی حمایت میں تلوار اُٹھائی، ڈان جوآن ڈی گراناڈا جو آخری بادشاہ (ابوعبداللہ) کا بھائی تھا، قستالہ کی فوج کا سپہ سالار بنا اور اپنا فرض تندہی سے ادا کیا۔

۱۵۲۶ء میں شاہ چارلس غرناطہ میں تھے تو مولدین کی طرف سے تین آدمیوں یعنی فرنینڈو وینیگاس، مگیول ڈی اراگون اور ڈائیگو لوپیز بے نیکسرا نے، جو مسلمان بادشاہوں کی اولاد تھے بادشاہ سے یہ درخواست کی کہ پادریوں، حاکموں، شحنوں اور اور عمّال کی دست درازیوں سے اُن کی حفاظت کی جائے۔ اس پر انہوں نے ایک کمیشن اس غرض سے مقرر کی کہ وہ اس معاملہ کی تحقیقات کر کے اپنی راء لکھے۔ اس کمیشن کا ایک رکن پادری انٹونیو ڈی گیووارا تھا جو بلنسیہ میں اصطباغ دینے کے کام پر لگا ہوا تھا۔ اس کام کو چھوڑ کر وہ فوراً الفجارہ پہنچا۔ یہاں سے اُس

Marfat.com

نے ایک خط اپنے ایک دوست کو لکھا، جس میں یہ لکھا ہے کہ "نو عیسائیوں کو صرف اتنی اصلاح کی ضرورت ہے کہ بجاء اس کے کہ اُن کو علی الاعلان سزا دی جائے، خفیہ طور پر اُن کی اصلاح کی جائے؛ اُن کو اس بُری طرح دینی تعلیم دی گئی ہے اور حکام نے اس طرح اُن کی غلط کاریوں کی طرف سے چشم پوشی کی ہے کہ یہ کافی ہوگا کہ آیندہ کے لئے اُن کا علاج کیا جائے اور اُن کی گزشتہ باتوں کو مضے، مضے سمجھا جائے" کمیشن نے اپنی جو رپورٹ شاہ چارلس کے سامنے غرناطہ میں پیش کی اُس کے مضمون کے متعلق کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا؛ مولدین نے جو شکایتیں بدسلوکی کی کی تھیں اُن کو ارکان کمیشن نے صحیح قرار دیا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اتنے مولدین میں صرف سات آدمی سچے عیسائی ہیں۔ چارلس نے اس رپورٹ کو عمایدکی ایک مجلس کو دیدیا، جس کے صدر محتسب اعظم مین ریک تھے؛ اس کا نتیجہ "فرمان غرناطہ" مصدرہ ۷ دسمبر ۱۵۲۶ء تھا۔ جیسی کہ امید تھی اس فرمان سے مولدین کی مسلمہ شکایات کا رفع داد نہیں کیا گیا، بلکہ اُن کے کفر والحاد کو بجبر دبانے کا حکم دیا گیا؛ مگر نہ اس طرح کہ اُن کی تعلیم پر زور دیا جاتا، بلکہ اس طرح کہ اُن پر بہت سی پابندیاں عاید کی گئیں اور دھمکیاں دی گئیں۔ زمانہ گذشتہ کے قصور تو معاف کر دیئے گئے، مگر آیندہ کے لئے تخویفاً محکمۂ احتساب و محنہ کا صدر مقام جیان سے اُٹھا کر غرناطہ میں تبدیل کر دیا گیا۔* اُن لوگوں کے قصوروں کی معافی کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی گئی، جو اُس عرصہ کے اندر آکر اعتراف کر لیں؛ اُس کے بعد لامذہب لوگوں کے متعلق جو قانون ہے اُس پر سختی سے عمل کیا جائیگا۔ اتنا ضرور ہوا کہ چند سال تک بجا ضبطی جایداد کے جرمانہ کیا گیا، مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ کر دی گئی کہ یہ رعایت زیادہ عرصہ قایم نہ رہیگی۔

اس فرمان میں جو بہت سی پابندیاں عاید کی گئی ہیں وہ بہت خفیف نظر آتی تھیں، مگر وہ سب بہت دق کرنے والی اور تکلیف دہ تھیں۔ مثلاً حکم تھا کہ مولدین عربی نہ بولیں اور

---

* اس تبدیلی مقام کے متعلق جو فرمان جناب پوپ نے جولائی ۱۵۲۶ء کو صادر کیا وہ قلعہ سینٹ انجیلو سے جاری ہوا تھا، جہاں پوپ کلیمنٹ کو چارلس کی فوج نے قید کر رکھا تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

مسلمانوں کا لباس نہ پہنیں، درزی اسلامی وضع کے کپڑے نہ سئیں اور سنار اسلامی وضع کا زیور نہ بنائیں، حمام بند کر دئے جائیں، مولدین کے یہاں بچے پیدا ہوں تو عیسائیہ دایہ سے کام لیا جائے اور یہ دایہ اس کی نگرانی کرے کہ پیدائش کے وقت کوئی اسلامی رسم ادا نہ کی جائے؛ اس کی نگرانی کی جائے کہ وہ ہتھیار نہ رکھنے پائیں اور ان کے لائسنس اکثر ملاحظہ کئے جائیں، ہر عیسائی تیوہار ہر جمعہ، ہر اتوار اور ہر شادی کے موقعہ پر مولدین اپنے دروازے کھلے رکھیں، تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ وہ کوئی اسلامی رسم تو ادا نہیں کرتے اور عیسائیوں کے مراسم کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں، قستالی زبان میں بچوں کی تعلیم کے لئے غرناطہ، وادیش اور المیریا میں مدارس کھولے جائیں، کسی شخص کو اسلامی نام سے نہ پکارا جائے، کوئی مولد آزاد ہو یا غلام بغیر اصطباغ کے باقی نہ رہے*۔

---

* فرڈی نینڈ ہی نے اسلامی لباس کو ممنوع قرار دیا تھا، لیکن پھر اس ممانعت کو ملتوی کر دیا گیا؛ ۱۵۱۸ء میں چارلس نے اس حکم کی تجدید کی مگر مولدین کی درخواست پر پھر ملتوی کر دیا۔ اسلامی لباس پہننے اور عربی زبان بولنے کی ممانعت بلنسیہ میں بھی کی گئی، مگر ۱۵۲۶ء کی مجلس میں اس حکم کا نفاذ دس برس کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

۱۵۶۷ء میں فلپ ثانی نے ان لوگوں کو جو غرناطہ سے جلاوطن کئے گئے تھے یہ حکم دیا کہ وہ عربی نہ بولیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کرینگے مسلمانوں کے لئے جو بیجی عبادت کی کتاب الفرائض لکھی گئی تھی وہ عربی زبان میں تھی، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کبھی ترجمہ بھی نہیں کیا گیا۔ مختلف مقدمات کے دوران میں ہر موقعہ پر یہی ذکر آتا ہے کہ دعائیں عربی زبان میں تھیں مسماۃ فرانسسکا ڈی رائے ہیرا کو ۱۶۰۳ء کی اس عدالت دینی نے جس کا اصل کام مجرمین کا زندہ جلانا تھا اور طلیطلہ میں منعقد ہوئی تھی، معاف کر دیا تھا۔ اس میں اس مجرمہ نے یہ بیان کیا کہ "میں مسلمان ہی رہنا چاہتی تھی بعض ادعیہ میں نے یاد کیں، لیکن چونکہ میں عربی نہ جانتی تھی اس لئے مجھ سے یاد نہ ہو سکیں" سترھویں صدی کے وسط میں جب مولدین جلاوطن کئے جا چکے ہیں تو ایک دستور العمل دینی سپین کی زبان میں ان لوگوں کے لئے بنایا گیا جو تونس میں جلاوطن کئے گئے تھے۔ اس کے مصنف نے افسوس کیا ہے کہ مولدین عربی نہیں جانتے، اور وہ مراسم عبادت سے ناواقف ہیں۔

پادری بلیڈا نے اپنے ایک خط اسمی فلپ سوم، مورخہ ۱۶۰۵ء میں اس تدبیر کی بہت تحقیر کی ہے کہ مولدین کو یوں عیسائی بنایا جائے کہ وہ اپنے لباس اور زبان کو چھوڑ دینے پر مجبور کئے جائیں۔ اسی خط میں وہ کہتے ہیں (دیکھو صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اس سے مولدین میں سخت اضطراب پھیل گیا، اور ایسا ہونا لازمی تھا۔ انھوں نے ایک جلسہ منعقد کر کے اسی ہزار ڈوکیٹ جمع کئے اور چارلس کو لکھا کہ اگر وہ اس فرمان کو منسوخ کر دیں تو علاوہ نذرانہ معمولی کے وہ یہ رقم پیش کرینگے۔ بادشاہ کے مشیر ایسے نہ تھے کہ اتنی بیش قرار رقم کو چھوڑ دیتے؛ چنانچہ بادشاہ نے غرناطہ سے روانہ ہونے سے پیشتر اس حکم کے نفاذ و تعمیل کو ملتوی کر دیا اور یہ لکھا کہ یہ حکم التواء نفاذ جب وہ چاہینگے منسوخ کر دینگے۔ نہ صرف اتنا ہی ہوا، بلکہ مولدین کو یہ اجازت دے دی گئی کہ وہ جب تک شہر میں رہیں تو ایک تلوار اور ایک طپنچہ اور جب بیرونجات میں جائیں تو ایک نیزہ اور رکھ سکتے ہیں، مگر اس کے سوا وہ اپنے گھروں میں کوئی اور ہتھیار نہ رکھیں۔ ۱۵۳۰ء میں بادشاہ تو جرمنی میں گیا ہوا تھا کہ اس کی والدہ نے لباس کے متعلق اس فرمان کا پھر نفاذ کر دیا؛ لیکن جب مولدین نے بادشاہ سے مرافعہ کیا تو اس نے اپنی واپسی کے وقت تک اپنی ماں کا حکم منسوخ کر دیا۔ غالب قیاس یہ ہے کہ جب وہ جرمنی سے واپس آیا تو یہ معاملہ یوں بتراضی فریقین فیصل ہوا کہ ایک خاص ٹیکس لے کر غرناطہ کے مولدین کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ عربی زبان بولیں اور اسلامی لباس پہنیں۔ ۱۵۶۳ء میں اس ذریعہ سے بیس ہزار ڈوکیٹ خزانہ شاہی میں داخل ہوئے۔ مدتوں یہ معاملہ یوں ہی چلتا رہا؛ جب اسقف اعظم گاس پر ڈی اوالوس کا (تقریباً ۱۵۴۲ء میں) دور دورہ ہوا تو اس نے مولدین کو اپنا لباس چھوڑنے پر مجبور کیا، مگر عہدہ داران ملکی نے افسران فوج کی مدد سے اس کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

(تتمہ فٹ نوٹ صفحہ ماقبل) کہ مولدین کے بڑے بڑے فقہا اس طرح عیسائیوں کا لباس پہنتے [illegible] پہچانے بھی نہیں جا سکتے۔ بلیڈا اسی خط میں یہ رائے دیتے ہیں "میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ کوئی [illegible] یا کم از کم زرد یا نیلے کپڑے پہننے پر مجبور کئے جائیں جس طرح روم میں یہودیوں کو مجبور کیا جاتا ہے"۔

اس سے پرانے زمانہ میں لباس کی چنداں پروا نہیں کی جاتی تھی۔ عیسائیوں کا [illegible] مسلمانوں ہی کے لباس میں دفن کیا گیا تھا۔ جنگ گریڈوس میں جو ۱۲۶۳ء میں ہوئی، سنڈاڈ جو مسلمانوں [illegible] عیسائیوں کا لباس پہنتا تھا اور ڈومنی بان لٹاتا تھا، سپین کی فوج کی صف میں گھس گیا اور [illegible] بادشاہ [illegible] کو [illegible] زخمی کیا [illegible] (مصنف)

محکمہ احتساب محنہ باضابطہ طور پر قایم ہو چکا تھا، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند روز تک اس محکمہ نے کچھ نہیں کیا، کیونکہ ۱۵۳۲ء میں سپیہ لار مونڈیجار نے بادشاہ کو یہ رائے دی کہ اس کو معطل کر دیا جائے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بتلائی کہ اب تک اس محکمہ نے کچھ نہیں کیا، کیونکہ نو عیسائیوں کے خلاف اُسے کوئی بات قابل اعتراض نہیں ملی محکمہ صدر نے اس کا یہ جواب دیا کہ سپہ لار موصوف کو محکمہ احتساب محنہ سے بدگمانی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ معاملہ وہیں معلق چھوڑ دیا گیا۔ غالباً اس سے محکمہ احتساب محنہ کو اور بھی تقویت ہو گئی، اور اُس نے اپنا کام زور شور سے شروع کیا، کیونکہ ۱۵۳۳ء میں مولدین نے یہ درخواست دی کہ اُن کو معافی عام دے دی جائے جرمانہ اور ضبطی کا صیغہ اُڑا دیا جائے، اور محکمہ احتساب محنہ کے خرچوں کو پورا کرنے کا کوئی اور ذریعہ نکال لیا جائے۔ اس درخواست کا یہ جواب ملا کہ سزاء ضبطی جایداد اور مالی عقوبت دینیہ قانون دینی وملکی کے موافق دی جاتی ہیں، لہذا یہ کسی طرح معاف نہیں ہو سکتیں، باقی رہ گئی معافی عام اگر مولدین دین مسیحی کو قبول کر کے اپنی روحانی نجات کے خواہاں ہیں تو اُن کو موقت معافی دی جا سکتی ہے۔ اگر اُس عرصہ میں وہ محتسبین کے سامنے تحریراً اعتراف گناہ کر لینگے تو معاف کر دیئے جاوینگے* معلوم ہوتا ہے کہ کلیسا کا دباؤ اُن پر بڑھتا ہی چلا گیا، کیونکہ ۱۵۳۹ء میں مولدین نے شاہی چارلس کی حمایت کے بھروسہ پر شاہ چارلس سے پھر معافی عام مانگی اور یہ چاہا کہ اس کے لئے اعتراف گناہ کی شرط نہ لگائی جائے، اور جن لوگوں کو زندہ جلا دیئے جانے یا اور عقوبت دینیہ کی سزا دی جائے اُن کی جایداد پر بذریعہ ضبطی قبضہ نہ کیا جائے، نہ اُن (کی جائدادوں) پر اور کسی قسم کا بار ڈالا جائے، نہ اُس سے ملزمان زیر تجویز کا خرچ وصول کیا جائے۔ اس مرتبہ پھر چارلس

---

* کسی معمولی پادری کے سامنے جو اعتراف گناہ کیا جاتا تھا وہ بصیغہ راز ہوتا تھا، اور اُس پر بعد از تحریر مُہر لگا دی جاتی تھی محکمہ احتساب محنہ میں حکام کا پیشکار ملزمین کا بیان (یا اعتراف) لکھتا جاتا تھا جو ملزم کے برخلاف بطور ثبوت پیش کیا جاتا تھا۔ پہلا اعتراف تو دینی ہوتا تھا اور دوسرا فوجداری۔ یہ بیانات تو تھے ہی حکم یہ تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی آشکارا کریں، یہی وجہ تھی کہ لوگ محتسبین کے سامنے اعتراف کرنے میں عذر کرتے تھے ۔ (مصنف)

نے ایک کمیشن مقرر کی جس کا ایک رکن گیوارا بھی تھا، یہ اب مونڈونیڈو کا اسقف تھا، غرناطہ کے بہت سے پادری اور بہت سے معززین بھی اس کے ارکین تھے۔ اس کمیشن کی رپورٹ مولدین کے خلاف تھی۔ انہوں نے لکھا کہ مولدین کو دو مرتبہ مہلت دی جا چکی ہے، اگر بادشاہ ان پر رحم ہی کرنا چاہتا ہے تو تیسری مہلت بھی پھر دے دیکھے کہ اس میں وہ لوگ تحریری اعتراف گناہ کر کے بلا ضبطی جایداد اور بلا ذلیل کن لباس پہنائے معافیاں لے لیں، لیکن ان کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ضبطی ایک قانونی سزا ہے جو کسی طرح معاف نہیں ہو سکتی۔

۱۵۴۳ء میں انہوں نے ایک مرتبہ پھر سخت کوشش کرنی چاہی۔ انہوں نے یہ انتظام کیا کہ چھ یا سات ہزار ڈوکیٹ کرسٹوول میکشیا کو دیں، جو پیڈرو ڈی سوٹو، بادشاہ کو اعتراف گناہ کرانے والے کا بھائی تھا، اور بیس ہزار ڈوکیٹ مونڈیجار کو،* اور بغیر اعتراف گناہ یا سزا کے معافی کی درخواست کریں۔ محتسب اعظم ٹویرا اور محکمہ صدر نے مولدین کو کمیشن کی رپورٹ کا حوالہ دیا، اور پرانی شرائط پر مہلت دینے کا وعدہ کیا۔ مونڈیجار نے جواب دیا کہ "مولدین اس کو منظور نہیں کرتے کیونکہ تحریری اعتراف گناہ سے وہ سخت خطرات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے جو کچھ ان پر لگایا جائیگا اس کو برداشت کرنے پر تیار ہیں"۔ مونڈیجار نے یہ بھی کہا کہ پوپ کے احکام منگائے جا سکتے

---

* اس وقت مونڈیجار غرناطہ کا حاکم اعلیٰ نہیں تھا۔ وہ ۱۵۳۵ء میں چارلس کے ساتھ تونس گیا تھا۔ اس کے بعد وہ نوار کا وایسرائے ہو گیا اور ۱۵۶۰ء تک اس عہدہ پر ممتاز رہا۔ پھر وہ قستالہ کی کونسل کا صدر بنا دیا گیا۔ سلطنت بھر میں اس سے بڑا عہدہ دار کوئی نہ تھا۔ اگر ہم یہ بیان کر دیں تو یہ قصہ صاف طور پر سمجھ میں آجائیگا کہ اینگولو پیز ڈی مینڈوزا کاونٹ آف ٹینڈیلا کو جو غرناطہ کا سب سے پہلے حاکم اعلیٰ تھا، مارکوئیس آف مونڈیجار کا خطاب دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان میں جو سب سے بڑا بیٹا ہوتا تھا وہ کاونٹ آف ٹینڈیلا کہلاتا تھا اور الحمرا کا حاکم ہوتا تھا۔ اینگولو ۱۵۱۲ء میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا لوئیس ہرٹاڈو ڈی مینڈوزا دوسرا مارکوئیس ہوا۔ ۱۵۴۳ء میں اس کی جگہ اس کا بیٹا لوپیز کاونٹ آف ٹینڈیلا ہوا [illegible] غرناطہ کا حاکم اعلیٰ رہا۔ جب اس کا باپ مر گیا تو یہ شخص تیسرا مارکوئیس ہوا۔ (مصنف)

Marfat.com

ہیں، مگر بادشاہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہیں ضبطی جایداد کو معاف کرسکتے ہیں۔ دربار شاہی پر سخت دباؤ ڈالا گیا، اور سب سے بڑا دباؤ تو یہ تھا کہ ایک لاکھ بیس ہزار ڈوکیٹ پیش کر دیئے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس نے اپنے خط مورخہ ۲ اکتوبر ۱۵۴۳ء میں مونڈیجار کا بہت ہی شکریہ ادا کیا، اور شاہزادہ فلپ اور ٹویرا کو لکھا کہ مولدین کو معافی عام دے دی جائے، نہ ان سے اقرار گناہ کرایا جائے، نہ سزائیں دی جائیں، نہ پچیس یا تیس برس تک کوئی ضبطی کی جائے۔ اُدھر محکمۂ احتساب و محنہ کا اب ایسا زور بڑھ گیا تھا کہ وہ احکام شاہی کی اکثر تعمیل نہیں کرتا تھا۔ ٹویرا اور محکمہ صدر نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکے تھے، اور یہ بھی لکھا کہ مولدین نے جو ایک لاکھ بیس ہزار ڈوکیٹ پیش کیے ہیں وہ معافی عام و ضبطی کے معاوضہ کے لیے کافی نہیں ہو سکتے۔ وہ از روئے ایمان یہ رائے نہیں دے سکتے کہ پچیس یا تیس برس تک کوئی ضبطی نہ کی جائے، کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ مولدین کو بالکل آزاد کر دیا گیا ہے کہ وہ جو افعال خلاف دین چاہیں کریں، نیز ایسا کرنا احکام دینی کے بھی خلاف ہوگا، یہی بہت بڑا رحم ہوگا کہ نصف جایداد ضبط کر لی جائے، اور باقی نصف اُن ہی لوگوں کی اولاد کو دیدی جائے، تاکہ وہ مذہب کیتھولک کے پابند ہو سکیں۔ اس تحریر کے آخر میں اُنہوں نے لکھا کہ جو لوگ کہ مولدین کی وکالت کر رہے ہیں، وہ اُن کو ان شرائط کے منظور کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ مگر جب مونڈیجار کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی تو اُنہوں نے اس کو نامنظور کر دیا۔

چارلس نے ۲ جولائی ۱۵۴۴ء کو ٹیمز سے تاکیداً لکھا کہ اُن کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ اُن کے سفیر جوآن ڈی ویگا نے روم سے لکھا کہ وہ اس معاملہ کے متعلق پوپ کا حکم حاصل کر رہے ہیں، جو بہت موثر ہوگا جب جوآن ڈی ویگا نے یہ حکم بھیجا تو وہ مولدین کی امیدوں کے برخلاف نکلا۔ اس کی

---

* ویگا نے جو عرضداشت روم میں دی تھی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ چارلس دل سے یہ کوشش کر رہے تھے کہ اُن کو یہ اختیار مل جائے کہ وہ مولدین کے مطالبات کو پورا کر سکیں، مگر پوپ کے جن پادریوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا اُنہوں نے زمانہ آیندہ کے لیے کسی شرط کے کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ بقول اُن کے اس سے گنہگاروں کو تشویق ہوتی تھی، وہ یہ چاہتے تھے کہ جرم ارتداد میں زندہ جلا دینے کے لیے اُن کو اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ اور بحث مباحثہ میں مہینوں گزر گئے، آخر ایک معاملہ طے ہوا۔ اگر مولدین محکمۂ احتساب و محنہ نے ساری قیمتیں پیدا کیں تو کچھ بیجا نہیں۔ اس محکمہ کا ایک مستقل وکیل روم میں رہا کرتا تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

ایک مدجل مولڈ انٹونیو سیرانو نے ٹوپراکو لکھا کہ مولدین اپنے مطالبات میں کمی کردینگے اور صرف اُن ہی امور پر قناعت کرلینگے کہ جو منصفانہ و عادلانہ ہوں اور بادشاہ کو اس شرط پر نذرانہ دینے کو تیار ہیں کہ اُن کے متعلق ایک کمیشن قایم کردیں کہ اُن کے معاملہ کا فیصلہ کردے۔ چنانچہ ڈاٹیگو ڈی ژنا، استقف کناریز، جو اس وقت غرناطہ کی عدالت میں جج تھا کمیشن مقرر ہوا۔ اس نے مولدین کے عماید کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے کاونٹ آف ٹنڈیلا سے اجازت لے کر کہا کہ اُن کے حق میں جو کچھ عادلانہ سلوک ہونا چاہیئے اگر وہ کیا جائیگا تو وہ قناعت کر بیٹھینگے اور اس کے بدلے میں دو لاکھ ڈوکیٹ نذر دینگے۔ مگر جب اس گفت و شنید کی ٹنڈیلا کو خبر ہوئی تو اُس نے اپنے حامیوں کو مولدین میں بھیج دیا کہ وہ اُن میں پھوٹ ڈلوادیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی ترکیبیں چلنے میں جہاں رعایت کی امید دلائی وہاں زجر و توبیخ سے بھی کام لیا۔ ۱۵۵۵ء میں کاونٹ ٹنڈیلا نے مولدین سے کہا کہ وہ پوپ سے اُن کے لئے یہ اجازت لے دینگے کہ وہ اپنے ہی منتخب کردہ آدمیوں کے سامنے اعتراف گناہ کریں، اور وہی بغیر کسی عقوبت دنیویہ کے اُن کو معاف کردیں، نیز یہ کہ بادشاہ اُن ضبطیوں کو معاف کردے، جن کے وہ مستحق ہوچکے ہیں اور محکمہ احتساب محنہ کے اختیارات چالیس برس تک کے لئے سلب کر لئے جائیں۔ انہوں نے تمام ممالک محروسہ میں اپنے آدمی بھیج دیئے کہ وہ مولدین کو اس کے فواید سے آگاہ کریں اور اس پر آمادہ کریں کہ وہ جتنی بھی رقم دے سکیں جمع کرکے اُن لوگوں کو دیں جو اُن کے معاملہ میں شاہ چارلس اور جناب پوپ سے اُن کی سفارشیں کرینگے۔ محکمۂ احتساب و محنہ یہ سُن کر گھبرا اُٹھا، اور جو تدبیر سوچی گئی تھی اُس میں اس طرح دست اندازی کی کہ ٹنڈیلا کے آدمیوں پر مقدمے کرادیئے۔ اس پر ٹنڈیلا، شاہزادہ فلپ، گیورو، استقف اعظم غرناطہ اور ویلڈلس کے درمیان میں ایک طویل خط و کتابت شروع ہوگئی۔ اس عرصہ میں جو خط و کتابت استقف اعظم اور والڈلس

٭ میرے پاس ان بیانات کی صحت کو جانچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، مگر یہ سب سرکاری کاغذات سے لئے گئے ہیں۔ بہرحال جو مخالفت محکمۂ احتساب محنہ اور ملکی عدالتوں کے درمیان میں تھی اُس کو نہیں بھولنا چاہئے۔ غرناطہ میں تو یہ مخالفت عداوت کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ (مصنف)

کے درمیان میں ہوئی اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولدین کو خاموش کرنے کے لئے یہ کوشش کی گئی کہ ایک موقت عرصہ کے لئے معافی دے دی جائے۔ چنانچہ اس عرصہ میں چند لوگوں نے آکر اعتراف بھی کر لیا۔ ۱۵۵۲ء میں ایک اور مہلت دی گئی محتسبین کے پاس ایک کمیشن بھیجی گئی اور اُن کو اختیار دیئے گئے کہ ارتداد کے جرم کو وہ معاف کر سکیں۔

چارلس پنجم کے تخت چھوڑنے کے بعد مولدین نے ایک اور کوشش کی اور فلینڈرس میں فلپ ثانی کے پاس کچھ ایلچی بھیجے۔ اُنھوں نے یہ شکایت کی کہ مونڈیجار اور ٹنڈیلا نے اُن کو چکنی چپڑی باتیں سے بہلا رکھا ہے۔ ہمارے مطالبات پہلے سے بھی زیادہ ہیں چنانچہ اُنھوں نے اپنے مطالبات میں یہ اور اِیزاد کیا کہ ملزم کو قید خانہ بھیج کر جو اُس پر اور اُس کے تمام معاملات پر راز کا گہرا پردہ ڈال دیا جاتا ہے یہ پردہ ہٹا دیا جائے' اور گواہوں کے نام ظاہر کر دیئے جایا کریں؛ نیز یہ کہ جب اُن سے کوئی گناہ سرزد ہو تو فوراً ہی اُن پر مقدمہ نہ قائم کیا جایا کرے' بلکہ اُن کو بتلا دیا جایا کرے کہ صحیح طریق یہ ہے۔ اس کے بدلہ میں اُنھوں نے ایک لاکھ ڈوکیٹ پیش کئے' اور یہ وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ تین ہزار ڈوکیٹ سالانہ محکمہ احتسابِ محتسب کے خرچ کے لئے ادا کرتے رہینگے۔ فلپ نے یہ درخواست صدر محکمہ میں اس حکم کے ساتھ بھیج دی کہ جب ہم سپین میں واپس آئیں تو اس معاملہ پر رپورٹ پیش کی جائے۔ اس پر مولدین نے معاملۂ پیش آمدہ پر بحث کرنے اور اپنی طرف سے اختیارات کامل کے ساتھ نمایندے انتخاب کرنے کے لئے جلسہ منعقد کرنے کی اجازت مانگی محکمہ صدر نے یہ اجازت دے تو دی' مگر اس شرط سے کہ جلسہ میں اسقفِ اعظم' ایک محتسب' پریزیڈنٹ محکمہ موصوف اور حجان عدالت شامل رہیں۔ اسقفِ اعظم گیوریرو فلپ سے یہی کہتا رہا کہ ضبطیوں کا قاعدہ ہرگز منسوخ نہ کیا جائے۔ اُدھر مولدین ۱۵۶۱ء تک برابر یہ درخواستیں دیتے رہے کہ اُن کے مطالبات منظور کئے جائیں یا کم از کم اُن کے ساتھ وہی رعایت کی جائے جو ارغون اور ویلاڈولڈ والوں کے ساتھ کی گئی ہے۔

جس کاغذ سے میں نے یہ تفاصیل لی ہیں وہ یہیں ختم ہو جاتا ہے' مگر یہ قیاس غالباً صحیح

Marfat.com

ہے کہ مولدین کی کوششیں لاحاصل رہیں، اور اُن کو محکمۂ احتساب کے چنگل سے بالکل چھڑا دینا یا اُن کا بوجھ ہلکا کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہوا۔ اُن کی بار بار درخواستیں دینے، اپنی بات پر اڑے رہنے اور فلینڈرس تک جانے کی صعوبت سفر اور زحمت خرچ برداشت کرنے سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ عمائد میں ایسے لوگ ضرور تھے کہ جو اُن کو جھوٹی امیدیں دلاتے اور اِس کے بدلے میں اُن سے روپیہ وصول کرتے رہتے تھے۔ یہ لین دین اگرچہ بے نتیجہ رہا، مگر جو کچھ بھی ہوا اُس کی اہمیت بڑی ہے کلیسائی محکمہ کی کارگزاری کے اعداد و شمار کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ اُن کی کارروائیوں سے کتنا دباؤ پڑا، اور جن پر دباؤ پڑا اُن کی کیا کیفیت ہی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مولدین کی حالت روز بروز زبون ہوتی چلی جا رہی تھی۔ مولدین یہ کوشش کرتے تھے کہ محکمۂ احتساب و محنہ کی کوششوں کو بیکار کر کے دکھلائیں، اور محکمہ مذکور اُن سے اس کا بدلہ لیتا تھا، اور پہلے سے زیادہ سختی کرتا تھا۔ پادریوں اور چھوٹے چھوٹے عمال کے ظلم و زیادتیاں خوب پھل پھول رہی تھیں۔ اُن کے دق ہونے اور چڑنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُن کو اُن کی اراضی سے قانوناً محروم کیا جا رہا تھا، وہ اِس طرح کہ "حکام حد بست" مقرر کئے گئے، اور اُن کے سامنے بہت سے دعاوی بادشاہ کی طرف سے پیش کئے گئے۔ حکام موصوف نے بلا اس کے کہ فریق ثانی کا جواب عوے لیں، تمام اراضی متدعویہ کو، خواہ وہ کسی مولد کے پاس بذریعہ بیع کے ہو یا توریثاً پہنچی ہو بادشاہ کو دلوا دی۔ مختصر یہ ہے کہ اُن کی یہ حالت تھی کہ "نہ اُن کی زبان تھی، نہ اُن پر مہربانی ہو سکتی تھی" نہ اُن کا کوئی یار تھا نہ مددگار، نہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکتے تھے۔

۱۵۶۵ء میں یک لخت ایک تازہ مصیبت یہ آئی کہ ۱۵۲۶ء کے ایک بھولے بسرے قانون کی تجدید کر دی گئی، جس کے موافق زمیندار امرا کی تمام اراضی بادشاہ کے ہاتھ میں آ گئیں اُن کے ہاتھ سے یہ بھی اختیار گیا کہ وہ کسی کو اپنی مرضی سے اپنے یہاں رہنے دیں یہاں تک کہ گرجا میں بھی کوئی شخص تین روز سے زیادہ نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ بہت سے مولدین نے اپنے دشمنوں سے ایک طرح کا معاملہ کر لیا تھا، اور وہ امرا اور زمینداروں کی زمینوں پر آباد ہو گئے

Marfat.com

اور وہاں وہ امن و عافیت کے ساتھ اپنے بال بچوں کو پال پوس رہے تھے۔ سالہا سال گزر جانے کی وجہ سے اُن کے پُرانے جرائم بھول بسر گئے تھے۔ حکام اور افسران مال تو ندرانے کی تلاش میں رہتے ہی تھے اُن کو ایک بہانہ مل گیا؛ اُنھوں نے محافظ خانوں کو ڈھونڈھ کر پُرانے مقدمات برآمد کئے اور شحنوں کو اُن کے پیچھے لگا دیا؛ نتیجہ یہ ہُوا کہ ملک بھر میں کوئی مولد بھی ایسا نہیں رہ گیا جس کو اپنی گرفتاری کا ہر وقت اندیشہ نہ ہو۔ اس پر حکام فوج اور اسقف اعظم اور محکمۂ احتساب و محنہ کی مخالفت کو اور ایزاد کرنا چاہیے۔ ان سب نے مل کر یہ کیا کہ پُر امن اور جرائم پیشہ سب ہی تو قزاقوں کے ساتھ جا ملے۔ اُنھوں نے اپنے اپنے گروہ الگ الگ بنا لئے اور بہت سی وارداتیں ایسی کیں کہ معمولی حکام اُن کا علاج سواء فوج کے نہ کر سکتے تھے۔ اس بدامنی کو روکنا لامحالہ سپہ لار کا کام تھا لیکن حکام فوج اور حکام ملکی کے درمیان کئی حدود اختیارات کے متعلق تنازع ہو چکا تھا۔ اس وقت بھی یہی ہُوا کہ ایک دوسرے کو متہم کر اور اس کیفیت کا ذمہ وار قرار دیتا تھا۔ آخر اس بدامنی کا انتظام صدر عدالت الونزو ڈی سین ٹی لانا کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اُنھوں نے آٹھ آٹھ آدمیوں کے گروہ مقرر کرائے اور اُن سے امید رکھی گئی کہ وہ تمام انتظام کر دینگے۔ ان لوگوں کو اتنی تنخواہیں دی گئیں کہ جو اسراف کی حد تک پہنچی ہوئی تھیں؛ یہ سب لوگ صدر عدالت کے عزیز یا کسی اور طرح رشتہ مند اور نا تجربہ کار تھے لہذا بیکار۔ ان کو ایسے وسیع اختیارات دے دئے گئے تھے کہ اُن کی شکایت کرنے سے سب ڈرتے تھے۔ اس سے بہت سے مولدین پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے، یا افریقیہ چلے گئے۔ قزاقوں کا گروہ بڑھ گیا اور مولدین کے تعلقات بربریوں سے اور بھی مضبوط ہو گئے۔

یہ ظاہر ہے کہ سلطنت کی بدامنی کو بڑھانا سخت بے عقلی تھی کیونکہ یہ مسلمہ امر تھا کہ غرناطہ کی یہ حالت تھی کہ اُس کے بھڑکنے میں صرف ایک چنگاری کی کسر تھی۔ غرناطہ کے تعلقات ہر جگہ سے قطع کر دینے کے خیال سے یہ حکم دیا گیا کہ کسی اور مقام کا کوئی مولد کسی بہانہ سے بھی وہاں نہ آنے پائے اور اگر آئے تو فوراً غلام بنا لیا جائے۔ یہ بڑی سختی تھی کیونکہ قشتالۂ جدیدہ کی سب سے

Marfat.com

آخر عدالت مرافعہ غرناطہ میں تھی (جس طرح کہ قسطالۂ قدیم کی ویلاڈالڈ میں) جب ۱۵۵۹ء میں ڈونا
میڈرڈ نے یہ درخواست کی کہ یہ ممانعت اُن لوگوں پر حاوی نہ کی جائے جو کسی مقدمہ کی پیروی کرنے
یا کسی ضروری کام سے وہاں آئیں، لیکن دوسرے مقامات سے رسل و رسائل اور آمد و رفت
کے خطرات اتنے قوی تھے کہ یہ درخواست نامنظور کر دی گئی۔ جن مصالح کی وجہ سے کہ
مولدین کی آمد و رفت روک دی گئی تھی، وہ اس کے بھی تو مقتضی تھے کہ اُن کی شکایات کو
رفع کیا جائے؛ مگر یہ نہیں کیا گیا، بلکہ اس کی جگہ تکلیف پہنچانے کے تازہ اسباب ڈھونڈے
گئے۔ ۱۵۶۳ء میں اُس حکم کی تجدید کی گئی جس کے موافق ہتھیار رکھنے کے اجازت ناموں کو
سپہ سالار کے سامنے پیش کیا جانا ضروری تھا، اور بصورت خلاف ورزی چھ سال قید با مشقت
کی سزا تھی۔ اسقف اعظم پیڈرو گیوریرو جب ۱۵۶۳ء کی کونسل منعقدہ ٹرینٹ سے واپس
آئے تو وہ چند روز کے لئے روم میں ٹھہرے اور پوپ پائیس چہارم سے مل کر بہت فکر
سے کہا کہ "مولدین بالکل برائے نام ہی عیسائی ہیں"۔ جناب پوپ نے حکم دیا کہ "تم جا کر شاہ فلپ
سے کہہ دو کہ وہ اس کا علاج کریں اور ان لوگوں کی روح کو بچانے کا فکر کریں"۔ اس پیغام پر
زور ڈالنے کے لئے اسقف روسانو "نایب پوپ" کے نام حکم صادر ہوا کہ ان کو عیسائی بنانے میں
بادشاہ کو مدد دیں۔ گیوریرو نے گھر پہنچتے ہی ۱۵۶۵ء میں اپنے صوبہ کی کونسل منعقد کی، جس کے
اثر سے مولدین کی حفاظت تو کجا وہ اور بھی برافروختہ ہو گئے۔ اسقفوں نے آپس میں مشورہ کر کے
بادشاہ کو تاکیدیں کیں کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ مولدین اپنے اعتقادات کو نہ چھپا سکیں؛
اور گیوریرو نے بادشاہ سے صاف کہہ دیا کہ اس ناپاک فرقہ سے اپنی سلطنت کو صاف کر لینا چاہئے
نیز یہ کہ یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اُن میں کون کون عیسائی ہے، اس کی آسان ترکیب یہ
ہے کہ اُن باتوں کی ممانعت کر دی جائے جن سے وہ اپنی رسوم چھپائے رہتے ہیں۔ اسقف اعظم
بلنسیہ ٹوماس آف ولانووا نے بھی بادشاہ کو لکھا کہ "میں نے غرناطہ کے کلیسا کا اسقف ہونا اس
لئے نامنظور کر دیا کہ میں ناپاک بھیڑوں کے گلے کا معلم نہیں بننا چاہتا تھا، لیکن افسوس ہے کہ

Marfat.com

بلنسیہ کی حالت غرناطہ سے بھی بدتر ہے"۔

شاہ فلپ کا مشیر ڈائیگو ڈی ایس پی نوسا اُس وقت اُن کے مُنہ چڑھ رہا تھا۔ وہ اُن ہی دنوں میں قستالہ کی کونسل کا صدر بنایا گیا تھا، چند روز کے بعد ہی وہ محتسب اعظم، سگیونزا کا اسقف اور کارڈنیل بننے والا اور ۱۵۷۲ء میں اس غیرت سے مرجانے والا تھا کہ اُس کو بادشاہ نے اس لئے تہدید کی تھی کہ فلینڈرس کے چند اہم کاغذات میں اُس نے بے ایمانی کی تھی۔* موجودہ ملکی حالت میں وہ سخت ناتجربہ کار تھا۔ کیپ ریرا نے بہت صحیح کہا ہے کہ "دو پادریوں کی ٹوپیوں نے ملک میں وہ ناقابل تلافی فساد ڈالا جو خود پہننے والوں کا کام تھا"۔ بادشاہ نے ایک مجلس کو گیوریرا کی تحریرات برائے غور سپرد کر دیں۔ اس مجلس کے ارکین میں ایس پی نوسا اور اُسی کی طبیعت کے ایک اور آدمی اور ڈیوک آف ایلوا تھے۔ ان سب نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مولدین اصطباغ پاکر عیسائی ہو گئے ہیں، تو اُن کا عیسائی ہونا تسلیم کر لیا جائے، اور اُن کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کا لباس، زبان اور مراسم کو چھوڑ دیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ۱۵۲۶ء کے حکم کی تجدید کر کے اُس کا نفاذ کر دیا جائے۔ تمام ارکین مجلس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ اپنی تجویز پر عمل کرنے کے لئے بادشاہ کے ایمان پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس پر بادشاہ نے اپنے طور سے ڈاکٹر اوتادوی القلعہ کے کالج کے پروفیسر دینیات سے (جو بعد میں اسقف اویلا ہوئے) اس معاملہ میں رائے لی۔ اس نے بادشاہ کے جواب میں کہا کہ اگر عمایدِ سلطنت، یا امرا اور زمینداروں میں سے کوئی یہ کہے کہ قستالہ میں ایک پُرانی مثل مشہور ہے کہ "جتنے زیادہ مسلمان ہونگے اُتنا ہی زیادہ فایدہ ہوگا" تو یہ کہہ دیا جائے کہ اُس مثل سے بھی زیادہ پُرانی اور سچی مثل یہ ہے کہ "جتنے دشمن کم ہوں اُتنا ہی اچھا" اور ان دونوں مثلوں کو ملا کر یہ مثل اور اصول قایم کیا جائے کہ "جتنے مسلمان زیادہ مریں اُتنا ہی

---

* لطف یہ ہے کہ باوجود اس کے فلپ نے اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ "یہ شخص میرا بہترین مشیر تھا اور ایسا آدمی پھر مجھے نہ ملا"۔ (مصنف)

Marfat.com

زیادہ فایدہ ہوگا کیونکہ دشمن کم ہو جائینگے"۔ سنا ہے کہ فلپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

شاہ فلپ کے دربار میں جتنے کلیسائی جمع تھے اُن کو دیکھتے جو کچھ پالیسی قرار پانے والی تھی اُس میں کوئی شک تھا ہی نہیں۔ جلدی جلدی کر کے ایک فرمان کا مسودہ تیار کیا گیا جس میں ۱۵۲۶ء کے سب سے زیادہ قابل اعتراض دفعات کو جمع کر دیا گیا، پیڈرو ڈی ڈیزا رکن مجلس متذکرہ بالا، اور مجلس صدر غرناطہ کی عدالت اعلےٰ کا افسر مقرر کیا گیا اور ۴ مئی ۱۵۶۶ء کو یہ حکم دے کر بھیج دیا گیا کہ وہ اُس فرمان کو وہاں مشتہر کر کے نافذ کر دیں اور کسی کی ایک نہ سنیں*۔ باوجود اس کے کہ ٹنڈیلا سے (جو اس وقت مارکوئیس آف مونڈیجار ہو چکا تھا) نہ مشورہ لیا گیا نہ پہلے سے اُس کو اس کی اطلاع دی گئی، حالانکہ اُس کو سپہ سالاری کا تیس برس کا تجربہ تھا۔ باوجودیکہ وہ دربار شاہی میں موجود تھا، مگر اُن کو جو پہلی اطلاع پہنچی وہ ایس پی نوسا کی معرفت ایک حکم تھا کہ فرمان سنانے کے وقت وہ غرناطہ میں موجود رہے۔ ٹنڈیلا نے یہ شکایت کی کہ اتنے اہم معاملہ کو اُٹھانے کی تیاری کر لی گئی، اور اُسے اطلاع بھی نہیں دی گئی۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ غرناطہ میں نہ فوج ہے نہ سامان حرب اس لئے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ مولدین کی وفاداری اور نمک حلالی کی اس وقت آزمایش کر کے شہر پر اتنا گراں بار ڈالا جائے۔ اس بنا پر اُس نے درخواست کی کہ اُس کو فوج سے مدد دی جائے تاکہ وہ بغاوت رفع کر سکے، کیونکہ یہ نظر آ رہا ہے کہ بغاوت ضرور ہو جائیگی۔ مگر اُس کی کسی نے ایک نہیں سنی، ایس پی نوسا نے اُن کو سخت تحقیر آمیز لہجہ میں کہہ دیا کہ جہاں وہ بھیجے

---

* بغاوت کے خاتمہ کے قریب ۱۴ اگست ۱۵۷۰ء کو جو خط بادشاہ کے بھائی ڈان جان آف آسٹریا نے بادشاہ کو لکھا تھا اُس سے مختصر طور پر ڈیزا کے خصایل معلوم ہوتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"حضور نے مختلف ذرایع سے یہ سنا ہوگا کہ ڈیزا کا جو سلوک ان لوگوں (مولدین) کے ساتھ ہے وہ مناسب نہیں ہے عام طور پر یہ راء ہے کہ اصل میں بغاوت کا باعث یہی شخص ہے (الہبقی نے تو مجھے یہی بتلایا ہے) مولدین جو اب تک ہتھیار نہیں ڈالتے اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ آخر اُسی کی عدالت میں اُنہیں پیش ہونا ہے۔ اور میرے نزدیک اس میں کچھ شبہ بھی نہیں ہے۔ میں بمنت حضور سے گزارش کرتا ہوں کہ اُس کے متعلق اچھی طرح غور کر لیا جائے اور اُس کو کہیں کا اسقف بنا دیا جائے، یا کوئی اور عہدہ دیدیا جائے، مگر یہاں نہ رکھا جائے۔ حضور کی سب سے بڑی خدمت اگر کوئی ہے تو یہی ہے"۔ (مصنف)

جا سکتے ہیں جائیں اور اپنا کام کریں جنگی کونسل نے ٹنڈیلا کی تائید کی لیکن شاہی کونسل نے یہ قرار دیا کہ ایسی ذلیل قوم کو مطیع رکھنے کے لیے محکمہ فوجداری کافی ہے جس کے پاس نہ ہتھیار رہیں نہ جس کا کوئی نظام ہے نہ اس کو فن حرب سے واقفیت ہے؛ ٹنڈیلا کو صرف تین سو سپاہی ساحل بحر کی حفاظت کے لئے دیئے گئے اور یہ حکم ملا کہ بعض مخصوص مہینوں میں وہ وہیں رہیں کبھی کبھی غرناطہ آتے رہیں۔ شاید ایسی مجنونانہ مہم اتنی مجنونانہ تنگ نظری کے ساتھ کہیں بھی ہاتھ میں نہ لی گئی ہوگی ۔

ڈیزا یہ قضاء مبرم لے کر ۲۰ مئی ۱۵۶۶ء کو غرناطہ پہنچا اور فوراً اپنا دربار جما کر اپنے عہدہ کا جائزہ لے لیا۔ اس فرمان کو وہ چھپوا کر اپنے ساتھ لایا تھا تاکہ ہر جگہ تقسیم کر دیا جائے؛ اس کے لئے اس نے یکم جنوری ۱۵۶۷ء مقرر کی جو غرناطہ پر فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے قبضہ کرنے کی تاریخ تھی۔ بعض جگہ یہ خیال تھا کہ تجویز یہ تھی کہ مولدین کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ وہ ہر طرف سے مایوس ہو جائیں تاکہ یک لخت ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ فرمان شاہی کی بعض دفعات اس خیال کی تائید کرتی تھیں کیونکہ اس میں کہیں بھی یہ درج نہ تھا کہ مولدین کو مذہبی تعلیم دی جائے بلکہ اس کا تمام مضمون نہایت جابرانہ کاروائی تھی اور مقصود یہ تھا کہ ان کے اجداد کی مراسم میں دست اندازی کر کے ان میں غیظ و غضب پیدا کر دیا جائے۔ ان کو حکم تھا کہ تین برس کے اندر اندر قستالی زبان سیکھ لیں اس کے بعد کسی کو عربی بولنے پڑھنے یا لکھنے کی اجازت نہ ہوگی؛ نہ اپنے گھروں میں نہ علے رؤس الاشہاد؛ اور جتنی دستاویزات عربی میں لکھی جائینگی وہ سب کالعدم متصور ہونگی۔ تیس دن کے اندر تمام عربی کتابیں ڈیزا کے حوالہ کر دی جائیں؛ ان میں سے جن کتابوں کو وہ بے ضرر سمجھیگا وہ ان کے مالکوں کو تین برس کے لئے واپس دیدیگا؛ اور اس میعاد کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے واپس لے لی جائینگی۔ زبان قستالی میں تعلیم کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی تھی بلکہ یہ حکم تھا کہ ڈیزا اور گیوریرہ مل کر مناسب تدابیر کرینگے۔ مسلمانوں کی وضع کا کوئی کپڑا نہیں سلوایا جائیگا؛ جو کپڑے خالص ریشمین یا نصف ریشمین اور نصف سوتی موجود ہیں وہ

Marfat.com

ایک سال تک پہنے جا سکتے ہیں، اُس کے بعد اُن کے استعمال کی اجازت نہ ہوگی، سوتی کپڑے دو سال تک استعمال کئے جا سکینگے، اور اس عرصہ کے اندر عورتوں کو نقاب ڈالنے یا برقعہ اوڑھنے کی ممانعت ہوگی، نسبت ناطہ، شادی بیاہ، دعوت وضیافت میں کلیسائی احکام پر عمل کرنا ہوگا، اثناء تقریب میں، نیز ہر جمعہ کی سہ پہر کو، اور تیوہاروں میں مکانوں کے دروازے کھلے رکھے جائینگے ۔ رقص و سرود کو خلاف مذہب نہ ہوں مگر جمعہ اور تہواروں کو موقوف رہینگے ۔ بچوں کے نام اسلامی نہ رکھے جائینگے، اور مہندی لگانے کی اجازت نہ ہوگی ۔ مصنوعی حمام خواہ عام ہوں یا خاص منہدم کردیئے جائینگے، اور آیندہ کوئی شخص اُن کا استعمال نہ کرسکیگا ۔ کوئی مولد کوئی مسلمان غلام اپنے پاس نہ رکھ سکیگا، عام اس سے کہ اُن کے پاس اس کا اجازت نامہ ہو یا نہ ہو ۔ حبشی غلام رکھنے کے اجازت نامے جس کسی کے پاس ہوں وہ اُن کو ڈیزا کے سامنے براء غور پیش کرینگے ۔*

مولدین کو یہ ساری باتیں بیہودہ اور بیکار تحکم معلوم ہوتی تھیں اب سے چالیس برس پیشتر بھی اُن کو دھمکیاں دی گئی تھیں، مگر اس وقت اُنہوں نے اپنی آزادی خرید لی تھی، اور بلا شبہ اُن کو یہ امید تھی کہ موجودہ حالت میں بھی وہ یہی کرینگے لیکن اس وقت اُن کا سابقہ سخت دل اور ناتجربہ کار مذہبی دیوانوں سے تھا ۔ ڈیزا نے اسقف سے مشورہ کیا کہ فرمان کے نفاذ کی سہل ترین تدبیر کیا ہے؟ دونوں نے مل کر پادری ہوروزکو کو بلا بھیجا جو مولدین کا بہت دوست بنا ہوا تھا اور عربی خوب بے تکلف بولتا تھا۔ ہوروزکو نے ان دونوں کی ہدایت کے موافق بڑے بڑے مولدین کو جمع کر کے اُن کے سامنے نئے قانون کی تشریح کی، اور اُن سے یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنے آدمیوں سے اس کی تعمیل کرائینگے تو بادشاہ اُن کو بڑے بڑے عہدے دیگا اور وہ مقربین شاہی میں سے

---

* ایک حکم خاص جس پر کوئی تاریخ نہیں ہے، اب تک محفوظ ہے ۔ اُس میں لکھا ہے کہ تمام مصنوعی حمام ملک محروسہ غرناطہ میں منہدم کردیئے جائیں ۔ جو شخص اُن کو رہنے دیگا، یا اُن کو استعمال کریگا، خواہ اپنے گھر میں، یا باہر، اُس کو پہلی مرتبہ پچاس روز پابجولاں قید کی سزا دی جائیگی، ایک ہزار مرداریدی جرمانہ ہوگا اور دو سال کے لئے جلاوطن ہوگا، دوسری مرتبہ یہ سزا المضاعف ہوگی، اور تیسری مرتبہ نصف جایداد ضبط کر لی جائیگی، اور پانچ برس کے لئے قید بامشقت پائیگا ۔ (مصنف)

Marfat.com

ہو جائینگے۔ مگر اُن سب نے کہہ دیا کہ ہم کو اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں اپنے آدمیوں کے سامنے لب کشائی کریں ورنہ ہم سنگسار کر دئے جائینگے۔ اُس نے دوسری مرتبہ پھر کوشش کی مگر اُن کو پہلے سے بھی زیادہ سخت پایا۔ اس موقعہ پر اُس نے ڈیزا کا بھی نام لیا اور یہ کہا کہ بادشاہ اپنے احکام کی تعمیل کرانے پر مصر ہے اس لئے اُن سے جتنا بھی فایدہ اُٹھایا جا سکے اُٹھالیں ۔

یکم جنوری ۱۵۶۷ء کو اس فرمان کا بڑی دھوم دھام سے اعلان کیا گیا۔ مولدین کو جب تمام باتیں معلوم ہوئیں تو اُن میں ایسی کھلبلی مچی جو بیان نہیں ہو سکتی۔ اس فرمان کی سب سے پہلی ہدایت یہ تھی کہ تمام حمام فوراً ضایع کر دیئے جائیں یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی۔ تمام جمعیتوں نے علماء البیسن سے مشورہ کرنے کے لئے آدمی بھیجے اور سب نے متفق اللفظ کہا کہ اگر خوشامد درآمد سے دادرسی نہ ہو تو آخری تدبیر بغاوت ہے آزادی کے لئے لڑائی میں مرنا اس سے اچھا ہے کہ ایسے ظلموں کی حالت میں زندہ رہیں۔ ڈیزا ان لوگوں کے غیظ و غضب سے اتنا مرعوب ہوا کہ اُس نے دربار شاہی لکھا کہ احتیاطاً بغاوت کے فرو کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ ۱۵۶۷ء میں تو اُس نے ان احکام کی تعمیل میں اُتنی سختی نہیں کی کہ جتنی کرنی چاہیئے تھی۔ اس فرمان کے موافق اُس نے سزائیں نہیں دیں اور چونکہ معمولی شحنہ ایسے گنوار تھے کہ کسی کی ہتک کر دینی اُن کے نزدیک کوئی بات نہیں تھی اس لئے اُن کو ہٹا کر دوسروں کو مقرر کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہ ان مولد خواتین کے ساتھ بہت مہذبانہ پیش آئیں جن کو وہ نقاب یا برقعہ استعمال کرنے کے جرم میں گرفتار کریں۔ اس اثنا میں ڈان جوآن اینریکز ساکن بازہ نے جو اعلے طبقہ کے لوگوں میں سے تھا مولدین کا مرافعہ دربار شاہی میں لے جانے او اس فرمان کے معطل کرنے کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔ اِدھر وہ روانہ ہوا اُدھر ڈیزا نے ایس پی نوسا اور بادشاہ کے نام خطوط بھیجے کہ مولدین مطیع ہوتے جاتے تھے مگر اینریکز کی انگیخت پر جس وقت سے کہ اُس نے اُن کی حمایت کی ہے پھر سر اُٹھانا شروع کیا ہے۔ شاہ فلپ نے مولدین کا مرافعہ ایس پی نوسا کے سپرد کر دیا کیونکہ وہ قستالہ کا پریزیڈنٹ تھا اور اس شخص نے صاف جواب دیدیا کہ فرمان شاہی میں کسی طرح کی نرمی نہیں کی جا سکتی۔ اصل یہ ہے کہ دینہ

Marfat.com

ارکین سلطنت نے بادشاہ کو اُس کے ایمان وضمیر سے ڈرایا اور یہ کہا تھا کہ غیر مذاہب اور مرتدین کے ارواح کا وہ ذمہ وار قرار دیا جائیگا۔ اس کا مرافعہ شاہی کونسل کے سامنے کیا گیا' یہاں ڈیوک آف ایلوا' لیوس ڈی اے ویلا اور القنطرہ کے سپہ سالار کی یہ رائے تھی کہ فرمان شاہی کے نفاذ کو ملتوی کردیا جائے' اور کونسل کو یہ رائے دی کہ مصالحت کا ایک یہ بھی طریق ہو سکتا ہے کہ اُس کی دفعات میں سے ایک دفعہ کی تعمیل ایک سال میں کرائی جائے' اور دوسری کی دوسرے سال لیکن شاہی کونسلوں میں ڈیزا اور ایس پی نوزا کو وہ اقتدار حاصل تھا جو افسران فوج اور سیاست دانان ملک کو نہ تھا +

جب ریشمین کپڑے اُتروانے کا وقت آیا تو اسقف نے تمام پادریوں کو حکم دیا کہ ۱۵۶۸ء کی نوروز کی نماز کی جماعت میں وہ گرجاہی میں مولدین کو یہ حکم سنادیں' اُدھر ڈیزا نے تمام پادریوں کو یہ حکم دیا کہ تین اور پندرہ برس کی عمر کے جتنے بچے ہیں سب کو پکڑ کر مدرسوں میں داخل کردیا جائے اور اُن کو اصول دین مسیحی اور قستالی زبان کی تعلیم دی جائے اس سے اور بھی اضطراب پھیلا' اور مولدین نے چند مبعوثین کو ڈیزا کے پاس اس کے متعلق بحث کرنے کو بھیجا' اُس نے اُنہیں یقین دلا دیا کہ اُن سے بچے چھینے نہیں گئے' بلکہ بادشاہ نے یہ عزم مصمم کرلیا ہے کہ کسی طرح اُن کی ارواح بچ جائیں' اور نئے احکام کا نفاذ ہو جائے۔ یہاں تک نوبت پہنچنے کے معنی تھے افتراق و اختراق۔ مولدین کے سامنے دو راستے کھلے ہوئے تھے' یا تو وہ خاموشی کے ساتھ اطاعت کرلیں' یا بغاوت کردیں' تیسری کوئی صورت باقی نہ تھی +

بادی النظر میں بغاوت بیکار معلوم ہوتی تھی' بلکہ اس سے بالکل مایوسی ہی تھی نہ اُن کے پاس ہتھیار تھے' نہ اُن کو فوجی تعلیم دی گئی تھی' نہ سامان حرب تھا' نہ قلعے' روپیہ تھا مگر تھوڑا' دوسری طرف سپین کی عظیم الشان سلطنت تھی' جو اُس زمانہ میں مہذب دنیا میں نہایت قوی سمجھی جاتی تھی' ہر سمندر میں اُس کے بیڑے تھے اور تقریباً ہر ملک میں اُس کی فوجیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شان و شوکت بانگ دُہل تھی کہ خالی پیٹ سے نکلتی تھی' واقعی دیکھا جائے تو ظاہری نمائش

Marfat.com

ہی تھی اور بس۔ وینس کے جو سفیر اُن دنوں آئے تھے اُنہوں نے صاف لکھا ہے کہ سپین کے فوجی ذرایع کچھ بھی نہ تھے، فوج کے لئے سپاہیوں کو مہیا کرنا مشکل تھا، اور جو سپاہی موجود تھے وہ اُن سپاہیوں کے ہتھیاروں کا استعمال کرنا نہ جانتے تھے جو اپنا غلغلہ ڈال چکے تھے۔ اسی سال انٹونیو ٹائی پولو نے یہ دیکھ کر کہ سواحل بحر اس طرح غیر محفوظ ہیں کہ بربر کے بحری قزاق جب چاہیں سب کچھ لوٹ لے جائیں، یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر اہالی افریقیہ ملک پر حملہ کر دیں اور مولدین، جو محض ظاہری عیسائی ہیں، اُن کی مدد کریں، تو سلطنت سپین کو وہی خطرات پیش آئینگے جن کو وہ زمانۂ سابقہ میں دیکھ چکی ہے۔ شاہ چارلس پنجم ملک کا اچھی طرح خون چوس چکے تھے، اور فلپ بھی یہی کچھ کر رہے تھے۔ فرے بلیڈا کہتے ہیں کہ جو جنگ کہ ہونے والی تھی اُس کے لئے کوئی ایسی تدبیر نہیں تھی کہ اُٹھا رکھی گئی ہو لیکن بیک وقت ایک ہزار سوار بھی جمع نہ ہو سکے؛ حالانکہ فرڈیننڈ اور ازابیلا کے وقت میں، ملاغہ کے محاصرہ کے موقعہ پر بارہ ہزار سوار فوج میں تھے اور بازہ کی فتح کے وقت بھی اتنے ہی آدمی تھے۔ مالی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی۔ چارلس مرتے ہوئے سلطنت پر ایسا خوفناک قرض چھوڑ گیا تھا کہ فلپ اپنی تخت نشینی کے وقت اس خیال میں تھا کہ آیا اس قرض کی ادائیگی سے انکار کر دینا چاہیئے یا نہیں، باوجودیکہ نئی دُنیا (امریکہ) کے معلوم ہو جانے سے ایک نیا خزانہ مل گیا تھا، مگر فلپ تھا کہ قرض سے دبا ہی رہا؛ جو کچھ آمدنی ہونے والی ہوتی تھی وہ پہلے ہی خرچ ہو چکتی تھی؛ اگر کسی بغاوت کے فرو کرنے کی ضرورت پڑتی تو سخت ضرورت کے موقعہ پر بھی مشکل کچھ روپیہ فراہم ہو سکتا تھا۔* اگر ایسی صورتوں میں سامان حرب کی کمی تھی تو ایک معمولی

* ڈان جان آف آسٹریا کی دوران جنگ کی جو خط و کتابت ہمارے سامنے ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی مانگ کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ ۲۳ ستمبر ۱۵۶۹ء کو اُس نے فلپ کو لکھا کہ ہر شخص روپیہ کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے، دوسرے سے مانگتا ہے اور نہیں ملتا۔ روپیہ کے بہم پہنچنے میں وہ مشکلات واقع ہو رہی ہیں کہ ہر چیز میں نقصان اُٹھانا پڑتا۔ ۴ اکتوبر کو اُس نے یہ امید ظاہر کی کہ سپاہیوں کی تنخواہ دینے اور سامان رسد خریدنے کے لئے روپیہ مل جائے گا بغیر اس کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ۱۵ فروری ۱۵۷۰ء کو اُس نے لکھا کہ روپیہ بھیجنا نہایت ضروری ہے اسی تاریخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ پر ملاحظہ)

Marfat.com

بات تھی۔

البیسن کے ذہین مولدین حقیقت حال سے ناواقف نہ تھے، لیکن کلیساؤں کا گروہ فلپ کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اُس کو گڑھے میں ڈھکیلنے کو لئے چلا جا رہا تھا۔ مولدین جانتے تھے کہ کوہستان کے قدرتی قلعے اُن کی پناہ دینے کو کافی ہیں، اُن کو امید تھی کہ ترک اور افریقیہ کے مسلمان، ایسے سپاہی ہیں کہ تمام سپین اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اور یہ دونوں اقوام اُن کی پوری مدد کرینگے؛ وہ سوچتے تھے کہ مولدین کے پچاسی ہزار خاندان تو وہ ہیں جو ٹیکس ادا کرتے ہیں، پندرہ ہزار خاندان وہ ہیں کہ جن کو محصلین ٹیکس نے (اپنے طمع کے لئے) چھپا رکھا ہے؛ ان خاندانوں سے کم از کم ایک لاکھ جنگجو آدمی بہم پہنچ جائینگے۔ اس کے علاوہ اُن کو اُن تین پیشینگوئیوں پر بڑا اعتماد تھا، جو فرڈی نینڈ اور ازابیلا کی فتح کے وقت سے اُن میں متداول چلی آتی تھیں، ان کی بنا پر اُن کو کامیابی کا بہت یقین تھا٭۔ مولدین کو کم از کم یہ امید تھی کہ اگر وہ اپنی جمعیت کی طاقت دکھلائینگے تو فرمان کا منسوخ ہونا، یا مہلت کا ملنا یقینی ہے۔ مارمول کرواجل کہتا ہے کہ مولدین میں جو لوگ متمول تھے اُنہوں نے گو اپنے بھائیوں سے اتفاق کر لیا، مگر وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ عام بغاوت ہو جائے، وہ اس پر راضی تھے کہ چند ہی مقامات پر سر اُٹھایا جائے، تاکہ وہ اپنا مقصود اصلی گنوار اور جاہل کوہستانیوں کی مدد سے حاصل کر لیں۔ بہرحال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۸) کے قریب اُس نے ایس پی نوسا کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ روپیہ بہم پہنچایا جائیگا، کیونکہ روپیہ کی اشد ضرورت تھی۔ ۶ر جولائی کو وہ بادشاہ کے منظور نظر رائی گومیز کو لکھتا ہے کہ دو چیزیں ضروری ہیں، روپیہ اور فوج، دونوں کے بھیجنے کا انتظام کرو خواہ اس کے لئے بادشاہ کو [illegible] ہی کیوں نہ فروخت کرنا پڑے، چالیس ہزار ڈوکیٹ جو آئے تھے وہ خرچ ہو گئے۔" ۲۹ اگست کو وہ رائی گومیز سے شکایت کرتا ہے کہ شاید دربار شاہی یہ سمجھ رہا ہے کہ روپیہ چھاؤنی کے خرچ کے لئے درکار ہے، بلکہ صورت یہ ہے کہ بہت سے قرضوں کے ادا کرنے کا وقت آگیا ہے، فوج محافظ کی تنخواہیں نہیں دی گئی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ (مصنف)

٭ افسوس ہے کہ مصنف علام نے ان پیشینگوئیوں کو نہیں لکھا، مگر تعجب ہے کہ مولدین نے باوجود اپنی ہوشمندی کے ترکوں پر اعتماد کیا۔ (مترجم)

غرض کچھ ایسی صورت ہوئی، اضطراب اور بے چینی اور بھی بڑھی اور آخر یہ قرار پایا کہ ۱۵ اپریل ۱۵۶۸ء بروز پنجشنبہ (جو مبارک دن ہے) بغاوت شروع ہو۔ یہ قرارداد ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دی گئی؛ قزاقوں کی ہمت بڑھ گئی، وہ جھنڈے اُڑاتے ہوئے کھلے خزانے عیسائیوں کو قتل کرتے اور لوٹتے پھرنے لگے۔ اُن میں جو راہب وغیرہ رہتے تھے اُنھوں نے بادشاہ اور مونڈیجار کو (جو اُس وقت دربارِ شاہی میں تھے) صحیح خبریں بھیجیں، اور کہلا بھیجا کہ یہاں کی حالت مخدوش ہے، اُدھر ڈاری کل کے پادری، فرانسسکو ڈی ٹوری جوس، نے جو عربی خوب بولتے تھے، اور مولدین میں اکثر اُن کے دوست تھے، یہی پیغام بھیجا۔ مونڈیجار فوراً غرناطہ پہنچے، وہاں اُن کے بیٹے ٹنڈیلا، الحمرا کی مضبوطی کی فکر اور شہر والوں کو ہتھیار تقسیم کر رہے تھے۔ مونڈیجار کو دیکھ کر البیسن کے سرگروہوں نے کوہستانیوں کو کہلا بھیجا کہ سازش ظاہر ہو گئی، اس لئے مزید کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مولدین بہت ہی غصہ کا منہ بنائے ہوئے ڈیزا کے پاس پہنچے، اور اُس سے یہ شکایت کی کہ ہم پر شبہ کیا جاتا ہے، اور یہ کہا کہ ہم اپنے بڑے بڑے آدمیوں میں سے دو یا تین سو آدمیوں کو بطور یرغمال کے پیش کرنے کو تیار ہیں کہ اُن کو قید خانہ میں بھیج دیا جائے۔ ڈیزا نے بھی بہانہ کیا اور مولدین کو یقین دلایا کہ اُن کی نمک حلالی پر کسی طرح کا شبہ نہیں ہے، یرغمال کے متعلق اُس نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، اگر بادشاہ کی خدمت کے لئے اُن کی ضرورت ہوئی تو ان لوگوں کے لینے میں تامل نہ ہوگا؛ لیکن جیسے ہی ان مبعوثین نے پیٹھ موڑی ڈیزا نے حکام فوجداری کو بلا کر حکم دیا کہ مولدین پر مقدمات قائم کرنے کے لئے تیاریاں کر لیں، اصل مجرمین اور ضامنوں کے متعلق کارروائی شروع کر دیں، اور رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کر لیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں تمام مشتبہ لوگوں سے قید خانے بھر گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس کمانیں اور بندوقیں رکھنے کے لائسنس ہیں اُن سے بھی یہ ہتھیار چھین لئے جائیں۔ ایک خاص حادثہ کی وجہ سے ۱۶ اپریل کو یکایک یہ خبر اُڑ گئی کہ البیسن والوں نے بغاوت کر دی ہے، اور وہ ہتھیار لے کر نکل آئے ہیں۔ یہ افواہ اس کا شاہد ہے کہ لوگوں کے دلوں میں کتنی کشیدگی تھی۔ عیسائی عورتیں گرجاؤں اور الحمرا

Marfat.com

میں پہنچ گئیں، اور مرد ہتھیار لے کر تیار ہو گئے۔ حکام فوجداری نے اُن گلیوں میں پہرہ کھڑا کر دیا جو البیسن کو جاتی تھیں، مگر یہ پہرے ایسے تھے کہ عیسائیوں کے حملے اور لوٹ مار کو روک سکتے، کیونکہ یہ لوگ البیسن کو لوٹنا چاہتے تھے، لیکن اُس وقت بڑے زور سے بارش ہو رہی تھی اور گلیوں اور راستوں میں اتنا پانی بہ رہا تھا کہ چلنا پھرنا محال تھا۔ آخر یہ خبر غلط نکلی مگر احتیاطاً لوگوں کو ہتھیار تقسیم کر کے منظم کر لیا گیا۔ اسی موقعہ پر مولدین کا ایک خط بنام سلطان فیض پکڑا گیا، جس میں اُنہوں نے سلطان موصوف سے مدد مانگی تھی۔ مونڈیجار نے یہ خط بادشاہ کے پاس بھیج دیا، اور یہ درخواست کی کہ یا تو اُنہیں کچھ فوج دی جائے، یا فرمان کا نفاذ ملتوی کر دیا جائے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اُس کو کچھ نرم کر دیا جائے، لیکن فلپ کو توڈیزا کی رپورٹوں پر اعتماد تھا کہ مولدین بالکل مطیع و فرمان بردار ہیں، اور اُن کی طرف سے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے، اسی لئے بادشاہ نے فرمان کے نافذ کرنے کا حکم دیا اور فوج مہیا نہیں کی۔

مولدین اپنی اطاعت و انقیاد کے پردے میں سرگرمی کے ساتھ لڑائی کی تیاریاں کر رہے تھے آخر یہ قرار پایا کہ کرسمس کی رات کو ہتھیار اُٹھائے جائیں، اُس وقت لوگ گرجاؤں میں ہونگے، اور چونکہ رات اندھیری ہوگی اس لئے کوہستان کے لوگ آسانی کے ساتھ شہر میں پہنچ جائیںگے، اور کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔ صرف پچیس آدمی البیسن کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے، جو مونڈیجار سے جبراً لے لئے گئے تھے، اس لئے اس سخت مصیبت کو روکنے کے لئے کوئی بڑا سامان نہ تھا۔ ۲۳ دسمبر کو پہاڑوں میں بغاوت شروع ہوئی، اور تھوڑے ہی دنوں میں ایک سو بیاسی مقامات شمشیر بکف اُٹھ کھڑے ہوئے، گرجاؤں کی بے حرمتی کی گئی، جو پادری اور عیسائی باغیوں کے ہاتھ آسکے اُن کو عذاب کے ساتھ مار ڈالا گیا، عورتوں اور بچوں کو سامان حرب کے معاوضہ میں ملک بربر کو بھیجنے کے لئے رکھ لیا گیا۔ ویگا کے چھ ہزار آدمی ملازم رکھ لئے گئے، اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ وہ البیسن پہنچیں اور شہر کو آگ اور تلوار سے تباہ کر دیں۔ سازش تو بہت ہی سوچ سمجھ کر ہوئی تھی، مگر عین آخری وقت پر البیسن والوں کو خیال گذرا کہ سب کچھ ظاہر ہو گیا ہے اس لئے اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ سردست اس کو ملتوی رکھا جائے۔ باوجود

Marfat.com

اس کے اُن میں سے ایک شخص فرج ابن فرح نے جو بہت ہی من چلا آدمی تھا ڈیڑھ سو قزاقوں کو لے کر شہر کا دروازہ توڑ ڈالا' ایک دو چوکیداروں کو بھی مار ڈالا اور یہ کوشش کی کہ اُس کے ہموطن اُس کا ساتھ دیں' مگر کسی نے انگلی تک نہ ہلائی' حالانکہ وہ یہ مشہور کر چکا تھا کہ سلطان مراکش اور سلطان الجیریا اُن کی مدد کے لئے ساحل بحیرہ پر اُتر چکے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ رات بھر شہر میں رہا' کسی شخص کو اُس کے مقابلہ کی ہمت نہیں پڑی' آخر وہ صبح کو واپس چلا گیا۔ حاکم فوجداری صرف تیئیس آدمی جمع کر سکا' اور مونڈیجار کے پاس' جو اس وقت الحمرا میں تھے' صرف ایک سو چالیس پیدل اور پچاس سوار تھے۔ یہ جمعیت الحمرا ہی کی حفاظت کے لئے غیر مکتفی تھی' اور مونڈیجار اس مقام کو چھوڑ بھی نہ سکتا تھا ہر بات سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر مولدین خاموش نہ ہو جاتے تو وہ بہت آسانی کے ساتھ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاتے۔

بہرحال بغاوت شروع ہو چکی تھی اور باغیوں نے اپنا ایک بادشاہ بھی منتخب کر لیا تھا۔ یہ شخص ڈان ہرنینڈو ڈی کارڈووا اڈی ویلر تھا' جو خلیفہ عبدالرحمٰن کی اولاد میں سے تھا۔ یہ شخص غرناطہ کی شہری کونسل کا رکن تھا' اور ایک زمانہ میں اپنے ہی گھر میں اس لئے قید کر دیا گیا تھا کہ اُس نے کونسل کے جلسہ میں اپنے ایک ساتھی پر تلوار کھینچ لی تھی' وہ منچلا آدمی تھا' مگر فضول خرچ؛ اُس کے والد کو ایک جرم میں قید کر دیا گیا تھا' اور اس کے انتقام میں اُس نے مستغیث اور اُس کے چند گواہوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ بادشاہ بنائے جانے کے بعد وہ کوہستان میں بھاگ آیا' اور ۲۹ ستمبر کو اندراش میں بڑی دھوم سے اُس کی تاجپوشی ہوئی اور اُس کا نام ابن اُمیہ رکھا گیا۔ اُس نے یہ کوشش کی کہ عیسائیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ نو ہی مہینہ کے بعد لوگ اس سے ناراض ہو گئے' اُس کے ترکی اور الجیریا کے معاونوں نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا' اور اُس کی جگہ ایک شخص عبداللہ کو بادشاہ بنا لیا۔ جان توڑتے ہوئے ابن امیہ نے یہ ظاہر کیا کہ "میں عیسائی ہوں' میں نے صرف اس واسطے بغاوت کی تھی کہ ان لوگوں سے انتقام لے لوں جنہوں نے میرے والد کو ستایا تھا' میں نے ان لوگوں کو بہت کچھ تنگ کر لیا' اور اب مجھے مرنے کا کوئی رنج نہیں ہے"۔

Marfat.com

مونٹیجار کے جاسوس ہر طرف سے یہ خبریں لا رہے تھے کہ تمام ملک میں بغاوت کی آگ لگی ہوئی ہے۔ وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ اس ضرورت شدید کے موقعہ پر بھی اُس کے پاس کافی ذرایع نہیں ہیں، حالانکہ اُس کو پہلے معلوم تھا، اور اُس نے بادشاہ کو جتلا دیا تھا کہ ایسا سخت وقت آنے والا ہے۔ اُسے کسی طرح امید نہ تھی کہ ڈیزا، یا مقامی حکام اُس کو مدد دینگے، کیونکہ وہ پہلے ہی سے اُس کے مخالف ہو رہے تھے۔ چنانچہ ڈیزا نے اُن کے تنگ اور ذلیل کرنے کا ایک ذریعہ نکال لیا۔ اُس نے مارکوئیس آف لوس ویلیز، مونٹیجار کے قدیمی دشمن کو لکھا کہ وہ مرسیہ سے کچھ فوج لے کر مولدین پر حملہ کردے۔ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ مونٹیجار کے اختیارات میں دخل دیا گیا۔ اس ویلیز بہت ہی بلند نظر، مغرور اور خود رائے شخص تھا، اور مولدین کا جانی دشمن۔ اس شخص نے مونٹیجا کا نام لوہے کے سرالاشیطان" رکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈیزا کے حکم کو ہزار غنیمت سمجھا، اپنے ہی خرچ سے فوج تیار کی اور چڑھ دوڑا، مگر کوئی انتظام کسی طرح کا نہ کرسکا، قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں، لیکن آخر بادشاہ کا منظورِ نظر تھا، ہر جگہ اُس کی حمایت ہوتی رہی ؛

اسپین کا فوجی طور وطریق اُس زمانہ سے چلا آتا تھا کہ جب فتوحات کا فیصلہ خود فاتحین کرتے تھے، اور بوقت ضرورت ہر ایک گروہ اور ہر ایک گاؤں سپاہی مہیا کرتا تھا؛ بھرتی کرنے والے ہی سپاہیوں کی خورجیوں میں خورد نوش کا سامان بھر دیتے تھے، جو عموماً ایک ہفتہ کے لئے کفایت کرتا تھا؛ سپاہیوں کا فرض تھا کہ جب تک یہ رسد ختم نہ ہو وہ بلا معاوضہ اپنے ملک کی خدمت کریں اس کے بعد تین مہینہ اُن کو اور کام کرنا ہوتا تھا، اور اس زمانہ میں بھی وہی لوگ اُن کی خوراک مہیا کرتے تھے؛ پھر چھ مہینہ اور کام کرتے تھے، اور اس عرصہ میں نصف خوراک اُن ہی کے ذمہ ہوتی تھی اور باقی نصف خزانہ شاہی سے ملتی تھی۔ اس کے بعد یہ سپاہی واپس کر دیئے جاتے تھے اور دوسرے سپاہی اُن کی جگہ بلائے جاتے تھے۔ یہ لوگ لازمی طور پر بالکل ناتجربہ کار ہوتے تھے اور نظام فوجی کا نام بھی نہ جانتے تھے۔ چونکہ ایک مدت مدید سے ملک میں امن چلا آتا تھا، اس لئے وہ ہتھیار بھی پکڑنا بھول گئے تھے؛ لکھا ہے کہ وینس کے ایک سفیر نے ۱۵۵۷ء کی یہ حالت بیان کی ہے، کہ اُن میں

Marfat.com

سے اکثر بندوق چلاتے ڈرتے تھے۔ چونکہ تنخواہ کا ملنا غیر متیقن تھا، اس لئے ان کو قابو میں رکھنا یا صف جنگ میں قایم رکھنا مشکل تھا، ان کی غرض اصلی تو صرف یہ تھی کہ کسی طرح لوٹ کا مال لے کر گھر چل دیں۔ زمانۂ قدیم سے یہ رسم چلی آتی تھی کہ مال مغروتہ کو فروخت کر کے جو کچھ حاصل ہوتا تھا۔ اُس میں سے پانچواں حصہ بادشاہ کے لئے رکھ لیا جاتا تھا، باقی فوج میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، لیکن اُن کا لوٹا ہوا مال اُن ہی کو دے دینے اور پانچواں حصہ سب میں تقسیم کر دینے سے یہ لوگ بخوشی خاطر کام کرتے تھے۔ مینڈوزا سچ کہتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی طمع بڑھتی چلی جاتی ہے، جو کچھ جس کو ملتا ہے اُس پر قبضہ کر لیتا ہے، اور اُس کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے فرائض منصبی سے غفلت کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں، لوٹ کا مال اتنا لوگوں کے پاس ہوتا ہے کہ وہ بوجھ کے مارے ہل نہیں سکتے، اور کم زور ہو جاتے ہیں، بعض لوگ اُس کو لے کر گھر چل دیتے ہیں۔ تمام لڑائیوں میں یہی کیفیت رہی۔ کسی لڑائی میں فتح ہوئی تو سپاہی نوکدم اپنے گھر کا راستہ لیتے ہیں کہ شکست کے وقت بھی ایسی سُرعت کے ساتھ نہیں بھاگتے۔ سپین کی تاریخ میں ایسے بہت سے موقعہ نظر آتے ہیں کہ سپاہیوں کی جمعیت بھاگ گئی ہے، اور اُن کے روکنے کے لئے جو فوج بھیجی گئی ہے اُس کو بھی اُنہوں نے مار بھگایا ہے۔ لڑائی نہ ہوتی تھی بلکہ لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی، سپاہیوں کی دست درازی کو کوئی چیز روکنے والی نہ ہوتی تھی، فوج کے پیچھے پیچھے قسمت آزما سوداگروں کی ایک فوج ہوتی تھی، جو وہیں کے وہیں لوٹ کا مال خرید لیتے تھے، اب اس میں خواہ قیمتی اشیاء ہوں، غلام ہوں یا جانور۔ سچ تو یوں ہے کہ اکثر لڑائیاں گویا غلاموں کے پکڑنے کا کھیل ہوتی تھیں۔ ابتداء میں ایک یہ سوال پیدا ہوا کہ جو قیدی کم از کم برائے نام عیسائی ہیں وہ غلام بنائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ دار السلطنت میڈرڈ میں بہت سے قابل وکیل اور علماء دین ایسے تھے جن کی متفقہ رائے یہ تھی کہ یہ لوگ غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ بادشاہ نے یہ معاملہ ڈیزا کے سامنے پیش کیا، اُس نے اور اُس کے مشیروں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ غلام بنائے جا سکتے ہیں۔ بادشاہ نے اسی کے موافق فرمان جاری کر دیا، مگر اتنی انسانی ہمدردی کی کہ دس برس سے کم

Marfat.com

عمر کے لڑکوں اور گیارہ برس سے کم کی لڑکیوں کو مستثنےٰ کر دیا؛ مگر ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ ان کو عیسائیوں کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ اُن کی پرورش کریں اور تعلیم دیں لیکن ان مستثنیات کو کون سنتا تھا؛ اور کون اُن پر عمل کرتا تھا* وہاں تو گویا قاعدہ عام یہ ہو گیا تھا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کا گروہ (بعض وقت تو ان کی تعداد دو ہزار ہو جاتی تھی) نیلام گھر میں پہنچا دیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد کئی سال تک ملک محروسہ سپین کے محکمۂ احتساب محنہ کو سواء اس کے اور کوئی شغل ہی نہیں رہ گیا کہ وہ کوہستان کے غلاموں کے مقدمات فیصلہ کیا کرے ۔

غرض اُس وقت یہ مختصر حالات تھے کہ جب مونڈیجار کو اُس طوفان کا مقابلہ کرنا تھا کہ جو ۲۷ ر دسمبر ۱۵۶۸ء کو غرناطہ پر برس پڑا۔ اُس نے اپنی تمام قوت اور عزم و ثبات کو اُدھر لگا دیا۔ جو کام اُس کے ہاتھ میں تھا اُس کے لئے وہ نہایت موزوں تھا۔ وہ تیس برس تک سپہ سالار رہ چکا تھا اور ملک کے چپہ چپہ اور ایک ایک آدمی کو جانتا تھا؛ اُس کو شروع ہی سے نظام قائم رکھنے کی تعلیم ملی تھی؛ فوج پر حکومت کرنے کی عادت تھی؛ اور مزاحمت سے وہ برافروختہ ہو جاتا تھا؛ اُس کو اپنے اوپر پورا بھروسہ تھا؛ وہ اپنے ہی دل سے مشورہ کرتا تھا؛ اور کسی کو اپنے دل کی بات نہ بتلاتا تھا۔ جو صفات اُس میں تھیں اُن سب کی اُسے ضرورت تھی؛ کیونکہ اُسے بغیر آدمی؛ بغیر روپیہ؛ بغیر توپخانہ؛ بغیر سامان حرب اور بغیر سامان رسد کے لڑنا تھا؛ اُس نے فوراً اندلوشیہ کے علاقہ سے کہا کہ اپنے اپنے حصہ کا روپیہ اور آدمی دیں؛ مگر اُنہوں نے اس حکم کی تعمیل میں سستی کی؛ کیونکہ وہ کئی مرتبہ پہلے ہی بغاوت کی چھوٹی خبریں سن چکے تھے؛ ملاغہ کے تمام ٹھیکہ داروں کو حکم دیا کہ سامان خور و نوش جتنا بھی اُن کو ملے خرید لیں؛ بارود؛ سیسہ وغیرہ کا انتظام کریں؛ ساحل بحر کی حفاظت کی طرف اُس نے خاص توجہ کی؛ حکام شہر نے شہر والوں کو مسلح کر دیا؛ اور ۲ جنوری تک ایک چھوٹی سی فوج شہروں

---

* ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کی بیع و شرا بالکل بادشاہ کا حق سمجھا جاتا تھا؛ چنانچہ مونڈیجار ایک موقعہ پر یہ اشارہ کرتا ہے کہ قریب ایک ہزار عورتوں کے جو جوہلیس کے قتل عام میں گرفتار ہوئیں؛ وہ سب غرناطہ بھیج دی گئیں؛ یہاں سب کا نیلام ہوا اور اُن کی قیمت بادشاہی خزانہ میں داخل کر دی گئی ۔ (مصنف)

Marfat.com

مضافات شہر کے رہنے والوں کی کوچ کر گئی۔ مونٹ سیجار نے پہلی ہی نظر میں تاڑ لیا کہ جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ بہت ہی سخت ہے۔ ٹبلیٹ کا پُل کوہستان کی کنجی تھا' جس جگہ یہ پل بنا ہُوا تھا وہاں پانی بہت گہرا ہے اور پہاڑوں سے ٹکراتا ہُوا نکلتا ہے' اس اہم مقام کو لینے کے لئے اس نے ڈائیگوڈی کوئی ساڈا کو چند صد ناتجربہ کار' غیر قواعد دان آدمی دے کر بھیجا' یہ سب لوٹ پر پڑ گئے' اور مولدین ان سب پر آ پڑے' نتیجہ یہ ہُوا کہ کوی ساڈا بمشکل تمام اپنی اور اپنے بقیتہ السیف آدمیوں کی جان بچا کر بھاگا۔ پل پر مولدین نے قبضہ کر لیا۔ اُس کو اُن کے قبضہ سے چھڑانا نہایت ضروری تھا۔ ۳ جنوری کو مونٹ سیجار ڈھائی ہزار پیدل' اور ڈھائی سو سوار لے کر اپنی مہم پر بڑھا' دوسرے روز دو ہزار آدمیوں کی اسے' اور کمک پہنچ گئی۔ جب ٹبلیٹ پر پہنچے تو یہ معلوم ہُوا کہ مولدین نے پُل کو اس طرح منہدم کیا ہے کہ صرف ایک ہی آدمی ایک دفعہ میں اُس پر سے گزر سکتا ہے' اور وہ بھی سخت خطرہ کی حالت میں۔ دوسری طرف مولدین کا لشکر کھڑا تھا۔ مونٹ سیجار کی فوج تذبذب کی حالت میں وہاں ٹھہر گئی' آخر ایک راہب ایک ہاتھ میں صلیب دوسرے میں تلوار لئے ہوئے بڑھا اور پل پر سے گزرنے لگا' دو آدمی اُس کے پیچھے ہوئے' ایک تو پُل کی لکڑیوں پر سے گرا اور پہاڑ کے پتھروں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا' دوسرے نے ہمت کی' اس پر سامنے سے گولیاں پڑ رہی تھیں' مگر وہ پار اُتر ہی گیا اور دشمنوں میں تہلکہ ڈال دیا۔ غرض پل پر قبضہ ہو گیا اور اُس کی مایحتاج مرمت کر لی گئی۔

اس کی ضرورت نہیں ہے کہ مونٹ سیجار کی اس مختصر اور اُس کے درخشاں نتائج کا حال ہم تفصیلی لکھیں سخت سردی اور برفباری میں' دشوار گزار پہاڑوں میں وہ جان توڑ کر لڑے اور جنگ پر جنگ سر کی' دشمن کو کہیں چین نہیں لینے دی' اُن کا تعاقب کر کے اُن پر فتح حاصل کی۔ مولدین کے بہتیرے ہی جلد چھکے چھوٹ گئے' اور اُنھوں نے اپنے آپ کو سپرد کر دینے کے لئے شرائط طلب کیں ۱۸ جنوری ہی کو پادری ٹوری جوس نے جو بلیس کے مقام پر' کوہستان کے ستر ہ قصبہ ٹڈل کو لا کر مونٹ سیجار کے قدموں میں ڈال دیا' وہ اپنے آپ کو مونٹ سیجار کے حوالہ کرنے پر تیار تھے' اور سب نے

Marfat.com

یہ درخواست کی کہ وہ ہی اُن کے معاملہ میں پڑ کر صلح کرادیں۔ مونڈیجار اُن سے برنی وملاطفت پیش آیا اور اُن کی حفاظت کا وعدہ کرلیا، بلکہ یہ حکم دیدیا کہ اُن پر کوئی دست درازی نہ کی جائے؛ سپاہی تو ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ کہیں لوٹ حاصل ہوجائے، اسی غرض سے وہ یہ چاہتے تھے کہ لڑائی طول کھینچتی جائے۔ جب مونڈیجار نے ان مسوتین کو بحفاظت تمام واپس پہنچادینے کا اس خیال سے حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں سے جاکر کہہ دیں کہ سب لوگ اطمینان تمام اپنے اپنے گھروں میں آجائیں، تو سارے سپاہی چیخ اُٹھے۔ مونڈیجار کا مقصود یہ تھا کہ جہاں تک جلد ہوسکے ملک میں سکون پیدا ہوجائے لیکن ادھر تو اُس نے اُن مقامات کو سند معافی و امان دے دی جنہوں نے اطاعت قبول کرلی تھی، اُدھر اُس نے فوجی کارروائی برابر سختی کے ساتھ جاری رکھی؛ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ کوئی قیدی گرفتار نہ کیا جائے؛ واعراس میں جو عارضی طور پر اُسے پسپا ہونا پڑا تھا اُس کے انتقام میں یہ حکم تھا کہ وہاں قتل عام کردیا جائے؛ نہ عورت کو چھوڑا جائے نہ مرد کو نہ بچے کو نہ بوڑھے کو۔ اُن کی دلیل یہ تھی کہ اطاعت کے بدلے میں ملاطفت اور مقابلہ کے بدلے میں بے رحمی کرنا وہ باتیں ہیں کہ جن کا یقینی نتیجہ امن وامان ہے۔ وسط فروری تک بغاوت عملی طور پر فرو ہوگئی۔ ابن اُمیہ* کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پریشان مارا مارا پھرتا تھا۔ دن کو کسی کھوہ میں چھپ بیٹھتا تھا، اور رات کو اُن لوگوں کے گھروں جا پڑتا تھا کہ جن کو مونڈیجار امان دے چکے تھے۔ اُن ایک سو بیاسی مقامات میں جنہوں نے بغاوت کی تھی، سب نے اطاعت قبول کرلی سوا ایک ویلرال الٹو کے، جو بے چراغ ہوگیا۔ اطاعت کی ایک شرط یہ تھی کہ موریسکو اپنے سارے ہتھیار گرجاؤں میں جمع کردیں۔ اس غرض کے لئے مونڈیجار نے پادری [illegible] جوس کو بیس آدمی دے کر اُن کے یہاں بھیج دیا۔ یہ کام نہایت آسانی کے ساتھ ہوگیا، اور

* یقیناً یہاں مصنف علام کو سہو ہوا ہے۔ ابن امیہ کو تو ترکوں اور البجیریوں نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا تھا۔ یہ دوسرا ابن آمیہ کہاں سے پیدا ہوگیا۔ غالباً بجائے عبداللہ کے وہ ابن امیہ لکھ گئے ہیں۔ آئندہ جہاں ابن امیہ کا نام آئے اُسے عبداللہ سمجھنا چاہئے۔ (مترجم)

Marfat.com

سترگاڑیاں ہتھیاروں کی الحمرا میں پہنچ گئیں۔ احکام کی تعمیل اس قدر جلد کی گئی کہ بغاوت سے پہلے بھی نہیں کی گئی تھی، جب انہوں نے اُن لوگوں کے گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے جنہوں نے ابھی تک اطاعت قبول نہیں کی تھی، اور وہ واقعی مجرم تھے، تو بیسیوں کی تعداد میں کوہستان سے گرفتار ہو کر آ گئے۔ اُن سب کو سزاء قتل دی گئی، مگر کسی نے اُنگلی تک نہیں اُٹھائی۔ ملک میں سکون کامل ہو گیا؛ البتہ عیسائی قزاق کہیں پہنچ جاتے تھے تو وہ لوٹ مار کر ہی آتے تھے۔

مولدین کی اطاعت پذیری کا ایک واقعہ ایسا ہے کہ شاید اس کا ذکر نہ کرنا غیر موزوں ہو گا۔ ۱۸ جنوری کو جب جوبلیس پر قبضہ ہوا ہے تو اُن غیر مصافی لوگوں نے، جنہوں نے وہاں پناہ لی تھی، تین سو مرد اور دو ہزار ایک سو عورتیں لا کر مونڈیجار کے آدمیوں کو حوالہ کر دیں۔ وہ سب شہر میں پہنچا دیئے گئے، اور عورتوں کو حفاظت کے لئے گرجا میں ٹھہرا دیا گیا۔ مگر چونکہ گرجا اتنا تنگ تھا کہ اُس میں ساری عورتیں نہ آ سکتی تھیں اس لئے باقیوں کو باغ میں رکھ کر اُن پر حفاظت کے لئے پہرہ لگا دیئے گئے۔ رات کے وقت ایک عیسائی سپاہی نے ایک مولدہ نوخیز لڑکی کو اُٹھا کر لے بھاگنا چاہا۔ ان ہی قیدی عورتوں میں ایک نوجوان مولد عورتوں کے بھیس میں تھا۔ اُس نے اس مولدہ لڑکی کی حمایت کی، اور عیسائی سپاہی کو زخمی کر دیا۔ اس شور و شغب میں بہت سے سپاہی جمع ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے قیدی تھے سب کو ذبح کر ڈالا گیا؛ صرف وہی عورتیں بچیں جو گرجا کے اندر تھیں، اور وہ بھی اس طرح کہ اندر سے زنجیریں بند کر لی گئیں۔ دوسرے روز اس قتل عام کے تین بانیوں کو پھانسی چڑھا دیا گیا، اور مونڈیجار نے بقیۃ السیف قیدیوں کو اُن کے رشتہ داروں کی سپردگی میں دے کر کہہ دیا کہ اُن کی خبر گیری کریں، اُن کے خورد نوش کا انتظام کریں، اور جب اُن سے پھر طلب کئے جائیں تو سب کو حاضر کر دیں۔ جب اُس علاقہ میں سکون ہو گیا تو اُن عورتوں کی طلبی ہوئی۔ اُن عورتوں کے شوہروں اور والدین نے بلا چون و چرا اُن کو لا کر مونڈیجار کے حوالہ کر دیا، اور وہ سب بازاروں میں بطور کنیزکوں کے فروخت

کردی گئیں۔ مونڈیجار نے بہت صحیح کہا کہ فرماں برداری کا اس سے بڑھ کر اور کوئی بھی ثبوت نہیں ہو سکتا، کہ لوگ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو الفجارہ کے انتہائی مقامات سے لا کر اس کے حوالہ کر دیں کہ وہ بطور کنیزکوں کے فروخت کر ڈالی جائیں۔ مونڈیجار نے یہ شیخی ماری اور [illegible] میں وہ قابل معافی ہے، کہ اس نے اتنا اہم کام ایک ناکافی فوج کے ساتھ دو برس سے کچھ زیادہ عرصہ میں کُل پندرہ ہزار ڈوکیٹ خرچ کر کے کر دکھایا۔ اس رقم میں زیادہ حصہ مال مغروتہ کے خمس اور جوبلیس کے غلاموں کے زرِ مبیعہ کا ہے۔

لیکن مونڈیجار نے جو امن و امان کا خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر معکوس اس نے [illegible] اپنی آنکھ سے دیکھ لی۔ فلپ کے طرز حکومت کے موافق تمام اختیارات خود بادشاہ کے ہاتھ میں تھے [illegible] کچھ اختیارات انہوں نے دوسروں کے تفویض کر رکھے تھے، جن کے استعمال میں ہر شخص خود مختار و آزاد تھا۔ ان سب کے آپس میں رقابت و معاندت رہتی تھی اور اس نے باہمی مشورہ اور اس کا [illegible] ہونا ناممکن بنا رکھا تھا۔ فریقین کی پالیسیوں میں ہمیشہ تصادم رہتا تھا جس سے کچھ بھی نہ ہو سکتا تھا، اور آخر ان کے لڑائی جھگڑے بادشاہ کے سامنے پیش ہوتے تھے اور یہاں فیصلہ آخر میں اکثر لگتی تھی۔ شہر غرناطہ کے گرد بہت سے پردے پڑے ہوئے تھے، کوئی کسی کی [illegible] کا تھا، کوئی آپس کی عداوت کا، کوئی ایک شخص واحد کی تنگ نظری کا۔ یہ سب پردے ایسے [illegible] تھے کہ کسی بالغ نظر کی نگاہ صحیح چیز کو نہیں دیکھ سکتی تھی، نہ وہ صحیح طور پر یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ جب مونڈیجار نے لوس ویلیز سے یہ کہا کہ میں امن و سکون کے لئے فلاں فلاں تدبیر کرنا چاہتا ہوں، تو اس نے مغرورانہ لہجہ میں جواب دیا [illegible] انتہا پر پہنچانا چاہتا ہوں۔" حقیقتہً لوس ویلیز کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ [illegible] کے معاملات میں [illegible] دیتا، لیکن اس کو ڈیزا نے بلایا تھا۔ گو اس کو اس (ویلیز) کے بلا لینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اُدھر ویلیز کی شیخی یوں اور بھی بڑھ گئی کہ فیلکس میں اس کو فتح حاصل ہو گئی تھی۔ اس لڑائی میں اس نے سات سو مولدین کو مار ڈالا تھا، اور اس کے آدمیوں کا بہت کم نقصان ہوا تھا۔

Marfat.com

یہ فتح بھی بالخصوص اس لئے قابل ذکر ہے کہ ایک طرف تو ویلیز کے قواعددان اور مسلح آدمی تھے، اور دوسری طرف آفت کے مارے، قریباً نہتے مولدین کہ اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے تھے۔ سنا گیا ہے کہ اس جنگ میں مولدین کی عورتوں تک نے کام کیا، اور انہوں نے اپنی جان تک کی پروا نہیں کی؛ اور کچھ نہ ہو سکا تو سواروں کے گھوڑوں کو ہی چھروں سے زخمی کر کے بیکار کر دیا؛ جو یہ بھی نہ کر سکیں انہوں نے عیسائیوں کی آنکھوں میں مٹی ہی جھونک جھونک کر اندھا کر دیا٭۔

نظام فوجی کی پروا نہ کرنے والے، قانون کو بالائے طاق رکھنے والے سپاہی جن کا کاسۂ طمع و آز کبھی بھر ہی نہ سکتا تھا، صلح کے سخت مخالف تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ جن لوگوں کو مونڈیجار نے تحریراً امان دی تھی وہ اُن کو چھوڑ دیتے۔ یوں ابن امیہ کی تلاش کے بہانہ سے برنارڈ ڈی دلالٹا نے تین سو آدمی منٹریلا سے لے کر لیروس پر حملہ کر دیا۔ یہ وہ مقام تھا کہ جس کو امن کی جگہ سمجھ کر اُن مولدین نے پناہ لی تھی، جن کو مونڈیجار نے امان دیدی تھی۔ ولالٹا نے عورتوں کا ایک جم غفیر پکڑ لیا، اور بہت سا مال لوٹ لیا۔ جب مونڈیجار نے یہ تجویز کی کہ اس شخص کو سزا دی جائے، تو اُس نے یہ عذر کیا کہ وہاں بہت سے آدمی ایسے جمع تھے جو لڑنے کے لئے تیار تھے؛ نیز یہ کہ اُس کو اجازت تھی کہ عورتوں کو بطور کنیزکوں کے فروخت کر ڈالے۔ اس سے بھی بدتر حالت ویلیرال باجو کی ہوئی کیونکہ یہ اطلاع ملی تھی کہ وہاں ابن امیہ چھپا ہوا ہے۔ مونڈیجار نے الوارو فلورس اور انٹونو ڈی اویلا کو ایک لشکر دے کر بھیجا، اور یہ حکم دیا کہ ابن امیہ سے کہہ دیں کہ وہ اپنے آپ کو تفویض کر دے، اور جن لوگوں نے اُس کو پناہ دی ہے اُن سے کہہ دیں کہ وہ جوابدہی کے لئے حاضر ہو جائیں۔ جب اُس مقام کے قریب فوج پہنچی تو مولدین کے

٭یہی کیفیت مونڈیجار کی اُس لڑائی میں ہوئی جو اُس نے پٹرلس کے مقام پر ۱۷ جنوری کو لڑی تھی۔ جس وقت یہ لڑائی ہو رہی تھی اُس وقت سخت کہر ہو رہا تھا۔ مولدین مونڈیجار کی فوج کے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ انہوں نے پتھر مار مار کر بہت سے سپاہیوں کو زخمی کیا؛ لیکن جب کہر جاتا رہا تو بندوقچیوں نے مار مار کر اُنہیں ہٹا دیا۔ (مصنف)

Marfat.com

بڑے بڑے آدمی نکل آئے اور اُنھوں نے پروانۂ امان دکھلا کر دریافت کیا کہ جو کچھ حکم ہو ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔ اس کے جواب میں سپین کی سپاہی اُن پر ٹوٹ پڑے اور دو سو کے قریب آدمیوں کا قتل عام کر دیا؛ صرف وہی بچے جو کوہستان کی طرف نہیں بھاگ سکے؛ کیونکہ عیسائیوں کے سپاہی لوٹ مار کرتے اور مولدین کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرتے پھر رہے تھے۔ بقیتہ السیف آدمی تیار ہو کر آئے اور اُنھوں نے دریافت کیا کہ کیا مونڈیجار نے یہی حکم دیا ہے کہ اُس مقام کو بالکل لوٹ لیا جائے؛ اگر یہی حکم ہے تو ہمیں یہ بھی منظور ہے؛ لیکن چونکہ ایسا کوئی حکم اُنہیں نہیں دکھلایا گیا، اس لئے مولدین نے سپاہیوں پر حملہ کر دیا جو لوٹ کے مال سے پہلے ہی بوجھل ہو رہے تھے۔ عیسائی سپاہیوں نے بے طرح مار کھائی، اور آخر اُن کے پیر اُکھڑ گئے؛ انٹونیو ڈی اویلا قتل ہو گیا، مولدین نے اپنی عورتوں بچوں کو چھڑا لیا، اور ساتھ ہی بہت سا سامان حرب بھی لے لیا۔ اس کے بعد اُنھوں نے مونڈیجار کے پاس اپنے کچھ آدمی بھیج کر اپنی بے گناہی ظاہر کی اور کہلا بھیجا کہ ہم تمام ہتھیار اور سامان حرب دینے پر تیار ہیں؛ مونڈیجار بھی اُن کے عذرات سننا چاہتا تھا، مگر اس سے عیسائیوں کو بہت ہی غصہ آیا اور اُنھوں نے مونڈیجار کی بادشاہ سے سخت شکایت کر دی۔

جو شدائد کہ ان خونخوار اور فحاش سپاہیوں نے کئے اُن کا دوہرا اثر ہوا کئی بار مولدین نے ان قزاقوں کو زیر کر لیا، جس سے اُن کا دل بڑھ گیا اور اُن کو ہتھیار مفت ہاتھ آ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کو یہ معلوم ہو گیا کہ مونڈیجار کی امان دی ہوئی کوئی وقعت نہیں رکھتی؛ عیسائیوں کی اطاعت اختیار کر لینے سے بھی اُنہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا؛ نیز یہ کہ اگر اُن کے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے تو صرف یہ کہ پہاڑوں میں جا گھسیں اور اپنی حفاظت خود کریں۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو ابن امیہ چھپا چھپا پھرتا تھا، یا اُس نے بہت جلد چار ہزار آدمیوں کی ایک فوج جمع کر لی۔ دربار شاہی کی پالیسی پر اس کا اثر بہت ہی خوفناک پڑا۔ مونڈیجار کے دشمن (یعنی ڈیزا، محتسبین، حکام شہر غرناطہ، وہ لوگ جن کا فایدہ لڑائی کو طول دینے میں تھا، اور جو لوگ مولدین کو صفحہ ہستی سے بالکل

Marfat.com

مٹا دینا چاہتے تھے) ایس پی نوسا اور فلپ کے کان بھرتے، اور مونڈیجار پر بہتان لگاتے رہے
مثلاً یہ کہا گیا کہ غرناطہ میں اُس کی بہت سی جایداد ہے، اُس کی قدر و قیمت قایم رکھنے کے لئے
وہ مولدین کی رعایتیں کرتا ہے۔ اُس کی خدمات اور کامیابیوں کی تحقیر کی گئی، اور لوس ویلیز کو آسمان
پر چڑھایا گیا۔ جب مونڈیجار نے بادشاہ کو لکھا کہ ملک میں امن ہو گیا ہے، اور آیندہ کے لئے ہدایات
طلب کیں کہ آیا مولدین پر رحم کیا جائے، یا اُن کو سختی سے سزائیں دی جائیں، تو، ارباچ کو یہ حکم پہنچا
کہ یہ قرار پا چکا ہے کہ ڈان جان آف آسٹریا (بادشاہ کا سوتیلا بھائی) غرناطہ کا سپہ سالار بنایا جائے
اور مونڈیجار الفجارہ میں کافی جمعیت چھوڑ کر شہر میں واپس آجائے، اور ملک کا سارا مشرقی حصہ
لوس ویلیز کی ماتحتی میں دے دے۔ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ مونڈیجار کو بے عزت کر کے
موقوف کر دیا گیا۔ بہرحال اُس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اُس کے وہاں سے ہٹتے ہی وہی افواہ
پھر شروع ہو گئے۔ سپاہیوں کی شرارت کی کوئی روک تھام نہیں رہی بلکہ اُن لوگوں نے جو
یہ چاہتے تھے کہ مولدین تنگ آ کر پھر باغی ہو جائیں، جن کے ذاتی اغراض ملک کی بدامنی سے وابستہ
تھے اور حکام عدالت، جو مولدین کو سزائیں دینے کے لئے بے قرار ہو رہے تھے، ان سپاہیوں کو
برابر شہ دیتے رہے۔ ویگا اور قرب نواح کے قصبے جب ڈاکوؤں، قتل و غارت اور عورتوں کی
بے حرمتی سے تنگ آ گئے تو وہ سب شمشیر بکف ہو گئے۔

ڈان جان کو ایسی فوج دینے کے لئے، جو اُن کی حیثیت کے موافق اور فریق ثانی کے کچل
ڈالنے کے واسطے کافی ہو بڑی زور کی تیاریاں کی گئیں۔ قصبوں اور شہروں کو حکم بھیجا گیا کہ وہ اپنے
اپنے حصہ کی فوج اور رسد بہم پہنچائیں۔ روم میں جو سپین کا سفیر (ڈان لیوس ڈی ریکے سینز)
رہتا تھا اُس کو حکم دیا گیا کہ وہ اٹلی کے جہاز دل کے لے کر سپین پہنچے اور ساحل بحر کی آ کر حفاظت کرے
تاکہ افریقیہ سے کوئی کمک مولدین کو نہ مل سکے، نیپلس میں جو قریب تین ہزار کے فوج تھی وہ
بھی بلا لی گئی۔ مگر یہ اتنے بڑے پیمانہ کی تیاریاں ارکین دربار شاہی کے باہمی حسد و بغض سے
بیکار ہی سی رہیں۔ ڈان جان ایک ناتجربہ کار، چوبیس برس کا نوجوان تھا، شہرت پانے کا اسے

Marfat.com

شوق تھا، مگر اُس کی آنکھوں میں لحاظ تھا، طبیعت میں مروت تھی، اپنی قابلیت پر اُس کو اعتماد تھا، اُس کو ہر وقت یہ معلوم ہوتا رہتا تھا کہ میرے چاروں طرف گڑھے کھدے ہوئے ہیں، اور اس کو یہ شکایت تھی کہ اُس کو بذات خود چڑھائی کرنے سے کیوں روکا گیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ اور اپنے مشیر کے، اپنے اُستاد لیوس کیوجاڈا کو لے کر آیا تھا، جو فوجی قابلیت میں بہت مشہور تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد گونزالو ہرنینڈیز ڈی کارڈووا، ڈیوک آف سیسا، مشہور سپہ سالار کا پوتا بھی آکر شامل ہوگیا۔ یہ شخص میلان کا وائسرائے رہ چکا تھا، اور جنگ لومبارڈ میں اس نے خاصی شہرت حاصل کر لی تھی۔ یہ دونوں، اور اُن کے ساتھ مونڈیجار، ڈیزا اور اسقف اعظم گیریرو ڈان جان کے مشیر کار مقرر ہوئے، ان کے مشوروں کے بغیر وہ قدم نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ کیوجاڈا کھرا اور ضدی آدمی تھا اور شاہ چارلس کی روایات کا دلدادہ تھا۔ سیسا کو اگر کچھ تجربہ تھا تو صرف اس فوج کا جو اٹلی اور فلینڈرس میں تھی اور اچھی تنخواہ پاتی تھی۔ مونڈیجار کو صرف مقامی فوج کا حال معلوم تھا، جو بہت تھوڑی تنخواہ پر کام کرتی تھی، لیکن لڑائی پر جانے سے جان چراتی تھی۔ گیوریرو اور ڈیزا کو ذرا سا بھی فوجی تجربہ نہ تھا۔ لوس ویلیز اور سیسا گو چچا بھتیجے تھے، مگر اُن کے درمیان میں ایک مدت سے مناقشہ چلا آتا تھا، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک کو دوسرے پر رشک تھا، یوں یہ دونوں مل کر کام نہیں کر سکتے تھے۔ اس سب پر طرہ یہ حکم تھا کہ تاوقتیکہ دارالسلطنت سے اجازت نہ آجائے قدم نہ اُٹھاؤ۔ اس ناقابل عمل طریق جنگ کے نتائج بہت ہی جلد ظاہر ہوگئے۔

۱۲ اپریل کو ڈان جان غرناطہ میں پہنچا، اُس کا استقبال بڑی دھوم دھام سے ہوا اور دس ہزار فوج کی قواعد اُسے دکھلائی گئی۔ اس استقبال میں سب سے زیادہ نمایاں اور قابل ذکر بات یہ تھی کہ اُن چار سو عیسائی عورتوں کا گروہ دکھلایا گیا، جن کو مونڈیجار نے مولدین سے چھینا تھا، اور جن کی اُس (مونڈیجار) کے دشمنوں نے اس وقت اس غرض سے نمایش کی تھی کہ ڈان جان کو اُن کے مقتول شوہروں اور باپوں کے انتقام لینے کا خیال پیدا ہو۔ ساتھ ہی ڈان جان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اُن خواتین کو جو کچھ صدمات اور نقصان پہنچے اُن کا چنداں خیال نہیں ہے، بلکہ افسوس

Marfat.com

یہ ہے کہ قاتلوں کو معاف کر دیا گیا ہے سیسا کے آنے کا انتظار کر کے ڈان جان نے ۲۲ اپریل کو اپنا پہلا دربار شوریٰ منعقد کیا۔ مونڈیجار نے تین تدابیر بتلائیں کہ اُن میں سے ایک پر عمل کیا جائے۔ ڈیزا نے کہا کہ سب سے پہلے البیسن ویگا اور کوہستان کے مولدین کو وسط ملک میں لے آنا چاہئیے، اس کے بعد اُن کو سخت ترین سزائیں دی جائیں۔ سب سے پہلے البیونیلا کے مولدین سے شروع کرنا چاہئیے جو اطاعت کے بہانہ سے عیسائیوں کو لوٹ رہے ہیں۔ چونکہ راؤں میں اختلاف تھا اس لئے بڑی طول طویل بحث ہوئی اور کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ یہ مہم گویا پاش پاش ہو گئی جو مولدین کہ امن سے بیٹھ گئے تھے وہ مونڈیجار کے الگ ہو جانے کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ اُن کو جو سندات امان مونڈیجار نے دی تھیں اُنہوں نے واپس کر دیں اور اطاعت کا جو حلف اُٹھایا تھا اُس سے بریت کر لی۔ جو مقامات کہ اب تک نمک حلال رہے تھے اُنہوں نے بھی ان ہی مولدین کی تقلید کی۔ باقاعدہ فوجی لڑائی ایسے حملے بن گئے جو قزاق لوٹ مار کے لئے کیا کرتے ہیں عیسائیوں کی جمعتیں کی جمعتیں ماری گئیں مولدین کے دل بھی بڑھ گئے اور ہتھیار بھی اُن کے ہاتھ لگ گئے غرناطہ گویا محاصرہ میں آ گیا کیونکہ مولدین ویگا کو لوٹتے کھسوٹتے غرناطہ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ لوس ویلیز کو شاہ فلپ نے بارہ ہزار آدمیوں کی فوج الگ دے دی تھی جس کو دوسرے سے کوئی علاقہ نہیں تھا۔ ویلیز اور اُس کی فوج بیکار ہی پڑی رہی آخر سپاہیوں نے بھاگنا شروع کیا یہاں تک کہ صرف ایک ہزار پیدل اور دو سو سوار رہ گئے۔ سپاہیوں کے بھاگ جانے کی وجہ اُس نے یہ بیان کی کہ ضروری سامان رسد نہیں دیا گیا۔ دوسری طرف ڈان جان نے بڑے تیقن کے ساتھ یہ جواب دیا کہ جو کچھ اُس نے مانگا وہ اُس کو پہنچا دیا گیا۔ جو بغاوت کہ اب تک البخارہ اور کوہستان لونیڈا تک محدود تھی وہ ایک طرف تو المیریا کے پہاڑوں تک پہنچ گئی اور دوسری طرف ملاغہ تک۔ تمام ملک میں آگ لگی ہوئی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سلطنت سپین میں اس کے بجھانے کی طاقت ہی نہیں ہے۔

اس ساری مصیبت میں ڈیزا کو اتنی طمانیت تھی کہ اس کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے یکم جون

Marfat.com

کو ایک مہم البنیویلا بھیجی گئی۔ اس قصبہ میں بالکل سکون تھا، مگر ڈیزا چاہتا تھا کہ اس کو تباہ کر دیا جائے۔ فوج نے تمام مردوں کو جو وہاں سے نہ بھاگ سکے قتل کر دیا، اور عورتوں اور بچوں کو جن کی تعداد پندرہ سو تھی، گرفتار کر کے لے آئی۔ ڈان جان نے ان سب قیدیوں کو سپاہیوں کو بطور کنیزکوں اور غلاموں کے دے دیا۔ اُن کی دوسری دلی خواہش یہ تھی کہ البیسن کو بے چراغ کر دیا جائے۔ جنگی کونسل کو اس کے لئے جنگی تدابیر سوچنے کے لئے کئی دن لگ گئے۔ چونکہ بیرونجات کی بغاوت کا اندیشہ بڑھتا جاتا تھا، اس لئے اندرون شہر میں جو دشمن موجود تھے اُن کا انتظام کرنا اشد ضروری تھا۔ آخر کار فلپ کو یہ حکم جاری کرنے پر رضامند کر لیا گیا کہ غرناطہ اور البیسن کے تمام مولدین کو، جن کی عمریں دس سے ساٹھ برس تک تھیں، اندلسیہ کے مختلف مقامات میں بھیج دیا جائے۔ تجویز یہ ہؤا کہ اُن کو معہ اُن کی فہرست کے ایک مقام پر حکام فوجداری کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ حکام اُنہیں یہ ترغیب دیں کہ وہ بامن و امان وہاں سے نکل جائیں، اور اُن سے کہہ دیں کہ اُن کو یہاں سے محض اس لئے علیحدہ کیا جاتا ہے کہ وہ کسی محفوظ مقام میں پہنچ جائیں، جب امن ہو جائیگا تو وہ سب واپس بلا لئے جائینگے، اُس وقت جو لوگ نمک حلال ثابت ہونگے اُن کو بادشاہ کی طرف سے انعام دیا جائیگا۔ یہ ہوتے ہوتے غرناطہ میں محافظت شہر کے لئے فوج جمع کر لی گئی، جس کو خزانۂ شاہی سے تنخواہ ملنے والی تھی؛ اس فوج کو پوری طرح مسلح کر دیا گیا، اور ۲۳ رجون کو ڈان جان نے ایک اعلان جاری کر دیا کہ البیسن کے تمام آدمی اپنے اپنے علاقہ کے گرجاؤں میں جمع ہو جائیں۔ اس اعلان کے جواب میں مولدین نے صاف کہہ دیا کہ ہم جب تک زندہ ہیں اپنے گھر نہیں چھوڑینگے۔ یہ جو کچھ بھی ہؤا مونڈیجار کے بغیر اطلاع کے ہؤا، کیونکہ وہ ان تجاویز کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہتے تھے۔ لیکن ڈان جان نے اُنہیں بلا کر اپنا یہ عندیہ ظاہر کیا کہ اُن سب کو قتل کر ڈالا جائے۔ مگر البیسن کی تنگ پتھریلی گلیوں میں یہ کرنا اپنی جان پر کھیلنا تھا اس لئے مونڈیجار نے بمشکل تمام ڈان جان کو اس سے باز رکھا۔ کونسل کا اجلاس پھر منعقد کیا گیا، لیکن وہ کوئی ایسی تدبیر نہیں بتلا سکی کہ ڈان جان کو اس دلدل سے نکال سکیں، آخر مونڈیجار نے

Marfat.com

کہا کہ میں مولدین کو رضامند کرلونگا کہ وہ ڈان جان کا کہا مان لیں۔ چنانچہ وہ اپنے خاص نیزہ برداں جو تعداد میں تیس تھے' اور اپنے بیٹے فرانسسکو کو لے کرباب النبوت کے میدان میں گئے' اور مولدین کے سرگروہوں کو بلاکر اُن کو تعمیل حکم کرنے پر تیار کر دیا۔ جب تک سارے مولدین گرجاؤں میں نہیں پہنچ گئے' وہ وہیں کھڑا رہا اور گرجاؤں کو بند کر کے اپنے آدمیوں کا وہاں پہرہ لگادیا۔ یہاں سے واپس آکر اُس نے ڈان جان کو اطلاع دیدی اور کہہ دیا کہ اب کچھ فوج وہاں بھیج دی جائے' اور اُس کو سامان خورد نوش دے کر تاکید کر دی جائے کہ کوئی سپاہی کسی مولد سے بدسلوکی نہ کرے' نہ اُن کے گھروں میں قدم رکھے۔ دوسرے روز وہ شفاخانہ ریال بھیج دیا گیا' جو شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس کے بعد فہرستیں بنائی گئیں' اُن کو کئی گروہوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کی اُسی طرح مشکیں کس دی گئیں' جیسی اُن غلاموں کی کسی جاتی ہیں جو جہازوں پر مشقت کرتے تھے' اور جہاں کہیں اُن کو بھیجنا تھا فوج کے پہرہ میں بھیج دیا گیا۔ چند روز تک تو عورتوں اُن کے گھروں ہی میں رہنے دیا گیا' تاکہ وہ اپنا اثاث البیت فروخت کرسکیں' اُس کے بعد اُن کو اُن کے شوہروں کی خدمت کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ جو مرد اس طرح بھیجے گئے' اُن کی تعداد تین ہزار پانچ سو تھی' عورتوں کی تعداد اُن سے بہت زیادہ تھی۔ ان بدنصیبوں کی مصیبت اور مایوسی کا حال بیان کرتے ہوئے مورخوں کو بھی رحم آگیا ہے' اور کیوں نہ آتا' وہ بیچارے یکایک اپنے گھروں سے نکالے گئے' ہر چیز کو ویسے ہی چھوڑ دینا پڑا' اور ایسی جگہ بھیجے گئے کہ جس کا حال انہیں خود معلوم نہ تھا۔ بہت سے آدمی راستہ ہی میں رنج' صدمہ' تکان اور بھوک سے مر گئے؛ بہت سوں کو اُن لوگوں نے مار ڈالا جو اُن کی محافظت کے لئے مقرر ہوئے تھے؛ بہت سوں کو لوٹ کر انہیں بطور غلام کے فروخت کر ڈالا۔ اس کارروائی سے خطرہ جاتا رہا؛ لیکن یہ دیکھ کر بڑ افسوس ہوتا ہے کہ جہاں چہل پہل اور صنعت و حرفت تھی وہ جگہ خالی رہ گئی' اور فارغ البالی کا خاتمہ ہو گیا۔

یوں ۱۵۶۹ء کی موسم گرما و خزاں میں معاملہ چلتا رہا۔ ۳۰ ستمبر کو مونڈیجا ر دربار شاہی میں طلب کیا جاتا ہے' اور اس کے بعد اُس کا کہیں نام نہیں آتا؛ کیونکہ پھر اُس کو کسی جنگ

ہیں بھیجا گیا۔* اُس کی غیر حاضری سے باقی ارکین کونسل کو اطمینان ہو گیا؛ لیکن چونکہ اُس کے مشوروں پر کبھی عمل ہوا ہی نہیں تھا، اس لئے اُس کا عدم وجود برابر ہی رہا۔ سپین کی یہ انتہاء درجہ کی خوش قسمتی تھی کہ کسی اسلامی سلطنت نے اس مصیبت کش مکش میں اپنے ہم مذہبوں سے کوئی ہمدردی نہیں کی؛ اُنہوں نے صرف اتنا ہی کیا کہ باغیوں سے اظہار خوشنودی کیا اور اپنی رعایا میں سے اُن لوگوں کو سپین جانے کی اجازت دیدی جنہوں نے اپنے ہم مذہبوں کی مدد کرنی چاہی۔× ان میں سے چھ یا آٹھ سو آدمی گئے، اور مولدین کی فوج کے نہایت قیمتی راس الرؤس ہو گئے۔ کچھ اسلحہ و سامان حرب افریقیہ سے بطور مال تجارت کے گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپین کی بحری طاقت اتنی نہ تھی کہ وہ سواحل بحر کی آمد و رفت کو روک دیتی۔

آخر کار ۱۹ اکتوبر کو فلپ نے دو فرامین جاری کئے۔ پہلے میں اپنے خصوصی انداز سے حکم تھا کہ البیسن سے جو ما بقے باقیات الصالحات ہیں وہ بھی نکال باہر کئے جائیں۔ ان میں بوڑھے مرد اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے، بہت سے کاریگر تھے اور مزدور جن کی خدمات ملک بھر کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ ان ہی میں مدجلین تھے، جنہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں شروع میں چھوڑ دیا گیا تھا تو اب کیوں پکڑا جاتا ہے، مگر شنوائی نہیں ہوئی۔⊗ دوسرا فرمان امن سے

---

* مونڈیجار کو واپس بلا لینا اُس کی بے عزتی تھی گو اُس پر یہ کہہ کر پردہ ڈالا گیا کہ اُس کو اس لئے واپس بلایا گیا ہے کہ اُس کے مشوروں کی ضرورت تھی۔ ۱۵۷۲ء تک وہ سپہ سالار رہا، اس کے بعد بلنسیہ کا وایسرائے بنا دیا گیا اور پھر نیپلس بھیج دیا گیا۔ یہ سلطنت اسپین کا سب سے بڑا عہدہ تھا لیکن یہ ترقی جیسی کچھ تھی ظاہر ہے۔ وہ عہدہ وایسرائی پر چند سال رہا۔ غرناطہ کی سپہ سالاری پر اُس کی ساری عمر گزر چکی تھی اور اُس کی اولاد پر بھی منتقل ہونے والی تھی۔ شاید فلپ اس لئے خوش ہوا ہو کہ اس کے سبب سے اُن امرا کا زور ٹوٹ گیا جو اُس کے زمانہ کے طریق حکومت کے موافق بہت قابو یافتہ تھے۔ (مصنف)

× اسلامی سلطنتوں اور اسلامی سلاطین کی یہ انتہاء بے غیرتی و بے حمیتی ہے۔ اس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ وقت ایسا تھا کہ اگر ایک سلطنت بھی عیسائیوں کو دھمکا دیتی تو مسلمانوں کا یوں خون نہ ہوتا۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم   کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد   (مترجم)

(⊗ یہ نوٹ صفحہ ۳۴۸ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

بھی زیادہ اہم تھا۔ جو فوجیں کہ ڈان جان اور لوس ویلیز کے واسطے تیار کی گئی تھیں اُن کے سپاہی قبل اس کے کہ یہ بغاوت عام فرو ہو بھاگنے شروع ہو گئے تھے؛ اور یہ عقدہ لاینحل ہو گیا تھا کہ اُن کی جگہ کیوں کر پُر کی جائیں۔ اس لئے بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ [اب لڑائی کی صورت یہ ہو گی کہ آگ اور تلوار سے کام لیا جائیگا]* کیونکہ اب تک باغیوں کو سزا دینے کے متعلق ہی گفتگو رہی تھی۔ ساتھ ہی اُس نے سپاہیوں کو یہ رعایت دی کہ اپنا مغروقہ مال سپاہی خود رکھ سکینگے؛ خواہ اس میں غلام ہوں، جانور ہوں یا کسی طرح کا مال؛ اس میں سے بادشاہی خُمس وصول نہ کیا جائیگا۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اُن سپاہیوں میں، جو بے دل ہو گئے تھے، اور جن کو لوس ویلیز کے سپاہیوں نے اور بھی مایوس کر دیا تھا، اُن میں پھر لالچ پیدا ہو جائے۔ سپاہیوں کو ترقی بھی دے دی گئی، اور اُن کو اُن لوگوں کے برابر کر دیا گیا جو اٹلی میں کام کرتے تھے؛ یعنی چار طلائی مُہر ماہوار بندوقچیوں، اور تین نیزہ بازوں کی تنخواہ ہو گئی۔ اس کے علاوہ سپین کے امراء اور شہری اپنے آدمیوں کو تنخواہ دیتے دیتے تھک گئے تھے، اور اپنے اپنے علاقوں میں جو چُنگی وہ لیتے تھے وہ اس غرض کے لئے کافی نہ ہوتی تھی؛ اس لئے اس مرتبہ جو فلپ نے اُن سے سپاہی مہیّا کرنے کو کہا تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ پیدل فوج کی تنخواہ وہ خود (بادشاہ) دینگے اور سواروں کی شہر والے اور امراء۔ ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ ان تدابیر سے اچھے نتائج پیدا ہوئے؛ لیکن جس ضرورت سے یہ سب کچھ کرنا پڑا اُسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت سپین کے ذرائع بہت ہی کم تھے۔ ایک اور کوشش یہ کی گئی (اگو اس

⊗ اس محشر نما دار و گیر میں وہ کس طرح چھوڑے جا سکتے تھے۔ آخر "بچہ شتر" تو تھے۔ سچ پوچھو تو سب سے زیادہ مورد غضب الٰہی ان ہی کو ہونا چاہئے تھا۔

تو بخود چہ کردی کہ بما کنی نظیری — بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن — (مترجم)

* الفاظ زیر خط، طوطولانی ایک سپینی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اس زبان میں ابھی میری لیاقت اتنی نہیں ہے کہ میں تیقن سے کہہ سکوں کہ میں نے ترجمہ صحیح کیا ہے + (مترجم)

میں بہت کامیابی نہیں ہوئی) کہ کسی طرح بددیانتی کا سدباب کیا جائے، جس کی وجہ سے فوج میں آدمی پورے نہیں رہتے، افسران فوج لوگوں کا نام درج فہرست سپاہیان کر دیتے ہیں اور اُن کی تنخواہیں خود کھا جاتے ہیں محکمہ رسد رسانی اور اسلحہ میں تو ناقابل بیان بددیانتی ہوتی تھی، بتیس کپتانوں کا تو روپیہ ہی دیا جاتا تھا ۔

یہ ساری تیاریاں ایک آخری کوشش کی تھیں۔ اس میں کامیابی متیقن ہونے کے لئے فلپ نے ڈان جان کو میدان جنگ میں خود جانے کی اجازت دے دی۔ یہ ترکیب بھی کارگر ہوئی، بہت سے اُمرا اور شرفا بادشاہ کے بھائی کو اپنی کارگزاری دکھلانے کے لئے رضاکارانہ فوج میں آکر داخل ہوگئے اور اپنے ساتھ آدمی بھی لے آئے۔ دسمبر میں تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں یہ مہم اس لئے شروع کی جانے والی تھی کہ گلیرا اور وادی المنصورہ پر قبضہ کر لیا جائے، جو ملک کے مشرقی حصہ میں واقع تھے لیکن اس سے پہلے یہ ضروری تھا کہ وجارا کو لے لیا جائے، کیونکہ یہاں سے مولدین کی ایک فوج محافظ شہر والوں کو تنگ کرتی رہتی تھی۔ اس مہم کے لئے نو ہزار پیدل اور سات سو سواروں کی جمعیت کا انتظام کیا گیا، مگر معمولی تساہل کی وجہ سے اس میں دیر ہوگئی۔ شہر کی فوج کی افسری رسم قدیمہ کے موافق کاونٹ آف ٹینڈیلا کو دی گئی، لیکن آخری وقت پر جوان راڈریگز ڈی ولافیورٹ نے اس کا دعوےٰ کیا۔ یہ شخص خاص طور پر مونڈیجار کا دشمن تھا۔ اس معاملہ پر کونسل میں خوب گلخپ ہوئی، مگر کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ آخر معاملہ دارالسلطنت کی طرف رجوع کر کے جواب کا انتظار کیا گیا۔ وہاں سے ولافیورٹ کے حق میں فیصلہ ہونا ہی تھا، اور ہوا۔ غرض ۲۳ دسمبر کو مہم روانہ ہوئی۔ مگر اُس کی حالت عجیب مضحکہ خیز تھی مخبروں نے یہ خبر دی تھی کہ وجارا کی فوج محافظ میں چھ ہزار بندوقچی ہیں، تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ صرف چار ہزار ہیں، لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہاں کل ایک سو بیس ۱۲۰ ترک اور بربری تھے، اور چار سو تیس ۴۳۰ مولدین۔ ان لوگوں کو صحیح خبریں پہنچ گئی تھیں اس لئے یہ عین وقت پر اپنا مال متاع لے کر وہاں سے چل دیئے تھے۔ ڈان جان غرناطہ میں واپس آئے تو اُن کو معلوم ہوا کہ

Marfat.com

اُس وقت سے زیادہ عقلمند ہیں کہ جب وہ مہم لے کر روانہ ہوئے تھے۔ جو سبق اُنہوں نے اس وقت سیکھا تھا اُس کو دوسرے وقت کے لئے ذخیرہ کر رکھا اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب وہ خود بات کو سوچیں سمجھینگے، اور اپنی عقل سے کام لینگے، جو اب تک معطل تھی ۔

آخر وہ ۲۹ دسمبر ۱۵۶۹ء کو گلیرا کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۹ جنوری ۱۵۷۰ء کو معہ بارہ ہزار آدمیوں کے بخیریت وہاں پہنچ گئے۔ ۲۱ فروری کو ڈیوک آف سیسا آٹھ ہزار پیدل اور تین سو پچاس سوار لے کر الفجارہ میں گئے، غرناطہ کے سپہ سالار ڈیزا رہے، اُن کو چار ہزار آدمی دے کر شہر کی حفاظت پر مقرر کر دیا گیا۔ سپین بھر میں ہر جگہ انتہائی کوشش کر کے بہت بڑی فوج مہیا کی گئی، جو کام مونڈیجار نے اب سے ایک سال پیشتر چند ہزار سے کم آدمیوں سے دکھایا تھا اس کے لئے اتنی بڑی تیاری کی گئی۔ یہ ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ اس مہم کی تفصیلات بیان کی جائیں اس میں لوئس ویلیز کی نالیاقتی اور سیسا کی ناقابلیت قدم قدم پر ظاہر ہوتی رہی۔ غنیمت یہ ہوا کہ باوجودیکہ ڈان جان بالکل کٹ پتلی بنا ہوا تھا، اور بات بات پر اُس کو فلپ ٹوکتا تھا، مگر اُس کی سرگرمی اُن دونوں کی لغویات کی نعم البدل ہوتی چلی گئی۔ جنگ میں بہت سرگرمی دکھلائی گئی اور اُس میں وہی پرانی لوٹ مار اور وہی عادت کے موافق وحشت ظاہر ہوتی رہی۔ جس وقت گلیرا پر حملہ کیا گیا ہے تو ڈان جان نے مولدین مردوں کو کہیں پناہ نہیں دی، اور چار سو مولدین عورتوں اور بچوں کو سخت بے رحمی کے ساتھ محض اس جرم میں ذبح کروا ڈالا کہ جن سپاہیوں نے اُن کو گرفتار کیا تھا وہ اُن کو اپنے ہی پاس رکھنا چاہتے تھے، اور چار ہزار یا پانچ سو مولدین عورتوں اور بچوں کو بطور کنیزکوں اور غلاموں کے رہنے دیا۔ اس کے چند ہی روز بعد ڈان جان کا اُستاد لیوس کیوجاڈا مارا گیا، اور اُس کے ساتھ ہی اُس کی تہائی فوج بھی غارت ہوئی، ایک ہزار بندوقیں اور تلواریں دشمنوں کے ہاتھ آئیں۔ اس مصیبت کی یہ وجہ تھی کہ اُس کے سپاہی لوٹ پر جا پڑے تھے۔ فوج کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے ڈان جان کو بھی وہی مصائب پیش آئے جو اُس کے پیش رو سپہ سالاروں کو پیش آ چکے تھے۔ المنصورہ کو فتح کر لینے کے بعد

Marfat.com

واد یش کو آتے ہوئے ڈان جان نے ایک خط ۸ اگست کو فلپ کے نام لکھا کہ ان کی ہدایت کے موافق وہ ایک فوج کو بھرتی کر کے البجارہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں' اس وقت صرف بارہ سو آدمی موجود ہیں ۔ ربون کو انہوں نے بادشاہ کی توجہ اس طرف منعطف کی کہ بالخصوص غرناطہ وواد یش میں بہت سے بیہودہ واعظ برسر منبر بادشاہ کو اس مرحمت خسرانہ پر سب وشتم کرتے ہیں جو وہ اس قوم کے ساتھ مرعی رکھتے ہیں ۔ اسی خط میں وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ سخت افسوس ناک بات ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سپاہی' جن کا کام لڑنا ہے لوٹ مار کر کے بھاگ جاتے ہیں' پادری' جن کا کام ان بدبختوں (مولدین) کی شفاعت کرنا ہے کیونکہ ان میں سے اکثر اس واسطے گنہگار رہے کہ انہوں نے مذہبی تعلیم نہیں پائی' اپنی تمامتر کوشش اس شکایت کرنے میں صرف کر دیتے ہیں کہ ان (مولدین) پر رحم کیا جاتا ہے' نیز یہ پادری ایسی باتوں میں دخل دیتے ہیں جن سے انہیں کوئی تعلق نہیں ۔

یہ تمام سانحہ پادریوں کی دخل درمعقولات کا نتیجہ تھا' مگر یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ آخر وہ کون پادری تھے جو باوجود اپنی خونخواری اور جنون مذہبی کے فلپ کے ادعائی مرحمت خسرانہ کی شکایت کرتے تھے' کیونکہ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس نے کیا یا کرایا' اگر وہ رحم تھا تو شاید یک لخت تمام مولدین کا قتل عام کرا دینا بے رحمی کہلائی جاتی ۔ ابھی یہاں تک نوبت نہیں پہنچی تھی کہ یہ معلوم ہوتا کہ جو اصل مقصود ہے اس کی باری آنے والی ہے ۔ مولدین میں جو لوگ کہ نظر غایر رکھتے تھے وہ اطاعت پذیری کے لئے کوشش کرتے تھے' یہ بے رحم پالیسی کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے شروع ہو گئی تھی ۔ ۲۴ فروری [illegible] ہی کو فلپ نے ڈان جان کو حکم دیا کہ جتنے پرامن مولدین وادیش اور بانذہ اور دیگر مقامات میں جو ان کے ماتحت ہیں' رہتے ہیں سب کو جہاں تک ممکن ہو بغیر کسی جھگڑے کے جمع کر کے اندرون ملک کی طرف ہنکا دیں اور ان کو یہ اجازت دیدیں کہ وہ اپنی عورتیں اور بچے اور مال منقولہ اپنے ساتھ لے جائیں ۔ ڈان جان نے مقام سیروں سے لکھا کہ میں نہ یہ جگہ چھوڑ سکتا ہوں' نہ

Marfat.com

اپنی فوج کو کسی طرح تقسیم کر سکتا ہوں۔ ۵ر مارچ کو بادشاہ نے اس تجویز کو مان لیا' اور لکھا کہ شاہی کونسل نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ مولدین میں سے ایک متنفس بھی سلطنت (صوبۂ) غرناطہ میں نہ رہنے دیا جائے؛ نیز یہ کہ اس کا انتظام اُس نے ڈیزا کے سپرد کر دیا ہے۔ ڈیزا نے ایسے مبارک اور حسب دلخواہ کام کا انصرام فوراً شروع کر دیا۔ سب سے پہلے اُس نے ویگا مولدین کو لیا۔ یوم احد الشعانین (پام سنڈے) ۱۹ر مارچ کو اُس نے یہاں کے تمام مولدین کو اپنے اپنے گرجاؤں میں بند کر دیا' اور اُن میں سے نکال کر اُنہیں ریال میں پہنچا دیا۔ اُن کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اپنے مال منقولہ کو فروخت کر دیں۔ اُن کے لئے آسانی بہم پہنچانے کی غرض سے اُن کا غلّہ اور جانور فوج کے لئے خرید لئے گئے' اور اُن کی بازاری قیمت دی جانی تجویز ہوئی۔ اس میں مولدین کی طرف سے ذرا سی بھی مزاحمت نہیں ہوئی؛ فوج کے پہرے میں اُن کو لے جا کر قشتالہ کے مختلف مقامات میں تقسیم کر دیا گیا۔ ماہ اپریل میں وادیش والوں کی باری آئی؛ یہاں بھی اُن کو گرجاؤں میں بند کر دیا گیا؛ مگر اس واقعہ سے یہ شبہ ہو گیا کہ آیا کوہستان کے لوگ اطاعت قبول کر لینگے یا نہیں' گو وہ بھی اپنے ہتھیار ڈال رہے تھے۔ اُن کو طفل تسلی دینے کے لئے اس تحریک کو چند روز کے لئے ملتوی کر دیا گیا' اور اُن پر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے محض اُن کی حفاظت کے لئے کیا جا رہا ہے؛ جب امن ہو جائیگا تو اُن سب کو واپس بلا لیا جائیگا' اور بادشاہ سب کو انعام عطا فرمائیگا۔

جلاوطن کرنے کی اس تدبیر نے' اکثر مقامات میں قتل و غارت' سارے مذہب کی صورت اختیار کر لی۔ رونڈا اور کوہستان برمیجا (جو صوبۂ غرناطہ کے انتہاء مغرب میں واقع تھے) کے مولدین اب تک امن کے ساتھ بیٹھے تھے' اور وہ بغاوت میں شامل نہ ہوئے تھے۔ اپریل میں فلپ نے انٹونیو ڈی لونا کو رونڈا بھیجا' کہ وہ اُن کو اندلشیہ اور ایسٹرے میڈورا کی طرف نکال دیں۔ اس غرض کے لئے اُسے چار ہزار پیدل اور ایک سو سوار دیئے گئے۔ اس جمعیت کو لونا نے کئی گروہوں میں تقسیم کر کے یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ مولدین کو یہ معلوم ہو کہ کیا ہونے والا ہے'

Marfat.com

اُن کو گرجاؤں میں بند کرکے کہیں کا کہیں پہنچا دے۔ لیکن جیسے ہی ان سپاہیوں کو مولدین نے دیکھا تمام مرد اپنے اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر پہاڑوں پر بھاگ گئے۔ سپاہیوں میں کسی قسم کی نظام کی پابندی تو تھی ہی نہیں، اُنہوں نے فوراً مولدین کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا، مکانوں کو لوٹ لیا اور جانوروں کو اپنے قبضہ لے لیا؛ جس نے ذرا سی بھی مزاحمت کی اُس کو قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر مولدین پہاڑوں پر سے اُتر آئے، اور بہت سے سپاہیوں کو جو مال مغرد نہ لئے جاتے تھے قتل کر ڈالا۔ کَنل وا گوا سیل میں خاصی لڑائی ہوئی؛ اس میں مولدین نے اپنی عورتوں اور بچوں کو چھڑا لیا۔ ڈی لونا اپنے اُن پندرہ سو آدمیوں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوئے؛ جو مولدین کی عورتوں، بچوں اور دیگر مال مغروتہ کو لئے جاتے تھے۔ ان سب کو اُنہوں نے رونڈا میں اس طرح فروخت کیا کہ گویا وہ میدان جنگ کا مال مغروتہ تھے یہ سودا کرکے سب بھاگ گئے۔ جتنے مولدین مل سکے اُن سب کو لونا نے قشتالہ بھیج دیا، اور خود اشبیلیہ میں فلپ کے پاس چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے اس الزام کی بریت کی، جو اُس پر مولدین نے لگایا تھا کہ اُس نے شاہی پروانہ امان کی بے حرمتی کی ہے۔ مولدین نے اس شرط پر اپنے تھیار ڈال دیئے اور بادشاہ کا حکم مان لینے پہ آمادگی ظاہر کی کہ اُن کی عورتیں بچے اور مال اُن کو واپس کر دیا جائے، جو بقول اُن کے آسانی کے ساتھ واپس ہو سکتا تھا۔ لونا کے عذرات معقول سمجھے گئے، اور تمام الزام سپاہیوں کے سر تھوپا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیرا بر میجا میں سخت بغاوت قایم رہی، جس کے فرو کرنے میں ڈیوک آف مدینہ سدونہ اور ارکوس کو ایک مدت مشغول رہنا پڑا۔ یہ بغاوت ابتداء ۱۵۷۱ء تک برابر قایم رہی۔

قریباً یہی حالت ٹوردش کی ہوئی، جو ملاغہ کے قریب واقع تھا؛ وہاں ایسے ہی ... کو مولدین کے جلاوطن کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔ اس شخص نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ مولدین کو چپ چاپ گرجاؤں میں بند کر دیں؛ اور جب یہ ہو گیا تو اُس نے آبادی کے گرد پہرہ لگا دیا؛ اس پر بھی بہت سے آدمی اپنے خاندان اور جانوروں کو لے کر کوہستان برمیجا پہنچ گئے، اور وہاں کے باغیوں کے ساتھ شریک ہو گئے۔ ٹوردش کو یوں بے چراغ کرکے اُس نے جوان ڈی پاجرانگو

کو تھوڑی سی فوج دے کر چھوڑ دیا اور اُس کو یہ حکم دیا کہ وہ اس تھوڑی سی جمعیت کی مدد سے مال منقولہ کو جمع کرے۔ اس شخص نے یہ سمجھ کر کہ پناہ گزینوں کے تین ہزار جانور بہت سی عورتیں اور بچے ہیں اور یہ سب چونکہ نہتے ہیں اس لئے باسانی ہاتھ آ سکتے ہیں ایک سو بیس قسمت آزما آدمیوں کو اس کام پر لگا دیا؛ لیکن مولدین نے ان کو ایک کمینگاہ میں پھنسا لیا؛ بہت سوں کو تو وہیں کھیت رکھا، بقیتہ السیف کی جانیں اُس وقت بچیں کہ جب ملاغہ اور ٹورروش سے فوج بھیجی گئی۔ اس کے بعد ٹورروش کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ یہ دیکھ کر مولدین پہاڑوں پر سے اُتر آئے، اور اُنہوں نے گرجاؤں اور عیسائیوں کے گھروں کو پھونک دیا۔

یوں جلاوطنی کی کارروائی ہر جگہ ہوتی رہی؛ کہیں آسانی سے اور کہیں جانیں دے کر۔ شرائط اطاعت پذیری تو ۱۹ مئی ۱۵۷۰ء ہی کو طے پا گئی تھیں اور اُن کے موافق یہ سمجھا گیا تھا کہ جو شخص اطاعت قبول کرے اُس کو جلاوطن کر دیا جائے؛ لیکن دریاء منصورہ پر جتنے مفتوحہ مقامات تھے وہاں زحمت بلکہ گڑبڑ ہوئی؛ کیونکہ سپاہیوں نے وہاں طرح طرح پر دست درازی کی تھی۔ بازہ میں ڈان لونسو ڈی کرواجل نے اتنی کامیابی حاصل کی کہ غلہ اور جانور تقسیم کرنے کے بہانہ سے تمام مولدین کو گرجاؤں میں قید کر لیا۔ یہ اُن آخری ہدایات کی تعمیل میں کیا گیا تھا، جو فلپ نے ۲۸ اکتوبر ۱۵۷۰ء کو ڈان جان کے نام جاری کی تھیں کہ تمام مولدین کو خواہ وہ وفادار، نمک حلال اور مطیع ہی کیوں نہ ہوں، جلاوطن کر دیا جائے؛ جو مولدین کہ غرناطہ، ویگا، وادی لیکرن اور صوبۂ ملاغہ کے رہنے والے تھے اُن کو قرطبہ پہنچا دیا جائے، اور وہاں سے ایسٹرے میڈورا اور جلیقیہ میں تقسیم کر دیا جائے؛ وادیش، بازہ اور منصورہ کے رہنے والے طلیطلہ پہنچا کر قشتالۂ قدیم اور طلیطلہ سے لے کر لیون تک تقسیم کر دیئے جائیں؛ المیریا و نواح المیریا کے مولدین کو کشتیوں میں بٹھا کر اشبیلیہ پہنچا دیا جائے؛ کوئی شخص مرسیہ اور بلنسیہ کے قرب جوار یا اندلسیہ میں نہ بھیجا جائے، کیونکہ وہاں مولدین پہلے ہی زیادہ ہیں؛ کوئی خاندان اُس کے سرپرست سے جدا نہ کیا جائے۔ پندرہ پندرہ سو آدمیوں کا گروہ معہ عورتوں اور بچوں کے بنا لیا جائے اور ہر گروہ دو سو پیدل اور

بیس سوار اور ایک حاکم اعلیٰ کی نگرانی میں روانہ کیا جائے۔ یہی حاکم اعلیٰ اُن لوگوں کی فہرست بنا لے جو اُس کی تحویل میں ہوں، راستہ میں اُن کے خورونوش کی خبر رکھے، اور سب کو اپنی اپنی جگہ پہنچا دے۔ ڈان جان نے بڑی سرگرمی سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ غرناطہ سے نکل کر ترکوں کے بیڑے کی روک تھام کا کام کریں۔ ۵ رنومبر کو اُس نے وادیش سے رائی گومیز کو لکھا کہ اس ضلع سے بہت سے مولدین جلاوطن کئے گئے ہیں، اور یہ سارا کام ہزار سپاہیوں سے لیا گیا ہے۔ آخری قسط اُسی روز روانہ کی گئی ہے۔ اسی خط میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ "دنیا بھر میں اگر کوئی سخت دردناک واقعہ ہوا ہے تو وہ یہ ہے کیونکہ جس وقت یہ لوگ روانہ ہوئے ہیں اُس وقت سخت آندھی چل رہی تھی، برف پڑ رہا تھا اور بارش ہو رہی تھی، اور یہ کیفیت تھی اگر ماں اپنے بچے کو، بیوی اپنے شوہر کو اور بیوہ عورت اپنے اکلوتے کو راستہ میں چھوڑ دے تو کچھ عجب نہیں ہے۔" اسی خط میں اُس نے یہ بھی لکھا کہ "سلطنت کو یوں تباہ کرنا ایسا سخت بے رحمانہ فعل ہے کہ جس کا اندازہ نہیں لگ سکتا"۔

اگرچہ باقاعدہ مزاحمت تو ماہ مئی ہی میں ختم ہوگئی تھی کہ جب شرائط اطاعت طے ہو چکی تھیں۔ ان شرائط کے موافق جو بربری کہ مولدین کی کمک کے لئے آئے تھے اُن کو جون میں واپس جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اس اجازت سے اسپین کا رہا سہا غرور بھی تذلیل سے مبدل ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے بے قاعدہ اور غیر منظم لڑائی ایک مدت تک جاری رہی۔ بہت سے آدمیوں نے کوہستان سے آکر اپنے آپ کو تفویض کر دیا مگر بہت سے مولدین اب بھی وہاں ایسے رہ گئے تھے جو اپنے آپ کو راستوں کے غیر محفوظ ہونے کے خطرہ اور [illegible] پر اعتبار کرنے کے مہلکہ میں ڈالنے سے متذبذب تھے۔ اُن کو متذبذب ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ جب وہ بہت بڑی تعداد میں اپنے عیال و اطفال کو لئے ہوئے فیلکس سے المیریا اپنے آپ کو تفویض کرنے کے لئے آرہے تھے تو اُن کے پیچھے پیچھے سپاہیوں کی ایک جماعت بھی آئی، اور جس وقت مولدین شہر میں پہنچے اُسی کے ساتھ ہی یہ بھی پہنچے، اور جاتے ہی انہوں نے یہ دعو

کیا کہ یہ سب ہمارے غلام ہیں سگار شیاڈی ولا رونیل' افسر فوج نے توان مولدین کو بطور مطیع سرکار قبول کرلیا' مگر سپاہیوں نے ڈان جان سے جاکر شکایت کردی۔ شاہزادۂ مذکور نے یہ مقدمہ ایک جج کے سپرد کردیا' اور اُس نے سب کو غلام قرار دیدیا۔ عبداللہ (بادشاہ مولدین) نے بھی شرائط منظور کرلی تھیں' لیکن اتفاق سے بربریوں کے دوسو آدمیوں کا ایک گروہ کسی طرح سپین کے ساحل پر اُتر کر الفجارہ پہنچا' اُنہوں نے عبداللہ کو یہ یقین دلادیا کہ اُن کے ملک سے بہت بڑی کمک بہت جلد پہنچنے والی ہے' یہ سُن کر اُس نے مرتے دم تک لڑنے کا ارادہ کرلیا۔ ستمبر ۱۵۷۰ء میں عبداللہ کے مقابلہ کے لئے کوہستان کے دو طرف سے فوج بھیجی گئی اس نے جاکر وہاں قہر برپا کردیا۔ جو چیز اس فوج کے سامنے آئی اُس کو تباہ کردیا' تمام فصلوں کو جلادیا' مولدین مردوں کا قتل عام کردیا' ہزاروں مولدین عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر غلام اور کنیزک بنالیا۔ جو چند قیدی پکڑے اُن کو قتل کردیا' یا جہازوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیج دیا۔ پہاڑوں کی ایک ایک کھوہ کو ڈھونڈھ مارا' اور اُن میں جتنے ملے اُن کو یا تو قتل کردیا' یا دُھواں کرکے دم گھونٹ کر مار ڈالا۔ سواء تباہی اور بربادی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ جگہ جگہ قلعے بنالئے اور فوجوں کو تعینات کردیا' کہ وہ گشت لگاتی رہیں۔ بیچارے بقیتہ السیف مولدین ایک کھوہ سے دوسری کھوہ میں چھپتے پھرتے رہے ؞

مگر باوجود اس کے اہالی سپین یہ سمجھتے تھے کہ جب تک عبداللہ نہ پکڑا جائیگا لڑائی ختم نہ ہوگی۔ وہ کوہستان کے دشوار گزار مقامات میں کھوہوں کے اندر چھپتا پھرتا تھا۔ آخر ماہ مارچ ۱۵۷۱ء میں اُس کے نہایت معتمد آدمیوں میں سے ایک شخص گونزالو ال شینس اُس کو قتل کردینے پر آمادہ ہوگیا۔ یہ شخص مشہور قزاق تھا' اور بہت سے جرایم کا مرتکب ہوچکا تھا' اُس کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ وہ ملک بربر کو بھاگ جانا چاہتا تھا' مگر عبداللہ نے اُس کا جہاز جلواکر اُس کو نہ جانے دیا۔ فرانسسکو برباڑو نامی غرناطہ کے سنار کے معرفت اُس نے عبداللہ کے سر کا سودا کرنا چاہا۔ ڈیزا کے حکم سے الونسو ڈیل کیسٹیلو نے اُس کو لکھا کہ وہ اور جو لوگ اُس کے ساتھ

Marfat.com

عبداللہ کا سر لے کر آئینگے اُن کو ذاتی اور مالی معافی دے دی جائیگی، نہ وہ قتل کئے جائینگے، نہ جہازوں پر مشقت کی سزا پائینگے، باقی رہ گیا محکمہ احتساب و محنہ کا محاسبہ اُس سے اُن کا چھٹکارا کچھ ہلکا سا تاوان دے کر کرا لیا جائیگا، اور اُن کو اجازت دی جائیگی کہ جس مقام کو وہ پسند کریں وہاں رہیں، اس کے علاوہ گونزالوال شینس کو اُس کی بیوی اور بیٹی واپس دیدی جائیگی جو کنیز کیس بنالی گئی ہیں، پچاس قیدی بغیر خون بہا کے اُسے بخش دیئے جائینگے اُس کو اختیار دیا جائیگا کہ وہ چھ آدمی منتخب کرلے اور اُن کو وہی ہتھیار رکھنے کی اجازت دیجائیگی جو پُرانے عیسائی رکھ سکتے ہیں، جن جرائم قتل و غارت کا وہ قبل از بغاوت مرتکب ہو چکا ہے اُن سب کو معاف کر دیا جائیگا*۔

گونزالوال شینس نے برٹیدو کے ساتھ جو ساز باز کیا تھا وہ کھلے بغیر نہ رہا، عبداللہ اس کی کھوہ میں گیا اور اُس کو بہت شرمندہ کیا۔ گونزالو نے عبداللہ کو وہ خط دکھلا دیا، دونوں میں جھگڑا ہو پڑا۔ گونزالو اور اُس کے رفیقوں نے عبداللہ کو قتل کر ڈالا، اور اُس کی لاش کو پہاڑ پر سے نیچے پھینک دیا، تاکہ سب لوگ دیکھ لیں کہ اُن کا کوئی بادشاہ نہیں رہا ہے۔ خط معافی سے سب نے فائدہ اُٹھانا چاہا، اور سب ہی گونزالو کے ساتھ ہو لئے۔ اُن سب کو بڑی شان کے ساتھ غرناطہ کے بازاروں میں گشت کرایا گیا، عبداللہ کی لاش کو اس طرح گھوڑے پر سوار کر دیا گیا تھا کہ گویا وہ زندہ ہے گونزالو کے بندوقچیوں نے بندوقیں چلا کر سلامی اُتاری جس کا جواب الحمرا کے توپخانہ نے دیا۔ دربار عام میں ڈیوک آف ارکوس ڈیزا اور ارکین سلطنت نے اُس کا استقبال کیا۔ گونزالو نے ارکوس اور ڈیزا کے ہاتھ چومے اور عبداللہ کی بندوق اور تلوار اُن کے سپرد کی [illegible] گڈریہ اپنے آقا کے پاس زندہ بھیڑ کو نہیں لا سکا تو وہ اُس کو مردہ تو لے ہی آیا ہے، عبداللہ کی لاش کی ہر طرح کی بے حرمتی کی گئی اور اُس کا سر کاٹ کر ایک آہنی پنجرہ میں بند کر کے ایک چوک کی

---

* کیسٹیلو نے اسی مضمون کا ایک خط ایک مولد موسومہ اندریس ال زنڈاٹی کو بھی لکھا تھا، مگر اُس نے اس خط سے یہ فایدہ اُٹھایا کہ اپنے بہت سے ساتھیوں کو لے کر ملک بربر کو چلا گیا۔ (مصنف)

Marfat.com

محراب پر رکھ دیا گیا۔ یہ سر کئی برس تک الفجارہ کی طرف دیکھتا رہا۔ جن اضلاع میں کہ حال ہی میں بے چینی پھیلی تھی اُن میں سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی جمعیتیں چھوڑ دی گئیں اور ہر سپاہی سے کہہ دیا گیا کہ جو کوئی ڈیزا کے پاس کسی مولد کو پکڑ کر لائیگا اُس کو بیس ڈوکیٹ فی کس انعام ملیگا۔ جب کوئی شخص ڈیزا کے سامنے پیش ہوتا تو وہ اُس کو غور سے دیکھتا اگر وہ معمولی آدمی ہوتا تو اُس کو جہازوں پر مشقت کے لئے بھیج دیتا تھا اور اگر اُن میں کوئی سر برآوردہ ہوتا تو پہلے تو چمٹے گرم کرا کر اُس کی کھال نچواتا اور پھر پھانسی دے دیتا۔

یوں وہ لڑائی ختم ہوئی جس کو ایک نامعقول جنون مذہبی نے شروع کرایا اور جس نے محض جہالت و ناقابلیت کی وجہ سے ساٹھ ہزار اسپین کے آدمیوں کا خون کرا دیا، کم از کم تیس لاکھ ڈوکیٹ خرچ کرائے اور انجام کار ایک مرفہ الحال ملک بے چراغ ہو گیا۔ لیونارڈو ڈونے تو سفیر وینس کی یہ رائے ہے کہ ملک کی یہ تباہی نہایت عقلمندی کا کام تھا! یہ رائے کیا ہے؟ ایک غیر صحیح دماغ کا نتیجہ ہے کہ نقصان کو نفع اور عیب کو صواب بنا کر دکھلاتا ہے اور تباہی کو سب سے زیادہ عقل کا کام بتلاتا ہے۔ سفیر موصوف یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کہیں ترک بجائے وینس پر حملہ کرنے کے باغی مولدین کو کافی کمک بھیج دیتے تو وہ سپین میں ایسی آگ لگا دیتے کہ جس کا بجھانا قریبًا بالکل ہی ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر یہ بغاوت مرسیہ، بلنسیہ، قتلونیہ اور ارغون میں بھی پھیل جاتی تو سیاست دانان سپین کو یہ امید تھی کہ فرانس کے ہیوگیوناٹ پائرے نیز سے نیچے اتر کر تمام ملک کو روند ڈالتے۔ یہ ایک عجیب بات ہے اور ملک سپین کی خصوصیت ہے کہ ڈیزا جو اس قابل لعنت معاملہ کا روح رواں تھا، بہت ہی خوش بخت رہا۔ وہ مدتوں غرناطہ کی سپہ سالاری پر ممتاز رہا۔ پھر فلپ کے مراحم خسروانہ سے کارڈینل ہو گیا، اور روم میں کلیسا کا نہایت متمول اور معزز آدمی بنا*۔

---

* فلپ کی سفارش سے اُس کو پوپ گریگوری سیزدہم نے ۱۵۷۸ء میں پرسکا کا کارڈینل بنا دیا۔ ۱۵۸۰ء میں وہ روم گیا وہاں وہ شدہ شدہ کارڈینل بشپ ہو گیا۔ اور ۱۶۰۰ء میں نہایت عزت و حرمت کی زندگی بسر کر کے پختہ عمر میں مر گیا۔ اُس نے بہت بڑا محل بنایا تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد وہ محل کارڈینل بورگیس کے ہاتھ آیا۔ یہ شخص بعد میں پوپ پال پنجم ہوا۔

پادری بلیڈ لکھتا ہے کہ جب میں ۱۵۹۱ء میں روم گیا ہوں تو ڈیزا سے شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

جو علاقے کہ مولدین کے نکالے جانے کی وجہ سے جنگل بن گئے تھے اُن کے آباد کرنے کا فوراً ہی لم شروع ہوگیا۔ ۲۴ فروری ۱۵۷۱ء کو مونڈیجار کو حکم ہوا کہ وہ فوراً غرناطہ آکر ان علاقوں کی آبادی کا کام پنے ہاتھ میں لے لیں۔ اس کے متعلق ایک فرمان جاری ہوا جس کے موافق نئے آباد ہونے والو سے کہا گیا کہ اُن کو مولدین کے مکان مفت دے دیئے جائینگے۔ بہرحال مونڈیجار آیا، مگر چند ہی روز کے بعد واپس چلا گیا۔ ۲۰ ستمبر ۱۵۷۱ء کو ایک اور فرمان جاری ہوا اُس کے موافق مولدین کے مکانات نوآبادکاروں کو برائے نام ایک ریال سالانہ کرایہ پر دیئے جانے کا حکم تھا؛ اراضی کے متعلق علم تھا کہ معمولی عشر کے علاوہ بادشاہ کو کچھ محصول جنس کی صورت میں دینا پڑیگا؛ شہتوت اور یتون کے درختوں پر دس برس تک آمدنی کا پانچواں حصہ محصول ہوگا اور اُس کے بعد تہائی۔ س سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلاوطنوں کی جایداد غیر منقولہ بحق بادشاہ ضبط کرلی گئی تھی اور وہ اضلاع س براہ راست بادشاہ کے تحت تصرف میں تھی؛ نیز یہ کہ آبادکاروں کو ترغیب دینے میں بادشاہی منافع کا خیال نظرانداز نہیں کیا گیا تھا۔ آبادی کی رفتار بہت ہی سست رہی۔ ۱۰ اگست ۱۵۷۲ء کو جو تفصیلی قواعد جاری ہوئے اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت تک لوگ آکر آباد نہیں ہوئے تھے۔ نوآبادی کے لئے کئی ضلعوں میں حکام مقرر کئے گئے؛ بظاہر مقصود اصلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مالدار آدمیوں کو لاکر آباد کیا جائے کہ وہ اراضی کے بڑے بڑے قطعات لے سکیں اور وہ اُن کو آبادکاروں کے درمیان مساوی حصص میں تقسیم کردیں۔ ان قواعد میں تیل کے کولھوؤں، غلہ کی چکیوں، شکستہ مکانوں، نہروں سے آبپاشی، گانوؤں کی چراگاہوں، گرجاؤں اور پرانے عیسائیوں کے حقوق اور تصفیہ تنازعات کے متعلق مشکل اور پیچیدہ ضوابط وضع کئے گئے تھے۔ جس تہذیب کو یوں بے رحمی کے ساتھ تباہ کیا گیا تھا اُس کو پھر ازسرنو قایم کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ جو اراضی کہ امرا اور زمینداروں کی تھیں وہ اُن کو واپس دے دی گئیں اور اُن کو حکم ہوا کہ وہ اُن اراضی کو نوآبادکاروں کے درمیان میں تقسیم کردیں، مگر جتنا وہ مولدین سے لیتے تھے اُس سے زیادہ نوآبادکاروں سے نہ لیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ اراضی منضبطہ کے بہت سے حصو

کے تو یوں ٹکڑے اڑ گئے ہونگے کہ جو نقصانات دوران جنگ میں ہوئے تھے اُن کا معاوضہ دینا پڑا ہوگا؛ صرف یہی ایک ترکیب تھی جو اختیار کی گئی ہوگی کیونکہ اسی تدبیر سے خزانۂ شاہی پر بہت کم بار پڑ سکتا تھا*۔ باقی رہے وہ بچے جو اس جنگ کی داروگیر میں پکڑے گئے تھے اُن کے متعلق ۱۵۷۲ء میں یہ حکم ہوا کہ اُن کو غلام نہ بنایا جائے، بلکہ پرانے عیسائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے، وہ بیس برس کی عمر تک اُن کو اچھی طرح پرورش کریں، اُن کے کھانے کپڑے کی اچھی طرح نگرانی کریں۔ یوں نہایت سستی مگر سخت مصیبت کے ساتھ اس آفت اور بربادی کے بدل ماتحلل کی تدابیر کی گئیں جو بآسانی شروع ہی میں رُک سکتی تھی؛

بیچارے جلاوطنوں پر جو مصایب پڑے وہ بہت سخت تھے۔ لیونارڈو ڈونے ٹو اپنا چشم دید واقعہ بتلاتا ہے کہ بہت سے آدمی تو اس مصیبت اور صدمہ ہی کی وجہ سے جاں بحق ہو گئے یہ بات ایسی ہے کہ اس کے اعتبار کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔ وہ تمام ملک سپین میں پرتگال کی سرحد تک پھیلا دیئے گئے۔ اُن کے لئے ایک عارضی افسر نوآبادی مقرر کیا گیا۔ یہ امر کہ وہ ناخواندہ مہمان سمجھے گئے تھے اُس شکایت سے ثابت ہوتا ہے جو اہالی قرطبہ نے ۱۵۷۲ء میں کی تھی کہ مولدین اُن کے غلام ہیں اور وہ غلاموں کو پناہ دینے پر مجبور کئے گئے ہیں۔ مولدین جرائم کرتے پھرتے ہیں؛ آٹھ دس ڈوکیٹ خرچ کر کے ہتھیار رکھنے کا لائسنس لے لیتے ہیں اور خلاف منشاء قانون ہر جگہ گھومتے رہتے ہیں۔ اس پر بحث و غور کرنے کے بعد ۶ اکتوبر ۱۵۷۲ء کو ایک فرمان جاری ہوا جس کی ۲۳ دفعات تھیں۔ اس میں وہ تمام ضوابط درج تھے کہ جن کے موافق اُن کو اسپین میں رہنے کی اجازت تھی۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"اُن پر ہمیشہ نگرانی رکھی جائیگی۔ جہاں وہ رہیں اُن کا نام وہاں درج فہرست کیا جائیگا؛ اور اُس کا ایک مثنی افسر مقامی کے پاس رہے گا۔ اگر اُن کے یہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اس فہرست

---

* سفیر وینس (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) ۱۵۷۳ء کے واقعات میں لکھتا ہے کہ مولدین غرناطہ کی جتنی جایداد فلپس کے ہاتھ آئی تھی اُس کی آمدنی ایک لاکھ پچیس ہزار کراؤن تھی؛ (مصنف)

میں درج کیا جائیگا، اور جو کوئی مرے اُس کا نام خارج کر دیا جائیگا۔ ہر ایک [illegible] شہر میں مولّن
کا ایک افسر نگراں مقرر رہیگا، اور وہ پندرہ دن کے بعد اُن کی گرداوری کریگا، ہر ایک گرجا
کے علاقہ میں وہاں کے پادری کے ساتھ ایک اور افسر اس غرض سے مقرر کیا جائیگا کہ وہ
ہر ہفتہ گرداوری کرے۔ ان دو حکام کے علاوہ ہر علاقہ کے مجسٹریٹ کو حکم تھا کہ وہ ہر ماہ جا کر
اُنہیں دیکھے۔ یہ کہا گیا کہ یہ انتظامات اس غرض سے کئے گئے ہیں کہ نہ صرف اُن پر نگرانی ہی
قایم رہے، بلکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ اُن کے خورونوش کا کافی انتظام ہے یا نہیں، غربا کی خاص
طور پر خبرگیری اور مریضوں کا علاج ہوتا ہے یا نہیں مجسٹریٹوں کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ یہ دیکھیں گے
کہ ہر شخص کو اپنے اپنے پیشہ کا کافی کام ملتا ہے یا نہیں کسی شخص کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ بغیر
خاص حکم شاہی کے اپنی سکونت تبدیل کرے، اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو درخواست میں بہت
تفصیل کے ساتھ وجوہ بیان کرے، کسی شخص کو اجازت نہ ہوگی کہ اپنے جائے سکونت سے
ایک رات کے لئے بھی باہر رہے۔ اگر اس کی ضرورت ہو تو اپنے علاقہ کے مجسٹریٹ سے اجازت
لے، اور بصورت اجازت وہ اپنا پتہ بتلائے اور یہ ظاہر کرے کہ وہ کتنے روز باہر رہیگا۔ ایسے
اجازت ناموں کے لئے کوئی فیس نہیں لی جائیگی نہ ان میں کسی طرح کی روک ٹوک کی جائیگی،
بشرطیکہ یہ شبہ کرنے کی وجوہ نہ ہوں کہ درخواست کنندہ غرناطہ یا ورالبحر جانا چاہتا ہے۔ اگر ضرورت
ہوگی تو ضمانت لی جائیگی۔ حدود غرناطہ کے اندر قدم رکھنے کی سخت ممانعت ہوگی، اگر کوئی مولد
حدود غرناطہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر دیکھا جائیگا تو وہ بشرطیکہ ۱۷ برس سے زیادہ
کا مرد ہو، سزائے قتل پائیگا، ساڑھے دس اور سولہ برس کی عمر کا ہوگا، یا کوئی [illegible]
سے زیادہ عمر کی ہو، تو وہ غلام یا کنیز بنالی جائیگی، اس سے چھوٹی عمر کے بچے پرانے عیسائیوں
کے سپرد کر دیئے جائینگے، وہ اُن کی بیس برس کی عمر تک پرورش کرینگے۔ اگر بلنسیہ، ارغون
یا نوار کی حدود سے دس فرسنگ کے اندر دیکھے جائینگے تو اُن کو وہی سزائیں دی جائینگی جو
غرناطہ کے لئے مقرر ہیں، فرق صرف اس قدر ہوگا کہ بجائے سزائے قتل کے اُن کو جلاوطن [illegible]

Marfat.com

ہوگا اور جہازوں پر مشقت کرنی پڑیگی۔ اگر کوئی مرد اپنی جاء سکونت چھوڑ کر جانے کے جرم میں گرفتار ہوگا تو اُس کو سو ضرب تازیانہ لگائے جائینگے اور اس کے بعد چار برس جہازوں پر مشقت کرنی پڑیگی؛ اگر عورت ہوگی تو وہ چار برس تک بطور کنیزک کے کام کریگی۔ جیسے ہی یہ معلوم ہوگا کہ کوئی مولد ایک دن کے لئے بھی اپنے مقام سے غیر حاضر ہے تو اُس کے خاندان یا اُسی گھر کے رہنے والے آدمیوں سے اُس کا پتہ پوچھا جائیگا اور اگر وہ صحیح نہ بتلائینگے تو اُن پر جرمانہ ہوگا، اور غیر حاضر کی تلاش کی جائیگی؛ جو شخص اُس کو چھپائیگا یا پناہ دیگا وہ مستوجب سزا ہوگا۔ یہ فراری جس شخص کو ملیگا وہ اُس کو قریب ترین مجسٹریٹ کے پاس حاضر کرے گا، اور اس کے عوض میں اُس کو آٹھ ڈوکیٹ انعام ملیگا؛ جس علاقہ میں اُن کی تعداد زیادہ تھی وہاں حکم تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلہ میں نہ رہیں، بلکہ پُرانے عیسائیوں کے ساتھ رہیں؛ جہاں تک ممکن ہوتا تھا بچوں کو عیسائیوں کے یہاں رکھکر تربیت کیا جاتا تھا؛ مجسٹریٹوں کو حکم تھا کہ وہ اس کے نگرانی رکھیں کہ اُن کو مذہب مسیحی کی مبادیات کی تعلیم دی جاتی ہے یا نہیں ہتھیار رکھنے کی سخت ممانعت تھی؛ البتہ وہ ایسا چاقو رکھ سکتے تھے جو نوکیلا نہ ہوتا تھا۔ جو خلاف ورزی کرتا تھا تو پہلی دفعہ وہ ہتھیار ضبط کر لیا جاتا تھا، دوسری مرتبہ چھ برس کے لئے جہاز پر مشقت اور تیسری مرتبہ عمر بھر کے لئے مشقت جہازی کا سزایاب ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ۱۵۶۶ء کے فرمان کی تجدید کر دی گئی؛ زبان عربی کے استعمال کے متعلق سخت قیود لگائی گئیں۔ اس کے موافق جو شخص اپنے گھر میں بھی عربی بولتا یا لکھتا، اس کو پہلے جرم میں ایک مہینہ کے لئے قید پابجولاں کی سزا دینے کا حکم تھا، دوسری مرتبہ دو مہینہ، تیسری دفعہ سو ضرب تازیانہ اور چار برس کے لئے مشقت جہازی۔ اگر کوئی عورت یا سترہ برس سے کم عمر کا لڑکا ہو تو وہ چار برس کنیز یا غلام رکھا جانے والا تھا۔

مولدین کی طرف سے جو ہر وقت خطرہ رہتا تھا اگر اُس کے انسداد کی کوئی تدبیر کی جاتی تو اُس کا اثر یقیناً اچھا پڑتا۔ یہ کبھی نہیں سوچا گیا کہ عیسائیوں سے اُن کی جشت اور مذہب

Marfat.com

مسیحی سے اُن کی نفرت دور کرنے کی کوئی تدبیر کی جائے۔ زبان عربی کے استعمال کے متعلق جو قیود لگائی گئی تھیں اُن کی مشق اُن لوگوں پر کی گئی جو عربی کے سوا اور کوئی زبان نہ جانتے تھے اِس سے قرطبہ کی شہری کمیٹی بھی کانپ اُٹھی؛ حالانکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، وہ لوگ مولدین سے خوش نہ تھے ۲۸ نومبر کو اہالی قرطبہ نے ایک جلسہ کر کے یہ قرار دیا کہ قرطبہ کے حاکم سے عرض کیا جائے کہ یہ کام تو صرف خدا ہی کا ہے کہ وہ اُن کو کسی ایسی زبان کے بولنے پر قادر کر دے، جس کو وہ نہیں جانتے، خصوصاً ایسی صورت میں کہ شحنہ ہر وقت اُن کو ستاتا اور گرفتار کر کے سزائیں دلواتا رہے؛ اس لیئے اس پر زور دیا جائے کہ اس معاملہ کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے، اور اُس سے درخواست کی جائے کہ مولدین کے واسطے ان ہی کے خرچ پر مدارس جاری کئے جائیں، وہاں اُن کو تعلیم دی جائے۔ اس کا جواب حاکم شہر نے صرف یہ دیا کہ اُس کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے، اُس کا کام فرمان شاہی کی تعمیل کرنا اور کرانا، اور جو کوئی عربی بولنے یا لکھنے کے جرم میں اُس کے سامنے پیش کیا جائے اُس کو سزا دے دینا ہے +

سپین کے جتنے قوانین تھے وہ اپنے تشدد اور اُس پر عمل کرانے والوں کی غفلت یا طمع کی وجہ سے خود بخود غیر نافذ العمل ہو جاتے تھے چنانچہ ۱۵۶۶ء اور ۱۵۸۳ء میں اس کی ضرورت شدید واقع ہوئی کہ سکونت سے بلا اجازت غیر حاضری کے متعلق جو قیود مولدین پر تھیں اُن کی پھر تجدید کی جائے ۱۵۸۱ء میں مولدین کی فہرستیں تیار کرنے کی طرف پھر حکام کو توجہ دلائی گئی۔ یہاں تک تو ہوا کہ غرناطہ کی سرحد میں داخل ہونے کے متعلق جو قیود لگائی گئی تھیں وہ سب فضول ثابت ہوئیں، مولدین وہاں بے فکری کے ساتھ آمد و رفت رکھتے تھے کیونکہ کوئی مجسٹریٹ اُن کو اس جرم میں سزاء موت دینے پر تیار نہ تھا۔ یوں اس شدید قانون کا عدم وجود برابر ہو گیا؛ آخر مجبور ہو کر یہ کرنا پڑا کہ سزاء موت کو کم کر کے مشقت جہازی کی سزا مقرر کرنی پڑی ۱۵۸۴ء میں فلپ نے حکم دیا کہ تمام مولدین کو یک لخت گرفتار

Marfat.com

کرلیا جائے؛ مولدین کی نگراں کونسل نے کہا کہ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے لئے بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہے اور اتنے آدمی ہم نہیں پہنچ سکتے؛ بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھے خود جہازوں پر کام کرنے کے لئے آدمی درکار ہیں، جو حکم دیا گیا ہے اس کی فوراً تعمیل ہونی چاہئے اس کے لئے اس نے نہایت تفصیلی ہدایات دیں اور بتلایا کہ یہ کام کس طرح یکایک ایک ہی دن میں ہو سکتا ہے تمام مرد جن کی عمر سترہ اور پچپن برس کے اندر ہے اور جہاز پر کام کرنے کی قابل ہیں سب کو گرفتار کرلیا جائے اور جہازوں پر کام کرنے کے لئے بھیج دیا جائے؛ باقی ماندہ مرد اور عورتیں اور بچے خاص خاص مقامات پر پہنچا دیئے جائیں۔ اس معاملہ میں کوئی عذر نہ سنا جائے نہ کوئی باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے[*] معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۸۵ء میں بہسن اکر تین ہزار آدمی ملبنسیہ پہنچ گئے ہیں، بادشاہ نرم پڑ گیا؛ کیونکہ اس نے والسرائے اٹونا کو حکم دیا کہ ان میں سے چھ آدمیوں کو پھانسی دیدیا جائے تاکہ سب کو عبرت ہو؛ اس کے بعد ایک اعلان جاری کردیا جائے کہ اگر سب لوگ اپنے اپنے مقرر کردہ مقامات میں واپس نہ چلے گئے تو ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔ جو لوگ کہ جلاوطن کئے گئے تھے ان میں سے کئی ایک نے یہ عذر کیا کہ ہم پر ۱۵۲۶ء کا حکم حاوی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم بدیں وجہ پرانے عیسائی ہیں کہ ہمارے بزرگ اس وقت عیسائی ہوئے تھے کہ جب جبراً اصطباغ دیئے جانے کا حکم بھی نہ ہوا تھا۔ بعض وقت عدالتوں میں اس دعوے کا انہوں نے ثبوت دے کر صحیح قرار دلوا دیا؛ لیکن ۱۵۸۵ء میں فلپ نے حکم دیا کہ اس قسم کے تمام معاملات و مقدمات افسرانِ نگرانِ مولدین کے سپرد کئے جایا کریں، اور حکم دیا کہ باوجودیکہ عدالت نے ان لوگوں کو بری کردیا ہے؛ مگر ان پر پھر بھی سکونت اور ہتھیاروں کے متعلق قیود قانونی عاید رہینگی اسی کونسل کے سامنے بعض لوگوں کی یہ درخواستیں بھی پیش ہوئیں کہ وہ مولدین جو جلاوطنی کے بعد آباد کر دیئے گئے ہیں، یا اب تک مارے مارے پھر رہے ہیں، وہ سب بطور غلاموں کے انہیں دے دیئے جائیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مولدین غلام بھی بنائے گئے تھے محکمۂ احتساب مقدسہ کو جلاوطن مولدین میں، خواہ آزاد تھے یا غلام، بہت سے شکار ہاتھ آ گئے ان کے متعلق

[*] بقول مسٹر ہیوم کے تیرہ ہزار مولدین جہازوں یا کانوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ اسی تعداد میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو جرم بغاوت میں پھانسی دی گئی ہو۔ (مصنف)

Marfat.com

اس محکمہ نے بڑا کارنمایاں کیا۔ کئی برس تک قشتالہ کی عدالتوں کو اُن مولدین کے مقدمات سے فرصت نہیں ہوئی جو غرناطہ سے آئے تھے۔ آخر کار یہ اصول قرار دیا گیا کہ ایام بغاوت میں چونکہ ان لوگوں نے بہت سی اسلامی مراسم پر عمل کیا ہے اس لئے وہ سب مجرم ہیں۔ کسی قدر غیر معمولی مقدمہ ایک مولد موسومہ ڈائیگوڈی اورٹیگا کا تھا؛ اس شخص کی عمر بیس برس کی تھی، اس نے ١٥٨١ء میں اپنے آپ کو طلیطلہ کے محکمہ احتساب و محنہ کے سپرد کر دیا، اور یہ بیان کیا کہ جب میں کوہستان میں بچہ سا تھا تو میں نے بہت سی اسلامی مراسم پر عمل کیا تھا، اور طلیطلہ آنے کے برسوں بعد تک میرے دل میں مذہب مسیحی کی طرف سے سخت مشکوک رہے۔ اس نوجوان کے اقبال کے سوا اور کوئی شہادت اُس کے خلاف نہ تھی اسی لئے اُس کو پوشیدہ طور پر تعذیب کی سزا دی گئی، مگر محکمہ صدر نے ازراہ رحم یہ حکم دیا کہ اُس کی جایداد ضبط نہ کی جائے۔ باوجود ان تمام قیود اور تشددات کے ان اجنبی، جلاوطن، مصیبت زدہ لوگوں کی صنعت و حرفت، جو ان کی طبیعت ثانیہ بنی ہوئی تھیں، بارور ہوئیں باوصف اس کے کہ وہ دشمنوں میں لاکر آباد کئے گئے تھے اُنہوں نے اپنے علوم و فنون سے پھر وہ ترفہ حاصل کر لیا کہ جس کو دیکھ کر اُن کے ہمسایہ جلے مرتے تھے۔ مولدین کے جلاوطن کرنے کے دس برس بعد ایک سرکاری رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے؛ کیونکہ یہ لوگ نہ لڑائی پر جاتے ہیں نہ راہب بننے کا ان کے یہاں دستور ہے، وہ اتنے محنتی اور کاریگر ہیں کہ جس وقت وہ قشتالہ میں لاکر آباد کئے گئے تھے وہ ٹکڑوں کو محتاج تھے، اور ایک بالشت زمین بھی ان کے پاس نہ تھی؛ آج دس برس کے بعد وہ خاصے مرفہ الحال ہیں، بلکہ بعض تو خوب امیر ہو گئے ہیں، اگر بیس برس تک ان کی یہی کیفیت رہی تو یہاں کے اصلی عیسائی باشندے اُن کے نوکر ہو کر رہیں گے۔ یہ ظاہر تھا کہ اُن کو روندڈالنے سے کچھ حاصل نہیں ہوا، اور سپین کو سواء اس کے چارہ نہ تھا کہ یا تو اُن کا بیج ہی مار دیا جائے یا سب کو ملک بھر سے جلاوطن کر دے۔

Marfat.com

باب نہم

بیرونی خطرات

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مولدین نے، جن پر اس طرح ظلم ہو رہا تھا کہ اُن کا کوئی دادرس نہ ہوسکتا تھا اپنے قومی ہم مذہبوں سے استمداد کرنے میں کوتاہی کی ہوگی۔ پانچ صدیوں سے زیادہ گزر چکی تھیں کہ بحر روم اور اُس کے سواحلی ملکوں میں صلیب و ہلال کے آپس میں وہ زور آزمائی ہو رہی تھی کہ ایک دوسرے کو تباہ کر ڈالنا چاہتا تھا؛ ترکوں اور الجیریا والوں سے یہ امید رکھنی بیجا نہ تھی کہ وہ اپنے بھائیوں کے مصایب سے ہمدردی رکھتے تھے، اور اُن کے ذریعہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ اُس سلطنت کو کچل کر رکھ دیں جو سولھویں صدی میں منجملہ اور دشمنان اسلام کے مسلمانوں کی سب سے بڑی جانی دشمن اور سب سے پیش پیش تھی۔ بیرونی دشمن کا خطرہ سیاست دانان سپین کے سامنے ہر وقت کھڑا رہتا تھا؛ اُس کو رفع کرنے کی تدبیر اُنھوں نے یہ سوچی کہ مولدین پر قیود بڑھاتے چلے جائیں، اور اُن کو کسی کام کا نہ چھوڑیں۔ مگر اس سے نفرت و وحشت بڑھی، اور اُس نے اس خطرہ کو اور بھی تقویت دی کہ مظلومین اپنے ہم مذہبوں سے مدد مانگینگے؛ اُدھر دشمن کو اتنی بڑی اور غیر محفوظ سلطنت پر بنگاہ طمع دیکھنے کے وسایل بہم پہنچائے۔ مدجلین کا گروہ وفادار اور نمک حلال رعایا میں سے تھا، لیکن جب مذہبی دیوانگی کے زور نے اُن کو بھی عیسائی کرنا چاہا تو وہ ملک کے سب سے بڑے اور خطرناک اندرونی دشمن بن گئے۔ پیٹر شہید نے ۱۵۱۲ء ہی میں غرناطہ کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی دلاور قزاق بحری اندرون ملک کا رخ کر دے تو رعایا اُس کے ساتھ ہو جائیگی؛ اور چونکہ بادشاہ اس وقت نوار کے فتح کرنے میں مصروف ہے، نتیجہ یہ ہوگا

تمام ملک بالکل تباہ ہوجائیگا۔ ابھی غرناطہ کی بغاوت فرو نہیں ہوئی تھی کہ وینس کے سفیر سِکس مونڈو کوالی نے ۱۵۷۰ء میں یہ لکھا کہ اگر ملک بربر سے کہیں مدد مل جائے تو تمام ملک سخت ترین آفت میں مبتلا ہوجائیگا، کیونکہ سپین میں مولدین کی تعداد چھ لاکھ ہے، اور وہ ہر وقت حملہ آور کی مدد کے لئے تیار بیٹھے رہتے ہیں۔ ۱۵۷۵ء میں لورینزو پری یولی نے بھی اُن کا حال لکھا ہے، مگر اُنہوں نے اُن کی تعداد چار لاکھ بیان کی ہے، اور لکھا ہے کہ وہ ملک کے لئے دائمی خطرہ ہیں غرناطہ ہی کے مولدین نے، چند صد قسمت آزما لوگوں کی مدد سے، سلطنت کو اتنا تنگ کر ڈالا کہ اُس کو اپنے تمام عزم و ثبات اور جان و مال کو اُدھر مصروف کرکے اُنہیں مطیع کرنا پڑا؛ نہ معلوم اُس صورت میں کیا ہوتا کہ جب کوئی قومی بیڑہ اور بڑی فوج تمام مولدین کو شمشیر بکف ہونے کی ترغیب دیتا۔ چونکہ مولدین کی تعداد ہمیشہ بڑھتی، اور عیسائیوں کی تعداد گھٹتی چلی جاتی تھی تو بقول فرے بلیڈا کے (بشرطیکہ وہ صحیح ہو) وہ ترکوں اور افریقی مسلمانوں کی مدد سے سرزمین سپین کو پھر فتح کرلیتے۔

غرض لڑائی جاری تھی؛ گو اُس سے قومی عزت و حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا تھا، مگر وہ سب بہت دق اور پریشان کرنے والی تھیں۔ یہ عجیب بات تھی کہ اگرچہ سپین اپنے جہازوں کے بیڑے امریکہ اور بحر شمالی میں بھیج رہا تھا، مگر اپنے سواحل کی حفاظت اتنی بھی نہ کرسکتا تھا، کہ اپنے ملک کو ادنے بحری قزاقوں سے محفوظ رکھ سکتا۔ چنانچہ ایک مثل مشہور ہوگئی تھی کہ "سپین کے سواحل بحری قزاقوں کے لئے امریکہ بنے ہوئے ہیں" الزام مولدین ہی پر لگایا جاتا تھا، اور اس میں کچھ شک بھی نہیں ہے کہ اُن سے جہاں تک ہوسکتا تھا بحری قزاقوں کو مدد دیتے تھے۔ مسلمانان افریقہ سے رسل و رسایل رکھتے تھے اور ان قزاقوں کے حملوں سے یہ فایدہ اُٹھاتے تھے کہ اُن ہی کے ساتھ ملک بربر کو نکل جاتے تھے۔ جس سے اُن کے زمینداروں کو تکلیف ہوتی تھی لیکن سارا قصور چارلس پنجم اور فلپ دوم کی پالیسی متعلقہ ممالک غیر کا تھا کہ وہ دور افتادہ ملکوں میں آ اڑے ڈالتے، اور سپین کی طاقت کو ایسے جھگڑوں میں کھوتے رہتے تھے کہ جن کی قوم کے لئے

Marfat.com

کوئی اہمیت نہیں تھی۔ سپین کے سواحل کے غیر محفوظ چھوڑے رکھنے کی ایک یہ مثال کافی ہے کہ ۱۵۴۲ء میں مسلمانان افریقیہ جبل طارق پہنچ گئے۔ ویلاڈالڈ والوں کو اس سے اتنا دغدغہ پیدا ہؤا کہ انہوں نے چارلس کو درخواست دی کہ ملک کو بچانے کا کوئی فکر کیا جائے ۱۵۶۰ء میں بلنسیہ والوں نے درخواست دی کہ کچھ زیادہ قلعہ وغیرہ بنا لئے جائیں، اور چار جہاز نیپلس کے جہازوں میں سے اس طرف رکھے جائیں، اور اس کا خرچ خود ان سے وصول کر لیا جائے۔

قزاقان بحری کے ڈاکے ڈالنے کی شکایت اس وقت سے شروع ہوئی کہ جب سے غرناطہ میں جبراً عیسائی بنائے جانے کی سختی شروع ہوئی۔ کہا جاتا ہے جب ۱۴۹۹ء اور ۱۵۰۰ء میں لوگوں کو زبردستی اصطباغ دیا جا رہا تھا، اور دربار شاہی کے تمام ارکین غرناطہ ہی میں بیٹھے ہوئے اس کی نیز بغاوت فرو کرنے کی کارروائی کی نگرانی کر رہے تھے، تو مولدین نے یہ دیکھ کر مسلمانان افریقیہ کو بلا بھیجا؛ انہوں نے کئی مقامات پر آ کر آفت برپا کر دی، اور بہت سے عیسائیوں، بالخصوص پادریوں کو اٹھا کر لے گئے۔ یہ شکایت تمام مولدین کے نکالے جانے کے وقت تک قائم رہی فرے بلیڈا نے ان لوگوں سے ملک کو پاک کرانے کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی گنائی ہے کہ اس سے ملک سپین مسلمانوں کے آئے دن کے حملوں سے محفوظ ہو گیا، جن کو مولدین پناہ دیتے اور مدد کرتے تھے۔ سپین کے بہت سے گیتوں اور کہانیوں سے اس کی شہادتیں ملتی ہیں کہ یہ حملے اکثر ہوتے رہتے تھے، مگر ایک صحیح واقعہ میں رنگ آمیزی کرنی اور اس کے لئے فرضی افسانے گھڑنے کی ضرورت نہ تھی، جیسا کہ دو ایک واقعوں سے معلوم ہوگا۔ ۱۵۲۹ء میں چند مولدین باشندگان بلنسیہ نے باربروصہ سے یہ انتظام کیا کہ وہ ان کو ملک بربر میں لے جائیں۔ اس درخواست کی تعمیل میں انہوں نے اپنے نایب کو کچھ جمعیت کے ساتھ سپین بھیج دیا۔ ۷ اکتوبر کو انہوں نے دریاء الطائی پر پہنچ کر چھ سو آدمی اتار دیئے، اور ان کو سو سو آدمیوں کے گروہ میں تقسیم کر کے اندرون ملک میں بھیج دیا۔ قصبہاء پارچینٹ اور مرلیا سے انہوں نے سات سو مولدین کو جمع کیا اور بخیر و عافیت تمام اپنے جہازوں میں واپس آ گئے۔ قصبہ پارچینٹ میں انہوں نے وہاں کے

Marfat.com

وہاں کے زمیندار، پیڈرو پیرنڈریو کو اُس کے گھر میں گھیر لیا؛ وہ نو گھنٹہ کامل بڑی بہادری سے اُن کا مقابلہ کرتا رہا، آخر اُس کے مزارعین نے اُنہیں کو بتلایا کہ وہ کس طرح بآسانی چھت پر چڑھ سکتے ہیں، یوں وہ زمیندار گرفتار ہو گیا۔ اسی واقعہ میں کاونٹ آف ادلیوا کے بھی دو دستہ مولدین بھاگ گئے؛ اُس نے ساٹھ سوار لے کر اُن کا تعاقب بھی کیا، پیڈرو پورٹنڈو امیر البحر سپین کو دس ہزار کراؤن بھی دیئے گئے، مگر سب بیکار رہا۔ نائب باربروصہ نے اس غرض سے صلح کا جھنڈا بلند کیا کہ پیرنڈریو کے خون بہا کا تصفیہ کر لیا جائے گیارہ ہزار ڈوکیٹ مانگے گئے، اور وہ اس انتظار میں ٹھیرا رہا کہ بلنسیہ سے یہ رقم آجائے تو چلیں، لیکن اس اثنا میں اُن کو معلوم ہُوا کہ پورٹنڈو اُن کی گرفتاری کے فکر میں ہیں اس لئے وہ وہاں سے چلتا بنا۔ چونکہ ہوا ناموافق تھی اس لئے اُس کو ڈیس پالڈر میں ٹھیرنا پڑا، یہاں پورٹنڈو بھی اُس سے مل گیا اس پر باربروصہ کے نائب نے یہ حرکت کی کہ مولدین کو خشکی میں اُتار کر ۲۵ اکتوبر کو سپین کے بیڑہ سے بھڑ پڑا، سپین کی دو کشتیوں کے سواء تمام جہازوں کو ڈبو دیا، پورٹنڈو کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے کو گرفتار اور مولدین کو اپنے جہازوں پر سوار کر کے نکل گیا؛ الجیریا پہنچا اور پیرنڈریو کو مولدین سمیت باربروصہ کے سپرد کر دیا۔ پیرنڈریو کا خون بہا چار مرتبہ بھیجا گیا، مگر ہر مرتبہ رقم لانے والے لوگ دوسروں کو چھڑا لے گئے اور پیرنڈریو قید کا قید رہا۔ ۱۵۳۵ء میں جب چارلس تونس گیا تو پیرنڈریو کی بیوی نے اپنے بیٹے پیڈرو ڈی روڈا کو بادشاہ کے ساتھ اس امید پر بھیجا کہ وہ کسی معزز مسلمان کو گرفتار کریگا اور یوں اُس کا اور پیرنڈریو کا تبادلہ ہو جائیگا یہ بھی نہ ہو سکا تو پیڈرو بہت سے خطوط لے کر پہلے فلینڈرس گیا؛ وہاں سے وینس پہنچا، چونکہ باربروصہ اُس کے باپ کو ۱۵۳۳ء میں قسطنطنیہ لے گئے تھے اس لئے اُس کا ارادہ تھا کہ وہ وہاں جائے لیکن جب وہ رگوسا پہنچا تو اُس کو معلوم ہُوا کہ باربروصہ ایک بہت بڑا بیڑہ لئے ہوئے چارلس کا مقابلہ کرنے کے لئے (۱۵۴۱ء) الجیریا میں آرہے ہیں، یہ سُن کر اُس نے رینی ڈچس آف فیریرا کا خط سفیر ترکی متعینہ دربار پیرس کو دے کر پانچ ہزار ڈوکیٹ پر اپنے باپ

کے خون بہا کا فیصلہ کیا۔ باربروصہ طولون میں آئے، پیڈرو اُن سے ملنے کے لئے بھاگا گیا، لیکن جب وہ جینوا پہنچا تو اُس کو قسطنطنیہ سے اطلاع ملی کہ اُس کے باپ کا انتقال ہو گیا، اور بلنسیہ سے خبر ملی کہ اُس کی ماں بھی مرگئی۔ نایب باربروصہ سے کسی قدر کم کامیابی ایک دوسرے قزاق بحری کو ہوئی، جو نو مسلح کشتیاں اور چھ سو آدمی لے کر لورقہ، واقعہ ساحل قرطاجنہ پر اترا تھا۔ لوگ ایک برج میں جا چھپے، اُس کو آگ لگا دی گئی، اور قزاق موصوف ساٹھ قیدیوں اور بہت سا مال مغروقہ لے کے چلتا بنا۔ وہاں سے وہ اسقف ٹوماس ڈی بورجا کو گرفتار کرنے کی غرض سے ملاغہ پہنچا، لیکن اسقف موصوف کو اس کی خبر لگ گئی اس لئے وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ ۱۶۱۰ء کے تمام موسم گرما میں سپین کے تمام جنوبی ساحل کو ایک انگریز، موسومہ سائمن ڈانسر نے پریشان رکھا، جو عیسائیوں اور مسلمانوں کا ایک گروہ لئے ہوئے لوٹ مار کرتا پھرتا تھا۔ فرانس سے وہ نکلوا دیا گیا، اور الجیریا میں اُس کو پناہ دی گئی۔ وہ ہر ایک جہاز کو، خواہ وہ کسی قوم و ملک کا ہوتا، گرفتار کر لیتا تھا، اور اندلسیہ کے سواحل کو خوب لوٹتا تھا۔ جہاں اُس کو اور چیزیں ملیں وہاں اُسے میکسیکو کا ایک جہاز بھی ہاتھ لگا، جس پر تین لاکھ ڈوکیٹ بار تھے۔ دو جہاز اور بھی اُس نے پکڑے، جن پر ڈیڑھ سو باشندگان ہسپانیہ تھے۔ اُن کو اُس نے ٹیطوان میں جا کر بطور غلاموں کے فروخت کر ڈالا۔

اس کے ذمہ دار بھی مولدین ہی قرار پائے، خاص کر اس لئے کہ وہ ملک بربر کو بھاگ جانا چاہتے تھے، اور اس کے لئے وہ قزاقان بحری سے رسل و رسایل رکھتے تھے۔ اُن کو فرار ہونے کے لئے بہترین موقع حاصل تھے، اور اکثر بڑی تعداد میں نکل بھی بھاگتے تھے۔ ۱۵۵۹ء میں ڈھائی ہزار بھاگ گئے؛ ۱۵۸۰ء میں پالمیرا کے تمام آدمی بھاگ گئے؛ ۱۵۸۴ء کے موسم گرما میں الجیریا کا ایک بیڑہ بلنسیہ آکر دو ہزار تین سو آدمیوں کو لے گیا، اور دوسرے سال ایک اور بیڑہ کیلوسا کے تمام مولدین کو لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ الجیریا نے کچھ علاقہ سلطان ترکی سے لیا تھا، اور وہ اس کو مولدین کو لا لا کر آباد کرنا چاہتے تھے*۔ اس کا یقین کامل ہو چکا تھا کہ ان تمام ترکیبوں کی اصل و بنیاد

(* یہ نوٹ صفحہ ۲۷۱ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

مولدین ہیں۔ اس کے رفع دفعہ کے لئے تمام تدابیر کی گئیں؛ اگر نہیں کیا گیا تو صرف یہ کہ سواحل کو مضبوط کر لیا جاتا۔ ۱۵۰۵ء میں پیٹر شہید بیان کرتا ہے کہ تمام سواحل افریقی بحری قزاق مسلمانوں کے لکد کوب ہو رہے تھے۔ اس شکایت کے رفع کرنے کے لئے ۱۵۰۸ء میں فرڈی نینڈ نے یہ حکم دیا کہ جبل طارق سے لے کر المیریا کے دو فرسخ آگے تک تمام علاقہ غیر آباد کر دیا جائے اور وہاں بجاء مولدین کے پرانے عیسائی بسا دیئے جائیں۔ اس تجربہ میں بھی ناکامی ہی ہوئی۔ ۱۵۳۲ء میں سیگوویا والوں نے اس کا سارا الزام اُن مسلمانان افریقیہ پر رکھا جو افریقیہ سے لاکر یہاں آزاد چھوڑ دیئے گئے تھے؛ وہ اپنے ہموطنوں سے خط وکتابت رکھتے تھے؛ اس لئے اہالی سیگوویا نے چارلس کو لکھا کہ اُن کو آزاد کرنے کے ایک برس کے اندر اندر سواحل سے بیس فرسخ کے فاصلہ پر ہٹا دیا جایا کرے؛ اور اگر نہ جائیں تو اُن کو سزاء موت دی جائے۔ لیکن چارلس نے اس کو ترمیم کرکے دس فرسخ کا فاصلہ کر دیا؛ اور خلاف ورزی کی سزاء سو ضرب تازیانہ اور دوسرے مرتبہ اُسی جرم کے ارتکاب کرنے کے بدلہ میں مشقت جہازی کی سزاء تجویز کی۔ بلنسیہ میں جو تکالیف ہوئیں اُن کا الزام بھی مولدین ہی کے سر تھوپا گیا۔ ۱۱ جنوری ۱۵۴۳ء کو وہاں کے وائسرائے نے ایک اعلان جاری کیا کہ مولدین کے تعلقات قزاقان بحر سے ہیں؛ اور وہ ہمیشہ افریقیہ چلے جانے کے فکر میں رہتے ہیں؛ اس لئے اُن کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی سکونتوں کو تبدیل نہ کریں؛ ورنہ اُن کی تمام جائیداد ضبط کی جائیگی۔ جو زمیندار اُن کو اپنے یہاں رکھیگا اُس کو پانسو فلارن جرمانہ کیا جائیگا۔ جو مولد بغیر پروانہ راہداری کے ساحل اور القنطہ اور برشلونہ کے ... میں سفر کرتا ہوا یا کسی اور علاقہ میں جاتا ہوا پکڑا جائیگا اُس کو سزاء موت دی جائیگی اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائیگی۔ جو لوگ کہ آٹھ برس پہلے عیسائی ہو چکے ہیں اور قزاقان بحری کو مدد یا

(حاشیہ صفحہ ماسبق) ✻ سروینٹیز نے اس موقعہ پر جو لوگ گئے تھے اُن کی روانگی کا حال بہت تفصیل سے لکھا ہے عیسائیوں نے ایک قلعہ نما گرجا میں پناہ لی تھی اور دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا۔ اسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان سواحل کیسی مخدوش اور غیر محفوظ حالت میں تھے۔ (مصنف)

Marfat.com

کسی قسم کا مشورہ دیتے ہیں اُن کی بھی یہی سزا ہوگی۔ جب اس قانون پر عمل کرنے کا وقت آیا تو معلوم ہوا کہ مجرموں نے کسی ترکیب سے اپنے آپ کو بالکل مفلس کر رکھا ہے، تاکہ وہ سزائے ضبطی سے محفوظ رہیں۔ یہ دیکھ کر چارلس نے ۱۵۳۶ء میں حکم دیا کہ کسی شخص کو معاف نہ کیا جائے، اور سزاء موت اور مشقت جہازی کی سزائیں کسی حال میں معاف نہ کی جائیں۔ ۱۵۴۱ء میں اسی قسم کا ایک اور قانون جاری ہوا۔ اس کے موافق اوری ہیولا اور ساحل کے درمیان میں مولدین کا جانا ممنوع قرار دیا گیا۔ ۱۵۴۵ء میں اسی کی تجدید کی گئی۔ اسی سال ایک فرمان شاہی کے ذریعہ سے بلنیسہ کے محکمۂ احتساب و محنہ پر زور ڈالا گیا کہ وہ دو ہزار ڈوکیٹ سواحل کی حفاظت کے لئے ادا کرے۔ ۱۰ دسمبر ۱۵۶۷ء کو ایک اور قانون بنایا گیا، اور اس کے رو سے یہ فرض کر لیا گیا کہ جو نقصانات قزاقان بحری کرتے ہیں وہ مولدین کی مدد سے کرتے ہیں اور حکام چشم پوشی کر کے مجرموں کو سزائیں نہیں دیتے۔ اس لئے یہ حکم ہوا کہ جو لوگ دین عیسوی کے دشمنوں سے تعلقات اور سازباز رکھینگے اُن کو سزاء موت اور ضبطی جائیداد دی جائیگی؛ اس کے علاوہ عیسائیوں کا جتنا نقصان ہوگا (جس میں اُن قیدیوں کا خون بہا بھی شامل ہے جن کو قزاق اپنے ساتھ لے جائینگے) وہ مولدین سے وصول کیا جائیگا۔ یہ تمام قوانین بے اثر رہے۔ ۱۵۸۵ء میں ایک اور اعلان ہوا کہ مولدین کو سواحل کے پاس نہ جانے دیا جائے۔ اگر قانون بنانا ہی اس مرض کی دوا تھی تو اس کی کوئی کمی نہ تھی، مگر مشکل یہ تھی کہ نہ صحیح مرض تشخیص کیا جاتا تھا، نہ دوا ہی صحیح ہوتی تھی۔ ایک کسی قدر معقول تدبیر وہ تھی جو باشندگان بلنیسہ نے [illegible]ء میں تجویز کی تھی کہ اگر محکمۂ احتساب محنہ کی سختی میں کمی کر دی جائے، اور ایک مولد کی شہادت دوسرے کے حق میں پیش نہ کی جایا کرے، تو وہ اس پر تیار ہو جائینگے کہ جتنے عیسائی قیدیوں کو بلنیسہ کے ساحل پر اُن لوگوں نے گرفتار کیا ہے سب کو چھوڑ دیں۔ اس درخواست میں یہ دلیل پیش کی گئی تھی کہ اگر ایسا کیا گیا تو قزاقان بحری کے حملے موقوف ہو جائینگے، کیونکہ نہ اُن کو مولدین سے مدد ملیگی، نہ یہ لوگ انہیں خبریں دینگے۔ اس کے علاوہ مولدین کو خود یہ خیال پیدا

Marfat.com

ہو جائیگا کہ جہاں تک ہو سکے ان کو ادھر آنے سے روکے رکھیں۔ جیسا کہ ہونا یقینی تھا یہ درخواست نامنظور کر دی گئی۔

یہ تمام ذلتیں اور پریشانیاں برداشت ہو رہی تھیں جن سے مولدین کے ساتھ نفرت بڑھتی چلی جاتی تھی، مگر اب تک حاصل وصول کچھ بھی نہ ہوا تھا جس چیز سے کہ تمام سلطنت ہر وقت لرزہ براندام رہتی تھی وہ یہ تھی کہ عام طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ مولدین کسی بیرونی حملہ آور کے انتظار میں ہیں، اور کسی قوی سلطنت کو حملہ کرانے کی سازش میں لگے ہوئے ہیں۔ سولھویں صدی کے آخر، اور خاص کر بغاوت غرناطہ کے بعد سپین کے سیاست دان اسی فکر میں گھلے جاتے تھے۔ مولدین کو ہر وقت یہ معلوم ہوتا رہتا تھا کہ وہ ایسی زمین پر چل رہے ہیں کہ جس کے نیچے آتش فشاں پہاڑ ہے، وہ ہر وقت اس کے منتظر رہتے تھے کہ یہ زمین اب پھٹی کہ پھٹی، وہ نئی سازش کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے، محکمہ احتساب و محنہ کا بھلا ہو کہ اس کو بہت ہی جلد معلوم ہو گیا کہ جس چیز کی وہ تلاش میں ہیں وہ کچھ دور نہیں ہے۔ یہ امر کہ مولدین سلطنت سپین کو سخت ضعیف و متزلزل کئے ہوئے ہیں اس رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے جو ۱۵۹۴ء میں نن شیو کا سے ٹانوئے پوپ کلیمنٹ ہشتم کو کی تھی۔ اس رپورٹ میں اس نے لکھا تھا کہ سرزمین سپین میں اندرونی طور پر تو بالکل امن و عافیت ہے، وہاں کے باشندے بھی نمک حلال اور وفادار ہیں، مگر مولدین کا گروہ سخت خوفناک ہے۔ وہ جبر عیسائی بنائے گئے ہیں مگر فی الحقیقت مسلمان ہیں۔ ان کی تعداد اس وقت تین لاکھ ہے مگر اضعافاً مضاعفہ بڑھ رہے ہیں، اور چونکہ صنعت و حرفت جانتے ہیں اور جزرس ہیں اس لئے دولتمند ہیں بحیثیت مجموعی وہ ایسی رعایا ہیں کہ جن کی طرف سے ہر وقت فکر رہنا چاہئے۔

جب فلپ دوم ۱۵۵۹ء میں سپین واپس آیا تو اس نے مولدین کے متعلق رپورٹ طلب کی تاکہ وہ اس پر اپنی آئندہ پالیسی کی بنیاد رکھیں۔ جب اس رپورٹ کے لکھنے کے لئے تحقیقات کی گئی تو جہاں اور باتیں معلوم ہوئیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے ترکوں سے بھی سازش کی

Marfat.com

ہے کہ جب وہ بغاوت کریں تو اُدھر سے وہ بھی حملہ کر دیں ۱۵۶۷ء میں ایک شخص ہاپرونی مورولڈن پر بلنسیہ کے محکمہ احتساب و محنہ نے مقدمہ قایم کیا۔ دوران تحقیقات میں معلوم ہوا کہ حال ہی میں بادشاہ الجیریا کا ایک خط آیا تھا جس میں مولدین کو بغاوت کی ترغیب دی گئی تھی اور یہ لکھا تھا کہ اسلحہ وہ بہم پہنچا دینگے۔ اس کے بعد ہی غرناطہ کی بغاوت ہوگئی۔ اس سے اگرچہ یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کی سلطنتیں جیسا کہ ظاہر کیا گیا تھا حملہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھیں مگر ساتھ ہی روز روشن کی طرح یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسی نے کوئی حملہ کیا اور ساتھ ہی باغیوں نے حملہ آوروں کی مدد کی تو سلطنت سپین اتنی کمزور ہے کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتی ۱۵۸۳ء میں یہ افواہ اُڑی کہ شاہ مغربی والی لوار اور ترکوں نے مل کر سپین پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور مولدین نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کی مدد کرینگے۔ یہ سُن کر محکمہ صدر نے ۲۳ جنوری ۱۵۸۴ء کو ارغون کے حکام کو یہ حکم دیا کہ اس کی تحقیقات کر کے ایک تفصیلی رپورٹ بھیجیں جس میں بغاوت کے متعلق شہادت، افواہ اور شکوک بھی درج کریں۔ چنانچہ ایک بہت طول طویل رپورٹ پیش کی گئی۔ اس رپورٹ سے بصاف معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس خصوص میں کتنا فکر تھا اور اس معاملہ میں کتنی احتیاطیں کی جاتی تھیں۔ اس رپورٹ کا خلاصہ درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ کچھ اندازہ لگایا جاسکے۔

رپورٹ کے شروع میں درج ہے کہ ۱۵۲۶ء میں جب مسلمانان بلنسیہ اور ارغون کو بجبر عیسائی بنایا گیا اُسی وقت سے محکمہ احتساب و محنہ نے اُن پر نگرانی قایم کر لی۔ جو شہادت کہ اس وقت جمع کی گئی ہے اس سے بصاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کھلم کھلا مسلمانوں کی طرح رہتے رہے۔ اُن کو عیسائی بنانے کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ سب ضایع گئیں کیونکہ وہ اس وقت بھی اپنے دین پر ویسے ہی قایم ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ کوئی آثار ایسے نہیں ہیں کہ ۱۵۶۵ء تک بغاوت ہو لیکن جب حکام ارغون نے جوان اسے ویڈو کو میڈریڈ والوں نے فرانسسکو ہرنڈیز او ڈامیگو توریلا، مولدین ویلا ڈالڈ اور ارے ویلا کو گرفتار کیا تو اُن کے اقبالی بیانوں سے یہ

معلوم ہوا کہ ارغون و بلنسیہ کے مولدین بغاوت کرنے کے لئے ترکوں سے انتظام کر رہے ہیں۔
۱۵۶۸ء میں غرناطہ کی آفت شروع ہوگئی اُس وقت ارغون والوں کو بھی جوش آیا ہوا تھا اور
وہ اسلحہ اور سامان خورونوش ذخیرہ کر رہے تھے کیونکہ اُن کو یہ یقین تھا کہ ترک انہیں مدد دینگے۔
قصبہ گرائیسل سے (جو طرزونہ کے قریب واقع ہے) یہ رپورٹ آئی کہ جب مولدین سے ہتھیار لئے
گئے ہیں تو انہوں نے اپنی کمانیں اور تلواریں دے دیں مگر بندوقیں چھپالی تھیں۔ ڈاروکا سے
دو گاڑیاں بندوقوں کی بھر کر ولافیلس میں بھیجی گئیں، جہاں بارود کے چار کارخانے بڑے زور
سے کام کر رہے تھے۔ تورپلاس میں بہت سی توپیں بسکے سے لائی گئیں اور بندوق سازوں
نے یہ اطلاع دی کہ مولدین برابر بندوقیں طلب کر رہے ہیں۔ ۱۵۶۹ء میں بلنسیہ کی سرحد پر
ایک مخبر نے دو گاڑیاں سیسہ اور تانبے کی پکڑیں، جو مولدین خچربان لئے جاتے تھے۔ سیلڈا میں
ایک خچربان دو مشکیں بظاہر تیل کی بھری ہوئی لئے آتا تھا، لوگوں کو تیل کی ضرورت تھی انہوں نے
ایک مشک زبردستی پکڑ لی، خچربان یہ دیکھ کر غائب ہوگیا۔ جب اُن مشکوں کو کھول کر دیکھا گیا تو
معلوم ہوا کہ اُن میں بجائے تیل کے بارود بھری ہوئی ہے ایسی بہت سی شہادت موجود تھی جس سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ عید الفصح (ایسٹر) پر متفقہ طور سے بغاوت کی جائے، مگر غرناطہ والوں نے
قبل از وقت ہی عید المیلاد (کرسمس) میں بغاوت کردی، باقی مولدین اس بغاوت کے نتیجہ
کا انتظار کرنے لگے، مگر شاہی فوج نے جو کارروائی کی اُس سے وہ دل شکستہ ہوگئے۔

غرناطہ میں جو کچھ واقعات پیش آئے اور بغاوت فرو کی گئی اُس سے یہ معلوم ہوا کہ تھوڑے
روز کے لئے یہ فکر رفع ہوگیا، مگر ۱۵۷۳ء میں یہ خبر ملی کہ بادشاہان طلمسان والجیریا اسپین
پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور مولدین بغاوت کر کے اُن کی مدد کرینگے۔ اس خطرہ کو رفع
کرنے کے لئے مولدین بلنسیہ سے ہتھیار لے لئے گئے۔ اس میں یوں بھی پیچیدگی پڑ گئی کہ آرغون
یا پیرنیس سے حملہ ہوگیا۔ جب جنوری ۱۵۷۵ء میں فرانس کے ایک ہیوگوناٹ موسومہ فرانکائیس
نلیاس نے اپنے مقدمہ کے دوران میں جب اُسے تعذیب کی گئی تو یہ بیان دیا کہ اب سے

دو برس پیشتر وہ مولدین ارغون اور بیرن ڈی راس برن کے وائیسرائے کے درمیان میں نامہ بر رہا ہے۔ اُس نے اپنے ساتھ ہی ایک مولڈ لوپ ڈارکوس نامی کو بھی پھانسا، اور جب اُس کی تعذیب کی گئی تو اُس نے بھی سب کچھ قبول لیا۔ یہ قرار پایا تھا کہ اگر اس اپنے آدمیوں کو لے کر ارغون پر حملہ کردے تو سربرآوردہ مولدین اپنے آدمیوں سے بغاوت کرا دینگے، اور اُس کو جتنے روپیہ کی ضرورت ہوگی بہم پہنچا ئینگے، بظاہر اس اُن سے دس یا بارہ ہزار کراؤن پیشگی مانگتا تھا۔ بادشاہ الجیریا اور سلطان روم کے پاس سفیر بھیجے گئے، اُنھوں نے بھی اس ترکیب کو پسند کیا، اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس معاملہ میں جلدی کرنی چاہئیے، لیکن ڈان جان کے بلنسیہ میں آجانے، اور مولدین کو نہتا کر دینے سے سارا نقشہ بگڑ گیا۔ لیکن یہ نہیں ہوا کہ اس ارادہ کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہو۔ ایک شخص جوزف ڈوارٹی قسطنطنیہ بھیجا گیا، وہ دسمبر ۱۵۷۶ء میں سلطان کا خط لے کر آیا جو مولدین کو دکھلایا گیا۔ جہازوں کے تین بیڑے آنے والے تھے، ایک برشلونہ پر بگنان کے درمیان میں ٹھیرتا، دوسرا ڈینیا میں اور تیسرا مرسیہ اور بلنسیہ میں، مولدین سے کہا گیا تھا کہ جب تک یہ نہ آجائیں وہ بالکل خاموش رہیں (یہ ظاہر تھا کہ بیڑوں کے پہنچنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہو سکتا تھا) اور غرناطہ والوں کی طرح بے صبری نہ کریں۔ فروری ۱۵۷۷ء میں ایک مخبر لیوس مورنیو نامی خبریں لانے کے لئے بھیجا گیا، اُس نے آکر یہ اطلاع دی کہ ہر ایک بات کا انتظام ہو گیا ہے، اور ساری تیاریاں بلنسیہ اور ارغون میں مکمل ہیں، اب صرف بیڑوں کے پہنچنے کا انتظار ہے، جو فرش اور گولیٹا میں جمع ہو چکے ہیں۔ صرف یہی ایک شخص اپنی قوم کا غدار نہ تھا، بلکہ ایسے اور بہت سے آدمی محکمہ احتساب محنہ سے تنخواہیں پاتے تھے، اور مولدین کی خفیہ مجالس شوریٰ میں بھی شامل تھے۔ اپریل کے آخر تک محکمہ مذکور نے ایک خط، مورخہ ۱۶ اپریل، کی نقل حاصل کر لی جو آن ڈی بنامیر ساکن بلنسیہ نے لکھا تھا، اور اُس میں مولدین ارغون کو یہ اطلاع دی تھی کہ بادشاہ الجیریہ نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ بیڑے کے بھیجنے میں کچھ دیر ہو گئی، لیکن وہ پہنچیگا ضرور، جب تک وہ نہ آئے مولدین کو تیار رہنا چاہئیے۔ پھر ماہ مئی میں یہ اطلاع ہوئی کہ بیڑہ ماہ اگست تک نہیں پہنچ

سکتا۔ بادشاہ الجیریا کے ایک اور خط کی نقل ملی جس میں تمام امور کو بالتفصیل بیان لیا گیا تھا؛ بیڑے اور فرانس کا حملہ ایک ہی وقت میں ہونے والا تھا؛ جب اہالی فرانس یہ پہنچ جاتے تو مولدین کوہستان چلے جاتے۔ اس میں سے کتنی باتیں صحیح تھیں اور کتنی باتیں مخبروں نے اپنی روٹی کمانے کے لئے بنائی تھیں، اتنے عرصہ کے بعد معلوم کرنا ناممکن ہے۔ مگر ۱۵۷۶ء سے لے کر ۱۵۵۹ء تک جتنے آدمیوں کو محکمہ احتساب محنہ نے گرفتار کرکے مقدمے چلائے، اُن کے اقبالوں سے اُس کی تائید ہوتی ہے۔ محکمۂ احتساب محنہ برابر اپنی کارروائیوں میں لگا ہُوا تھا، وہ لوگوں کو گرفتار کرکے سزائیں دے رہا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سازش کا وجود ضرور تھا، اور سازش کنندوں کو یہ امیدیں دلائی گئی تھیں کہ فرانس اور بربر سے اُن کو مدد ملیگی۔ یہ بھی قیاس غالب ہے کہ اہالی فرانس کو اپنے وطن میں کسی مشغلہ کی ضرورت تھی، اور فلپ نے اسی واسطے فرانس کے رومن کیتھولک لوگوں کو مدد بھی دی تھی۔

قاعدہ ہے کہ جب کسی پولٹیکل مخبر کو کسی واقعی اور صحیح سازش کی خبریں نہیں ملتیں تو اُس کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ خود ہی ایک سازش کو بنا کھڑا کرتا ہے۔ دسمبر ۱۵۸۲ء میں حکام بلنسیہ نے حکام سرقسطہ کو اطلاع دی کہ انہوں نے مولدین کی ایک خط و کتابت کو پکڑا ہے، جو اہالی الجیریا سے تھی۔ اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ مولدین بلنسیہ عید الفصح میں بغاوت کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس اطلاع پر بہت سے آدمی گرفتار ہوئے؛ لیکن یہ بغاوت نہیں ہوئی؛ البتہ ماہ مئی میں اُسی مخبر لیوس مورینو نے یہ اضطراب پیدا کرنے والی خبر لا کر دی کہ قسطنطنیہ اور الجیریا سے اب بھی وہی پرانے وعدے ہو رہے ہیں، جن کا ایفاء اُس سفارت کے نتیجہ پر منحصر ہے جو سلطان نے بادشاہ فرانس کے پاس بھیجی ہے، اور جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خشکی سے سپین پر حملہ کریں، تو سلطان سمندر کی طرف سے حملہ کریگا۔ اس پر ایک اور مخبر، موسومہ گل پیریز، فرانس بھیجا گیا، وہ کچھ خبریں لے کر آیا؛ ان خبروں کی بنا پر آٹھ یا دس مولدین گرفتار کئے گئے، ان کے کاغذات بھی ضبط ہوئے، ان کو تعذیب بھی کی گئی، مگر ان سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی۔ محتسبین جانتے

Marfat.com

تھے کہ پیریز خود اوّل درجہ کا بدقماش آدمی ہے کیونکہ سنہ ۱۸۵۱ء میں اُسی کی مخبری پر ریوسکا کے چند مولدین کو گرفتار کیا گیا تھا جب اُن پر مقدمہ قایم کیا گیا تو اُنہوں نے مذہب سے روگردانی کا تو اقرار کرلیا لیکن جن جرایم کا پیریز نے اُنہیں متہم کیا تھا وہ ثابت نہ ہوسکے۔ ان میں سے ایک کی شہادت سے یہ معلوم ہوا کہ پیریز نہایت کمینہ آدمی چور اور جعلساز ہے*۔ پیریز پر مقدمہ قایم ہوا وہ اپنی جوابدہی میں برابر اپنی صداقت پر زور دیتا اور یہ کہتا رہا کہ جو خبریں میں نے دی ہیں وہ صحیح ہیں لیکن ساتھ ہی اُس نے یہ بھی اقرار کیا کہ مجھے مولدین سے اس خدمت کے عوض میں تنخواہ ملتی ہے کیونکہ احتساب چاہتا تھا کہ ان کی کارروائیوں سے اُنہیں مطلع کرتا رہوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اس نے بہت سے گواہوں سے بحلف جھوٹے بیان دلوائے ہیں اور بہت سے جعلی خطوط بنائے ہیں۔ جتنے مولدین مجرم بنائے گئے تھے وہ سب بری کردیئے گئے اور پیریز اور اُس کے پیش کردہ گواہوں کو سزا ہوئی۔ ادعائی سازش صاف طور پر جھوٹ اور بناوٹی تھی لیکن اس سے اتنا ضرور فایدہ ہوا کہ فکر برابر قایم رہا۔ ان تمام باتوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خطرات کس طرح ناسور ہو گئے تھے اور ان سب کی وجہ یہ تھی کہ مولدین کی غیر طبعی حالت بنادی گئی تھی محکمہ صدر کے خط مورخہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۵۸۸ء کی تعمیل میں بلنسیہ سے اس پر اور بھی زیادہ روشنی پڑتی ہے اس خط میں اُن کی توجہ شاہی حکم مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۵۸۸ء پر مبذول کرائی گئی تھی جس میں تحریر تھا کہ مولدین کی سازشوں سے خبر رکھنے میں وہ بہت ہوشیاری کو کام میں لائیں اور اُن کو تاکید کی گئی تھی کہ مولدین کی نگرانی شدید تر کی جائے وہ ہر وقت نظر رکھیں اور جو کچھ وہ دیکھیں یا سنیں اُس کی فوراً حکام سرقسطہ کو اطلاع دیدیں۔

یہ نگرانی اور ہوشیار رہنے کی یہ تاکیدیں برابر جاری رہیں محکمہ صدر نے اپنے ایک خط مورخہ ستمبر سنہ ۱۵۹۱ء میں احتساب بلنسیہ کو لکھا کہ بادشاہ کو ابھی معلوم ہوا ہے کہ مولدین کے کچھ

---

* سنہ ۱۵۵۸ء میں ایک اور ادعائی سازش کے الزام میں بہت سے آدمیوں کو سزا موت دی گئی۔ مسلمانان الجیریا نے اس کے انتقام میں ایک عیسائی کو جو اُن کے قبضہ میں تھا سخت عذاب دے دے کر مار ڈالا۔ (مصنف)

Marfat.com

بدارادے ہیں اور اس کے لئے جو تدابیر وہ اختیار کر رہے ہیں اُن سے بھی بادشاہ کو مطلع کیا گیا ہے۔ تین گاڑیاں ایسی پکڑی گئی ہیں جن میں بارود بھری ہوئی تھی مولدین اُس کو مال تجارت منا کر یا زہ سے اویلا لئے جاتے تھے۔ لہذا محتسبین کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اور خفیہ طور پر جو سازش ہو رہی ہے اُس کا پتہ لگائیں اور یہ معلوم کریں کہ مولدین کس سے خط و کتابت کر رہے ہیں آیا وہ گندھک اور شورہ کی خرید و فروخت کر رہے اور بارود بنا رہے ہیں یا نہیں اور آیا اُن کے پاس ہتھیار پوشیدہ یا ظاہر ہیں یا نہیں۔ جو کچھ معلوم ہو اُس سے بذریعہ راز مُہری خطوں میں معہ اپنی رائے اور اپنے مشورہ کے اطلاع دیں۔

فرانس میں مذہبی جنگ کے ختم ہونے بادشاہ کو اختیارات شاہی حاصل ہونے اور ہنری چہارم جیسے قابل بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے سے اُس طرف کا خطرہ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ خصوصاً اس لئے کہ ہنری کو سپین سے انتقام لینے کے بہت سے وجوہ تھے۔ ماہ مئی ۱۶۰۲ء میں کاونٹ آف بے ناوین نے والیسرائے صوبہ بلنسیہ کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ تحقیقات کر کے رپورٹ کریں کہ آیا اُس کے صوبہ کے مولدین فرانس والوں سے کچھ رسل و رسائل رکھتے ہیں یا نہیں۔ والیسرائے مذکور نے اس کا جواب نفی میں دیا مگر ساتھ ہی یہ لکھا کہ اُن کے تعلقات ترکوں سے پہلے کی نسبت بھی زیادہ گہرے ہو گئے ہیں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ حال ہی میں جو فرمان شاہی جاری ہوا ہے اُس سے اُن کے اوپر بہت زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے۔ ارغون کے مولدین سے اس کی زیادہ توقع تھی کہ وہ فرانس کے ساتھ سازباز کریں گے وہاں فرانس کے آدمی زیادہ ہیں بلنسیہ میں بھی پندرہ سولہ ہزار فرانسیسی ہیں۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس پر بادشاہ کو غور سے تامل کرنا چاہئے۔ کونسل آف سٹیٹ نے اپنی مجلس شوریٰ کے بعد ۱۲ اگست کو فلپ سوم کے سامنے اس رپورٹ کو پیش کرتے ہوئے لکھا کہ ان واقعات کے مقابلہ میں یہ معاملہ نہایت اہم ہے اور اس پر فوری کارروائی ہونی چاہئے۔ ایک شخص بارٹلمی صقلیہ (سسلی) جانا چاہتا تھا گرفتار کیا گیا کیونکہ اس شخص نے قسطنطنیہ سے کوئی خط لکھا تھا۔ واقعہ بالا سے چند مہینہ بعد یہ خط

Marfat.com

پیش کرتے ہوئے کونسل نے اپنی اسی رائے پر پھر توجہ دلائی، نیز یہ لکھا کہ "مولدین بادشاہ مراکش سے خط و کتابت کر رہے ہیں، اور حال ہی میں انہوں نے ایک سفیر ترکوں کے پاس بھیج کر ان کو تاکید کرائی ہے کہ وہ سپین پر حملہ کریں۔ یہ سفیر قرطبہ سے آیا تھا، قسطنطنیہ میں اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوا، مگر چونکہ اس مہم میں دقتیں بہت معلوم ہوتی تھیں اس لئے وہ بے نیل مرام واپس آگیا"

مولدین نے ترکوں اور افریقیہ کے مسلمانوں سے امداد حاصل کرنے پر جو توقعات باندھی تھیں، وہ خواب سے زیادہ وقیع نہ ثابت ہوئیں؛ مگر ۱۶۰۲ء میں اس کی کافی وجوہ پائی جاتی ہیں کہ فرانس سے ان کو مدد ملنے کی امیدیں تھیں۔ مجامع مولدین بلنسیہ نے اپنی طرف سے پانچ آدمیوں کو اس غرض سے نایب مقرر کیا کہ وہ بغاوت کا انتظام کریں۔ ایک فرانسیسی مارٹن ڈی آئی رونڈے، الاکوس میں رہتا تھا، اس نے ان نایبین کو ایک فرانسیسی مخبر پیسکوال ڈی اٹاینے، سے ملوا دیا۔ ان لوگوں نے اس شخص کو اپنی تدابیر سے مطلع کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ ہم ملک سپین کو فرانس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ شخص نایبین میں سے ایک، مگیول الامی، کو معہ ایک عرضداشت کے، ہنری کے پاس لے گیا۔ یہ عرضداشت بلنسیہ کے مولدین کی طرف سے تھی اور اس میں لکھا تھا کہ ان کے چھتر ہزار خاندان، پانچ قبیلوں میں منقسم ہیں، ہر ایک قبیلہ کے تین تین نایبین ہیں، یہ معاملہ ان ہی لوگوں کو سپرد کر دینا کافی ہوگا۔ وہ ساٹھ ہزار آدمی بہم پہنچا سکتے ہیں، سوائے ہتھیاروں کے ان پر کچھ اور خرچ نہ ہوگا، اور وہ خود تمام چیزوں کا انتظام کرینگے بلکہ کچھ مدد خرچ اپنی طرف سے ادا کرینگے۔ بلنسیہ بالکل ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر فرانس ہماری مدد کریگا تو یہاں کا بادشاہ ہم ہنری چہارم کو بنا دینگے۔ صرف قلعہ برنیا میں فوج ہے، باقی قلعوں میں نہیں ہے؛ مولدین کے قصبوں اور گانوؤں میں سوا ایک یا دو اہلکاروں کے کوئی عیسائی نہیں ہے۔ اگر ایک بیڑہ بھی ڈینیا میں آگیا تو سپین کے سارے آدمی بھاگ جائینگے، شہر بلنسیہ فرانسیسیوں کے ہاتھ آجائیگا۔ وہاں اسلحے کا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ اس عرضداشت پر

Marfat.com

یہ بھی لکھا تھا کہ جس حالت میں کہ وہ اس وقت ہیں اُس میں وہ نہیں رہ سکتے، کیونکہ محکمہ احتساب محکمہ اُن کی جایدادوں کو چھینے لیتا ہے، وہ ہر خاندان سے دو ریال سالانہ وصول کرنے پر بھی قناعت نہیں کرتا، جس سے اُسے ایک لاکھ باون ہزار ریال وصول ہو جاتے ہیں، اُس کو ایسے مکروفریب یاد ہیں کہ جن سے وہ بہت کچھ چھیننا چاہتا ہے اور ہم سے کہتا ہے کہ "یہ اپنے اوپر رحم سمجھو کہ ہم سب کچھ تم سے نہیں چھین لیتے" جو معافیات ہم کو بادشاہان ارغون نے دی تھیں اُن کے فرامین چارلس پنجم نے ہم سے لے کر جلا ڈالے۔ ارغون میں چالیس ہزار سے زیادہ خاندان ہیں، جو کم از کم چالیس ہزار آدمی بہم پہنچا دینگے، کیونکہ اُن پر بھی وہی ظلم ہوتے ہیں جو ہم پر ہو رہے ہیں، اور اُن سے محکمہ احتساب محکمہ وہی وصول کرتا ہے جو ہم سے۔ اگر شاہ ہنری نوار کو دیکھیں گے تو وہاں بہ نسبت دشمنوں کے دوستوں کی تعداد زیادہ پائینگے، کیونکہ بہت سے عیسائی اُن کے ساتھ شامل ہو جائینگے، قتلونیہ میں تین ہزار اور قشتالہ میں پانچ ہزار خاندان اس مبارک کام کے لئے اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں، یہودی اور پراٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی الگ رہے، ان کی تعداد بھی خاصی ہے، گو یہ سب چھپے ہوئے ہیں، مگر ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں، ایک دوسرے کو تسلی دے، اور خدا تعالےٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ سپین والوں پر حملہ کرنے کا اُن کو موقعہ مل جائے ۔

ہنری چہارم پر اس عرضداشت کا ایسا اثر پڑا کہ اُس نے الامی کو ۲۰ ستمبر ۱۶۰۲ء کو مارشل ڈیوک آف لافورس، گورنر نوار اور برن، کے پاس یہ ہدایت لے کر بھیج دیا کہ وہ ایک تجربہ کار اور معتبر آدمی کو سپین بھیجیں کہ وہ تمام معاملات کو نہایت احتیاط اور غور کے ساتھ دیکھے۔ لافورس نے یہ راۓ دی کہ اگر بمبلونہ پر قبضہ کر لیا جائے، اور ملکہ الیزبتھ ساتھ ہی کورونا پر حملہ کر دے تو بادشاہ فرانس اہالی بلنسیہ کو مدد دے سکتے ہیں۔ ہنری چہارم نے ایک آدمی تو الامی کے ساتھ بلنسیہ بھیجا، اور اسے ٹاپنی کو انگلستان بھیجا کہ وہاں جا کر وہ ملکہ کے سکرٹری سے اس معاملہ میں گفتگو کرے، ملکہ الیزبتھ نے اس تجویز کو پہلے تو پسند کیا، مگر جب اس گفتگو میں اور کچھ

طول ہوا تو اے ٹامنی سنہ ۱۶۰۳ء میں ایک انگریز مرسوم تامس اولیور براکن کے ساتھ واپس چلا آیا، اتنے میں ملکہ الزبیتھ کا انتقال ہو گیا، اور لارڈ برگھلے نے اُن سے یہ کہہ دیا کہ جو معاہدہ سپین کے ساتھ حال ہی میں ہوا ہے اُس کے رو سے انگلستان اس مہم میں شامل نہیں ہو سکتا، لیکن لارڈ مذکور نے اُنہیں روپیہ دے کر کہا کہ اُنہیں ہالینڈ سے مدد کی درخواست کرنی چاہئے٭۔

اس عرصہ میں لافورس کا فرستادہ پندرہ مہینہ تک بلنسیہ میں وہاں کے حالات کو دیکھتا رہا، جب وہ وہاں سے واپس آگیا تو ایک اور شخص پے نی سالٹ، سوداگر کے بھیس میں وہاں بھیجا گیا۔ وہ اُس مجلس شورے میں موجود تھا جو ٹوگا میں منعقد ہوئی، اور جس میں ستّھ نا بین شامل تھے۔ یہ مجلس سنہ ۱۶۰۴ء کی عید المیلاد کے قریب ہوئی تھی۔ اس جلسہ نے لیوس الیکونز، باشندۂ الاکوائس کو بادشاہ منتخب کیا، اور یہ قرار دیا کہ خمیس الصعود (ہولی تھرسڈے) ۷ اپریل سنہ ۱۶۰۵ء کو بغاوت شروع کی جائے۔ تجویز یہ تھی کہ دس ہزار مولدین شہر بلنسیہ کے پاس جمع ہوں، رات کے وقت یک لخت حملہ کریں اور جو ضریح مبارک ہر ایک گرجا میں ہوتا ہے اس کو آگ لگا دیں، عیسائی اُسے بجھانے دوڑینگے، اس کے بعد "فرانسیسی۔ فرانسیسی" کا شور مچا دیا جائے، اُس کو سن کر جتنے فرانسیسی وہاں ہوں سب دوڑ آئیں، شہر کو لوٹنا شروع کر دیں اور اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے قبضہ میں کر لیں۔ پے نی سالٹ خوشی خوشی فرانس چلا گیا، مولدین نے اُس سے یہ وعدہ کر لیا کہ وہ اسّی ہزار مصافی آدمی مہیا کر کے تین شہروں پر فرانسیسیوں کا قبضہ کرا دینگے، ان میں سے ایک کوئی بندر ہوگا، ضمانت کے طور پر اُنہوں نے ایک لاکھ بیس ہزار ڈوکیٹ لافورس کو دے دیئے، وہ پے نی سالٹ کو بادشاہ کے پاس لے گیا، اور اُس کو اپنا بنایا ہوا نقشہ دکھلایا،

٭ ہیوم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس معاہدہ کے ہو جانے کے بعد جیمس اول نے فلپ سوم کے پاس کچھ کاغذات بھیج دیئے جو ملکہ الزبیتھ کے پاس سے نکلے تھے۔ ان کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہالی بلنسیہ ملکہ مذکور اور سوئٹزرلینڈ کے پراٹسٹنٹوں کو اپنی بغاوت میں مدد کرنے کے لئے آمادہ کر رہے تھے۔ جس لارڈ برگھلے کا ان کاغذات میں نام ہے وہ یقیناً رابرٹ سسل ہے جو اس وقت وائیکاؤنٹ کرین بورن تھا، اور پھر ارل آف سیلسبری ہو گیا۔ (مصنف)

Marfat.com

ن مقامات کا نشان دیا جہاں قلعہ بندی کرنے کی ضرورت تھی نیز اور تمام امور سے آگاہ کیا جو اس مہم کے لئے ضروری معلوم ہوتے تھے اور یہ یقین دلایا کہ ان سب باتوں پر عمل کرنے سے سلطنت سپین کی بساط اُلٹ جائیگی۔ ہنری چہارم یہ سن کر بہت ہی خوش ہوا۔ مگر لافورس کی تحریر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ وہ موقعہ اس مہم کے لئے موزوں نہ سمجھا گیا لہذا اس پر عمل نہیں ہوا۔ غالباً صحیح معاملہ یہ ہے کہ مولدین کے پانچ نائبین میں سے ایک شخص پیڈرو کورٹس، باشندہ الاکواس غدار نکلا؛ یہ تمام سازش کسی طرح ظاہر ہوگئی اور ۲۳ جون ۱۶۰۲ء کو کورٹس، ایک نامی الامی اور ایک دوسرے کو وائسرائے نے سزاء موت دی تو کورٹس کو اس سزا سے بچا لیا گیا۔ اُس وقت یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اس سازش کی تمام خبریں جیمس اول بادشاہ انگلستان نے دی تھیں، یہ بھی کہتے ہیں کہ اخوان کے محکمۂ احتساب و محنہ نے ایک مقدمہ کے دوران میں یہ سب تفصیلیں معلوم کر لی تھیں؛ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس سازش کے تفصیلی حالات مختلف مقامات سے معلوم ہو گئے تھے۔

اس ناکامی کے بعد دو یا تین برس تک امن رہا؛ لیکن ۱۶۰۸ء میں ایک نیا شگوفہ کھلا، اس سے جو پریشانی پیدا ہوئی وہ آسانی سے رفع نہیں ہوئی۔ مراکش میں مولاء شیخ اور ان کے بھائی مولاء سیدان کے باہم خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ مولدین بلنسیہ نے پچاس آدمی مولاء اسم کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اس خانہ جنگی کی بہ نسبت تو یہ ضروری ہے کہ سپین کو از سر نو فتح کیا جائے، کیونکہ نہ وہاں سپاہی ہیں نہ اسلحہ، اسلحہ جتنے بھی ہیں قریباً سارے ہمارے قبضہ میں ہیں۔ ہم دو لاکھ آدمی دے سکتے ہیں؛ اگر مولاء سیدان صرف بیس ہزار آدمی لاکر ایک بندر پر قبضہ کر لیں تو ان کو اندرون ملک میں کوئی مقابلہ کرنے والا نہ ملیگا کیونکہ سپین کے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے نہ اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ کسی سلطنت کا مقابلہ کر سکے۔ ہالینڈ والوں سے بھی خط و کتابت کی گئی کہ وہ کچھ جہاز دیدیں؛ مگر انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا لیکن ہم اتنا مسالا بہم پہنچا سکتے ہیں کہ افریقیہ اور سپین کے درمیان میں پل بنا دیں۔ ۱۶۰۹ء

Marfat.com

میں مولاء سیدان نے مولاء شیخ کو زیر کر لیا، تو موخر الاسم نے سپین میں پناہ لی اور مدد کے بدلے میں الاراچی کا بندر سپین کو دیدیا۔ ۱۶۰۸ء میں جب فلپ سوم نے دیکھا کہ خطرہ سر پر کھڑا ہوا ہے، تو اُس نے شاہی کونسل کو حکم دیا کہ سب کام چھوڑ کر پہلے اس طرف توجہ کریں کیونکہ یہ اہم الامور ہے۔ فلپ نے اس کو تسلیم کیا کہ واقعی سواحل سپین بالکل غیر محفوظ حالت میں ہیں، مولاء سیدان اُس کا جانی دشمن ہے؛ ترکی سلطان احمد اول ایران کی جنگ سے فارغ ہو چکا ہے اور اب اُس کو اپنے یہاں کے باغیوں کی طرف سے بھی اطمینان ہے؛ سپین کے جتنے مقبوضات اٹلی میں ہیں وہ سب خراب ہو چکے ہیں، وہاں بھی بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے اور وہ ہر وقت آمادہ فساد بیٹھے ہیں؛ گھر کی یہ حالت ہے کہ مولدین کا گروہ ہماری سلطنت سے بیزار ہے اور ہمارا جوا اُتار کر پھینکنا چاہتا ہے؛ شاید خدا تعالےٰ اس وجہ سے ناراض ہے کہ ہم نے ان ملحدوں اور بدمذہبوں کے ساتھ مسامحت کی ہے، کیونکہ اُن کے عیسائی بنانے کی جتنی تدبیریں کیں اُن سب کی اُنہوں نے مخالفت کی۔ ان وجوہ سے اُس نے کونسل کو حکم دیا کہ سلطنت میں امن قایم رکھنے کی تدابیر پر غور کریں، گو مولدین کا قتل عام مقصود نہیں ہے؛ نیز ایسی فوج کی فراہمی کی ترکیب بھی بتلائیں کہ جس سے ملک کی حفاظت ہو سکے۔

یہ خطرہ، جو گویا فوراً ہی پیش آنے والا تھا، ختم ہو گیا، مولدین نے کچھ اور لوگ فتحمند مولاء سیدان کے پاس بھیجے، مگر اُس نے اُن کا مذاق اُڑایا اور کہہ دیا کہ میں اپنے ملک سے نکل کر قسمت آزمائی نہیں کرنا چاہتا؛ اگرچہ وہ تنجیر تک پہنچ گیا، مگر اُس نے وہاں کچھ دست درازی نہیں کی، کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ سپین کو ناراض کرے۔ اُس نے تاجروں کو یقین دلا دیا کہ وہ اُن کے ملک میں بغیر کسی روک ٹوک کے تجارت کر سکتے ہیں۔ یہ ساری بساطیوں اور بھی اُلٹ گئی کہ مولاء شیخ کے بیٹے نے مولاء سیدان کو شکست دیدی، اُدھر سلطان احمد اول نے اپنا بیڑہ اٹلی کے سواحل پر بھیج دیا۔ یہ خوف خواہ کتنا ہی بے بنیاد کیوں نہ ہو حقیقت میں بیرونی خطرات ضرور تھے۔ ہنری چہارم نے جو طول طویل ارادے سپین کی سلطنت کو ہمیشہ

Marfat.com

کیلئے ذلیل کر دینے کا اپنے نزدیک سوچا تھا اس میں وہ مولدین کو نہ بھولا تھا۔ اگرچہ بلنسیہ کے مولدین ۱۶۰۹ء کے موسم خزاں ہی میں نکال دیئے گئے تھے اور ارغون سے ۱۶۱۰ء کے موسم بہار میں، مگر پھر بھی یہ سمجھا گیا کہ اب بھی اتنے باقی ہیں کہ اُن سے سپین کو سخت پریشانی ہو سکتی ہے جس وقت لیس ڈی گیوریس بمد سیوئے اٹلی پر حملہ کرنے والا، اور ہنری بنفس نفیس فلینڈرس پر فوج کشی کرنے والا تھا، فوج کو چالونس میں جمع کیا جا رہا تھا، اسی وقت لافورس، دس ہزار آدمی لے کر، سپین پر حملہ کرنے والا تھا، اس میں مولدین مدد دینے والے تھے؛ اسی غرض سے اُن سے پہلے ہی تعلقات بڑھا لئے گئے تھے۔ وہ اور بادشاہ اس معاملہ میں مشورہ کر چکے تھے، کہ یکایک ۱۴ مئی ۱۶۱۰ء کو جب ہنری اپنی گاڑی میں جا رہے تھے، ایک شخص کی چھری نے سپین کو بدترین اندیشہ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ مولدین کی جلاوطنی اس وقت تک عملی طور سے پوری ہو گئی تھی، سپین کی چھری یا برچھیں ایسی نہ تھیں کہ ہنری کی سوچی ہوئی تدبیروں کے سامنے سر اُٹھا سکیں۔ بیرن ڈی سالئی ناک، فرانسیسی سفیر قسطنطنیہ، نے ۲ مئی ۱۶۱۰ء بہت صحیح لکھا تھا کہ خواہ کتنے ہی مولدین وہاں سے کیوں نہ نکال دیئے جائیں پھر بھی سپین کو تکلیف و مصیبت میں ڈالنے کے لئے کافی باقی رہ جائینگے۔ کسی اور جگہ کی جنگ میں اگر ایک کراؤن خرچ ہوگا تو یہاں ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہوگا۔ جب جنگ چھڑ گئی تو سپین کو ایک مراویدی بھی نکالنا اتنا ہی مشکل ہوگا جتنا کہ اور ملک کو ایک ڈبلون۔ اگرچہ یہ سازشیں اور یہ تدبیریں ساری بیکار ہیں لیکن کم اُن لوگوں پر جو یورپ کے معاملات سے واقفیت تامہ رکھتے تھے یہ ثابت ہو گیا کہ جو سلوک مولدین کے ساتھ کر رہا ہے اُس نے سلطنت کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ نہ اس میں اب مدافعت کی طاقت رہی ہے نہ مخاصمت کی۔ یہ ملکی حالت ایسی تھی کہ اس دلدل میں سے نکلنا ضروری تھا، خواہ اس میں مال خرچ ہو یا جان، تھوڑا خرچ ہو یا بہت۔

باب دہم

جلاوطنی

وَلَقَدْ رَأَیْتُ مَسَاکِنَنَا مَسْلُوبَةً ... سُکَّانُهَا وَمَصَانِعًا وَظِلَالَا
وَلَقَدْ رَأَیْتُ الدَّهْرَ کَیْفَ یُبِیْدُهُمْ ... شِیْبًا وَکَیْفَ یُبِیْدُهُمْ اَطْفَالَا

سیاست دانان سپین کے ناخن تدبیر اس عقدہ کے حل کرنے میں مدت سے مصروف تھے کہ آخر مولدین کا کیا کیا جائے۔ اُن کی ... وہ صورت و حالت ایسی تھی کہ ہر وقت کا کھٹکا اور ہر وقت کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ ایسا انتظام کرنا نہایت ضروری تھا کہ جس سے ہمیشہ کے لئے اطمینان ہو جائے۔ اس کوشش میں کہ ملک بھر میں ایک ہی مذہب رہے، خوشامد و اذیت، ترغیب و ترہیب سے کام لے دیکھا گیا، مگر سب کچھ سعی لاحاصل ثابت ہوئی۔ مسامحت اور منصفانہ سلوک کی وہ پالیسی جس پر بادشاہان ماسبق عامل تھے، اب پھر اسی سے کام لینا مشکل کام تھا، گو یہ صحیح ہے کہ اس پالیسی پر عمل پیرا ہونے سے مدجلین کئی صدیوں تک رام رہے تھے، اور یوں یہ پالیسی کامیاب رہی، مشکل صرف یہ تھا کہ کلیسا کا اٹل قانون اس کی اجازت دیتا تھا کہ وہ اپنے فولادی پنجے سے اُن لوگوں کو چھوڑ دے کہ جن پر اصطباغ کے نجات دہندہ پانی کی بوندیں پڑ چکی ہیں، دوسری طرف پادریوں اور امراء کی طمع و آز یہ چاہتی تھی کہ اُن کو تختۂ مشق ستم ہی رکھا جائے۔ ایک کاغذ ایسا نکلا ہے کہ گو اُس پر بدقسمتی سے نہ تاریخ ہے نہ کسی کے دستخط، تاہم اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض دور اندیش لوگ بھی اُس زمانہ میں موجود تھے۔ اِس تحریر

کا محرر لکھتا ہے کہ "جو لوگ اُس سرزمین میں غلام اور مظلوم ہوں کہ جہاں وہ بادشاہ رہ چکے تھے تو اُن کا اپنے ظالموں اور اُن کے عقاید سے نفور ہونا طبعی بات ہے۔ اگر وہ قابو میں آسکتے ہیں تو لطف و رفق سے۔ جو پادری کہ دنیاوی خود مطلبی میں منہمک ہیں اُن کو چاہئیے کہ وہ اپنا سارا وقت اور اپنی ساری دولت اس پر صرف کردیں۔ عیسائی بنانے کی جو کھلے بندوں کوشش کی جاتی ہے اُس کو بند کر دینا چاہئیے۔ محکمہ احتساب مخنہ کو معطل کر کے بٹھا دینا چاہئیے، جو لوگ ترک وطن کر کے جانا چاہتے ہیں اُن کو جانے دینا چاہئیے۔ اُن کی شکایات کو رفع کرنے کی ہر ممکن تدابیر کرنی چاہئیں، اور جو لوگ کہ اُن کو اپنی زبان یا اپنے فعل سے رنج پہنچاتے ہیں اُن کو سزائیں دینی چاہئیں۔ زبانی الفاظ کا بہت خرچ کیا گیا ہے مگر ڈوکیٹ بہت ہی کم خرچ ہوئے ہیں۔ بہت سے پادری ایسے ہیں کہ جنہوں نے دینی کاموں میں ہزاروں خرچ کئے ہیں، اگر یہ لوگ اپنے علاقہ کے مولدین کو عیسائی بنانے میں اتنا ہی خرچ کرتے تو بادشاہ اور خدا دونوں کی بہت بڑی خدمت کرتے۔ کفار چین و جاپان کو عیسائی بنانے کے لئے کوشش کرنا بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص شیر ، اور شتر مرغوں کے شکار کے لئے افریقیہ جاتا ہوا اپنے گھر کو سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا چھوڑ جائے اگر کوئی شکاری ایک صحرائی باز کو پال اور سدھا سکتا ہے تو کیا ایک تعلیم یافتہ اور عقیل پادری صحیح ترکیبوں سے اتنا نہیں کرسکتا کہ مولدین کے دل اپنے ہاتھ میں لے لے۔"*

---

* اس تحریر میں ایک جگہ ایسکوریال کے شہر کا ذکر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ تحریر اُس صدی کے ربع آخر کی ہے۔

۱۶۰۴ء میں جو کونسل فلپ سوم کے سامنے بلنسیہ میں منعقد ہوئی تھی اُس میں ایک لائق عالم دینی نے یہ بحث کی تھی [illegible] بمہربانی پیش آنا چاہئیے۔ اُس نے یہ کہا تھا کہ مولدین کو بجبر عیسائی بنایا گیا، اُن کے سر کے بال پکڑ کر کلیسا کے قدموں پر ڈال دیا، اور پھر اُن کو مرتد قرار دیا گیا، جس کے یہ معنی ہیں کہ گویا وہ برضا و رغبت عیسائی ہوئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو عیسائیوں اور اُن کے مذہب سے دلی نفرت ہوگئی۔ اس کا صرف یہی علاج تھا کہ اُن سے پیار محبت کا سلوک کیا جاتا۔ قریباً یہی بات ایک اور پادری نے پوپ کو لکھی تھی، اور اُس میں یہ بھی لکھا تھا کہ انگلستان میں چالیس برس تشدد و تعذیب ہوئی، مگر کسی نے مذہب نہ چھوڑا۔ (مصنف)

یہ خیالات اُس زمانہ کے کلیسا اور سلطنت کے طبایع کے لئے اتنے بیگانہ تھے کہ ایک فلسفی بھی ایسا نہ تھا کہ جو اُن کو سننا گوارا کرتا۔ گو محکمۂ احتساب مخفیہ کے تشددات، اور اُس پر بیہودہ اور لغو طریقہ کلیسائی نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ جو لوگ بجبر عیسائی بنائے گئے تھے انہوں نے بظاہر اپنی صورت حال عیسائیوں کی سی بنالی تھی؛ اس سے پادریوں وغیرہ نے یہ سمجھ لیا کہ اگر کچھ علاج ہے تو صرف یہ کہ جبر اور ظلم اور زیادہ کیا جائے۔ اس کی نرم صورتیں اگر دیکھنی ہوں تو اُن لوگوں کے مشورے دیکھنے چاہئیں جو اس معاملہ میں مشورہ دینے کی کم و بیش قابلیت رکھتے تھے۔ گارشیا دی لوایسا، اسقف اعظم طُلیطلہ نے ۱۵۹۸ء میں یہ تجویز پیش کی کہ مولدین کو حکم دیا جائے کہ وہ سوائے پرانے عیسائیوں کے اور کہیں شادیاں نہ کریں؛ لیکن فون سے کا نے کہا کہ ایسے نکاح خلاف قانون ہونگے، قطع نظر اس کے، جب تک کہ موجودہ قانون نافذ ہے، پرانے عیسائی ایسے تعلقات پر کسی طرح راضی نہ ہونگے، کیونکہ یہی قانون تو حلف دروغی ہتک اور لڑائی جھگڑوں کی بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ مولدین اپنے دین پر اس شدت کے ساتھ قائم ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بجائے اس کے کہ وہ لوگ عیسائی ہوں اور بھی زیادہ گمراہ ہو جائینگے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو یہ چاہتے تھے کہ مولدین کو اپنے ہی دین پر قائم رہنے دیا جائے، اور اصطباغ دینا بند کر دیا جائے، کیونکہ اس سے اصطباغ کی بے حرمتی ہوتی ہے کہ اُن لوگوں پر مقدس پانی خرچ کیا جاتا ہے جن کو اُس سے نفرت ہے؛ لیکن اُن پر ٹیکس اور محصول لگا کر اس طرح دبایا جائے کہ وہ خود عیسائی ہونے کی درخواست کریں؛ لیکن اس کے ساتھ ہی فون سیکا نے کہا کہ یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ پوپ اس کی اجازت نہ دینگے؛ اس کے معنی یہ ہونگے کہ ہر شخص کا ضمیر دل آزاد کر دیا گیا حالانکہ یہ تمام قوانین دینی کے رو سے قطعاً ممنوع ہے؛ اصطباغ خدا کے ساتھ ایک ایسا تعلق ہے جو کسی طرح نہیں ٹوٹ سکتا؛ کلیسا وہ شفیق ماں ہے کہ اپنی اولاد کو جسے ایک دفعہ لگا لیتی ہے اور کسی کو اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتی؛ کونسل آف ٹرینٹ نے فیصلہ کیا کہ پیدائش کے وقت سب کو اصطباغ دیا جائے، اور اس کے ساتھ ہی اصطباغ

Marfat.com

یافتہ والدین کی اولاد کو اصطباغ دیا جائے، اور اُن پر تاوان لگا کر مجبور کیا جائے کہ وہ عیسائیوں کی سی زندگی گزاریں؛ یہ پراٹسٹنٹوں کی بکواس ہے کہ عقاید کے معاملہ میں ہر شخص مختار و آزاد ہونا چاہئے؛ اس کے علاوہ اگر مولدین کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنی مراسم دینی آزادی سے ادا کریں تو اس سے سخت فتنہ پیدا ہو جائیگا، اور بہت سے عیسائیوں کو اُن کے ساتھ شامل ہونے کی جرات پیدا ہوگی؛ ایک مشورہ یہ بھی دیا گیا کہ مولدین کے تمام بچوں کو پکڑ کر پرانے عیسائیوں کو تعلیم و تربیت کے لئے دیدیا جائے؛ لیکن اسقف اعظم رائے بیرا نے یہ کہا کہ مولدین میں چالیس ہزار بچے سالانہ پیدا ہوتے ہیں، اول تو اُن کو زبردستی پکڑنے سے بغاوت ہو جائیگی، اگر نہ بھی ہوئی تو دس یا بارہ برس کی عمر تک اُن کی پرورش و تربیت وغیرہ میں پرانے عیسائیوں پر اتنا بوجھ پڑیگا کہ اس کا خرچ والدین سے لے کر پورا کرنا ناممکن ہو جائیگا۔٭ ناتجربہ کار ہمدردان بنی نوع انسان کی کمی نہ تھی، ان لوگوں نے یہ دلیل دی کہ اگر ایماندار اُستادوں کی نگرانی میں مولدین کے قصبات میں مدارس قائم کئے جائیں، مولدین کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بچوں کو اُن مدارس میں بھیجیں، اور اگر پادری، اقبال گناہ کرانے والے اور واعظین دیانتدار، قابل تقلید چال چلن رکھنے والے، متقی اور پرجوش کام کرنے والے ہوں تو جتنی تکلیفیں اس وقت ہو رہی ہیں اُن سب کا بیس برس میں خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر ان خیالات خام پیدا کرنے والے حضرات سے یہ کہا گیا کہ پہلے بھی غرناطہ، بلنسیہ اور طرطوشہ میں اسی غرض سے شاہی کالج قایم کئے گئے، مگر ایک میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ غرناطہ کا کالج موسومہ سین نگیول پندرہ برس تک نو عیسائیوں کے لئے مخصوص رکھا گیا، مگر آخر اُس کو پرانے عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تجاویز او ہگت باری

٭ ۱۵۷۵ء کے قریب ڈاکٹر نگیول ٹوماس نے (جو بعد میں لریدا کے اسقف ہو گئے تھے) اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے یہ راء دی تھی کہ ایک ٹن مقرر کر کے مولدین کے تمام بچوں کو پکڑ لیا جائے، پھر ان کو کالجوں میں بزردستی داخل کر دیا جائے اور جب وہ تعلیم پا چکیں تو انہیں پرانے عیسائیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ پیریز اسقف سیگوربے نے ۱۵۹۵ء میں اس قول کو بڑے زور سے پیش کر کے یہ لکھا ہے کہ یہ تمام خرچ مولدین کی جایداد کو ضبط کر کے پورا کیا جا سکتا تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

کی کوئی کمی تھی ہی نہیں ۱۵۹۶ء میں ایک شخص انٹونیو نے بادشاہ کو ایک عرضداشت میں لکھا کہ تمام مولدین کو سیاگو میں بھیڑ بکری کی طرح جمع کر لیا جائے۔ یہ حصہ ملک مسطح ہے، اور یہاں سے سمندر بھی بہت دور ہے، یہ لوگ یہاں رہینگے تو ان کے دماغ سے وہ ہوائے غرور بھی نکل جائیگی جو غرناطہ کی بغاوت میں کچھ فتوحات حاصل کرنے سے پیدا ہوگئی تھی۔ ۱۶۰۹ء میں یہ بھی گفتگو ہوئی کہ ان کو جہازرانی، تجارت اور دوکانداری نہ کرنے دی جائے، اور ان سے جبراً صرف کاشتکاری ہی کرائی جائے، تاکہ ان کے باہمی اختلاط سے جو خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے وہ جاتا رہے۔

اگرچہ اس قسم کے بہت سے منصوبے گانٹھے جاتے تھے، اور یہ بجائے خود دلچسپ بھی تھے، کیونکہ ان سے عوام الناس کے خیالات مولدین کے متعلق ظاہر ہوتے ہیں مگر ان کی اہمیت کچھ تھی تو صرف اتنی کہ وہ طالب علموں کی سی ذہن آرائی تھی اور بس۔ حکام وقت اور سیاست دانان عصر ایسی تدبیر اختیار کرنا چاہتے تھے جو بار آور ہو، اور بہت کا بھی کام ہو۔ ۱۵۹۸ء میں وینس کا سفیر اگوسٹینو نانی لکھتا ہے کہ جلا وطن کرنا نقصان رساں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے ملک غیر آباد ہو جائیگا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ایک خاص وقت مقرر کر کے تمام مولدین کو یک لخت قتل کر دیا جائے، اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے یہاں جو لڑکا پیدا ہو اُس کو خصی کر دیا جائے۔ گومیز داویلا آف ٹولیڈو نے ایک طول طویل عرضداشت، موسومہ شاہ فلپ سوم میں مقدم الذکر تجویز کی تائید کی تھی، اور جو خطرات کہ مولدین کی وجہ سے موجود تھے یا پیدا ہونے والے تھے، ان کی بڑے دردناک الفاظ میں تصویر کھینچی تھی۔ قتل عام کا خیال اگرچہ نہایت مکروہ اور لرزا دینے والا تھا، مگر ایسا تھا کہ سب کا اُس پر اتفاق ہو گیا تھا، اور قریب تھا کہ اس پر عمل کیا جائے۔ ۱۵۸۱ء میں فلپ دوم تو لزبن میں اپنے نو مفتوح علاقہ پرتگال کی گردآوری کر رہے تھے، یہاں اُن کے مشیر اور عمائد سلطنت نے، جن میں ڈیوک آف ایلوا کاونٹ آف چن چون اور جوان ڈی آی دیا کیوز شامل تھے، ایک مجلس شوریٰ منعقد کر کے یہ قرارداد کی کہ مولدین کو سفر دریائی پر بھیجا جائے، اور عین وسط بحر میں جہازوں کے تختے توڑ کر سب کو ڈبو دیا جائے۔ صرف اُن ہی لوگوں کو رہنے دیا جائے جو پورے

عیسائی ہو چکے ہیں اور سپین میں قیام رکھنا چاہتے ہیں۔ اس طرح مولدین بھی دفع ہو جائیں گے اور افریقیہ کی آبادی بھی نہ بڑھیگی، جو اس وقت خوفناک صورت اختیار کئے ہوئے ہے؛ یہ قرار پا گیا کہ جب ازورس سے بیڑہ واپس آئے تو الونزو ڈی لیوا سے کہا جائے کہ وہ اس تجویز پر عمل کرے۔ لیکن اس ارادے سے باز رہنا پڑا، کیونکہ جب بیڑہ واپس آیا تو اُس کو فوراً ہی فلینڈرس بھیج دینا پڑا۔ جب ۱۶۰۲ء میں فلپ سوم واپس آیا تو اُس کو اس تجویز سے مطلع کیا گیا؛ اُس نے بھی سن کر بہت ہی اظہارِ خوشنودی کیا، اور کہا کہ اس وقت تک جتنی تجویزیں ہو رہی تھیں اُن سب میں یہی بہترین تجویز تھی۔ ان سب باتوں کے برعکس ۱۵۹۰ء میں ایک یہ تجویز پیش کی گئی کہ محکمۂ احتسابِ محنہ کو تمام مولدین قشتالہ کے برخلاف مقدمات قایم کرکے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا چاہئے، اُن کو قتل یا ہمیشہ کے لئے جلاوطن کر دیا جائے، یا عمر بھر کے لئے جہازوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیج دیا جائے۔ اس سے زیادہ ترحم آمیز وہ تجویز تھی جو اسقفِ اعظم رائے بیرا نے پیش کی کہ ایک مقررہ عمر تک کے تمام مولدین مردوں کو غلام بنا لیا جائے، اور اُن سب کو یا تو جہازوں کی مشقت پر، یا امریکہ کی کانوں میں کام کرنے کو بھیج دیا جائے؛ یا بہتر یہ ہوگا کہ ہر سال کے لئے ایک تعداد مقرر کر لی جائے اور اُتنے ہی آدمی وہاں بھیج دیئے جایا کریں؛ چار ہزار نوجوان سالانہ کا بھیجنا شاید زیادہ مناسب ہوگا، یوں ان لوگوں کی تعداد خود بخود کم ہوتی چلی جائیگی۔

یہ ساری تجویزیں خواہ کیسی ہی وحشیانہ اور خلاف انسانیت تھیں، مگر کسی شخص کے ضمیر پر ان سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ کثیر التعداد علماء دین نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ سب تجویزیں قانون دینی کے موافق تھیں۔ اصطباغ پاکر مولدین عیسائی ہو گئے ہیں، اس لئے وہ قوانین کلیسا کے ماتحت ہیں، اور چونکہ وہ سب مرتد اور ملحد ہیں اس لئے سب مستوجب سزاء موت ہیں۔ اگر ان کو قتل نہ کیا جائے تو یہ ترحم اور فیاضی ہے ورنہ اُن کے جرایم اتنے ظاہر و باہر ہیں کہ اُن کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اُن سب کو قتل کر دینا خدا کی نعمت

کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اسقف اعظم رائے بیرا کے دلایل بھی یہی تھے۔ اس شخص میں اُس زمانہ کا تمام توحش موجود تھا ہی ۱۵۹۲ء میں جو تجاویز اُس نے پیش کیں اُس میں علماء دین کی مجلس نے کوئی بات خلاف قوانین دینی نہیں پائیں۔ اس سے بھی زیادہ زبان دراز فرے بلیڈا تھا' اُس نے مسکت استاد دینی سے یہ ثابت کر دیا کہ مولدین کا ایک ہی دن میں قتل عام کیا جا سکتا ہے؛ اگر یہ نہ ہو تو بادشاہ تمام بالغ مردوں کے قتل' اور مابقی آدمیوں کو غلامی دوام کی سزا دے سکتا ہے؛ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یہ حکم دے دے کہ اُن سب کو بطور غلام کے اٹلی یا امریکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دے' یا اپنے جہازوں میں اُن کو رکھ کر عیسائیوں کو اس محنت شاقہ سے چھڑا سکتا ہے' بالخصوص پادریوں کو' اس سے یہ رسم بھی اُڑ جائیگی کہ مفسد پادریوں کو وہاں اس غرض سے بھیج دیا جاتا ہے کہ اُن کے خرچ کا بار قیدخانوں پر نہ پڑے۔ بلیڈا نے اس پر زیادہ زور دیا کہ مولدین کو جلاوطن کرنے کے مقابلہ میں اُن کا قتل عام زیادہ مناسب ہے؛ اور اس کی یہ دلیل دی کہ یہ کام بڑے ثواب کا ہے' ایماندار عیسائیوں کی نگاہ میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہوگی اور ملحدین کو بھی اس سے تنبیہ ہوگا۔ جب جلاوطنی شروع ہوئی تو اس شخص کی حرارت دینی یوں ظاہر ہوئی کہ اس نے یہ بھی لکھا کہ جب مولدین سواحل افریقیہ پر بحال پریشان پہنچینگے تو وہ یقیناً وہاں مر جائینگے' جس سے ویسی ہی سخت وبا پھیلنے کا اندیشہ ہے جیسی کہ سال گزشتہ میں کہ جس میں ایک لاکھ مسلمان مر گئے تھے۔ یہ صورت بھی ہمارے لئے بہت مفید ہے۔ بلیڈا کی کتاب کو حکام سپین نے پسند کیا' اور اس کی چھپائی کا خرچ فلپ سوم نے جیب خاص سے دیا؛ مگر جب اُس کے رقیب فون سیکا نے یہ کوشش کی کہ وہ روم میں شایع نہ ہونے پائے تو یہ حکم ہوا کہ سرکاری طور پر اُس کی تنقید کی جائے۔ ناقدین نے یہ رائے دی کہ یہ کتاب غلطیوں سے مبرا ہے' اور پوپ کلیمنٹ ہفتم نے اپنے اقبال کرانے والے کارڈینل بُرنی کے کہنے سے اُس کو بڑے شوق سے ملاحظہ فرمایا*

---

* اس کتاب کا نام "صیانت معتبر" تھا۔ میری نگاہ سے بہت کم کتابیں بلیڈا کی اس کتاب جیسی دل لرزانے اور نفرت پیدا کرنے والی گزری ہیں۔ مذہب مسیحی کی جو تصویر اس کتاب میں کھینچی گئی ہے وہ یہ ہے کہ (صفحہ آیندہ دیکھئے

اِن ایک دوسرے سے مختلف تجاویز اور ذہن آرائیوں کے درمیان میں جلاوطنی کا خیال اپنا نقش جماتا رہا۔ فرڈی نینڈ اور ازا بیلا نے قشتالہ میں، اور چارلس پنجم نے ارغون میں اس سے باشندگان سپین کو روشناس کرا ہی دیا تھا؛ اگرچہ اُس وقت تو صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک چال ہے کہ جو مولدین کو گھیر کر بجبر عیسائی بنانے کے لئے بچھایا گیا ہے۔ اس واقعہ اور یہودیوں کے ۱۴۹۲ء میں جلاوطن کرنے کے بعد کوئی شک نہیں رہ گیا کہ بادشاہ کو ایسا حکم دے دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔ سوال صرف یہ باقی رہ گیا تھا کہ آیا اس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اس کے موافق و مخالف دونوں فریق قوی تھے سلطنت ارغون میں، بغاوت غرناطہ کے بعد ایک فریق کا سب سے زیادہ تعلق اس سے خاص طور پر پیدا ہو گیا تھا، کیونکہ وہاں مولدین زیادہ تعداد میں رہتے تھے، امرا، شرفا اور اہالی کلیسا کا آذوقہ اُن ہی پر منحصر تھا کیونکہ اُن سب کی آمدنی کا ذریعہ صرف وہی تھے؛ ان امراء وغیرہ کا اثر و اقتدار زیادہ تھا، اور جب کبھی اس خصوص میں کوئی کارروائی ہونے لگتی تھی تو وہ اپنے اثر کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیتے تھے۔ وہ اپنے مزارعین و رعایا کو اپنے ہاتھ سے کھو دینے سے ہمیشہ مخدوش رہتے تھے؛ اور غالباً اسی وجہ سے اس بحث و مباحثہ نے طول کھینچا؛ مگر عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس کے اس سہل سے سوال پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا

(بقیہ نوٹ صفحہ سابقہ) یہ مذہب انتہاء سے زیادہ بے رحمی کا ڈھیر ہے، اور ہر وقت اس تلاش میں رہتا ہے کہ ایسے آدمیوں پر سخت ترین بے رحمیوں کی مشق کرے جن کی کوئی حمایت کرنے والا نہیں۔ نیز یہ کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تخت سے اُتار دیا ہے جس کے سامنے یہودی انسانوں کی قربانی چڑھاتے تھے؛ غیر مسیحی لوگوں کی قربانیاں اُس کے خدا کی جناب میں سب سے زیادہ مستجاب ہوتی ہیں۔ اس کتاب کی سب سے زیادہ قابل افسوس خصوصیت یہ ہے کہ لائق مصنف نے خوفناک نتائج نکالے ہیں اُن کے لئے ایسے علماء دین کی سندیں پیش کی ہیں کہ جن کے سامنے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے چارہ نہیں؛ یعنی پادریوں کے اقوال، دینی کونسلوں کے احکام، پوپوں کے فرمان اور نہایت مشہور و قابل علماء دین کے فتاوے۔ (مصنف)

Marfat.com

کہ جو لوگ کہ اس سلطنت سے ناراض ہیں ان کو یہاں سے نکل جانے کی اجازت دیدی جائے اس کی توجیہ یوں کی جاسکتی ہے کہ مولدین کی تعداد کے روز افزوں ہونے اور سپین کے باشندوں کے کم ہونے سے فکر ہو رہی تھی پادری بلیڈا جس نے پچیس برس کا مل اپنی جان کو اس میں کھپا دیا کہ کسی طرح سرزمین سپین کو اس قابل نفرت قوم سے پاک کر دیا جائے اور اسی فکر میں وہ تین مرتبہ روم گیا یہ سخت شکایت کرتا ہے کہ اس کو مخالفت ہی سے سابقہ پڑا۔ وہ کہتا ہے کہ امراء نے اسی برس کامل اس کا تصفیہ نہ ہونے دیا اور ہزاروں رنگ کے پردوں میں چھپا کر اس تنازعہ کو پیش کیا۔ اُن کو یہ اندیشہ تھا کہ جھگڑے وہ ہمیشہ کرتے ہی رہینگے۔ جو کونسل کہ بادشاہ نے اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے منعقد کی وہ زیادہ تر عوام الناس سے مشتمل تھی جن پر امراء بآسانی اپنا اثر ڈال سکتے تھے۔ اس کونسل کی یہ عادت رہی کہ وہ ہمیشہ روم کو بھی رپورٹ کرتی رہی کہ ساری خرابی اس کی ہے کہ اسقف لالچی ہیں اور پادری اپنی بری مثال پیش کرتے ہیں۔ اسی کونسل کے ہاتھ میں سب کچھ تھا اور کسی اور کو از خود کوئی کارروائی کرنے کی ہمت نہ تھی۔ اسقف اعظم راے بیرا نے ایک مرتبہ بلیڈا سے یہ سوال کیا کہ کیا وہ اس کونسل سے نہیں ڈرتا تو اس نے یہ جواب دیا کہ مجھے خدا کا حکم ماننا چاہئے نہ کہ انسانوں کا۔ ۱۶۰۳ء میں محتسب اعظم گیوارا نے بلیڈا کے علاقہ کے قسیس اعظم سے یہ حکم جاری کرا دیا کہ بلیڈا روم یا میڈرڈ میں اس معاملہ کے متعلق کچھ دخل نہ دے۔ لیکن اس (بلیڈا) نے ۱۶۰۰ء میں نیپلس جانے کی اجازت لی۔ اور ماہ مئی ۱۶۰۲ء میں پوپ پال پنجم سے یہ حکم حاصل کر لیا کہ گو اس کے قسیس اعظم نے ممانعت کر دی ہے مگر اس کو روم جانے کی اجازت ہے۔

باوجود ان تمام باتوں کے صرف ایک ہی قابل عمل ترکیب معلوم ہوتی تھی، یعنی جلاوطنی۔ جیسے جیسے بغاوت اور بیرونی حملہ کا خطرہ بڑھتا جاتا تھا لوگ اس پر اتفاق کرتے چلے جاتے تھے کہ مولدین کو عیسائی بنا لینے یا اُن کو اُن کی قسمت پر چھوڑ دینے کا معاملہ ناممکن ہوتا جاتا ہے۔ ۱۵۸۱ء ہی میں پیڈرو ڈی الکومر کہتا ہے کہ اگر اُن کو جلاوطن کر کے اُن سے خلا و ملا

Marfat.com

ہونے کی وبا کو روکنے کا انتظام نہ کیا جائیگا تو یہ مصیبت بڑھتی ہی چلی جائیگی۔ غرناطہ کی بغاوت ایسی چیز نہ تھی کہ جس کو یوں ہی نظر انداز کر دیا جاتا' اُس کی وجہ سے سخت احتیاط کی جانے لگی۔ مولدین کا جو یہ علاج سوچا گیا کہ اُن کو تمام قشتالہ میں متفرق کر دیا جائے' اِس سے اُن میں اور بھی بے چینی پھیل گئی۔ جو وحشیانہ تجویز لزبن کی کونسل نے ۱۵۸۲ء میں کی تھی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجربہ کار سیاست دانوں میں سخت ہراس پیدا ہو گیا تھا' اور جب اُس پر عمل نہیں ہوا تو اب سوا اس کے اور کوئی تدبیر باقی نہ تھی کہ مولدین کو جلاوطن کر دیا جائے۔ ۱۵۸۲ء میں بلنسیہ کے محتسبین نے ایک طول طویل رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی کہ مولدین کا چارہ کار کیا ہے۔ آخر اُن کا اس پر اتفاق رائے ہوا کہ بلنسیہ کے مولدین کو جہازوں پر بٹھا کر فوجی سپاہیوں کی حفاظت میں نیوفاؤنڈلینڈ بھیج دیا جائے؛ وہاں ان سپاہیوں کو جاگیریں دیدی جائیں (جس طرح امریکہ میں فاتح سپاہیوں کو دی گئی تھیں) اور یہ مولدین بطور غلام کے اُن کی طرف سے مچھلیاں پکڑنے پر لگا دیئے جائیں۔ مگر سخت وقت اور مشکل یہ تھی کہ امراء ہر طرح کی تبدیلی کرنے کے مخالف تھے۔ رائے بیرا نے اسی موقعہ پر یہ تجویز پیش کی کہ یا تو ان کو جلاوطن کر دیا جائے' یا اُن کے ساتھ قانون کے موافق عمل کیا جائے؛ اس ترکیب سے چند ہی روز کے عرصہ میں مولدین کا ایک آدمی بھی سرزمین سپین پر باقی نہ رہیگا۔ یہ تمام تجاویز فلپ کے سامنے پیش ہوئیں' اُس نے اپنے خصوصی انداز تذبذب سے جو جواب دیا اُس کو اس تفصیل سے تحریر کہ گویا بلنسیہ سے جلاوطنی ایک طے شدہ امر ہے' اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ یہ تمام معاملہ مشیران شاہی کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ بات برا زسر نو غور کیا جانے والا تھا۔ اس کا جواب کونسل نے یہ دیا کہ بادشاہ کو مولدین کے چار یا پانچ زمینداروں اور امراء سے بھی مشورہ کرنا چاہئے۔ وہی تذبذب کا پرانا دُکھڑا شروع ہو گیا' جس کی وجہ سے اب تک کچھ طے نہ ہو سکا تھا' اور ہر چیز معلق رہتی چلی آئی تھی۔ ۱۵۹۰ء میں فلپ نے اس معاملہ پر پھر سختی کے ساتھ غور کرنا شروع کیا' مگر پھر اس کو

یوں ہی چھوڑ دیا گیا، کیونکہ سپین نے اپنا مشہور بیڑا انگلستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا ہوا تھا اور تمام تر توجہ اُسی طرف مصروف تھی ۱۵۸۸ء میں کونسل آف سٹیٹ نے پھر فلپ پر زور ڈالا کہ اس معاملہ میں آخری فیصلہ کرکے ملک کو مہلکہ سے نجات دی جائے، کیونکہ دشمن بھرے پڑے ہیں اور اُن کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں اُن کے انتقام کی فکر میں ہمہ تن مصروف ہیں، نیز یہ کہ اُن کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور پُرانے عیسائی متواتر کم ہوتے جارہے ہیں۔ چندروز کے بعد یہ رپورٹ ہوئی کہ کیوروگا محتسب اعظم و اسقف اعظم طُلیطلہ اس سے سخت پریشان ہو رہے ہیں کہ قشتالہ اور خاص کر طُلیطلہ میں مولدین کی تعداد بہت زیادہ ہے فلپ نے اس کا یہ جواب دیا کہ محکمہ احتساب محنہ کو یہ تحقیق کرنا چاہئے کہ اُن کے کتنے خاندان وہاں ہیں۔

یہ امر کہ ۱۵۹۰ء میں اس تمام معاملہ پراز سرِ نو تحقیقات ہونے والی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کیوروگا نے اپنے علاقہ میں ایک گشتی مراسلہ جاری کیا اور بادشاہ کی طرف سے وہاں کے حکام سے یہ رائیں طلب کیں کہ آیا مولدین کو ملک میں رہنے کی اجازت دیدی جائے یا نکال دیا جائے۔ اس مراسلہ میں یہ بھی حکم تھا کہ حکام متعلقہ اس معاملہ کے ہر پہلو پر غور کریں، اور دونوں پہلوؤں پر بحث کرکے یہ بتلائیں کہ مولدین کی جلاوطنی کیونکر عمل میں لائی جائے۔ یہ مراسلہ غالباً اُس کونسل آف سٹیٹ کے مشورہ پر لکھا گیا تھا جو ۵ مئی ۱۵۹۰ء کو منعقد ہوئی تھی اس میں دیگر کم وبیش بے رحمانہ تجاویز کے ساتھ دایمی جلاوطنی کی طرف رجحان ظاہر کیا گیا تھا۔ اس کا بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا، اور بادشاہ کے سکرٹری فرانسسکو ڈی آیڈیاکیوز نے اپنے ایک مراسلہ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۵۹۶ء میں اس پر اظہار بے صبری کیا کہ کوئی فیصلہ کُن بات قرار نہیں پاتی، ہمیشہ اس معاملہ پر بحث ہوکر رہ جاتی ہے اور پھر اس کو طاق نسیان پر رکھ دیا جاتا ہے اب سے پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ یہی ہوتا رہیگا۔ اس مراسلہ میں یہ بھی درج تھا کہ "میں نے کیوروگا سے دو مرتبہ کہا کہ وہ محکمۂ احتساب محنہ کے ذریعہ سے مولدین کی مردم شماری کرائے، مگر نہ معلوم اس کے متعلق کچھ ہُوا بھی یا نہیں"۔ اُن ہی دنوں بادشاہ نے اپنے اس سکرٹری کو

Marfat.com

کسی پرجوش مگر ناتجربہ کار آدمی کی ایک تحریر بھیجی تھی جس میں لکھا تھا کہ ملک میں جو گرانی ہے اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آبادی بڑھ گئی ہے اور یہ صرف اس طرح رفع ہوسکتی ہے کہ مولدین کو ملک سے نکال دیا جائے۔ یہ خیال صحیح نہیں تھا کیونکہ بمقابلہ پچھلی دو تین صدیوں کے سپین کی آبادی اُس وقت کم تھی۔ آیڈیا کیور نے یہ بھی لکھا کہ اگر یہ مکروہ قوم جتنی نفع بخش ہے اُتنی اندیشناک نہ ہوتی تو ملک کا کونہ کونہ اُن کو دیدیا جاتا کیونکہ اُن کی ہر قسم کی صنعت وحرفت اور جزرسی کی وجہ سے ملک کا ترفہ وتمول اُن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اجناس کی ارزانی اور دیگر اشیاء کی قیمت کی کمی بھی اُن ہی کے طفیل سے ہوسکتی ہے۔ آبادی کی کمی سے ارزانی نہیں ہوتی بلکہ زیادتی سے ہوتی ہے بشرطیکہ سب لوگ کام کریں۔ گرانی نتیجہ ہے عیوب کا، سستی کا، تعیش کا اور ہر قسم کے آدمیوں کے وفور کا۔ غنیمت ہے کہ تعصب، غیظ وغضب اور جنون مذہبی کے ناپاک میدان میں سے کسی کی معقول راء تو سننے میں آئی۔

اس وقت فلپ کی صحت جسمانی بالکل جواب دے رہی تھی جس سے وہ مجبور تھا کہ سلطنت کے معاملات میں زیادہ دخل نہ دے۔ تذبذب تو اُس کی عادت میں داخل تھا اُس پر یہ مجبوری ہوگئی کہ اس وقت وہ اپنی پالیسی قایم نہیں کرسکتا تھا کیونکہ جو کچھ اُس کے سامنے آتا تھا اُس میں اُس کے وزراء اور مشیروں، عامیوں اور پادریوں کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی تھیں۔ اس لئے ۱۵۹۵ء میں جو پالیسی بدل گئی وہ کچھ تعجب خیز بات نہ تھی۔ فلپ نے ایک مجلس شورے منعقد کی اور اُس سے یہ کہا کہ مولدین کو تعلیم دینے کی ایک مرتبہ اور کوشش کی جائے۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ یہ فرض اسقفوں کا ہے چنانچہ اُن کو حکم دیا گیا کہ اس طرف مصروف ہوں اور پادریوں کو روپیہ سے مدد دیں۔ مجامع مولدین نے یہ شکایت کی کہ جو لوگ اس کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں وہ خود جاہل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اپنے پچھلے جرموں سے اُنہوں نے معافی مانگی اور آیندہ کی تعلیم کے لئے درخواست کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵۹۹ء میں ایک فرمان جاری ہوا جس میں کچھ روز اُن کو مہلت دی گئی اور یہ بیکار کوشش کی گئی کہ مولدین اُس سے فائدہ اُٹھائیں

Marfat.com

اس فرمان کے ساتھ ہی اساقفہ بلنسیہ کو حکم دیا گیا کہ وہ موجودہ حالت کے متعلق رپورٹ کریں۔ ان رپورٹوں میں سے چند اب تک محفوظ ہیں۔ ان میں سے پیریز اسقف سگورے کی قابل دید ہے۔ وہ نہایت تفصیل کے ساتھ سارے معاملات پر نظر ڈالتا ہے۔ اور جو تجاویز کی گئی تھیں اُن کی تنقید کرتا ہے۔ اور جلاوطنی کے سوال پر بہت مفصل بحث کرتا ہے۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چارہ کار اسی کو سمجھتا ہے۔ پہلے تو وہ تمام دلایل اُس کے موافق دیتا ہے۔ اور اس کے بعد اُس کے خلاف پھر اُن کے جوابات دیتا ہے۔ اور اپنے مشکوک اجتہاد سے جلاوطنی کو جایز بتلاتا ہے۔ ایس ٹے بان اسقف اوری ہیولا نے بھی اس معاملہ پر طبع آزمائی کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ تعلیم کے لئے کچھ معقول مہلت دینی چاہیئے۔ اور اگر اس میں بھی ناکامی ہوئی تو بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ جتنے بالغ عمر کے مولدین سپین کے اور حصوں میں ہیں سب کو پکڑ لے۔ پھر بچوں کو پکڑا جائے۔ اور جب اس کا بھی کوئی اثر نہ ہو تو سب کو غلام بنا کر پرانے عیسائیوں میں پہنچا دیا جائے۔

ہم متضاد رائیں اور لاطایل غیر متناہی بحثیں دیکھ ہی چکے ہیں۔ جو فلپ کی عمر کے آخری سال میں ہوتی رہی ہیں۔ آخر کار ۱۳ ستمبر ۱۵۹۸ء کو اس کی آخری گھڑی اس طرح آئی کہ اگر اس کی پالیسی کے لاتعداد شکار یہ کہیں تو بالکل بجا ہے "خدا تعالےٰ نے اُن کا انتقام اُس سے لے لیا"۔ نقرس نے اسے کھلا ڈالا۔ دمے نے اس کا دم بند کر دیا۔ قریباً دو مہینہ تک وہ بالکل بے حس و حرکت پڑا رہا۔ بس صرف اتنی سی جان باقی تھی کہ یہ ساری تکالیف برداشت کرتا رہے۔ تمام جسم پھوڑے پھنسیوں سے لدا ہوا تھا۔ جب ان کو شگاف دیا جاتا تھا تو ہر ایک پھوڑے میں سے ایسی سخت بدبودار آلایش نکلتی تھی کہ جس کمرہ میں وہ مرنے والا تھا۔ باوجودیکہ اُس میں بخورات سلگائے گئے۔ خوشبوئیں چھڑکی گئیں پھر بھی اتنی سخت بدبو تھی کہ ناک نہیں دی جا سکتی تھی۔ جو تکلیفیں اُس کی جان ناتواں پر گزر رہی تھیں وہ اُن سے زیادہ تھیں جو اُس کے جلادوں نے بے گناہوں کی تعذیب کے لئے ایجاد کی ہونگی۔ باوجود ان تکالیف کے اُس کے صبر و استقلال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن عقاید کا سخت پابند ہے جنہوں نے اُس کو اتنا شقی القلب بنا کر بڑے بڑے بے رحمانہ افعال کرائے

Marfat.com

تھے۔ فرشتگان عذاب کے عقاب بھی اُس کے عقاید کو متزلزل نہیں کر سکے۔ وہ برابر راضی برضاءِ الٰہی رہا، اور اُس کے اس عقیدہ میں بھی کچھ تزلزل نہیں آیا کہ جس موت کی وہ دعائیں مانگتا تھا وہ راحت و آسایش کا دروازہ ہے۔ اُس کے جو گناہ کہ لازمۂ سریع الزوال زندگانی انسانی ہیں وہ تو یوں دُھل گئے کہ اُس نے اعتراف گناہ کر لیا، جس میں اُس کے تین دن لگے۔ باقی رہ گیا مابقی گناہوں سے طہور کامل، یہ جناب پوپ نے اپنے اختیارات روحانی سے کر دیا، اور وہ غریب ایک ٹلی کا تبرک ہاتھ میں لئے ہوئے مر گیا۔* یوں شاہ فلپ سکون و اطمینان کی موت سے مرا

---

* علامہ سکاٹ اپنی کتاب "تھرو سپین" میں فلپ دوم کی تصویر ایسکوریال میں دیکھ کر لکھتے ہیں:—

"..... اُس کے بھاری سنگدلوں جیسے جباڑوں، نیم وا آنکھوں، زرد رنگ جھلی جیسی کھال، پُر شکن ابروؤں، بے چین چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے جذبات پر بہت ہی بھدا نقاب پڑا ہوا ہے اور یہ شخص اپنی اصل طبیعت کو چھپانا چاہتا تھا، مگر نہیں چھپا سکتا۔ اُس کی پیشانی پر صاف صاف اُس کے خوفناک زمانہ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ اُس کے چہرہ پر..... بے رحم بلائیں، غیر مذہب کے آدمیوں کا نام و نشان مٹا دینے کے لئے جنگیں، کلیسائی ظلم، زندہ جلانے کے لئے عدالتوں، الاؤ کی تصویریں، کہانیاں لکھی ہوئی ہیں۔ اُس کی صورت کہہ رہی ہے کہ اُس نے مذہبی مجاہدات کئے ہیں، خود ایذائیں اٹھائی ہیں، تاکہ اُن گناہوں کا کفارہ ہو جائے جن کی وجہ سے خدا تعالےٰ اُس سے ناخوش ہو چکا ہے۔

"اُس نے ایسکوریال کا یہ محل فرانس پر فتح پانے کی یادگار میں بنایا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہ دنیا کے عجائبات میں سے آٹھواں مقام ہے۔ اسی محل نے اُس کے مرتے ہی سولھویں صدی کی سب سے بڑی طاقتور اور تمام یورپ کے پولٹیکل معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھنے والی سلطنت کی ذلت کا تماشا دیکھا ہے، ..... اسی محل میں اس شخص نے اپنے تخت پر بیٹھ کر موریسکوں کی جلاوطنی کا حکم صادر کیا اور پھر اُس کو منسوخ کیا..... یہیں اس بے رحم مطلق العنان شخص کو اُس کے مغرور اجداد کا ترکہ ملا۔ اسی محل میں بیٹھ کر وہ نہایت تبختر کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ "میں ایک بے برگ و گیاہ پہاڑ پر بیٹھ کر صرف ایک پرچہ کاغذ سے دونوں دنیاؤں پر حکومت کر رہا ہوں"، اسی محل کے ایک گندے کمرے کے فرش پر یہ شخص نہایت تکلیف کے ساتھ ایسی حالت میں مرتا ہے کہ اُس کے ارکین سلطنت اُس کی طرف رخ نہیں کرتے، اُس کے دشمن اُس کو سخت حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور اُس کی وسیع سلطنت کے عرض و طول میں ہر شخص اُس کو شیطان مجسم سمجھ کر اُس پر لعنت بھیجتا ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۰ پر ملاحظہ ہو)

اور جو کام وہ اپنے عقیدہ کے موافق اپنا مآل زندگی سمجھتا تھا اُس کو پورا کر گیا۔ خدا تعالیٰ نے اُس کو مطلق العنان اختیارات کامل عطا فرمائے تھے، ان اختیارات کی رو سے اُس پر یہ ذمہ داری پڑتی تھی کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی سلطنت قایم رکھے۔ عقل کی جتنی روشنی اُس کو عطا فرمائی گئی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۹) جو بے قیاس خزانہ اُس نے اقوام کو لوٹ کر بلکہ تباہ کر کے جمع کیا تھا، وہ تبرکات جو اُس نے ایک جوش مذہبی کے ساتھ جمع کئے تھے، اور جن کو اہلِ کلیسا نے نہایت شان و شوکت کی رسمیں ادا کر کے ایسکوریال کے گرجا میں رکھا تھا، اُن کو فرانس کے سپاہیوں نے لوٹا اور جوتوں کے نیچے روندا۔ یہ تھا انجام اتنی بڑی عظمت کا۔ یہ عظمت قومی عزت کے عوض میں خریدی گئی تھی، قومی عزت اس پر قربان کی گئی تھی، جو عہود و مواثیق کسی کے ساتھ کئے گئے تھے وہ ایک باقاعدگی کے ساتھ اسی محل میں توڑے گئے، اور اپنی رعایا کے ہزاروں بلکہ لاکھوں بے گناہ افراد کے ملکی و مذہبی حقوق کو پامال کیا گیا......"

اسی کتاب میں علامہ سکاٹ فلپ دوم کے مرنے کی تصویر یوں کھینچتے ہیں:۔

"جن تکالیف کے ساتھ یہ ظالم مرا ہے وہ اس کی بدبختانہ زندگی کے ختم ہونے کے لئے بہت ہی موزوں تھیں۔ برسوں سے نقرس اس کو بُری طرح ستا رہا تھا۔ آخر اُس کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس کو دن رات میں کسی وقت بھی ایک لمحہ کا چین نہ آتا تھا۔ آخر اُسی کے کہنے سے لوگوں نے اُس کو زمین پر لٹا دیا، اور جب اُس کو اُٹھانے لگے تو وہ اس قابل ہی نہ رہا تھا کہ اُٹھایا جا سکے۔ اُس کی زندگی کے آخری آٹھ ہفتے ایسے گزرے کہ وہ ایک ہی کروٹ پڑا رہا۔ اُس کو ہذیان ہو گیا۔ تمام بدن میں پھوڑے تھے، اور اُس کے بستر پر لاکھوں کیڑے بلبلاتے تھے۔ اُن راہبوں نے، جو اُس کے مصاحب اور مشیر تھے، اور اب اُس کے طبیب تھے، اُس کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا کہ وہ دعاء مریمؑ، انجیل کی آیتیں وغیرہ پڑھتا رہے اور مجاہدات دینی کرے، مگر اُس کی تکالیف میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی۔ پوپ نے روم سے اُس کی مغفرت کا پروانہ اور سینٹ البنس کی پسلی کی ہڈی اُس کے پاس بھیجی۔ مگر بادشاہ کی بیماری تھی کہ ایک نہ مانتی تھی۔ آخر وہ گھڑی آ پہنچی جس کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اس ظالم نے اپنے اعتراف گناہ میں تین دن لگائے، اور جیسے ہی یک شنبہ کا آفتاب طلوع ہوا یہ ستمگار اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے احکم الحاکمین کے حضور میں بلا لیا گیا......" آہ!

از مکافاتِ عمل غافل مشو (مترجم)

Marfat.com

اُس سے اس نے پورا کام لے کر حکم خداوندی کی تعمیل کی۔ اگر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کی رعایا مفلس قلاش ہوگئی، اور لاتعداد مخلوق آلہی مصیبت میں پھنس گئی تو یہ اُس کا قصور نہیں تھا، بلکہ اُن عقاید کا گناہ تھا جن کی اُسے تعلیم دی گئی تھی۔ مگر جو کچھ بھی تھا وہ اپنے نفس سے یہ بات نہیں چھپا سکتا تھا کہ اُس کی چہل و دو سالہ حکومت ناکامی پر ختم ہوئی۔ اُس نے ساری عمر اپنی تمام کوشش اس پر صرف کر دی تھی کہ انگلستان، فرانس اور ندرلینڈ اُس کے ہاتھ آجائیں۔ انگلستان نے اُس کے بیڑے کو غرق و تباہ کر دیا، اور وہاں کے بحری قزاقوں نے اُس کے سواحل کو لوٹا، رہے سہے جہازوں کو برباد کیا، اور کوئی اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکا۔ فرانس میں جو جمعیت اس نے اپنی بنائی تھی اور اُس پر اپنے ملک کی دولت صرف کی تھی، اُس کے ٹکڑے اُڑ گئے، ہنری چہارم جو اُس کا جانی دشمن تھا، بادشاہ تسلیم کر لیا گیا، اور پوپ اُس پر مہربان ہوگیا۔ ہالینڈ اُس کے ہاتھ سے اس طرح نکلا کہ پھر اُس کے ملنے کی امید ہی نہیں رہی، یہاں تک کہ فلینڈرس کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے اُسے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگانا پڑا۔ اُسے جو کچھ کامیابی ہوئی وہ پرتگال میں، وہ بھی اس طرح کہ وہاں اُس کو اپنے جذبات جہاں سوزی دکھلانے اور کروڑوں خرچ کرنے پڑے، اور پھر بھی اس نے ڈاکوؤں کی طرح کمزور لوگوں سے ملک چھینا۔ یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں کہلا سکتا۔ لطف یہ ہے کہ اُس کے بعد اُس کے پوتے سے یہ ملک پھر چھین لیا گیا۔

اُس کے نوجوان بیٹے، فلپ سوم، کے تخت پر بیٹھنے سے مولدین کی حالت بد سے بدتر ہوگئی۔ عجب بات یہ ہے کہ نہ تو باپ نے اُن کے متعلق کوئی وصیت چھوڑی، نہ اُن خفیہ ہدایات میں جو وہ بڑی محنت سے اپنے بیٹے کے لئے چھوڑ گیا تھا، مولدین کا کوئی ذکر تھا۔ ... مذہبی خیالات بڑھ رہے تھے، کیونکہ بے تعداد خانقاہیں اور اسی قبیل کی بہت سی چیزیں قائم ہو گئی تھیں۔ اس سے بھی زیادہ قابل افسوس بات یہ تھی کہ بادشاہ ڈیوک آف لیرما کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن گیا تھا۔ یہ شخص بحیثیت مارکوئیس آف ڈینیا کے بہت سے مزارعین کا زمیندار تھا، اس کا ... یہ تھی کہ وہ اُن پر نگاہ لطف رکھے گا، مگر ایک وقت ...

اُس پر بحری قزاقوں کا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا۔ مولدین کے متعلق اُس کے جو خیالات تھے وہ اُس کی ایک تحریر مورخہ ۲ر فروری ۱۵۹۹ء سے معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں اُس نے بحث کر کے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ پندرہ سے ساٹھ برس تک کی عمر کے جتنے مولدین ہیں وہ سب مسلمان ہیں اور ایک ایک واجب القتل۔ اُن سب کو غلام بنا کر جہازوں کی مشقت پر لگا دیا جائے اور اُن کی جایدادیں ضبط کر لی جائیں؛ عورتیں اور ساٹھ برس سے زیادہ عمر کے مرد ملک بدر بھیج دیئے جائیں اور بچوں کو مدارس میں تعلیم دی جائے۔ اس تجویز کی کونسل آف سٹیٹ نے بھی تائید کی؛ یہ کونسل یہ تجویز پہلے ہی پیش کرنے والی تھی کہ مولدین کو پُرانے عیسائیوں کے درمیان میں اس طرح بکھیر دیا جائے کہ جہاں پانچ سو عیسائی ہوں وہاں فی پچاس آدمی ایک مولد کو آباد کیا جائے۔ یہ امر کہ اس پر بہت جلد عمل پیرا ہونے کی ضرورت سمجھی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۵۹۹ء میں کونسل نے یہ تصفیہ کیا کہ خفیہ طور پر مولدین کی صحیح تعداد معلوم کی جائے؛ یہ کام قشتالہ سے شروع کیا جائے اور پھر بلنسیہ اور ارغون کے متعلق طے کیا جائے کہ اُن کی نسبت کیا کارروائی کی جائے۔ فرمان مہلت کی منظوری پوپ کے یہاں سے آگئی؛ اب یہ دیکھنا تھا کہ ان سب باتوں کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اسقف اعظم رائے بیرا نے یہ چاہا کہ اس سے پورا فایدہ اُٹھایا جائے؛ چنانچہ اُس نے اپنی طرف سے ایک کلیسائی اعلان چھپوایا کہ جس میں مولدین کو یہ تنبیہ کی کہ اگر یہ ذرایع بھی، جو نہایت نرم ہیں، ناکام رہے تو بادشاہ نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ اُن سب کو جلاوطن کر دیا جائے۔ دوسری طرف امرا سے کہا کہ اگر وہ اپنے مزارعین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کو عیسائی ہو جانے کی ترغیب دیں۔ اس صاف گوئی سے کونسل آف سٹیٹ گھبرا اُٹھی اور اُس نے یہ حکم دیا کہ اس اعلان کو واپس لے لیا جائے؛ اور اگر کسی پادری یا واعظ نے ایسی ہی کوئی بات کہی ہو تو وہ بھی اُس کو واپس لے لے۔ مقصود یہ تھا کہ مولدین کو اپنے تباہ کئے جانے کا کسی طرح پہلے علم نہ ہونے پائے۔ بلنسیہ کے والسرائے، کاونٹ آف بے نے وینٹ، کو یہ حکم دیا گیا کہ جو مولدین زیر تعلیم ہیں اُن کی حفاظت کی جائے کہ وہ سلطنت پر کسی نوع سے حملہ نہ کر سکیں نیز اُس سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ

Marfat.com

مولدین سے ہتھیار لے لینے بھی ممکن ہیں یا نہیں ۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ فرمان بھی لاحاصل ثابت ہوا۔ اواخر ۱۶۰۱ء میں استقف اعظم رائبیرا نے ایک عرضداشت میں بادشاہ کو اطلاع دی کہ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ بیکار ہے۔ سپین کی اگر کوئی بیخ و بنیاد ہے تو وہ مذہب ہی ہے جب سپین کا بیڑہ تباہ ہوا ہے تو رائبیرا نے فلپ دوم سے کہہ دیا تھا کہ یہ خدا کی طرف سے تنبیہ ہے کہ "دوسرے ملکوں کو لامذہبوں سے خالی کرانے سے پہلے اپنے ملک کو کفار سے پاک کرو"۔ الجیریا پر جو مہم بھیجی گئی اور ناکام واپس آئی، تو اس کی بھی یہی وجہ تھی۔ اس نے اس پر بڑا زور دیا کہ سپین ہر سمت سے خطروں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک طرف تو تمام اقوام کو اس سے نفرت ہے، دوسری طرف پرتگال سے ہو کر انگلستان ہر وقت اس پر حملہ کر سکتا ہے، اور فرانس نوار اور ارغون ہو کر ساحل کی طرف سے غیر عیسائی ہر وقت اس کی تاک میں ہیں، اور نوے ہزار خوفناک جنگجو دشمن قلب سلطنت میں اپنے ہم مذہبوں کی مدد کے لئے کمربستہ بیٹھے ہیں۔ راڈرک کے ہاتھ سے اس وقت سپین نکلا کہ جب ایک بھی مسلمان ملک میں نہ تھا؛ جب غرناطہ میں بغاوت ہوئی تو جرمنی اور اٹلی سے فوج منگوانا پڑی؛ ساٹھ ہزار سپینی عیسائیوں کی جان اس پر قربان ہوئیں اور آخر باغیوں سے صلح کرنا پڑی۔ شرائط صلح میں یہ بھی داخل تھا کہ جو پانچ یا چھ سو ترک ان کی مدد کے لئے آئے تھے ان کو بحفاظت نکل جانے دیا جائیگا۔ رائبیرا کی اس تحریر کا شکریہ ڈیوک آف لیرما اور بادشاہ کے اقبال گناہ کرانے والے پادری فرے گیسپرڈی کارڈوا نے ادا کیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۶۰۱ء کو بادشاہ نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا، اور یہ حکم دیا کہ وہی کوئی تجویز ایسی پیش کرے کہ جو رحم بھی ہو اور منصفانہ بھی۔ اس پر اس نے بڑا طول طویل جواب دیا جس کے شروع میں اس نے توریت کی دو آیات درج کیں جن میں یہ حکم ہے کہ دشمنان خدا کو بغیر کسی طرح کے رحم کے قتل کر دیا جائے اور بادشاہ کے یہ فرائض بتلائے گئے ہیں کہ ان کا نام و نشان بھی مٹا دے۔ اس کے بعد اس نے لکھا کہ مولد صدمی ہیں، یقینی کافر ہیں، ان کا اگر کوئی علاج ہے تو صرف یہ کہ ان کو سپین سے نکال دیا جائے

عیوب نقائص کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دینا چاہئے اور یہ احتیاط کرنا چاہئے کہ کہیں کوئی ایسی چیز نہ رہ جائے کہ جس سے وہ پھر جڑ پکڑ جائیں بس یہی ترکیب عین کریم النفسی اور شفقت ہے۔ بادشاہ کو چاہئے کہ وہ محکمۂ احتساب محنہ کی معرفت اسقفوں اور پادریوں سے مولدین کے کفر اور نمک حرامی کے ثبوت حاصل کرے اور پھر اُن کو علی رؤس الاشہاد یہ حکم دے دے کہ اُن کو جلا وطن کر کے اُن کی جائیدادیں ضبط کر لی جائینگی"۔ رائے بیرا اپنے اس قول کو کہ "یہی کریم النفسی اور شفقت ہے" یوں ثابت کرتا ہے کہ "وہ سب سزاء موت کے مستحق ہو چکے ہیں؛ اور کریم النفسی اور شفقت بادشاہ کی خاص صفات ہیں؛ اس کے علاوہ اتنے کثیر التعداد آدمیوں کے قتل عام کرنے سے ایک آفت برپا ہو جائیگی جس احتیاط کی ضرورت ہے وہ صرف یہ ہے کہ حکام کلیسا کے اختیارات میں دست اندازی نہ ہونے پائے؛ ورنہ وہ اُن سزاؤں کے دینے کے قابل نہ رہینگے جو قوانین کلیسا کے موافق مقرر ہیں؛ مگر پوپ کے پاس اس کا بھی علاج ہے۔ بادشاہ کے ضمیر و ایمان کے لئے کسی اور احتیاط کی ضرورت نہیں ہے؛ اگر بادشاہ اس تدبیر پر عمل پیرا ہوگا تو وہ نہ صرف اپنی وفادار رعایا کو ظلم و ستم سے بچائیگا بلکہ شاہی خزانہ کو بھی معمور کر لیگا"۔

رائے بیرا نے یہ دعوے کیا کہ اس مصیبت کا جو ملک پر آئی وہی ذمہ دار ہے؛ اور فی الحقیقت اُس کی تعریف بھی کی گئی؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی تعریف کا مستحق نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اگر شاہ فلپ کا ضمیر اُس کو کچھ ملامت کرتا تو اُس کی طرف سے رائے بیرا نے اطمینان دلا دیا۔ لیکن سرے سے اسی میں شبہ ہے کہ آیا فلپ کے ضمیر و ایمان تھا بھی یا نہیں۔ اگر یہ کام رائے بیرا سے بھی نہ ہوتا تو ایسے قابل علماء دین ڈھیر کے ڈھیر ملک میں موجود تھے کہ وہ اس کا سرانجام بآسانی کر دیتے؛ اور ثواب کے مستحق بنتے۔ رائے بیرا نے جو کچھ کیا وہ صرف یہ تھا کہ اُس نے بادشاہ کو یہ یاد دلا دیا کہ کفر و الحاد کے معاملہ میں ملکی عدالتیں اگر کوئی کارروائی کر سکتی ہیں تو بنگرانی کلیسا؛ ورنہ اُن کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اتنے کثیر التعداد مولدین کے خلاف پوپ کا حکم حاصل کرنے؛ یا محکمۂ احتساب محنہ سے تمام قوم کے متعلق سزائیں دلوانا؛ اُن خفیہ تیاریوں کے منافی تھے جو جلاوطنی

Marfat.com

کے لئے کی جاتی مناسب تھیں۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ سات برس کے بعد جب مولدین جلا وطن کئے گئے تو کلیسا کے حدود اختیارات میں دست اندازی نہ ہو جانے کے خیال سے یہ معاملہ ملکی سمجھا گیا، اور سوا اس کے کہ ایک لغو سا اشارہ خدمت دین کا کیا گیا، اس جلا وطنی کے صحیح قرار دینے کے وجوہ صرف ملکی ہی بیان کئے گئے*۔

---

* یہ امر کہ اس معاملہ میں کون شخص تعریف کا مستحق ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت رائے بیرا کے فرے بلیڈا زیادہ بے چینی پھیلانے والا تھا۔ اُس نے جو اپنے حالات خود لکھے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے پادریت کو اپنی ترقیات کا زینہ بنایا ہے ۱۵۸۵ء میں اُس کی حیثیت ایک ادنےٰ خادم کنیسہ کی تھی کہ رائے بیرا نے اُس کو کوروبرا کے علاقۂ کلیسائی پر مقرر کر کے شماسوں کے گروہ میں شامل کر دیا۔ وہ اپنے علاقہ میں ایک پادری کے ماتحت کام کرتا رہا۔ ایک مرتبہ بلیڈا پھرتا پھرتا اُس علاقہ میں آیا تو اتفاق سے ایسے وقت پہنچا کہ ایک تیوہار کا دن تھا۔ پادری ذبیحۃ القدس بلند کر رہا تھا اور مولدین مذاق اُڑا رہے تھے۔ اُن کی یہ حرکت دیکھ کر بلیڈا کانپ اُٹھا۔ وہ فوراً ہی کلیسیہ گیا اور اپنے علاقہ کی پادریت سے استعفا دینا چاہا، مگر رائے بیرا نے منظور نہ کیا۔ اِس پر اُس نے اپنی تمام تر توجہ اِس پر مصرف کی کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ذبیحۃ القدس اس بے ادبی سے محفوظ ہو جائے۔ جب وہ پورا پادری بنا تو کلیسائی علاقہ سے بچنے کے لئے وہ ڈومی نیکی فرقہ میں داخل ہو گیا، اور حسب معمول چند سال راہبوں کے ساتھ ایک خانقاہ میں رہ کر ۱۵۹۱ء میں اس غرض سے روم گیا کہ وہاں پوپ کے سامنے یہ شکایت کرے کہ مولدین ذبیحۃ القدس کی بے ادبی کرتے ہیں۔ پوپ گریگوری چہاردہم نے فلپ دویم، کارڈینل الکزینڈرینو اور رائے بیرا کے نام خطوط دیئے۔ اس خدمت کے بدلے میں اُس کو کلیسائی علاقہ سولانا کا ایک برس کے لئے پادری مقرر کر دیا گیا۔ یہیں رہ کر اُس نے ذبیحۃ القدس کی کرامات پر اپنی کتاب لکھی۔ پھر مولدین کے قبایح وسئیات سے پوری طرح واقف ہونے کے لئے وہ آٹھ برس تک اُن کو مختلف مقامات میں تعلیم دیتا رہا۔ یوں وہ شورش پھیلانے کے قابل بن گیا جس کو اُس نے انتہا پر پہنچا دیا۔ اُس کا یہ قول ہے کہ رائے بیرا جو کچھ کر رہا تھا اُس کی رفتار بہت سست تھی۔ ۱۵۹۶ء میں اُس نے اسقف اعظم (رائے بیرا) کو اپنا وہ رسالہ دکھلایا جس میں مولدین کے کفر و الحاد کے حالات درج تھے اور یہ کہا کہ میں اس کو چھپوانا چاہتا ہوں تو رائے بیرا نے اُس کو منع کر دیا اور کہا کہ جب اُن کا اثر عیسائیوں پر نہیں پڑتا تو اس کی کیا ضرورت ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

حقیقت حال یہ ہے کہ ۲ر جنوری ۱۶۰۲ء کو اس کونسل نے، جس کے ارکین لیرما، کاونٹ آف مرانڈا، جوان ڈی آئی ڈیاکیوز، ادر گیسپر ڈی کارڈووا (شاہی اقبال گناہ کرانے والا) تھے، مشورہ کرکے ایک تحریر پیش کی جس میں اُن کارروائیوں کا ذکر تھا جو حسب موقعہ کی جانے والی تھیں۔ اُس میں لکھا تھا کہ "یہ معاملہ اتنا اہم ہے کہ خود بادشاہ کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ارغون میں فرانس کی طرف سے جو سازشیں ہو رہی تھیں وہ یا تو معلوم ہو چکی ہیں، یا اُن کے متعلق شبہ ہے۔ یہ سازشیں اس قدر متوحش ہیں کہ ممکن ہے کہ کسی وقت خطرناک صورت اختیار کر لیں۔ جیسی کہ تجویز ہے ویلنسیہ سے کام شروع کیا جائے؛ بہتر ہوگا کہ پہلے ویلنسیہ میں کارروائی کی جائے، اور اگر ممکن ہو تو ارغون سے بھی، اور اس کے لئے کافی فوج مہیا رکھی جائے۔ آئیڈیاکیوز اور مرانڈا اس کے مؤید تھے کہ جتنے بالغ آدمی ہیں سب کو افریقیہ بھیج دیا جائے، اور بچوں اور ان کو جو رہنا چاہیں رکھ لیا جائے؛ یہ دونوں اس کے موافق نہ تھے کہ ان کا قتل عام کر دیا جائے یا اُن کے جہازوں کے تختے توڑ ڈالے جائیں کیونکہ اس کا امکان ہے کہ اُن میں بہت سے آدمی بے قصور ہوں اور پوپ اس کی اجازت نہ دینگے۔ دوسری طرف لیرما اور فرے گیسپر یہ سمجھتے تھے کہ اصطباغ یافتہ لوگوں کو بربر میں بھیج دینا نہایت قبیح فعل ہے؛ وہ وہاں جا کر پھر مسلمان ہو جائینگے، اور خطرناک دشمن، کیونکہ سپین میں اسّی ہزار ایسے آدمی ہیں کہ جو اپنی بیویوں سے جُدا ہو جائینگے اور جایدادوں سے محروم، وہ سب کے سب فوراً ہی جایدادوں پر قبضہ کرنے اور بیویوں کو لینے کے لئے واپس آ جائینگے۔ بہتر ہو ک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵) مگر بعد میں جب اُس نے بچشم خود مولدین کی کجروی کو دیکھا تو بلیڈا کو اُس رسالہ کے چھپوانے کا حکم دیا۔ اگرچہ بحیثیت عالم دین کے رائے بیرز کی یہ رائے تھی کہ مولدین کافر مطلق ہیں، مگر عملی طور پر وہ اُس عام خیال پر عمل کرتا تھا کہ بوجہ جہالت یہ لوگ معذور ہیں۔ اسی بنا پر وہ اُن کو نمازوں میں شامل کر لیتا تھا، اور عیسائیوں کے پاک کردہ قبرستان میں اُن کو دفن ہونے دیتا تھا۔ یوں رائے بیرز مولدین کے ساتھ وہ رعایتیں کرتا تھا کہ جو ایسی صورتوں میں کی جا سکتی ہیں کہ جہاں دو راہیں کھلی ہوں، اور مصلحت و موقعہ کے اعتبار سے ایک پر آدمی گامزن ہو سکتا ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

پہلے پوپ سے مشورہ کیا جائے۔ چاروں نے مل کر یہ سفارش کی کہ موسم بہار میں کام شروع کیا جائے اور اس عرصہ میں اٹلی میں اور جہازوں پر فوج جمع رکھی جائے تاکہ اہلِ فرانس اُدھر کا رُخ نہ کر سکیں۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے کونسل کو حکم دیا کہ اس معاملہ کو معلق نہ چھوڑا جائے، بلکہ اس کے متعلق فیصلہ اخیر کر دیا جائے؛ اگر بلا اس کے کہ کسی طرح کا روحانی نقصان ہو، مولدین جلاوطن کر دیئے جائیں تو اُس کے نزدیک زیادہ مناسب ہے؛ جلاوطنی بلنسیہ سے شروع کی جائے، اور اگر ارغون اُس کے ساتھ شامل کر لیا جائے تو بہت ہی اچھا ہے؛ جتنی بری و بحری فوج کا جمع ہونا ممکن ہو جمع کر لی جائیں، اور فوج کو منظم کر لیا جائے، ان تیاریوں میں جتنی بھی جلدی کی جائے مناسب ہوگی۔ اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے ایک فرمان کا مسودہ تیار کیا گیا؛ چونکہ وہ نسبتاً نرم ہے اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغاوت کا خوف سب پر طاری تھا۔ مولدین کو ایک مہینہ کی مہلت دی گئی کہ اُس میں وہ اپنی جائیداد فروخت کر دیں، اور سپین سے جہاں چاہیں چلے جائیں؛ جو لوگ کہ ملک بربر کو جانا چاہیں اُن کو سفر کی سہولت بہم پہنچائی جائیگی؛ اگر وہ کسی اور عیسائی ملک میں جانا چاہیں تو ایسی تدابیر اختیار کی جائینگی کہ اُن کے ساتھ وہاں اچھا سلوک ہو؛ لیکن جو شخص کہ ایک ماہ سے زیادہ سپین میں ٹھہریگا اُس کو سزاء موت اور ضبطی جائیداد دی جائیگی۔

جیسا کہ معمول چلا آرہا تھا، اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ غالباً اُس زمانہ کی طرز حکومت کے موافق، کارروائی کی تفصیلات کے متعلق لامتناہی بحث چھڑ گئی جس نے کچھ نہ ہونے دیا؛ یہاں تک کہ فرانس کے حملہ کا جو فوری اندیشہ تھا وہ جاتا رہا اور ۱۶۰۴ء میں انگلستان سے صلح ہو گئی۔ اور اخراج ششم سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کلیسائی علاقوں میں اصلاح اور تعلیم کا انتظام کرنے کی کوشش شروع کر دی گئی تھی؛ یہ بھی اور سارے معاملات کی طرح بیکار رہی ہی ۱۶۰۸ء میں کونسل آف سٹیٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ سختی کی پالیسی اختیار کرنے سے پہلے یہ انتظار کر لیا جائے کہ اس اصلاح اور تعلیم کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس تساہل اور آئے دن کی پالیسی کی تبدیلی کی واقعی وجہ یہ تھی کہ شاہی خزانہ بالکل خالی تھا۔ آیڈریا کیوزنے بالکل صحیح کہا تھا کہ ۱۵۸۱ء میں لزبن کا معاملہ بھی اسی لئے ملتوی

Marfat.com

کردینا پڑا کہ روپیہ نہ تھا' اور وہی دقت اب تک چلی جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ فلپ دینی معاملات میں بہت جوشیلا تھا' اسی لئے اُس نے مولوین کو نکال کر اپنے ملک کو پاک کیا' اگر یہ صحیح تھا تو اُس کو چاہئے تھا کہ وہ اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار ڈوکیٹ کی رقم' جو ۱۶۰۴ء میں پرتگال کے نوعیسائی یہودیوں نے اپنے گناہاں سابقہ کے کفارہ میں ادا کی تھی (گو اساقفہ اس کے سخت خلاف تھے) وہ رقم اس ثواب کے کام میں خرچ کردیتا۔ یہودیوں سے جب یہ سودا کیا گیا تو یہ بھی مشہور رہا تھا کہ مولدین بھی اتنی ہی رقم اپنے گناہوں کے معاوضہ میں دینے پر آمادہ ہیں +

پھر ۱۶۰۸ء میں مولاء سیدان کا اندیشناک معاملہ پیش آگیا۔ ۳۰ جنوری کو کونسل کا اجلاس کامل منعقد کرکے تمام پُرانے کاغذات پر غور کیا گیا' اور ہر ایک رُکن کی راء طلب کی گئی۔ اسقف رائے ہرا مولدین کے عیسائی ہونے سے ناامید ہوہی رہا تھا' کیونکہ پادری اس وجہ سے کسی کام کے کرنے ناقابل تھے کہ اُن کے پاس روپیہ نہ تھا؛ جاہل اور بدچلن آدمی علاقوں کے پادری مقرر کئے گئے جن سے بجاء نفع کے نقصان پہنچا' لیکن چونکہ پوپ نے یہ حکم دیا ہے کہ اُن کی تعلیم کی کوشش کی جائے اور صوبہ وار کونسلیں منعقد کی جائیں' اس لئے یہ کرنا پڑیگا؛ مگر بہرحال اُن کے ساتھ نرم ترین سلوک یہ ہے کہ اُن سب کو بربریں بھیج دیا جائے۔ کارڈینل سین ڈوول' اسقف اعظم طلیطلہ نے کہا کہ تمام قوم کے خلاف فتوے صادر نہیں ہوسکتا؛ بادشاہ کو چاہئے کہ اُس کے دل میں جو کچھ خداتعالے القا کرے اُس پر عامل ہوجائے اور کسی سے مشورہ نہ لے۔ باقی ارکین نے کہا کہ جلاوطنی نہایت ضرری ہے؛ مولدین کی تعداد بڑھ رہی ہے' اور پُرانے عیسائیوں کی کم ہوتی چلی جارہی ہے؛ چند روز میں یہ نتیجہ ہوگا کہ مولدین کی ملک میں کثرت ہوجائیگی' اس سے یقیناً امرا اور زمینداروں کو نقصان پہنچیگا' لیکن اُن کا معاوضہ یوں ہوسکتا ہے کہ اُن کے مزارعین کی تمام اراضی اُن کو مل جائیگی' اور چند سال کے بعد اُن کی زمینیں پھر معمور ہوجائینگی۔ آخر اس پر بحث شروع ہوئی' اور اس کا سب سے بڑا پہلو یہ رہا کہ جو ذرایع اختیار کئے جائیں' اُن پر تفصیلی نگاہ ڈال لی جائے' ہر قسم کی احتیاط کرلی جائے اور تمام معاملہ خفیہ رکھا جائے' بچوں کا معاملہ البتہ دقت طلب تھا' کیونکہ کونسل میں ایسے دیندار موجود تھے جو

یہ نہ چاہتے تھے کہ ان اصطباغ یافتہ بچوں کو افریقیہ میں جانے دیا جائے کہ وہ وہاں جاکر مسلمان
ہوجائیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس منحوس خیال کے لوگ بھی موجود تھے کہ جنہوں نے کنایتہً یہ
کہا کہ تمام بالغین یا تو قتل کر ڈالے جائیں، یا غلام بنا لئے جائیں جس صوبہ وار کونسل کے منعقد
کرنے کا حکم پوپ نے دیا تھا وہ ۲۲ر نومبر کو ہوئی، لیکن مولدین کا جلاوطن کیا جانا طے ہو چکا تھا،
اور دکھلاوے کے لئے جو کوشش تعلیم دینے اور عیسائی بنانے کی کی گئی تھی وہ صرف اس واسطے
کہ مولدین کو یہ خیال بھی نہ آسکے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

یہ ناممکن تھا کہ ان کو یہ بھی خبر نہ ہونے دی جائے کہ ان کے متعلق کچھ آخری کارروائی ہو رہی
ہے، چنانچہ رفتہ رفتہ حالت کچھ مشوش ہوتی چلی گئی۔ اکتوبر میں ٹوماس ڈی بورجا اسقف اعظم
سرقسطہ نے یہ رپورٹ کی کہ بہت سے مولدین فرانس چلے جارہے ہیں اور تمام آدمیوں میں بے چینی
نظر آتی ہے، بعض جگہ انہوں نے اپنے گروہ بنا لئے ہیں، شوارع عام پر ڈاکے مارتے اور جتنے
عیسائی ان کو ملتے ہیں سب کو قتل کئے ڈالتے ہیں۔ بلنسیہ میں وہاں کا وائسرائے ان کے لئے احکام
نکالتا نکالتا تھک گیا کہ ہتھیار حکام کے سپرد کردیئے جائیں، جتنے انہی علاقوں میں آئیں سب کا
نام درج کرایا جائے، ایک وقت مقررہ کے بعد کوئی شخص گھر سے باہر نہ نکلے، کوئی میلہ یا اکھاڑہ
نہ ہو کہ جس میں بدقماش لوگ آکر جمع ہوں۔ مولدین نے سکوں کی ایسی خراب حالت کردی تھی کہ
وہی لرزانے کے لئے کافی تھی، اور اس کا سخت فکر لگا ہوا تھا۔ اس وقت ملک میں جو سکہ چل رہا تھا
اس میں سونے چاندی کے قسم کی کوئی قیمتی چیز نہ تھی، یہ ناکارہ سکہ ویلون کہلاتا تھا، جب خود گورنمنٹ
ہی سکہ قلب بنائے تو دوسروں کو اس نفع بخش کام سے روکنا ناممکن تھا، مولدین نے خاص طور پر
سکہ قلب بنانا شروع کردیا تاکہ ان کے آڑے وقت میں کام آسکے، ۱۶۰۸ء ہی میں ارغون میں کئی
آدمیوں کو سکہ قلب بنانے کے جرم میں سزائیں دی گئیں۔ ان ہی مقدمات کے دوران میں یہ معلوم
ہوا کہ انہوں نے نہ صرف ویلون ہی بنائے ہیں، بلکہ ایسی ریال بھی چلائے ہیں جن میں آدھی چاندی
تھی اور آدھا کھوٹ۔ بلنسیہ میں تو انہوں نے اور بھی ستم کیا، کیونکہ وہاں ان کو اپنا مستقبل بالکل

تاریک نظر آرہا تھا اور وہ ہر وقت خوفزدہ رہتے تھے اُنھوں نے کمال کیا کہ لوہے کے ٹکڑے لے کر اُن پر قلعی کر کر کے سکہ بنا لئے، اور تعداد کثیر میں اصل قیمت کے پانچویں حصہ پر عیسائیوں کے ہاتھ بیچ ڈالے، یہ ناکارہ چیز بینکوں میں جمع کر دی گئی، اور یہاں سے بطور اصل سکہ کے نکل کر فروخت ہوئی۔ سلطنت کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ کہیں اسی بنا پر بغاوت نہ ہو جائے، اس لئے اُس نے اُس کو بھی سکہ صحیح تسلیم کر لیا۔ اس سے جو جو تکلیفیں ہوئیں۔ اُن کا ذکر ہم آگے چل کر کرینگے۔

اب معاملہ اس حد پر پہنچ گیا تھا کہ صرف عملی کارروائی کی کسر رہ گئی تھی۔ اپریل ۱۶۰۹ء میں فلپ کے حکم کے جواب میں کونسل آف سٹیٹ نے ایک متفقہ عرضداشت پیش کی۔ یہ تحریر ایک عجیب معجون مرکب ہے، کیونکہ اس کے لکھنے والے حکام دینی و ملکی دونوں تھے۔ ان سب نے متفقہ طور پر یہ لکھا کہ بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اُن جرائم کو روکے جو حکم خدا کے برخلاف ہیں، اگر ایسا نہ ہو گا تو ممکن ہے کہ اُس کے غضب سے سلطنت تباہ ہو جائے، مذہب مسیحی کے لئے اگر کوئی چیز قلعہ کا کام دیتی ہے تو وہ سلطنت ہے سب کی متفقہ رائے یہ ہے کہ مولدین کو جلا وطن کر دیا جائے، مسلمانوں اور مولدین سے ہراں کا خوف بہت صحیح قرار دیا گیا، ڈیوک آف لیرما نے تو یہاں تک تسلیم کر لیا کہ سپین کے مفتوح اور تباہ ہونے کا ہر وقت اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اس تحریر میں اگرچہ اور تجاویز کی طرف اشارہ ہے، مگر وہ صرف تذکرۃً۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکین کونسل کو اس امر سے اطمینان تھا کہ تمام علماء دین اور گروہ اتقیا نے اس کو ثابت کر دیا ہے کہ مولدین مستوجب سزاء موت ہو چکے ہیں، اس لئے یا تو اُن کا قتل عام کر دیا جائے، یا غلام بنا لیا جائے۔ لیکن اب تو اُن کو نرم تر سزا دینے یعنی جلاوطن کر دینے پر اتفاق ہو گیا ہے۔ یہ پورے طور پر قرار پا چکا ہے کہ پہلی گھن کی چوٹ موسم خزاں میں لگائی جائے کیونکہ اس موسم میں بیرونی دست اندازی کا خطرہ کم ہو گا، خزاں کے موسم آنے تک تیاریاں کی جائیں، فوج کو منظم کیا جائے، اٹلی سے فوج منگائی جائے اور کچھ جمعیتیں ساحل پر مقرر کر دی جائیں۔ سال حال اس کام کے لئے اس لئے انتخاب کیا جاتا ہے کہ اس میں

نہ افریقی مسلمانوں کی طرف سے زیادہ اندیشہ ہے نہ ترکوں کی طرف سے ۔ ہمارے مولدین کا نوشتہ تقدیر یوں پورا ہونے کو تھا' ابتدائی تیاریاں کرنے میں وقت بھی ضائع نہیں کیا گیا ۔ شروع ماہ مئی میں صقلیہ' نیپلس اور میلان کے وایسرائوں کے نام حکم چلے گئے کہ جہاز تیار رکھیں' اور ان کے ساتھ ہی تمام فوجیں' جو مہیا ہو سکیں' جون کے آخر میں ساری فوجیں اپنے اپنے مقامات پر پہنچ جائیں اور ۱۵ اگست تک میجورقہ میں ۔ لڑائی یا بغاوت کے انسداد کے لئے جو تیاریاں کی گئی تھیں ان کی ضرورت شدید وایسرائے کارسینا کے خط مورخہ ۹ اگست سے معلوم ہوتی ہے' جس میں اُس نے لکھا تھا کہ بلنسیہ بالکل غیر محفوظ ہے' اور فوج بالکل ناکافی ۔ چند ماہ پیشتر اس شخص نے یہ اطلاع دیدی تھی کہ فوج کے کچھ دستے' جو لیرما نے اُس وقت منگوائے تھے کہ جب وہ وہاں وایسرائے تھا' اب تک یہاں پڑے ہوئے ہیں' اور میں نے اُن کو قواعد وغیرہ سکھانی شروع کر دی ہے' سوا ان کے تو کے تمام علاقہ بالکل غیر محفوظ پڑا ہوا ہے ۔

شروع ماہ اگست میں ڈان آگسٹن میگشیا' جو بڑا نامور سپہ سالار تھا' قلعہ بندیوں کو ملاحظہ کرنے کے بہانہ سے بلنسیہ بھیجا گیا' مگر فی الحقیقت اُس کو جلاوطنی کے متعلق کامل اختیارات دے کر بھیجا گیا تھا ۔ اُس کے ساتھ بادشاہ کا خط راٹبے بیرا کے نام تھا ۔ اس خط میں بیرا کی تعریف کی گئی تھی کہ اُس کو مولدین پر بڑا اقتدار حاصل ہے' نیز اُسے یہ بھی یاد دلایا گیا تھا کہ وہ کئی مرتبہ بادشاہ سے یہ کہہ چکا ہے کہ وہ مولدین کے ساتھ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے ۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ "اگر مولدین نے ترکوں اور مولائے سیدان سے سازباز کی تو ... جائیگی' کیونکہ تمام ملک غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے سخت مخدوش حالت میں ہے ۔ مولائے سیدان اُن سے وعدہ کر ہی چکا ہے' اس لئے بہت احتیاط سے کام لیا جائے ۔ مولدین کو عیسائی بنانے کی کوشش کرنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا' ان وجوہ سے' اور خاص کر خوشنودی الٰہی اور ثواب حاصل کرنے کے لئے خدا کے بھروسہ پر میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس ناپاک قوم کو ملک سے خارج کر دیا جائے ۔ کچھ اور تجاویز پیش کرنے' یا مشکلات کا اندازہ لگانے اور اُن کو رفع کرنے

میں ایک گھنٹہ بھی ضایع نہیں کرنا چاہئے۔سب سے بڑی دقت مولدین کے زمینداروں کی طرف سے نظر آرہی ہے۔اس کے رفع کرنے کے لئے میں بالکلیہ تمہارے اوپر اعتماد کرتا ہوں" مگر یہاں کی یہ کیفیت تھی کہ آخری وقت تک سٹیٹ کونسل کے اراکین میں اتفاق راء نہیں ہوا۔ چنانچہ ۲۹ اگست کو جوان ڈی ایڈاکیوزا اور مین پول پونس ڈی لیون نے ایک تحریر کے ذریعہ سے یہ پوچھا کہ جو کچھ بادشاہ کرنا چاہتا ہے آیا اس کے مناسب یا نامناسب ہونے پر غور کر لیا گیا ہے یا نہیں۔مقدم الاسم کو بظاہر یہ خوف تھا کہ کہیں تمام سلطنت اس معاملہ میں مخالف نہ ہوجائے اس کے ساتھ ہی اس نے یہ سوال پیدا کیا کہ جن علاقوں سے مولدین جلاوطن کئے جائینگے ان کو از سرنو آباد کرنے کے لئے کیا تدابیر کی جائینگی۔موخر الاسم نے یہ بحث کی کہ سواحل پر مولدین کے خرچ پر قلعبندی ہو سکتی ہے' اور وہ لوگ بذریعہ تشدد کے قابو رہ سکتے ہیں (اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی کیا ضرورت ہے) مگر اب ان باتوں پر بحث اور غور کرنے کا وقت نہیں رہ گیا تھا' جو کچھ ہونا تھا اس کی طرف قدم اٹھ چکا تھا' یہ قدم اب پیچھے نہیں پڑ سکتا تھا۔

رائے بیرا کا وہ مقصود حاصل ہوگیا جس کے لئے وہ سخت سرگرمی سے تگ و دو کر رہا تھا جب میگنٹیا ۳۰ اگست کو بلنسیہ پہنچا تو اس نے پہلے جزئیات کے متعلق کارسینا اور فرانسسکو ڈی مرنڈا سے گفتگو کی (موخر الذکر فوج کا افسر تھا) پھر رائے بیرا کو بلایا اور اس کو بادشاہ کا خط پڑھ کر سنایا۔یکایک رائے بیرا کی راء بدل گئی۔وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اس کے ذاتی اغراض کو صدمہ پہنچتا تھا۔چنانچہ اس نے یہ کہا کہ سب سے پہلے مولدین قشتالہ اور اندلوشیہ کو جلاوطن کیا جائے' جب ارغون کے مولدین دیکھینگے کہ وہ اکیلے رہ گئے ہیں تو وہ خود بخود عیسائی ہوجائینگے۔رائے بیرا نے یہ بھی کہا کہ اگر مولدین کو جلاوطن کیا گیا تو ان کو نقصان پہنچیگا' اراضی کے لگان کم ہوجائینگے اور کلیسا کی آمدنی جاتی رہیگی۔اس نے اس پر زور دیا کہ ہم تینوں کو مل کر ایک عرضداشت بادشاہ کی خدمت میں بھیجنی چاہئے کہ جلاوطنی اندلوشیہ

Marfat.com

سے شروع کی جائے۔ نتیجہ اس بحث کا یہ ہوا کہ جب چار بجے شام کے یہ شور اٹھا ہے تو رائے بیرا اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ اُس سے یہ کہہ دیا گیا کہ آدھی رات کو ایک قاصد میڈرڈ جائیگا اُس کے ہاتھ وہ جو کچھ چاہے لکھ کر بھیج دے؛ لیکن جب اُس نے اس معاملہ پر غور کیا تو اُس کو خیال آیا کہ اصل میں بادشاہ اب مشورہ نہیں چاہتا بلکہ اپنے حکم کی تعمیل چاہتا ہے، چنانچہ اُس نے اپنا خط (بادشاہ کے نام) ایسے وقت پر بھیج دیا کہ قاصد روانہ ہی ہونے والا تھا، اور والیسراء اور میکشیا کو کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے حکم کو وہ منزل من السماء سمجھتا ہے اس لئے جہاں تک اُس کی قدرت میں ہے اُس کی تعمیل کریگا۔ با ایں ہمہ اُس کا دل نہ مانتا تھا کہ وہ قائل ہو جائے؛ چنانچہ ۳ ستمبر کو جو خط اُس نے بلیڈا اور الکوسر کو لکھا اُس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ "آیندہ ہم (پادریوں) کو باسی پتی کے ساتھ روٹیاں کھانا اور اپنے جوتوں میں آپ ہی پیوند لگانا پڑیگے" اور بادشاہ کو مشکلات جتلائیں اور خدشات سے آگاہ کیا*

تمام معاملہ اب تک تو خوب خفیہ رہا۔ پوپ نے اسقفوں کی جو مجلس منعقد کرائی تھی وہ ۹ مارچ ۱۶۰۹ء تک اجلاس کرتی رہی اور اُس نے یہ قرار دیا کہ تعلیم کا کام از سر نو شروع کرنا چاہئے کسی کو اس کا ظن و گمان بھی نہ تھا کہ اب یکایک یہ تجویز ہونے والی ہے؛ اگرچہ جب میکشیا وہاں پہنچا ہے تو یہ تعجب ہوا تھا کہ اتنا بڑا آدمی ایسے حقیر کام (قلعبندی ملاحظہ کرنے) پر کیوں لگایا گیا ہے۔ یہ شبہ اس سے اور بھی بڑھ گیا کہ وہ باربار کاسینا اور رائے بیرا کو لے کر خفیہ مشورے کرتا تھا۔ مولدین کو اس کا فکر لگ گیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اُنھوں نے یہ ترکیب کی کہ اپنے ایک آدمی کو فرانسسکو دی مرنڈا کے پاس بیش قرار قرض لینے کو بھیجا۔ ان لوگوں نے یہ سوچا

---

* جہاں رائے بیرا کے اپنے ذاتی اغراض پر صدمہ نہ آتا تھا وہاں وہ اپنے غیر قابل عمل جوش مذہبی کو پوری طرح ظاہر کرتا تھا۔ اسی سال ۴ ہر جون کو اُس نے لیرما کو ایک خط لکھا جس میں اُس عارضی صلح کی سخت مخالفت کی تھی جو بارہ برس کے لئے ہالینڈ سے کی گئی تھی کیونکہ اُس کی شرائط میں کوئی بھی ایسی دفعہ نہ تھی کہ مذہب کیتھولک کو رد ٹیاں ملتی رہیں۔ اگر اُس کو کہیں یہ معلوم ہو جاتا تو اور بھی رنج ہوتا کہ ایک خفیہ معاہدہ کے رو سے یہ قرار پا چکا ہے کہ اختلاف مذہبی کی بنا پر کسی کی تعذیب نہیں کی جائیگی۔ (مصنف)

Marfat.com

کہ اگر اُن کے خلاف کوئی بات ہو رہی ہے تو مرنڈا کبھی قرض نہ دیگا' کیونکہ اُس کے بازیافت کی کوئی توقع نہ ہوگی' یوں ان لوگوں کی دل کی بات معلوم ہو جائیگی۔ لیکن مرنڈا نے بڑی ایثار نفسی دکھلائی اور اُس نے فوراً اپنی بیوی کے نام رقعہ لکھ دیا کہ اُن کو قرض دیدیا جائے۔ لیکن باوجود اس کے مولدین نے اپنے گھروں کو قلعبند کرنا شروع کر دیا' مزدوری کرنا' اور شہر میں اجناس لانا چھوڑ دیں' جس سے شہر بھر کو تکلیف ہوگئی؛ اُدھر امراء نے اپنے بال بچوں کو قصبوں سے شہرُں میں بھیج دیا' تاکہ بُرے وقت کے لئے تیار رہیں' رائے بیرا نے اپنے اردلیوں کی تعداد بڑھا لی اور اجناس جمع کرنی شروع کر دیں جس سے مولدین میں اور بھی اضطراب بڑھا۔ بلنسیہ کے ایوان امرا نے ایک جگہ جمع ہو کر وائسراء سے دریافت کیا کہ سلطنت کے کیا ارادے ہیں' مگر وہاں سے سواء تسلی بخش جواب کے کوئی بات نہیں معلوم ہوئی' اس سے اور بھی فکر بڑھ گیا۔ اب یہ تجویز ہوا کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس بھیجا جائے' اور اُس سے کچھ دریافت کیا جائے؛ مگر اس جلسہ نے طول کھینچا؛ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے سخت کلامی ہوئی اور پھر تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ ایک اور جلسہ ہوا اور اس میں یہ قرار پایا کہ بادشاہ کی خدمت میں کچھ لوگ جائیں اور یہ عرض کریں کہ مولدین کو جلاوطن کرنے کے نتائج بہت ہی بُرے نکلینگے؛ امراء مفلس ہو جائینگے' کنیسے' خانقاہیں' شریف گھرانے اور شہر کے عوام الناس تباہ ہو جائینگے' کیونکہ ان سب کی تمام دولت' جس کا اندازہ سوا کروڑ ڈوکیٹ کے قریب ہے' مولدین کے ہاتھ میں ہے' محاصل شاہی میں کمی آجائیگی' سواحل کی حفاظت میں الگ خرچ کرنا پڑیگا' مولدین بعالم مایوسی بغاوت کرینگے' اُدھر جرمانیا کے زمانہ سے لوگوں کو امراء سے سخت دشمنی چلی آتی ہے' وہ اس وقت سارا انتقام لے لینگے۔ جو لوگ اس کام پر امرا کی طرف سے تعینات ہوئے تھے اُنھوں نے اپنا فرض خوب ادا کیا' مگر بادشاہ نے اُن سے صاف کہہ دیا کہ وہ بہت دیر میں آئے' کیونکہ بلنسیہ میں فرمان شاہی کا اعلان ہو چکا ہے۔

شروع ماہ ستمبر میں بیڑہ میجورقہ سے روانہ ہو کر ۵ تاریخ تک آلے ویزا میں پہنچ گیا' یہاں اُس کے ساتھ وہاں کی جمعیت اور امریکہ کے جہازات بھی شامل ہوگئے۔ کُل باسٹھ جہاز اور

چودہ کشتیاں تھیں، اور اُن پر آٹھ ہزار قواعدداں سپاہی تھے۔ بری فوج کو ملا کر اِن کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ اس فوج کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ جو کام ہاتھ میں لیا گیا ہے وہ بہت اہم ہے اور اُس میں سخت ترین خطرات کا احتمال ہے۔ ۷ رتاریخ تک یہ سب فوجیں اپنے اپنے مقامات یعنی القنت، دانیہ، الفقس، طرطوشہ پر پہنچ گئیں، اور جہازوں نے آدمی اُتارنے شروع کر دیئے۔ سیرا ڈی ایسپے ڈان پر فوج نے قبضہ کر لیا، اور سرحد کی حفاظت کر لی گئی "تاکہ ارغون کے مولدین اُدھر نہ اُتر آئیں۔ ۲۱ رتاریخ کو فرمانہاء شاہی مورخہ ۱۱ رستمبر جو حکام ملکی و فوجی کے نام تھے پڑھے گئے۔ اُن میں لکھا تھا کہ "مولدین نے ترکوں، مولاء سیدان، اور پیروان مذہب پراٹسٹنٹ سے، جو سب کے سب سپین کے دشمن ہیں، مدد مانگی ہے اور اِن سب نے اُنہیں مدد دینے کے وعدے کئے ہیں۔ اس سے بہت سے خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ چونکہ خوشنودی آلہی سب سے مقدم ہے اس لئے اس ناپاک قوم کے کفر و الحاد کا خاتمہ کرنا ضروری ہے۔ اسی بنا پر یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ ان سب کو جلاوطن کر دیا جائے۔ اتنے اہم معاملہ میں سب کو میگنشیا کی مدد کرنی چاہیئے۔ ہمارا والیسراء بتلائیگا کہ لوگوں کو اپنے مزارعین و رعایا کی جایداد سے کیا کیا نفع ہوگا، اس کے علاوہ ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ لوگوں کو جو کچھ بھی نقصان ہوگا اُس کا معاوضہ کرنے کی ہم پوری کوشش کرینگے"۔

۲۲ رتاریخ کو وہ فرمان جلاوطنی شایع کر دیا گیا جو ۴ راگست کو والیسراء کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس فرمان کے شروع میں جیسا کہ معمول تھا، اُس غدارانہ خط و کتابت کا ذکر کیا گیا تھا جو مولدین نے دشمنان سپین سے کی تھی۔ اس کے بعد لکھا تھا کہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اُن کے کفر سے ملک کو پاک کر کے خوشنودی آلہی حاصل کی جائے۔ اُن کو عیسائی بنانے کی پوری کوشش کر لی گئی، لیکن سب بیکار گئی۔ بنابریں بادشاہ نے یہ قرار دیا ہے کہ سب کو ملک سے باہر بھیج دیا جائے۔ بمقابلہ اُن تدابیر کے، جن کی آزمایش مولدین پر فرڈی نینڈ، ازابیلا اور چارلس پنجم نے کی تھی سزاء جلاوطنی بہت ہلکی اور جذبات انسانی کے موافق ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کو اپنی کمزوری معلوم تھی، اور اُس کو معلوم تھا کہ وہ بغاوت کا مقابلہ نہیں

کر سکیگی، اس لئے یہ نرم سزا دی گئی۔

اب سزاء جلاوطنی اور اس کی شرائط سننی چاہئیں حکم یہ تھا کہ "جس جس قریہ و قصبہ میں یہ فرمان شاہی سنادیا جائے اُس تاریخ اشاعت کے تین دن کے اندر تمام مولدین مرد ہوں یا عورت، اپنے بچوں کو لے کر اُس بندر کی طرف روانہ ہو جائیں جو اُن کی روانگی کے لئے حاکم جلاوطنی مقرر کرے، اگر کوئی شخص ایسا نہ کریگا تو اُس کو قتل کر دیا جائیگا۔ وہ اپنے ساتھ صرف اس قدر منقولہ چیزیں لے جا سکینگے کہ جتنی وہ اپنی کمر پر اُٹھا سکیں۔ اُن کو بربر جانے کے لئے جہاز تیار ملینگے، اثناء سفر بحری میں اُن کو حکومت کی طرف سے کھانا ملیگا، مگر اُن کو چاہئے کہ وہ جتنی بھی اجناس خورد و نوش اپنے ساتھ لے سکیں لے جائیں۔ فرمان سنا دیئے جانے کے تین دن بعد تک کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نہ نکلے، اور حاکم جلاوطنی کے حکم کا انتظار کرتا رہے، ان تین دنوں کے بعد جو شخص اپنے گھر کے باہر پھرتا ہوا نظر آئیگا اُس کا گھر لوٹ لیا جائیگا، اور جو شخص سب سے پہلے اُس کو گھر سے باہر دیکھیگا وہ اُس کو گرفتار کر کے حاکم فوجداری کے پاس پہنچا دیگا، اور اگر وہ اُس شخص کا مقابلہ کریگا تو فی الفور قتل کر دیا جائیگا۔ چونکہ بادشاہ نے امراء اور زمینداروں کو مولدین کی تمام جایداد منقولہ و غیر منقولہ عطا فرما دی ہے، اس لئے اگر کوئی شخص، سواء اُتنی چیزوں کے جو وہ اُٹھا سکتے ہیں، لے جانے یا چھپانے یا زمین میں دفن کرنے کی کوشش کریگا، یا مکانوں اور فصلہاء ایستادہ کو جلا دینے کا ارادہ کریگا تو اُس گاؤں، قصبہ یا محلہ کے تمام مولدین کو قتل کر دیا جائیگا۔ بدیں خیال کہ مکانات، کارخانہاء شکر سازی، فصلہاء برنج اور انہار آبپاشی کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اور اُن کی طرز کاشت و استعمال نو آباد کاروں کو سکھلا دی جائے، مولدین میں سے چھ فی صدی آدمی سپین میں رکھ لئے جائینگے؛ ان روکے جانے والے آدمیوں کا انتخاب امراء و زمیندار کرینگے؛ جو اراضی کہ براہ راست حکومت کی ملکیت ہیں اُن میں جو مولدین ملک سپین میں رکھے جائینگے اُن کو وائسرائے منتخب کریگا، مگر صرف وہی لوگ منتخب ہو سکینگے جو سب سے پُرانے کاشتکار ہیں، یا جنہوں نے اپنا میلان طبع مسیحی ہو جانے

کی طرف ظاہر کیا ہے۔ جو بچے کہ چار برس سے کم عمر کے ہیں، اور سپین ہی میں رہنا چاہتے ہیں، وہ اپنے والدین یا دیگر وارثان کی اجازت سے یہاں رہ سکتے ہیں۔ چھ برس سے کم عمر کے بچے، جن کے باپ پُرانے عیسائی ہیں، سپین ہی میں رکھے جائینگے، اور اُن کے ساتھ اُن کی مولدہ ماؤں کو بھی رہنا پڑیگا؛ اگر کسی بچے کا باپ مولد ہو اور ماں پُرانی عیسائیہ تو باپ کو جلاوطن ہونا پڑیگا، اور اُن بچوں کو جو چھ برس سے کم عمر کے ہوں اُن کی ماؤں سمیت یہیں چھوڑ دینا پڑیگا۔ وہ لوگ بھی یہاں رہ سکینگے جو دو برس تک عیسائیوں کے درمیان رہ چکے ہوں، اور جو کبھی مولدین کے مجامع میں نہ گئے ہوں۔ وہ لوگ بھی یہاں رہ سکتے ہیں کہ جن کو علاقے کے پادری نے عشاء ربانی میں شامل کر لیا ہو۔ جو کوئی کسی مولد کو چھپائیگا، یا کسی طرح اُس کی حمایت کریگا اُس کو چھ ماہ قید بامشقت جہازوں پر بھگتنی پڑیگی۔ فوج کے سپاہیوں اور پُرانے عیسائیوں کو تاکید ہے کہ مولدین کو اپنے کسی قول یا فعل سے کوئی رنج یا نقصان نہ پہنچائیں۔ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ مولدین نیک نیتی کے ساتھ جلاوطن کئے گئے ہیں، اور وہ خیریت سے ملک بربر پہنچ گئے ہیں ہر گروہ میں سے دس مولدین کو اجازت تھی کہ وہ واپس آکر اپنے آدمیوں کو اُس سلوک سے اطلاع دیدیں جو ان کے ساتھ مرعی رکھا گیا۔"[۵۱]

---

[۵۱] یہ تمام تفصیل جے نر کی کتاب سے لی گئی ہے۔ بچوں کے متعلق اس فرمان شاہی میں جو کچھ درج ہے اُس پر بہت طول وطویل مباحثہ ہوا تھا اور فریقین اُس طریق عمل پر راضی ہو گئے تھے جو فرمان میں ہے اس کو حکم اخیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ سوال ہمارے نزدیک تو بہت ہی آسان ہے کہ "بچوں کو اُن کے والدین سے جدا نہیں کرنا چاہیئے" مگر بفی الحقیقت بہت ہی دقت طلب، کیونکہ دیندار عیسائیوں کو یہ سخت دقت آن پڑی کہ ان بچوں کو جو اصطباغ پا چکے تھے، کفار کے ملک میں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ وہاں جا کر یہ مسلمان ہی ہو جاتے۔ بلیڈا کے نزدیک تو صرف یہی امر مولدین کی جلاوطنی کا مانع تھا، کیونکہ بچوں کو سپین سے جانے کی کسی طرح اجازت نہیں دی جا سکتی، اور اُن کو یہاں رکھ لینے میں لا یطاق خرچ پڑیگا، اس لئے اُس نے یہ تجویز کی کہ سب کو قتل کر دیا جائے۔ جب اُن کو بھی جلاوطن کر دیا گیا تو اس پر وہ سخت رنج ظاہر

Marfat.com

انتظامات کرنے میں بہت وقت ضائع نہیں کیا گیا۔ ۲۴ تاریخ کو پانچ حکام اعلیٰ اس لئے مقرر کئے گئے کہ وہ مولدین کو ان بنادر سے سوار کرنے کا انتظام کریں جن سے ان کا روانہ ہونا طے

(بقیہ نوٹ صفحہ ما سبق) کرتا ہے کہ ان سب کو یہیں نہ رکھا جا سکا۔ رائے بیرا نے اپنی ۲۲ ستمبر ۱۶۰۹ء کی عرضداشت میں اس پر زور دیا تھا کہ تمام بچے جن کی عمریں سات برس سے کم ہیں یہیں رکھ لئے جائیں اور ان کو پرانے عیسائیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بادشاہ ایک خاص حکم جاری کر دے کہ وہ سب بچے پرانے عیسائیوں کے غلام ہیں۔ اس موقعہ پر جو قواعد جلاوطنی کونسل نے بنائے تھے اُن میں یہ تجویز تھی کہ تمام بچوں کو رکھ لیا جائے اور ان کو عیسائی خاندانوں میں پرورش کیا جائے تجارت کی تعلیم دی جائے اور چھبیس برس کی عمر تک اُن سے خدمت لی جائے لیکن جب یہ سوال پیش ہوا کہ اناؤں کا کیا انتظام ہوگا تو لوگوں کو دقتیں معلوم ہوئیں اور شاہی کونسل میں جب مولدین کے متعلق بحث ہونے لگی تو یہی سوال ایسا معلوم ہوا کہ جس کا حل کرنا نہایت مشکل تھا۔ فرمان جلاوطنی بھیج دینے کے بعد وہاں سے وائسرائے کو لکھا گیا کہ یہ معاملہ ابھی تک زیر تجویز ہے۔ یکم ستمبر ۱۶۰۹ء ایک کونسل منعقد کی گئی جس کا صدر خود بادشاہ تھا؛ اس کونسل میں بالاتفاق آراء یہ فیصلہ ہوا کہ جن بچوں کی عمر دس یا گیارہ برس سے کم ہیں وہ سب یہیں رکھ لئے جائیں۔ بادشاہ نے اس معاملہ کے متعلق رائے بیرا سے رائے طلب کی تھی۔ اس نے بڑے بڑے عالموں اور خاص کر نہایت محتاط علماء دین سے مشورہ کر کے بادشاہ کو لکھا کہ دس اور گیارہ برس سے کم عمر بچوں کو جانے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ رائے دیکھ کر بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ مگر متلون مزاج اسقف نے بہت ہی جلد اپنی رائے بدل لی اور بادشاہ کو لکھا کہ اتنی بڑی عمر کے بچوں کے عیسائی بننے کی کوئی امید نہیں ہے؛ کیونکہ چھ برس کے بعد وہ شادی کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور شدہ شدہ وہی دقتیں پھر پیش آئیں گی جو اس وقت موجود ہیں؛ اس لئے اُس نے یہ تجویز کی کہ پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کو یہیں رکھا جائے۔ غور مزید کے بعد رائے بیرا نے پھر اپنی رائے بدلی اور ۲۴ ستمبر کو لکھا کہ جہاں تک تخمینہ لگایا جا سکتا ہے بلنسیہ میں مولدین کے پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کی تعداد کسی طرح ساٹھ ہزار سے کم نہیں ہے اب سوال صرف یہ ہے کہ ان کی پرورش کا کیا انتظام ہوگا اور کم از کم چھ ہزار انائیں کہاں سے آئیں گی؟ اس پر یہ مشکل اور اضافہ کر دی چاہئے کہ ان کا عیسائی بنانا بہت مشکل کام ہے۔ یہ امر واقعی ہے کہ مولدین اپنا ٹکڑے ٹکڑے اُڑایا جانا منظور

Marfat.com

پایا تھا، یعنی الفقس، وایناروز، ڈینیا، بلنسیہ اور القنت، پتیس حکام درجہ اول نے اس کام پر تعینات کئے گئے کہ مولدین کو جمع کریں اور پندرہ سو جوان فوجی ان کی حفاظت وغیرہ کے لئے مقرر کر دیئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ماسبق) کر لینگے مگر یہ گوارا نہ کرینگے کہ اپنی اولاد کو چھوڑ جائیں، اگر انہوں نے ایسا کیا بھی تو وہ اس امید پر ساحل پر حملے کرتے رہینگے کہ اپنے بچوں کو چھڑا لے جائیں، یوں بچوں کے رکھ لینے کی تجویز ناقابل عمل ہے۔ رائے بیرا نے اپنی یہ رائے لکھ کر اپنے برادر منشیروں کے پاس بھیجتے ہوئے پہلی تجاویز بر تین اور مستزاد کر دیں، مشیروں کی جتنی رائیں آئیں ان کو ذیل راہ قرار دے کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں۔ یہی وہ رائیں ہیں جو فرمان میں ظاہر کی گئی تھیں۔ باوجود ان تمام باتوں کے ۱۵ ستمبر کو کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس کامل نے یہ قرار دیا کہ اخراج کا انتظام کیا جائے، مولدین کی منقولہ جائداد متروکہ اور جائداد غیر منقولہ کی آمدنی ان کے بچوں پر لگائی جائے، جو کالجوں سے جو آمدنی ہو وہ بھی ان ہی پر خرچ ہو۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ علمائے دین اپنی مجلسیں میڈرڈ اور بلنسیہ میں منعقد کر کے اس معاملہ پر غور کریں۔ جو مجلس کہ میڈرڈ میں منعقد ہوئی اس کا صدر محتسب اعظم سینڈوول بنایا گیا، اور غالباً اس مجلس نے رائے بیرا کی تجاویز کو مستحسن قرار دیا۔ ادھر ۲۲ ستمبر کو وہ فرمان شایع ہوا، ادھر رائے بیرا نے تمام پادریوں کو یہ حکم دیا کہ وہ حکام کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائیں اور بچوں کو افہام و تفہیم کریں۔ پادریوں کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ ان بچوں سے وہ شفقت پیش آئیں اور پوری فیاضی دکھلائیں۔

اپنے مقدور بھر اس کی کوشش کی گئی کہ اس حکم پر کہ مولدین اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں کسی طرح عمل نہ ہونے دیں۔ بلا گیوڑا اسقف اوریہولا نے اپنی تمامتر توجہ اس پر لگا دی کہ اس کے اسقفہ سے کوئی بچہ اپنے والدین کے ساتھ نہ جا سکے، اور یہ ظاہر کیا کہ میں ان بچوں کی اسی طرح پرورش کرونگا جیسی کہ خود اپنے بچوں کی۔ لیکن والدین نے صاف کہہ دیا کہ وہ اپنی اولاد کو عیسائی بنوانے سے زیادہ اس سے خوش ہونگے کہ اپنے بچوں کو اپنے [illegible] دیں۔ بہت سے عیسائیوں نے باوجود غربت کے تنخواہ دار انائیں ان مولدین بچوں کے لئے مقرر کر لیں۔ بہت سی عورتیں ایسی تھیں کہ جنہوں نے تین تین اور چار چار بچوں کو دودھ پلانے کا ذمہ لے لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولدین کے جلاوطن کرنے سے جہاں اور ہزاروں تباہیوں کا رنج کیا گیا وہاں عیسائیوں نے اس کا بڑا ماتم کیا کہ اتنی معصوم جانیں دوزخ میں جا رہی ہیں۔ اسی لئے یہ انتظام کیا گیا کہ جتنے بچے چرائے جا سکیں چرا لئے جائیں۔ والنسیا کی بیوی ڈونا انا بل ڈی پاسکو

Marfat.com

۲۷ کو رائے بیرانے وعظ کیا، جس کو لوگوں نے بہت ہی پسند کیا کیونکہ اس وعظ سے بادشاہ کی پالیسی پر عمل کرنے کرانے میں بہت آسانی ہوگئی۔ رائے بیرانے بڑی محنت و مشقت سے اپنی لیاقت صرف کرکے جلاوطنی کو بذریعہ آیات اناجیل مقدس صحیح قرار دیا، اور وہ آیات پیش کیں جن میں

(فٹ نوٹ بقیہ صفحہ سابقہ) اس معاملہ میں سب سے پیش پیش ہوئیں، چنانچہ علماء دین کے مشورہ سے اپنے ملازموں کو مولدین کے بچے چرانے پر متعین کر دیا، بہت سے بچے انہوں نے اس کو لاکر دیئے، اور خاتون موصوف بہت ہی خوش ہوئیں کہ اتنی جانوں کو انہوں نے شیطانوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا، اس "نیک دل خاتون" نے بچوں ہی پر بس نہیں کیا، بلکہ اس نے بہت سی حاملہ عورتوں کو بھی پکڑوا کر اپنے یہاں چھپایا، تاکہ ان کے جو بچے پیدا ہوں وہ اصطباغ پائیں۔ ارغون سے جب جلاوطنی ہونے لگی ہے تو فلک زدہ مولدین کو دریاء ٹیگس کی ترائی میں ایک مقام پر جمع کر لیا گیا، رات کو دو بوڑھے عیسائی میاں بیوی ایک بچے کو اٹھا کرلے جانے لگے۔ مولدین نے دیکھ پایا اور انہوں نے اتنا شور مچایا کہ سپہ سالار فوج ڈان الکسوس مارموں کو ان کے جوش فرو کرنے کا انتظام کرنا پڑا۔ یہ انتظام کیا تھا، یہ کہ اس کے حکم سے کئی مولدین کو جو زیادہ جوش دکھا رہے تھے، وہیں پھانسی پر چڑھا دیا۔ بعضوں کو اس نے وہیں جہازوں پر مشقت کرنے کی سزا دیدی۔ یہ دیکھ کر سب لوگ اپنی جان کے خوف سے چپ ہو گئے۔ مگر باوجود اس کے مولدین ماؤں کی مامتا اور باپوں کی شفقت کسی طرح نہیں مانتی تھی۔ مولدین کو جہاز پر سوار کرنے کے انتظار میں اتنے روز قید رکھا گیا کہ اجناس خورونوش ختم ہوگئیں۔ مثل مشہور ہے کہ بھوکا مرتا کیا نہ کرتا، غریب مولدین نے اپنے بچے خود بیچ دیئے یہی حالت ان مولدین کی ہوئی جنہوں نے جلاوطنی کی وجہ سے سیرا ڈیل اگیوار میں بغاوت کی تھی، جب انہوں نے اپنے آپ کو تفویض کر دیا تو وہ بندر ڈنیا سے روانہ ہونے کے انتظار میں ایک مقام پر قید رکھے گئے، یہاں انہوں نے بھوکوں کے مارے ایک مٹھی بھر انجیر اور ذراسی روٹی کے ٹکڑے کے بدلے میں اپنی اولاد کو بیچ دیا۔

اس دارو گیر میں مولاڈی کورٹس میں سپاہیوں نے مولدین کے ہزاروں بچے پکڑ کر آٹھ آٹھ دس، بارہ اور پندرہ ڈوکیٹ میں بیچ دیئے۔ یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا ان بچوں کا یوں فروخت کیا جانا قانوناً جائز ہے یا نہیں۔ بادشاہ نے اس کا یہ فیصلہ کیا کہ اس کا یہ منشا نہیں تھا کہ وہ بطور غلام کے رکھے جائیں، جن لوگوں کے پاس یہ خرید کر

Marfat.com

یہ کہا گیا ہے کہ کفار اور بد عقیدوں سے خلا ملا اور دوستی جائز نہیں ہے۔ اس لئے خلیفہ نے ان احکام کو
یہ بتلایا کہ مولدین نے ترکوں کو ڈیڑھ لاکھ آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ کیا تھا' نیز یہ کہ اگلے موسم
بہار میں ملک سپین دیکھتا کہ ترکوں کا بیڑا اس کے ساحل پر ٹھہرا ہے۔ اس لئے اس وقت کی بڑی

(فٹ نوٹ بقیہ صفحہ ما سبق) بیچے ہیں' نیز جن کے پاس وہ بچے ہیں جن کو حکام سرکاری نے تقسیم کیا ہے' ان کو
چاہیئے کہ وہ ان کے نام و نشان ایک فہرست میں درج کرائیں' بارہ برس کی عمر تک ان کو تعلیم دیں' پھر یہ بچے اتنے
سال ان لوگوں کی خدمت کریں جتنے برس کہ ان کی پرورش میں لگے ہیں۔ راٹے بیرا نے اس کے خلاف شور مچایا' اور
یہ کہا کہ ان سب بچوں کو غلام بنا لیا جائے تاکہ ان کو اپنی روحوں کی نجات کا موقعہ مل سکے۔ لوگ ان بچوں کو یوں ہی
گھر سے نکال دیتے ہیں' چنانچہ قریب دو ہزار بچوں کے لاوارث' ننگے' بھوکے پھرتے نظر آرہے ہیں۔ یہ فعل نا جائز
ہے۔ باوجود اس حکم کے تمام بچوں کا نام درج فہرست نہیں ہوا' بہت سے بچے اٹلی اور دوسرے ممالک میں
فروخت کرنے کے لئے بھیج دیئے گئے۔ یہ دیکھ کر فلپ نے پوپ سے درخواست کی کہ اس خصوص میں وہ ویسا
ہی قانون نافذ کریں جیسا کہ خود بادشاہ نے کیا ہے۔ اس وقت اور اس کے بعد بھی ہزاروں لڑکے بارہ اور
پندرہ برس کی عمر کے ملک میں آوارہ پھرتے نظر آتے تھے۔ اس سے اور بھی اندیشہ پیدا ہو گیا' کیونکہ یہ سب
غیر عیسائی تھے' اور چونکہ یہ بچے قریب بہ بلوغ تھے' اور مولدین کی اولاد بہت ہوتی ہے' اس لئے یہ خوف پیدا ہو
گیا کہ ایسا نہ ہو کہ ان کی اولاد ہو اور وہ تمام دنیا کو ناپاک کر دے۔ ان کے متعلق طول و طویل بحث ہوئی۔ بیرا
چاہتا تھا کہ سب کو ملک بدر بھیج دیا جائے' بہت سے علماء دین بھی اس سے متفق تھے۔ فلپ نے یہ فیصلہ کیا
کہ جو بچے سات برس سے زیادہ عمر کے ہیں وہ سب جلا وطن کر دیئے جائیں اور باقی سب کو رکھ لیا جائے۔
لیکن یہ سخت بے رحمانہ فعل سمجھا گیا کہ ایسے کم عمر بچے یوں بغیر کسی رفیق سفر کے باہر بھیجے جائیں' اس لئے
یہ معاملہ بھی یوں ہی معلق رہ گیا۔

آگے چل کر معلوم ہوگا کہ اور صوبوں میں اس سے کسی قدر مختلف کارروائی کی گئی۔ یہ تمام معاملہ نہایت ہی
دلچسپ ہے' کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی آقاؤں کا یہ تقاضا تھا کہ ان کافروں کے بچوں کی روحیں بچ

٭ کی میعاد قتل کے بعد اس لئے بڑھا دی گئی تھی ۔۔۔ کہ اس کی رو سے مسلمانوں کا بپتسمہ لینا ہو ۔ (مترجم)

Marfat.com

سمجھا کہ تصویر اپنے وعظ میں کھینچی کہ جب عیسائیوں کے تمام بھائی اور سچے سپین بھر میں قتل کر دیئے جاتے اور محمد (بانی و امی) امت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام (مبارک) کی تعظیم کی جاتی اور مسیح کی توہین ہوتی۔ اسی کو روکنے کے لئے بادشاہ نے وہ تدبیر اختیار کی ہے کہ اس کے سوا اور کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ترکیب ایسی قابل تعریف اور حکم الٰہی پر مبنی ہے کہ جب تک انوار الٰہی کا مہبط نہ ہو کسی فانی انسان کو القا نہیں ہو سکتی۔ بادشاہ نے تمام دنیا کے لئے ایک مثال قائم کی ہے جو لوگ اس وقت زندہ ہیں اس کی تعریف کرینگے اور آنے والی نسلیں شکرگزار ہونگی۔ دنیا میں نہ کوئی شخص مذہب مسیحی مسیحی عقل اور مسیحی شان کی پوری تعریف کر سکتا ہے نہ جو باعظمت کام اس وقت کیا گیا ہے اس کی توصیف ہو سکتی ہے۔ کوئی ایسا کہ جو اس تدبیر کے پر شکوہ ہونے کا قائل نہ ہو۔ جہاں کنیسوں میں اژدہا اور درندے رہتے تھے اب وہاں فرشتے اور کروبیاں ملاء اعلیٰ حاضر ہونگے۔ ہر ایک کو نہایت خشوع کے ساتھ

(فٹ نوٹ متعلقہ صفحہ سابق) جائیں خواہ ان کے جسموں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچ جائے اور خواہ وہ مر ہی کیوں نہ جائیں؛ یہ تصویر ہے ان جذبات مسیحی کی کہ جس طرح بھی ہو سکے کفریات سے ملک پاک ہو جائے!

ایک اور گروہ باقی رہ گیا تھا جس کا معاملہ مشتبہ تھا یہ گروہ ان بچوں کا تھا جن کے مقدمات محکمۂ احتساب میں زیر تجویز تھے۔ حکام احتساب نے بہت سے سوالات دریافت کیے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ نئے فرمان نے صورت حالات کو بدل دیا ہے اس لئے اس خصوص میں ان کے فرائض کیا ہونگے۔ اکتوبر ۱۶۰۹ء کو اس کا یہ جواب دیا گیا کہ جو لوگ کہ قید خانوں میں تعذیب دینی کی سزائیں پا رہے ہیں نیز وہ لوگ کہ جو گرفتار ہو چکے ہیں اور زیر تجویز ہیں دونوں کو جلاوطن کر دیا جائے جن لوگوں کو سزائیں مل چکی ہیں اور زندہ جلائے جانے کے لئے حاضر لائے جانے والے ہیں ان کو روک لیا جائے اور سزا دی جائے۔ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ضمانت پر رہا ہیں اور کسی عدالت دینی کے سامنے پیش ہونے والے ہیں۔ جن لوگوں نے فرمان کی اشاعت کے بعد اپنا مسلمان ہونا تسلیم کیا ہے ان کو گرفتار نہ کیا جائے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ انہوں نے کوئی نازیبا حرکت یا مذہب مسیحی کی بے ادبی کی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کو گرفتار کر کے معمول کے موافق سزا دی جائے۔ (از مصنف)

Marfat.com

اپنے اس گناہ کا اعتراف کرنا چاہیے کہ وہ چالیس برس کا مل مولدین میں ان کے ساتھ رہے ہیں، اور اپنی آنکھوں سے اُن کے کفریات دیکھے اور اپنے کانوں سے اُن کے ہزلیات سُنے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے میں ہی یہ اعتراف گناہ کرتا ہوں۔" راستے بھر اپنے اس وعظ کے دوران میں امرا اور زمینداروں کو تشفی دینا بھی نہ بھولا؛ چنانچہ اُس نے کہا "بلا شبہ تمہاری آمدنیاں عارضی طور پر کم ہوجائینگی مگر جب سکون و اطمینان ہوجائیگا تو تم دیکھوگے کہ تمہارے نقصانات کی تلافی کامل ہوجائیگی اور تمہاری آمدنی کے ذرائع یقینی ہوجائینگے۔"

جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا، مگر چند روز سخت تشویش و تذبذب میں گزرے۔ ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ لوگ اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ عام طور پر سب مولدین سے بھی ناراض تھے اور امرا سے بھی، کچھ ایسی علامات معلوم ہوتی تھیں کہ امرا کے خلاف عوام الناس شمشیر بکف ہونے والے ہیں۔ امراء و شرفا کو تو اس کا صدمہ ہوا کہ اُن کی اراضی برباد ہوگئیں اور اہالی بلنسیا کو اس کا کہ اُن کے لاکھوں روپیے جو مولدین کے پاس بطور قرضہ جبری کے تھے مارے گئے۔ مولدین اس حکم کی خلاف ورزی پر آمادہ تھے، انہوں نے وائسرائے کے پاس چند آدمی بھیج کر یہ کہلوایا کہ ہم جلاوطنی کے بدلے میں بادشاہ کو معقول رقمیں نذرانہ اور تاوان دینے پر آمادہ ہیں اور ملک کی حفاظت اپنے ذمہ لیتے ہیں؛ لیکن جب یہ درخواست نامنظور ہوئی تو انہوں نے ہتھیار بنانے اور حاصل کرنے کی کوشش کی؛ چنانچہ انہوں نے ہلوں کی پھالوں اور درانتیوں سے تلواریں بنانا شروع کیں؛ کیونکہ ان چیزوں کے سوا اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کچھ موانع اُن کو ایسے پیش آئے کہ یکایک اُن کی رائے بدل گئی جس سے سب کو تعجب بھی ہوا اور اطمینان بھی۔ یہاں تک کہ پادریوں نے یہ کہہ دیا کہ اس میں امداد غیبی شامل ہے۔ بیشتر امراء نے اپنی فرمان برداری کا ثبوت دیا، اور تک علانی و وفاداری سے اس کو منظور کرلیا، بلکہ فرمان شاہی کی کامیابی میں ممد و معاون ہوئے۔ ڈیوک آف سیگوربے کے بعد سب سے زیادہ تعداد مولدین کی ڈیوک آف گینڈیا کے پاس تھی۔ اس نے ۹ اکتوبر کو بادشاہ کو لکھا کہ ۲۸ ستمبر کو

مارکوئیس آف سینٹا کروز ٹاس کی رعایا میں سے پانچ ہزار مولدین کو جہاز میں سوار کرانے کے لئے لے گیا ہے سب سے پہلے میں نے ہی یہ اس واسطے کیا ہے تاکہ دوسروں کو معلوم ہو جائے کہ سفر دریائی میں کوئی خطرہ نہیں ہے مگر اس سے میرا خاندان تباہ ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ نیشکر کی فصل کا موقعہ ہے۔ با وجود اس کے میں خوش ہوں کہ بادشاہ کے مقدس احکام کی تعمیل ہوگئی۔ اس خیال سے تعمیل حکم میں کسی طرح کی دیر نہ ہونے پائے میں نے مولدین کو اجازت دیدی تھی کہ جو چیز وہ فروخت کرنا چاہیں اس کو فروخت کردیں۔ اس ترکیب سے مجھے بہت مدد ملی کیونکہ اسی نے مجھے اس قابل کردیا کہ میں بے دھڑک صرف آٹھ آدمیوں کو لے کر سینکڑوں مولدین میں چلا گیا۔ لیکن واپس آیا تو اب یہ خلجان ہے کہ آیا میں مولدین کی تعریف کروں جنھوں نے یوں بے چون و چرا حکم شاہی کی تعمیل کی یا اپنی اراضی کی تباہی پر رووں یا جو لوگ باقی ہیں ان کو بھی اپنے علاقہ سے جلد باہر نکالنے کی فکر کروں"۔

حقیقت یہ ہے کہ مولدین نے بہت ہی جلد اپنی رائے بدل لی۔ وہ ایک مسلح اور قواعد دان فوج کو دیکھ کر مرعوب ہوگئے۔ یہ فوج جا ٹموا تک پہنچ گئی تھی اور سپاہیوں کی زبانی ان کو یہ معلوم ہوا کہ قشتالی رسالہ سرحد کی حفاظت کر رہا ہے۔ ان کے فقہا سرکردوں نے ایک مجلس منعقد کرکے بدلایل یہ کہا کہ مقابلہ کرنا بیکار ہے اور تعمیل حکم کرنی بہت مناسب۔ سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی کہ اگر ان کو شکست ہوگئی تو ان کے بچوں کو چھین کر بہر حال عیسائی بنا لیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ایک پیشینگوئی کا بھی حوالہ دیا گیا کہ ان کو امداد غیبی ملیگی۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ تمام مولدین کو سپین چھوڑ دینا چاہئے یہاں تک کہ جو چھ فیصدی آدمی یہاں رکھنے قرار پائے ہیں وہ بھی نہ رہیں۔ جو کوئی یہاں رہنا چاہتا ہے وہ یقینی کافر ہے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ اس فکر میں تھے کہ وہ ان چھ مستثنےٰ آدمیوں میں آجائیں جن کا یہاں رہنا ضروری تھا انھوں نے بھی ٹھیرنے سے انکار کر دیا۔ ان سے یہ وعدہ کیا گیا کہ جو کچھ وہ مانگینگے وہ پائینگے مگر اس پر بھی وہ اپنے

Marfat.com

انکار پر قایم رہے۔ ڈیوک آف گینڈیا کو بالخصوص اس سے سخت نقصان پہنچا! اس مرتبہ نیشکر کی فصل ایسی اچھی تھی کہ ویسی کبھی نہ ہوئی تھی۔ ڈیوک کے تمام کارکن مولدین ہی تھے اور کسی اور کو فصل نیشکر اٹھانی نہ آتی تھی، وہ سیکھے سکھائے آدمی نہ مڈیرا سے منگا سکتا تھا نہ کیلیبریا سے نہ غرناطہ سے۔ اُس نے ہزار چاہا کہ وہ لوگ جو کچھ مانگیں وہ لیں مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ صرف ایک ہی بات تھی کہ جس کا مولدین کو لالچ تھا اور وہی وہ نہیں کر سکتا تھا، یعنی مولدین اس شرط پر سپین میں رہنے کو تیار تھے کہ اُن کو مذہبی آزادی دے دی جائے۔ ڈیوک نے وائسرائے کو لکھا مگر رائے بیرا نے صاف کہہ دیا کہ ایسی رعایت دینا نہ بادشاہ کے اختیار میں ہے نہ پوپ کے، کیونکہ وہ لوگ اصطباغ پائے ہوئے ہیں +

مولدین کو جب اس جواب کی خبر پہنچی تو اُن کے پاس جو کچھ منقولہ چیزیں تھیں اُن کو فروخت کرنا شروع کیا۔ ہر جگہ ایک میلا سا لگ گیا۔ گھوڑے، مویشی، بھیڑ بکری، مرغ، غلہ، شکرہ، شہد، کپڑے، اثاث البیت غرض ہر چیز برائے نام قیمت پر بیچ ڈالی۔ اور جب کوئی خریدار نہیں ملا تو پھر چیزوں کو مفت دینا شروع کر دیا۔ جانوران کشاورزی یوں ہی چھوڑ دیئے اور لوگوں نے اُن کو پکڑ پکڑ کر فروخت کرنا یا مفت دینا شروع کر دیا۔ بعض امرا نے تو گینڈیا کی تقلید میں ان کو اجازت دیدی مگر بعض نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ فرمان شاہی کے موافق مولدین کی جایداد منقولہ کے مالک اُن کے آقا ہی تھے۔ وائسرائے نے یہ حالت دیکھ کر ۲ اکتوبر کو ایک اعلان جاری کیا کہ مولدین اپنی کوئی چیز مثل جانور، غلہ، تیل یا جبری قرض کے فروخت نہ کریں اور اگر کریں تو یہ بیع و شرا کالعدم سمجھا جائیگا۔ مگر اس سے بغاوت کا خوف پیدا ہو گیا اس لئے اس حکم کی تعمیل نہیں کرائی گئی +

جیسے ہی مولدین کے دل سے اپنی جایداد اور اپنے آبا و اجداد کے ملک چھوڑنے کا خیال اُترا ویسے ہی اُن کو اس کی خوشی پیدا ہو گئی کہ وہ ایسے ملک میں جا رہے ہیں جہاں آزادی سے اپنے مذہب کی رسوم ادا کر سکینگے، اور یہاں کے ایسے ظلموں سے بچ جائینگے *

* جا رہے او دل راحت طلب کیا شادمانی [illegible] رنج دیکھے آسمان ہو کر ، (مصنف)

Marfat.com

جو اُن کو پیسے ڈالتے تھے۔ اب تو یہ حال ہُوا کہ سب سے پہلے جہاز پر سوار ہونے کے لئے ایک نے دوسرے پر سبقت لے جانی چاہی، حکام جلاوطنی کو اُن کے جمع کرنے اور سوار کرانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ فوج جہاز پر سوار ہونے تک اس لئے اُن کے ساتھ ساتھ تھی کہ اُن کو لوٹنے کے لئے ہر طرف سے چور جمع ہو رہے تھے جن کو کھانے کی ضرورت تھی اُن کو کھانا مہیا کیا گیا جو بیمار تھے اُن کا علاج ہُوا۔ تاکیدی احکام جاری کر دیئے گئے کہ کوئی شخص اپنی زبان یا کسی فعل سے اُنہیں رنج یا تکلیف نہ پہنچائے" تاکہ اور مولدین یہ خبر سُن کر خوشی خوشی جانے پر تیار ہو جائیں حکومت کی طرف سے تو مولدین کو جلاوطن ہونے کے وقت ہر طرح کی آسایش پہنچانے کی کوشش کی جاتی تھی، مگر پُرانے عیسائیوں کے وحشیانہ لالچ کا انسداد کرنا ناممکن تھا، خاص کر اس لئے کہ وہ ہمیشہ یہ سمجھتے آتے تھے کہ مولدین کو کوئی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اُنہوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے گروہ بنا لئے، اور باہر نکل گئے، جو کوئی مولد اُن کو ملتا اُس کو لوٹ لیتے اور موقعہ ملتا تو مار ڈالتے۔ فون سیکا کہتا ہے کہ میں اس موقعہ پر بلنسیہ سے سان ماٹیو گیا تھا تو میں نے سڑک پر مولدین کی لاشیں ہی لاشیں دیکھی تھیں۔ اس کے انسداد کے لئے ۲۶ ستمبر کو ایک فرمان شاہی جاری ہُوا کہ سڑکوں کو محفوظ رکھنے کے لئے چوکیدار مقرر کر دیئے جائیں، اور اُن کا خرچ قریب کے قصبوں اور گاؤں سے وصول کیا جائے۔ مگر اس سے کچھ فایدہ نہیں ہُوا ۳ [illegible] اکتوبر کو وایسرائے نے بادشاہ کو رپورٹ کی کہ ڈاکے اور قتل بہت بڑھ گئے ہیں، جن سے مولدین کی جلاوطنی سے بھی زیادہ فکر پیدا ہو رہے ہیں۔ باوصفیکہ سڑک پر ہر جگہ پھانسیاں گڑی ہوئی ہیں اور فوراً مجرمین کو پھانسی دے دی جاتی ہے، مگر کچھ رعب نہیں پڑتا۔ فلپ نے اپنی معمولی سُستی کی وجہ سے دیر کے بعد جواب دیا کہ جو تدابیر کی گئی ہیں وہ بالکل غیر مکتفی ہیں، مجرموں کو سخت سزائیں دی جائیں، بعض حکام نے سخت بُزدلی دکھلائی ہے، اُن کو بھی سزائیں دی جائیں، کیونکہ وال ڈیل آگیورا اور میولاڈی کورٹس کے فسادات اُن ہی کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ اپنی رعایا کو آسایش پہنچانے اور محافظت کرنے کے خیال سے کئی امرا، مثلاً ڈیوک آف گینڈیا اور مارکوئیس

Marfat.com

آف البیضا وغیرہ اُن کے ساتھ گئے، اور اُن کو بحفاظت تمام جہاز میں سوار کرا آئے، ڈیوک آف
میکیوڈا تو اپنی رعایا کو لے کر اوران تک پہنچا آئے۔

جلاوطن مولدین کو پہلا جہاز ۲۴ر اکتوبر کو لے کر روانہ ہوا، اور سترہ نیپلس کی کشتیاں بھی
بھیجی گئیں، جن میں سے ہر ایک میں دو دو سو مولدین سوار تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے
جہازوں پر بھی ان کو سوار کیا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی جہاز اس کام کے لئے مخصوص کئے
گئے، اور یوں قریب چھ ہزار آدمیوں کے روانہ ہوگئے۔ ان کے بعد ہی اور بہت سے آدمی
اور بندروں سے روانہ کئے گئے۔ ان سب کی مجموعی تعداد قریباً اٹھائیس ہزار کے ہوگئی۔
جب یہ لوگ اوران میں پہنچے تو وہاں ان کو لینے کے لئے سپہ سالار اعظم کاونٹ آف اگیولر
موجود تھے۔ اس نے فوراً بادشاہ تلمسان سے کہا کہ مولدین کو بطور اپنی رعایا کے لینا منظور کر
لے (اوران اور تلمسان کے درمیان میں نوے میل کا فاصلہ تھا) بادشاہ تلمسان نے یہ سمجھ کر
کہ مولدین کے ساتھ بہت سا روپیہ ہوگا، ان کو بخوشی لینا منظور کر لیا، اور ایک فوجی افسر
سید المنصور کو پانچ سو سوار دے کر انہیں لانے کو بھیج دیا۔ وہ اپنے ساتھ ایک یہودی
کیلونامی اور ہزار اونٹ عورتوں اور اسباب کے اٹھانے کے لئے لے کر آیا تھا، مگر مولدین بنظر
احتیاط اوران سے اس وقت تک نہیں ہلے کہ جب تک سید المنصور نے اپنا بیٹا اُن کو بطور
یرغمال کے نہیں دیدیا۔ جو لوگ کہ ان کی خبر خیریت دینے کے لئے سپین بھیجے گئے تھے، اُن کے
ہاتھ ان جلاوطن مولدین نے بہت سے خطوط اپنے دوستوں کے نام دیئے، اور اُن میں [illegible]
کو یقین دلایا کہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک ہوا ہے۔ ان خطوں کو دیکھ کر لوگ [illegible]
سے زیادہ تیار ہوگئے۔ مگر مولدین کو بادشاہ سپین کی وجہ سے اتنا [illegible]
کے مہیا کردہ جہازوں میں جائیں جن میں ان کو کھانا بھی مفت ملتا، انہوں نے خود اپنے جہاز کرایہ
کئے، حالانکہ اس کے لئے اُن کو بہتر ریال فی مرد اور ۳۵ ریال فی بچہ خرچ کرنے پڑے۔ اس
خیال سے کہ جہاز والے ان مولدین کو کوئی تکلیف یا نقصان نہ پہنچائیں، زرکرایہ [illegible]

Marfat.com

کرادیا گیا، اور یہ شرط قرار پائی کہ جب تک خیریت سے خشکی پر پہنچ جانے کا صداقت نامہ جہاز والے نہ پیش کر دیں اُن کو کرایہ ادا نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ حکم ہوا کہ جتنے جہاز سپین کے بندرگاہوں پر ہیں سب کو پکڑ لیا جائے، جو جہازوں پر کچھ بار ہو چکا ہے وہ اُتار دیا جائے، اور وہ جہاز مولدین کو دیدیئے جائیں۔ جو جہاز بلنسیہ میں آئے اُن کو بھی اسی غرض کے لئے لے لیا گیا۔ یوں ساڑھے چودہ ہزار آدمی بندر گراؤ واقعہ بلنسیہ سے روانہ ہو گئے۔ مولدین کی روانگی لوگوں کے لئے ایک تماشا بن گئی، شہر کے شرفا اپنی عورتوں کو لے کر یہ سیر دیکھنے کے لئے آ گئے۔ یہ جہاز ہواء موافق کے انتظار میں پڑے ہوئے تھے، اور مولدین کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے تہنیت کے گیت سن سن کر اپنے قیمتی کپڑے، جن پر عجیب و غریب کشیدے بنے ہوئے تھے اور قیمتی سنہری رو پہلی کناریاں وغیرہ ٹنکی ہوئی تھیں انعام میں دیدیئے۔ القنت میں وہ جہازوں تک باجے بجاتے اور قصائد پڑھتے ہوئے پہنچے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی شادی میں شامل ہونے کے لئے جا رہے ہیں کہ وہ اپنے اجداد کرام کے وطن کو لوٹنے پر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے تھے۔ کسی نے ایک فقیہ سے دریافت کیا کہ تم لوگوں نے بادشاہ کے ایک معمولی حکم کی اس سرگرمی سے کیوں تعمیل کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ "کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ہم میں سے بہت سے آدمی بربر جانے کے لئے کشتیاں خریدتے تھے، کبھی چراتے تھے تب پہنچتے تھے، اس پر بھی ہم کو اپنی جان کا خطرہ رہتا تھا، اب جو ہم کو بحفاظت تمام بغیر اپنے خرچ کے اپنے اجداد کے وطن اور اپنے ہی بادشاہ کی رعایا بنا کر بھیجا جاتا ہے تو ہم کیوں نہ خوش ہوں۔ ہمارا بادشاہ اب ہم کو مسلمان رہنے میں مانع نہ آئیگا، یہاں ہمارے ساتھ غلاموں کا سا سلوک ہوتا تھا، اب ہم غلام تو نہ رہینگے"
اس جواب ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اب سے پچاس برس پیشتر ان لوگوں کو یہاں سے نکل جانے دیا گیا ہوتا تو اُن کو کتنی خوشی ہوتی، اور کم از کم اُن کو یہ مصائب تو نہ اُٹھانے پڑتے جن کو اب اُنھوں نے جھیلا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سپین چھوڑ دینے کا یہ شوق اور اس کے لئے خود خرچ برداشت کرنے کی آمادگی ہی وہ باتیں تھیں کہ بادشاہ نے اپنا ارادہ بدل لیا اور پہلے

Marfat.com

جہازوں کی روانگی کے بعد اُس نے حکم دیا کہ مولدین اپنا خرچ خود برداشت کریں، اور جہاز کا کرایہ اپنی گرہ سے ادا کریں۔

غرض تین مرتبہ مولدین روانہ ہوئے، اور اس میں تین مہینے لگ گئے؛ جو فہرست کہ بندروں پر مرتب کی گئیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ مولدین ان جہازوں میں گئے۔* لیکن اس معاملہ کا انجام امن وامان پر نہیں ہوا۔ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے کہ اُن کو بادشاہ کے قول و فعل کا بالکل اعتبار نہ تھا، اسی لئے اُنہوں نے مجلس فقہا کے فیصلہ کو بطیب خاطر تسلیم نہیں کیا۔ ۲۷ ستمبر ہی کو یہ خبریں آئیں کہ مارکوئیس آف لومبے کی رعایا فلاخن اور نیزے وغیرہ بنا رہے ہیں، اور سامان خورونوش جمع کر رہے ہیں؛ جو بغاوت کی صاف علامت تھی۔ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے کہ جن کے ساتھ اُن عمال وحکام کا سلوک اچھا نہیں رہا جو اُن کو جمع کرنے پر تعینات ہوئے تھے؛ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈووس اگواس میں مولدین نے گورنر اور دس بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا، کیونکہ اُنہوں نے اُن کو گالیاں دی تھیں۔ یہ قرار دیا گیا کہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب تھے۔ مگر قریب چھ ہزار نوجوان مولدین کے پہاڑوں پر چلے گئے۔ اور لوگوں نے اس لئے جانے سے انکار کر دیا کہ اُن کے زمینداروں نے اُن کو وہ اشیاء لے جانے سے منع کر دیا تھا جو حکم شاہی کے موافق وہ لے جا سکتے تھے۔ اس کے بعد یہ مشوش خبریں آنے لگیں (جو بدقسمتی سے واقعیت پر مبنی تھیں) کہ مسلمانوں نے اُن لوگوں میں سے کئی آدمی مار ڈالے، جو سب سے پہلے جہازوں میں اور ان گئے تھے۔ ان خبروں کی تصدیق اُن خطوط سے ہوگئی جو اوران سے پہنچے۔ ان کو پرانے عیسائیوں نے فرط مبالغہ کے ساتھ بیان کیا، کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح فساد برپا ہو، تاکہ اُن کو لوٹ مار کا موقعہ مل جائے۔ بندروں پر یہ معلوم ہوا کہ جانے والوں میں جوان آدمی کم تھے، مرد عورتیں اور بچے

---

* محکمۂ احتساب محنہ کو یقیناً تعداد صحیح معلوم ہوگی۔ اُن کے کاغذات کے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۰۶۵۶ مولدین گئے یعنی بلنسیہ سے ۱۷۷۶۶ (ان میں سے ۳۲۶۹ کم از کم بارہ سال کے تھے اور ۱۳۳۹ دودھ پیتے بچے) القنطے سے ۳۲۰۰۰؛ دانیا سے ۳۰۰۰۰؛ وینا روس سے ۱۵۲۰۰؛ منکوتا سے ۵۶۹۰۔ (مصنف)

Marfat.com

زیادہ تھے۔ پیڈرو ڈی ٹولیڈو نے یہ عاقبت اندیشی کی کہ اُس نے سیرا ڈی ایسپے ڈان پر قبضہ کر لیا
اور دو قلعوں کی مرمت کر کے اُن میں اٹلی کی فوج کے پانچ سو پچاس آدمیوں کو متعین کر دیا۔ مو
چاہتے تھے کہ ان قلعوں پر خود قبضہ کر لیں مگر وہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ لیکن اُن کے لئے پہاڑوں
چھپنے اور کمین گاہیں بنانے کی بہت جگہ تھی۔ منجملہ ان کے والِ ڈیل الگیوار کی چوٹی ایسی جگہ تھی کہ وہاں
کسی کا پہنچنا محال تھا۔ آخر اکتوبر میں جن لوگوں نے بربر جانے سے انکار کر دیا تھا وہ راتوں رات
سفر کر کے جوق در جوق وہاں پہنچ گئے، اور جب انہوں نے وہاں اپنا ٹھکانا کر لیا تو ہر طرف سے او
مولدین بھی وہاں جمع ہو گئے یہاں تک کہ اُن کی تعداد تخمیناً پندرہ ہزار سے پچیس ہزار تک پہنچ گئی
اُن کو یہ امید تھی کہ وہ یہاں موسم بہار تک سلامتی کے ساتھ رہ سکیں گے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس مو
میں اُن کو بیرونی امداد مل جائیگی جس کا اُن سے ہمیشہ وعدہ ہوتا رہا، مگر کبھی ایفا نہیں ہوا۔
ایک مولدینہ ... کیون نامی کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ یہ شخص ہر جگہ سفر کر کے مولدین کو بغاوت
لئے آمادہ کرتا رہا۔ ... طرح کا ایک مجمع میولا ڈی کورٹس میں ہوا۔ یہ مقام بھی بہت ہی دشوار گزار تھا
کیونکہ اس کے گرد بڑے بڑے اونچے پہاڑ اور کھنڈ تھے اور جو راستے کہ دروں میں سے ہوتے
وہاں تک پہنچتے تھے اُن کی بآسانی حفاظت ہو سکتی تھی۔ یہاں کے مولدین نے حکام جلا وطنی سے
مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، ان میں جوش بھی زیادہ تھا اور ایک قزاق یا ملیلو اب کارنے انہیں
بغاوت کرنے کی اشتعال بھی دی تھی۔ انہوں نے بھی ایک شخص وای سینٹ ٹرینہ
کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس شخص نے تمام کوہستان میں کہلا بھیجا کہ تمام مولدین اُس کے پاس
جمع ہو جائیں ورنہ ان کو وہی سزا دی جائیگی جو غداروں کو دی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے ملجا و ماوا
نکل کر قریب جوار پر دھاوے مارتے تھے: مویشی اور اجناس خوردنی جتنے ملتے تھے اٹھا لے جا
تھے، گانوؤں کو آگ لگا دیتے تھے اور کنیسوں کی بے حرمتی کرتے تھے۔ میلکشیا مولدین کی روانگی
فکر میں ہمہ تن مصروف تھا، اور اس کام کو چھوڑتے ہوئے ڈرتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ چند روز تک
ان لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ جب فریڈ فون سیکیلے نے اُس کو ملامت کی تو اُس نے کہا کہ

Marfat.com

وجیں ملک کو اُس سے زیادہ نقصان پہنچائینگی جتنا کہ یہ باغی پہنچا سکتے ہیں۔ جب وقت آئیگا تو یہ لوگ بہت آسانی کے ساتھ زیر ہو سکتے ہیں۔"

میکشیا کی رائے بہت صحیح تھی۔ باغیان اگیوار کے خلاف نومبر کے پہلے ہفتہ کے آخر میں اُس نے دو ہزار آدمی بھیج دیئے، اور اُنہوں نے بہترین مقامات پر قبضہ کر لیا۔ ۵ تاریخ کو ایک مختصر سی جنگ "قلعہ ڈیل پاپ" پر ہوئی۔ اس مقام کو مولدین نے قلعہ بند کر رکھا تھا۔ اس جنگ میں بہت سے مولدین معہ اپنے بادشاہ کے، مارے گئے۔ اس کے بعد میکشیا خود کچھ آدمی لے کر آگیا، جس سے فوج کی تعداد چھ ہزار ہو گئی۔ چونکہ بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جہاں تک ہو سکے خونریزی نہ ہونے پائے، اس لئے اُس نے مولدین کے سامنے بہت ہی نرم شرائط پیش کیں، یعنی یہ کہ وہ اپنے گانوؤں کو واپس چلے جائیں، وہاں اُن کو پندرہ دن کی مہلت دی جائیگی کہ اُس عرصہ میں اپنی جایداد کا انتظام کر لیں، پھر تیس روز کی مہلت اس لئے دی جائیگی کہ اُس میں وہ اپنی جایداد کو فروخت کر دیں، اس کے بعد وہ جہازمیں سوار ہو جائیں، اور زر بیعہ اپنے ساتھ لے جائیں۔ مولدین مذبذب رہے چونکہ میکشیا کی فوج کے لئے سامان خورد و نوش نہ تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ معاملہ جلد طے ہو جائے۔ تعجیل کے خیال سے اُس نے مولدین کے پانی کا راستہ بند کر دیا۔ اب اُنہوں نے پھر رسل و رسایل شروع کئے، اور روانہ ہونے کے لئے کئی مہینہ کی مہلت مانگی، مگر میکشیا نے اتنی مہلت دینے سے انکار کر دیا، اور ۱۲ تاریخ کو اُن پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی نہ تھی بلکہ قتل عام تھا۔ فلاخن، نیزے، بندوقیں اور کمانیں بھلا مسلح سپینی سپاہیوں کا کیا مقابلہ کر سکتی تھیں۔ عیسائیوں نے اُن کو پیس ڈالا، اور جب وہ بھاگے تو جو ہاتھ آیا اُس کو ذبح کر ڈالا۔ اُنہوں نے نہ بچوں کو چھوڑا نہ عورتوں کو۔ تین ہزار مولدین مارے گئے، اور سپین والوں کا صرف ایک آدمی کام آیا، وہ بھی اس طرح کہ اُس کی بندوق پھٹ گئی۔ مال غنیمت یعنی مقتولین کے کپڑے وغیرہ یا جو کچھ اُن کے پاس تھا، اُس کی قیمت تیس ہزار کراون آنکی جاتی ہے۔* باغیوں میں سے کثیر التعداد آدمی پہاڑوں کی چوٹیوں میں جا چھپے، یہاں نہ ان کو کچھ کھانے کو ملا نہ پینے کو۔ چونکہ اُن کا انجام

Marfat.com

معلوم تھا اس لئے میکشیا نے اُن پر حملہ نہیں کیا؛ اور جب یہ خبر پہنچی کہ میولاڈی کورٹس کے مولدین نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں، یہ لوگ بھی ۲۸ نومبر کو پہاڑوں پر سے اُتر آئے، اور اُنہوں نے اپنے آپ کو تفویض کر دیا۔ ان لوگوں کی تعداد گیارہ سے بائیس ہزار تک بتلائی جاتی ہے۔ سردی، بھوک اور پیاس کے مارے ان سب مولدین کی یہ حالت تھی کہ اُن کو دیکھ کر سنگدل عیسائی سپاہیوں کے دل بھی پسیج گئے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اگر اُن کو رحم آ گیا تھا تو اُنہوں نے لوٹنے کھسوٹنے میں کچھ کمی کی ہوگی؛ بہت سی مولدہ عورتوں اور بہت سے مولدین۔ بچّوں کو چُرا کر بیچ دیا۔ میکشیا نے اُن کی جان بخشی کر دی، اور معہ اُن کے مال کے اُن کو اُس بندر تک پہنچا دیا جہاں سے وہ سوار ہونے والے تھے؛ لیکن اگیورکی پہاڑیوں کی بار دیا تیرہ دن تک لوٹ معاف ہی!

جب یہ خبر پہنچی کہ مولدین میولاڈی کورٹس میں جمع ہو رہے ہیں تو فرانسسکو ڈی مرنڈا کو اُدھر بھیجا گیا۔ اُس نے یہ دیکھا کہ باغیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے؛ اُس کا اندازہ یہ تھا کہ نو ہزار سے کسی طرح کم نہ ہونگے۔ فوج منگوائی گئی؛ لومبارڈی کی جمعیت کے علاوہ اُس علاقہ کی تمام فوج مرنڈا کے سپرد کر دی گئی۔ صلح کے لئے کچھ نامہ و پیام ہوا؛ جس میں مولدین نے ایک سال کی مہلت مانگی۔ مگر جب اُن کو اگیوار کے مولدین کی شکست کا حال معلوم ہوا تو اُن کے دل چھوٹ گئے۔ اُن کے یہاں ایک پیشینگوئی تھی کہ ایک فاطمی شخص جو بادشاہ جیم کے زمانہ سے کسی پہاڑ کی کھوہ میں چھپا ہوا ہے اُن کی مدد کے لئے آئیگا۔ عالم مایوسی میں اُن کو اس پیشینگوئی کا بھی اعتقاد جاتا رہا۔ ۱۶ نومبر کی صبح کے وقت سپین کی فوج آگے بڑھی تو کسی مولد کا وہاں پتہ بھی نہ تھا۔ جب نو بجے تو چند لوگوں نے آ کر اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے یہ درخواست کی ہم کو افریقیہ بھیج دیا جائے۔ یہ معاہدہ ہوا کہ اگر وہ تین دن کے اندر مقررشدہ بندر پر پہنچ جائیں تو اُن کی جان و مال محفوظ رہیگی۔ لوٹیرے سپاہیوں نے جب یہ دیکھا کہ اُن کو موعودہ لوٹ مار کرنے کا موقعہ نہیں ملیگا تو نا امید ہو کر اُنہوں نے نظام فوجی کی کچھ پروا نہیں کی۔ قصبہ رویا با کو لوٹ لیا؛ مولدین کی عورتوں کی عصمت دری کی اور کثیر التعداد بچّوں کو پکڑ کر بطور غلام و کنیز بیچ

Marfat.com

ڈالا صرف تین ہزار مولدین بندر تک پہنچ سکے، باقی سب اِدھر اُدھر پریشان ہو گئے، اور فوجیوں کے ظلموں سے بچنے کے لئے پہاڑوں میں جا چھپے۔ ان کی تعداد دو ہزار نفوس بتلائی جاتی ہے۔ یہ لوگ کئی برس تک تکلیفیں دیتے رہے، جو عیسائی ان کو مل جاتا اُس کو قتل کر ڈالتے اور ہر طرح کا سلب و نہب کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جاٹیوا کے گورنر نے اُن کو آنے کی ترغیب دی؛ بہت سے آدمی آ بھی گئے؛ مگر جب اُن کو معلوم ہوا کہ وہ غلام بنا لئے جائینگے تو سب بھاگ گئے۔ ایک اعلان جاری ہوا کہ جو شخص اُن کے بادشاہ ٹرکسی کو زندہ یا مردہ لے کر آئیگا اُس کو انعام ملیگا۔ اس پر ایک شخص نے اُس کو ایک کھوہ میں جا پکڑا، اور شہر میں لے آیا۔ یہاں اُس کو یہ سزا دی گئی کہ پہلے اُس کے ہاتھ اور کان کاٹے جائیں؛ زمین پر گھسیٹا جائے، چمٹوں سے اُس کی کھال نوچی جائے، پھر پھانسی دیدیا جائے۔ مگر جب ۱۸ دسمبر کو سزا ملنے لگی تو ہاتھ اور کان کاٹنے کی سزا نہیں دی گئی۔ اُس نے دو مرتبہ اعتراف گناہ کر لیا، اس لئے تعذیب دینی کا مستوجب قرار پایا، آخر مرتے ہوئے اُس نے اپنے عیسائی ہونے کا اقرار کیا، جس سے اُس کی موت صالحین کی سی قرار دی گئی؛ کیونکہ ہمیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ وہ بہت خیرات کیا کرتا تھا، مریم عذرا کا بھگت تھا اور نہایت دیندار۔ بقیۃ السیف آدمیوں کا ہر طرف شکار کیا گیا۔ والیسراء نے فی نفر بیس ڈوکیٹ کا انعام مشتہر کر دیا۔ جو کوئی گرفتار ہو کر آتا اُس کو جہازوں کی مشقت پر لگا دیا جاتا۔ اس مصیبت سے بچنے کے لئے اُنہوں نے والیسراء سے کہلوایا کہ اگر ہمیں جہازوں پر نہ لگایا جائے تو ہم آنے پر تیار ہیں؛ بلکہ غلام بننے پر آمادہ ہیں۔ اُن کی یہ درخواست منظور کر لی گئی ... سنہ ۱۶۱۲ء کو فلپ نے والیسراء کارسینا کا شکریہ ادا کیا کہ اُس کی کارگذاری سے کوہستان صاف ہو گیا۔ بادشاہ موصوف کی یہ شقاوت قلبی قابل ذکر ہے کہ موسم خزاں و سرما سنہ ۱۶۰۹ء میں یہ مصایب اُس کے ملک میں رعایا پر پڑ رہے تھے، اور وہ سیر و شکار، رقص و سرود، ضیافتوں اور سوانگوں میں مصروف تھا، سانڈوں کی لڑائی اور انسانوں کی کشتیاں دیکھ رہا تھا۔

سب سے خطرناک صوبہ بلنسیہ ہی تھا جب وہاں کی خونریزی سے سرکشی یوں آسانی سے ...

Marfat.com

فروکر دی گئی تو اس نے یہ ظاہر کر دیا کہ اب کچھ زیادہ اندیشہ باقی نہیں ہے، دیگر صوبجات میں معاملہ بآسانی طے ہو جائیگا؛ اسی لئے اور جگہ بھی جلاوطنی کی کارروائی فوراً ہی شروع کر دی گئی اگرچہ ملبنسیہ کے بعد ارغون اور قتلونیہ کی باری نہیں آئی، مگر وہ ملبنسیہ سے اس طرح ملحق ہیں کہ اُن کا ذکر نہیں کر دینا موزوں ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ تمام معاملہ صاف صاف طور پر معاہدہ شکنی اور سلب مراعات کا تھا، مگر یہ بتلایا جاتا ہے کہ یہ قرار پا چکا تھا کہ ایسے مقدس کارِ ثواب میں اس کی چنداں پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ نہ صرف اس سے خدا تعالےٰ ہی خوش ہوتا ہے بلکہ اس کا نفع تمام ملک کو پہنچنے والا ہے۔ ملبنسیہ میں جو جلاوطنی کے فرمان شاہی کا اعلان کیا گیا تو اس سے فطرتاً نہ صرف صوبجات ملحقہ کے مولدین ہی چونک اُٹھے بلکہ اُن کے زمینداروں کو بھی فکر لگ گیا۔ اُن کو طفل تسلی دینے کے لئے ۲۰؍ اکتوبر ۱۶۰۹ء کو فلپ نے نئے والیسرائے مارکوئیس آف ایٹونا کو حکم دیا کہ استقفان اعظم سے خفیہ طور پر مولدین کی حالت معلوم کی جائے، اور اگر ضرورت ہو تو بغیر اس کے کہ بادشاہ کا نام درمیان میں آئے اُن کو یہ تشفی دی جائے کہ اس معاملہ سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ملبنسیہ کے معاملہ نے مولدین کی آنکھیں کھول دی تھیں، قتلونیہ میں اس لئے اور بھی پریشانی پھیل گئی کہ لیریڈا میں حکم جاری ہوا کہ تمام مولدین کے ہتھیار چھین لئے جائیں۔ اُدھر ارغون میں جمعیتہ المولدین کے سرکردوں کو محکمۂ احتسا بجنہ نے گرفتار کرنا شروع کر دیا؛ اس سے اور بھی اضطراب پھیلا۔ ۵؍ نومبر کو ایٹونا باقاعدہ والیسرائے ہو گیا تھا۔ اس نے مولدین کو تسلی دینے کی بہت کوشش کی، اور اُن کو سمجھایا کہ مولدین ملبنسیہ کو جو جلاوطن کیا گیا وہ اپنی شرارتوں کی وجہ سے اس کے مستوجب ہو گئے تھے؛ نیز یہ کہ بادشاہ نے ارغون کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ والیسرائے نے پھر وہی فرمان شاہی شایع کر دیا جو اُن کے ہتھیار چھین لینے کے وقت جاری ہوا تھا اور مولدین کو یقین دلایا کہ اُن کی ہر طرح سے حفاظت کی جائیگی، مگر اُن کو بادشاہ کی بے ایمانی کا [illegible] تجربہ تھا، اس لئے اُن کو کسی ایک [illegible] تھا؛ بالخصوص اس لئے کہ پہلے بھی بالجبر [illegible] لئے اُن کو دھمکانا اور [illegible]

Marfat.com

کرنا شروع کر دی تھی۔ مولدین نے کشاورزی چھوڑ دی اور اپنے احمال و اثقال کو اونی پونی قیمت پر فروخت کرنے لگے۔ اُن کے قرضخواہ، اور اہالی کلیسا جو اُن کو جبریہ قرض دیئے ہوئے تھے، اس سے سخت پریشان ہوئے اور اُنہوں نے اپنے قرضہ کی بازیافت کے لئے سخت تقاضا کرنا شروع کر دیا۔ ایک طرف تو کاروبار بند ہوئے، دوسری طرف ہر طرح کے نقصانات کا اندیشہ پیدا ہو گیا، ناچار تمام صوبہ نے مل کر اپنے کچھ نمایندے بڑی طول طویل عرضداشتیں لے کر بادشاہ کے پاس بھیجے، اور اس طرف توجہ دلائی کہ مولدین کے جلاوطن کرنے سے سخت ترین نقصانات کے اندیشے ہیں۔ امریکہ میں آبادکاروں کو بھیجا جانا ضروری ہے، فلینڈرس اور اٹلی کی فوجوں کے لئے بھی سپین ہی سے آدمی جائینگے، افریقیہ کی طرف سے بھی ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے، ان وجوہ سے اس موقعہ پر مولدین کا خارج از ملک کیا جانا سخت نامناسب ہے، اس عرضداشت میں یہ بھی لکھا تھا کہ بلنسیہ اور ارغون کے مولدین میں بڑا فرق ہے، یہاں اس کا یقین ہے کہ یہ لوگ عیسائی ہو جائینگے۔ بادشاہ نے بیکار یہ کوشش کی کہ ان نمایندوں، اور اُن لوگوں کو جو سپین کے دوسرے حصص سے آئے تھے، باریاب نہ ہونے دے، مگر ممکن نہ ہوا۔ وہ حاضر ہوئے تو اِدھر اُدھر کے بہانے کر کے اُنہیں ٹال دیا۔

بچوں کا معاملہ ابھی تک پوری طرح طے نہیں ہوا تھا۔ ایسے کٹے کلیسائیوں کی ملک میں کمی نہ تھی کہ جو اس کے سخت مخالف تھے کہ اُن بچوں کو جو اصطباغ پا چکے ہیں کُفار کے ملک میں ملعون ہونے کے لئے بھیج دیا جائے، وہ ملک کے نفع یا نقصان کی پروا بھی نہ کرتے تھے، نہ اس کا [illegible] تھے کہ اُن کو یہاں رکھ لینا اُس سے زیادہ نقصان رسان ہے جتنا کہ ان کا مسلمان ہو جانا کیونکہ اگر وہ سپین میں رہے تو مسلمان ہو کر رہینگے۔ ۱۹ اپریل سنہ ۱۶۱۰ئہ تک یہ معاملہ علماء دین کی مجلس میں زیر بحث ہی چلا جاتا تھا، گو میکشیا کو ۷ اپریل ہی کو حکم پہنچ چکا تھا، اور وہ ولاڈالڈ سے فرمان اور دیگر ضروری کاغذات لے کر سرقسطہ کو چل دیا تھا۔ یہ فرمان بالکل وہی تھا جو بلنسیہ میں جاری ہو چکا تھا صرف دو یا تین باتیں اس میں کم تھیں۔ ایک تو یہ کہ قتلونیہ کے علماء دین کو یہ رعایت دی گئی تھی کہ

Marfat.com

اگر وہ چاہیں تو اُن لوگوں کے سات برس تک کی عمر کے بچّوں کو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو کفّار کے ملک میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اُس کا نتیجہ یہ تھا کہ کثیر التعداد آدمیوں کو فرانس جانا پڑا تاکہ وہاں سے وہ ملک بربر کو چلے جائیں۔ اگرچہ بلنسیہ کی جلاوطنی بہت آسانی سے ہو گئی تھی مگر اُس پر خرچ بہت زیادہ آیا، جس کا تخمینہ آٹھ لاکھ ڈوکیٹ کیا جاتا ہے۔ یہاں لامحالہ بخل کرنا پڑا؛ چنانچہ جلاوطنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنا خرچ خود برداشت کریں؛ نہ صرف سفر بری بحری کا، بلکہ اُن حکام کی تنخواہیں بھی اُن ہی کو دینی پڑینگی جو اُن کو بنادر تک پہنچانے وغیرہ پر متعین کئے گئے ہیں؛ اس کے علاوہ نصف ریال فی کس اُس مال کی چُنگی دینی پڑیگی جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائینگے۔ جو مولدین کہ متموّل تھے اُن کو مجبور کیا گیا وہ غربا کا خرچ اپنے ذمہ لیں۔ غرض یوں اس صوبہ کی جلاوطنی پر حکومت کا کچھ بھی خرچ نہیں ہوا۔ حکام نے جو شہہ پائی تو اُنہوں نے مولدین کو بے رحمی کے ساتھ کھسوٹنا شروع کیا۔ اُن کے راستے میں جتنے نالے یا نالے آتے تھے اُن کے پانی کی قیمت اُن سے وصول کی گئی؛ راستہ میں جو درخت پڑتے تھے اُن کے سایہ میں بیٹھنے کا کرایہ اُن سے لیا گیا؛ اپنی تنخواہ کے مد میں اُن سے اتنا وصول کیا گیا کہ جس کے وہ ہرگز مستحق نہ تھے۔

۹ مئی کو سرقسطہ اور برشلونہ میں ایک ہی وقت یہ فرمان سنایا گیا۔ جہاز وغیرہ القفس میں، موجود تھے ہی؛ جو لوگ بذریعہ بحر جانا چاہتے تھے اُن کے لئے بندر مقرر کر ہی دیا گیا تھا۔ فوجیں اُتار دی گئیں؛ کسی طرح کا انکار یا مقابلہ کرنا اوّل تو تھا ہی بیکار، دوسرے کسی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا۔ مگر کوئی اُس گریہ و بکا کو نہ روک سکتا تھا جو ہر طرف سنائی دیتا تھا اور جس سے ان ظالموں کے دل بھی پگھلے جاتے تھے۔ مولدین نے ہزار کہا کہ ہم عیسائی ہیں، عیسائی ہی مرینگے اور خواہ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیئے جائیں، مگر عیسائی ہی رہینگے؛ لیکن کون سنتا تھا۔ یہ ساری خوشامد درآمد بیکار تھی۔ سب لوگ ایک ہزار سے لے کر چار ہزار کے گروہ میں بلا امداد فوج چل پڑے۔ راستہ میں پُرانے عیسائیوں نے اُن کو بے طرح لوٹا۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ ارغون سے چوہتر

Marfat.com

ہزار، اور قیتلونیہ سے پچاس ہزار مولدین نکالے گئے۔ چونکہ کسی طرح کا فساد نہیں ہوا اس لئے ایک آدمی کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ۱۸ ستمبر کو آخری جہاز روانہ ہو گیا۔ سپین کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ مولدین نے فرمان برداری سے کام لیا، ورنہ اگر وہ لڑنے کو کھڑے ہو جاتے تو اُن کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا جب سے فوج اٹلی سے آئی تھی سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملی تھی، جب انہوں نے بہت شور و غل مچایا تو اُن کو موقوف کر دیا گیا، صرف افسر ہی رہ گئے تھے، انہوں نے اِدھر اُدھر سے آدمی پکڑ کر فوج میں بھرتی کر لئے۔

تخمینہ کیا گیا ہے کہ بیس ہزار سے پچیس ہزار تک مولدین ارغون سے نوائر یا کوہستان ہو کر فرانس پہنچ گئے۔ مورخین و مصنفین سپین مولدین کی اُن تکالیف کا حال بڑے درد کے ساتھ لکھتے ہیں، جو اُن کو راستہ میں اُٹھانا پڑیں سو ہی مورخین کہتے ہیں کہ پہلے تو اُن کا داخلہ فرانس میں بند کر دیا گیا؛ لیکن بعد میں فی کس ایک ڈوکیٹ ادا کرنے پر اُن کو اجازت دی گئی، مولدین نے بڑے شوق سے ہتھیار ساتھ رکھنے کے لئے لائسنس لئے، اور جب وہ لائسنس لے چکے تو اُن سے ہتھیار چھین لئے گئے۔* باوجود اس کے کہ اہالی فرانس مولدین سے ساز باز رکھتے تھے مگر اُن کو یہ امید نہ تھی کہ ان مہمانان ناخواندہ کا بار، بغیر کسی سابقہ معاہدہ یا انتظام کے اُن پر ڈالا جائیگا۔ قبل اس کے کہ یہ لوگ وہاں پہنچیں ہنری چہارم نے یہ پیش بندی کی کہ فروری میں ایک حکم جاری کر دیا کہ صرف اُن ہی لوگوں کو حدود فرانس میں داخل ہونے کی اجازت دی جائیگی جو مذہب رومن کیتھولک رکھتے ہوں، اور جو حلف اُٹھائیں کہ وہ دریاء گیرون اور ڈورڈون کے دوسرے کنارے پر آباد ہونگے۔ جو لوگ اُ صرف اسی غرض سے آتے ہیں کہ وہ ملک بربر چلے جائیں، اُن کے لئے جہاز مہیا کر دیئے جائینگے×۔ اس اقرار و مدارسے کے موافق، جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا،

*ایک مورخ کہتا ہے کہ چھ ریال فی تلوار اُن سے قیمت لی گئی، اور چار ریال لائسنس کی فیس وصول کی گئی اُس کے بعد اُن سے تلواریں چھین لی گئیں۔ (مصنف)

×دربار فرانس اور باب عالی کے درمیان میں مولدین کے برضا و رغبت فرانس میں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۸ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

قریباً سترہ ہزار مولدین قشتالہ سے یکم مئی تک فرانس میں داخل ہوئے' اس کے بعد ہنری کے قتل ہو جانے کی وجہ سے تمام باتوں میں خرابی پڑ گئی۔ لافورس کہتا ہے کہ ہنری کے مارے جانے کے بعد جب وہ بیرن واپس آیا ہے تو اس نے دیکھا کہ والیسرائے اٹھونا نے چار یا پانچ ہزار بوڑھے مردوں' بچوں اور عورتوں کا ایک گروہ بیرن کی سرحد پر جو پہاڑ تھے ان کی چوٹی پر بھیج دیا تھا' اور یہاں ان کو فوج محافظ نے گھیر رکھا تھا؛ سپین والوں نے ان کے واپس لینے سے انکار کر دیا' اور ان کو اس طرح وہیں قید رکھا کہ ان کے پاس سامان خورونوش بہت ہی کم تھا؛ اگر عیسائی ان کو کچھ جنس دیتے تھے تو اتنی قیمت پر جس کا ادا کرنا مشکل تھا۔ پھر ڈان پیڈرو کولونا پانچ یا چھ ہزار آدمی (جن میں زیادہ تر خود ان ہی کے رعایا تھے) حکام سے لے کر آیا' اور یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کو بامن و امان گزر جانے دیا جائے۔ بہت سے آدمی یہاں سے چار یا پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر گزر جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لافورس نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو گذرنے سے منع کر دیا جائے' اس پر کولونا نے اس سے مل کر کہا کہ اٹھونا نے اسے حکم دیا ہے کہ مولدین کو گزرنے دینے کی درخواست کی جائے' اور یہ عرض کیا جائے کہ آپ ملکہ کو اس بارہ میں تحریر کریں۔ چنانچہ ۲۵ رجون کو لافورس نے ملکہ کو یہ لکھا کہ یہ مصیبت زدہ بجبر گزرنے کی کوشش کرینگے' اور اس صورت میں ان نہتوں کا قتل عام کرنا لازمی ہوگا' اور یہ وحشت کی ایسی مثال ہوگی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔ اس لئے انہوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۷) آنے کے متعلق جلاوطنی سے پہلے بہت خط وکتابت ہوئی۔ فرانس نے بہت سی دقتیں راہ میں حایل کیں' بلکہ چند پناہ گزینوں کو قید کر کے سپین واپس بھیج دیا' ماہ مئی ۱۶۰۹ء میں سلطان نے ایک مولد آغا ابراہیم نامی کو بطور سفیر خصوصی ہنری چہارم کے پاس بھیجا بھی تھا' تاکہ مارسیلس میں ایک خاص آدمی ان جلاوطنوں کی نگرانی کے لئے رکھا جائے۔ سفیر سیلگسنا ک نے ایک خط ڈیوک آف سلی کے نام دے کر سفارش بھی کی تھی۔ اس کے بعد کے خطوط مورخہ ۱۹ ستمبر و ۲۰ نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ کو بہت اہمیت دی گئی۔ وینس کی گورنمنٹ ان کو راستہ دینے پر آمادگی ظاہر کر کے مفت کرم داشتن کرنا چاہتی تھی۔ عیسائی سلطنتیں جو اپنا باہمی رشک و حسد قسطنطنیہ میں دکھلا رہی تھیں اس سے یہ امید تھی کہ جلاوطنوں کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا مگر کچھ نہ ہوا (مصنف)

Marfat.com

یہ تجویز کیا کہ اُن کو ایک ایک ہزار کی تعداد میں آنے کی اجازت دی جائے، تاکہ وہ اُن لوگوں پر بار نہ ہو سکیں جو ایک بنجر اور غیر آباد علاقہ میں رہتے ہیں (کیونکہ اسی علاقہ سے اُن کو گزرنا ہوگا) جتنا کچھ وہ دے سکیں وہ اُن سے لے لیا جائے، اور اُن پر دست درازی نہ ہونے دی جائے۔ رچرڈن کو ملکہ نے جواب دیا جس میں لافورس کی تجویز کو منظور کیا اور مولدین سے ہمدردی ظاہر کی۔ پھر ۹ جولائی کو ملکہ نے لکھا کہ جہاں تک ممکن ہو بہت کم مولدین کو اجازت داخلہ دی جائے۔ کیونکہ اُن کے آنے سے ہماری رعایا کو تکلیف ہوگی، بہ نسبت اس کے کہ ان مصیبت زدہ جلاوطنوں کو آرام دیا جائے، مقدم یہ ہے کہ ہم اپنی رعایا کی تکلیف کا خیال رکھیں۔ غرض ان شرائط پر مولدین کو فرانس میں جانے کی اجازت دی گئی؛ ۸ اگست کو لافورس نے اُس افسر کو جو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا یہ لکھا کہ چھ یا سات ہزار آدمی اور سرحد پر پڑے ہوئے ہیں، جن کو فرانس میں سے گزرنے سے نہیں روکا جا سکتا، کیونکہ وہ پہاڑوں پر اس طرح پڑے ہوئے ہیں جیسے کہ کوئی اپنی جان سے بالکل مایوس ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب مولدین نے اٹیونا سے یہ کہا تھا کہ اُن کو فرانس میں سے ہو کر راستہ دلوا دیا جائے تو اُنہوں نے فی کس ایک کراؤن بطور خرچ ادا کرنا منظور کیا تھا۔ لافورس نے اٹیونا اور کالونا کو لکھا کہ وہ ہر گروہ سے یہ رقم وصول کر کے ایک جگہ جمع کر لیں، تاکہ اُسی رقم سے اُن کو بھیجا جا سکے۔ اس کا وعدہ کر لیا گیا، مگر لافورس کو معلوم ہوا کہ سپین والوں نے مولدین کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی ہے اور اُن کو اس بُری طرح لُوٹا ہے کہ وہ بالکل قلاش ہو گئے ہیں۔ جب وہ نے اور آرتھینز پہنچے تو لافورس نے اُن کی یہ حالت دیکھ کر کچھ تھوڑی سی رقم اُن سے اور کانسلو کے سامنے لے لی، باقی تمام رقوم اُن کو واپس کردیں۔ یوں مولدین ایک مدت تک حرکات مذبوحی کرتے رہے، مارسیلیس پہنچتے پہنچتے اُن کی تعداد کم ہی ہوتی چلی گئی۔ یہاں اُن کو جہاز ملنے کی امید تھی اور اسی امید پر وہ سارے مصائب جھیل رہتے تھے۔

یہ گروہ اُن چودہ ہزار آدمیوں سے زیادہ خوش قسمت رہا جن کو کہ اِن فرانس پہنچنے کے بعد

Marfat.com

آگے جانے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ مقام سپین کا آخری مقام پائے رے نیس کی سڑک پر تھا۔ وہ چالیس ہزار ڈوکیٹ فرانس میں جانے کی اجازت لینے پر خرچ کر چکے تھے، جو احمال و اثقال وہ اپنے ساتھ لئے جاتے تھے اس کا محصول اور حکام جلاوطنی کی تنخواہوں کا خرچ اس کے علاوہ تھا۔ اب موسم گرما آگیا تھا، ان مصیبت کے ماروں کو اب بھی چین نہ دیا گیا، ادھر سے الفقس کی طرف ہانک دیا گیا۔ راستہ کی مصیبت اور گرمی سے اتنے آدمی بیمار ہوئے اور اتنے مرے کہ یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ان کی وجہ سے جہازوں پر وبا نہ پھیل جائے۔ الفقس سے جو کچھ لوگ شاہی جہازوں پر سوار ہوئے ان کو حکم تھا کہ وہ بخط مستقیم بربر جائیں لیکن جن لوگوں نے کہ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے خیال سے فرانس جانے کو ترجیح دی ان کو اجازت دے دی گئی کہ اپنے جہاز کرایہ کر کے فرانس چلے جائیں ۔

ارغون اور قتلونیہ سے جلاوطن کرنے سے پیشتر صوبۂ قشتالہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا گیا۔ اکتوبر ۱۶۰۹ء کے آخر میں جوان ڈی مینڈوزا آف سان جرمن کو اشبیلیہ بھیجا گیا تاکہ وہ مولدین مرسیہ غرناطہ اور اندلوشیہ کو نکالنے کی تیاریاں کرے۔ ہورنا شوس جو طلیطلہ کے صوبہ میں تھا، ان ہی علاقوں میں شامل کر دیا گیا۔ اس علاقہ کی جو شہرت تھی وہ ہم سن ہی چکے ہیں۔ حکم یہ تھا کہ جب تک بلنسیہ سے جلاوطنی نہ ہو جائے یہاں کام نہ شروع کیا جائے، کیونکہ اس وقت فوج سے اس علاقہ کو مدد نہیں دی جا سکتی تھی۔ مرسیہ چند روز تک اس آفت سے محفوظ رہا۔ جس طرح کہ سپین کے اور صوبوں میں ہوا، مرسیہ کے مولدین بھی بلنسیہ کے حالات سے متاثر ہو چکے تھے، اور مصیبت آنے سے پہلے ہی انہوں نے عرضداشتیں بھیجنی شروع کر دی تھیں؛ ان کی خوش قسمتی کہ یہ عرضداشتیں سن بھی لی گئیں۔ شہر مرسیہ کے حکام نے ۱۰ اکتوبر کو اطلاع دے دی تھی کہ بلنسیہ کی جلاوطنی سے یہاں اندیشے پیدا ہو گئے ہیں، اور یہ کیفیت اور مقامات کی بھی ہو جائے گی۔ مملکت مرسیہ کے ماتحت مولدین کے ۸،۹ خاندان تھے۔ ان کی تعداد صرف اتنی ہی تھی جتنی کہ پرانے عیسائیوں کی ضروریات کے لئے کافی ہوں اور ان کی طرف سے کسی قسم

Marfat.com

کا فکر بھی نہ تھا۔ ان میں زیادہ تر وہیں کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے مذہبی معاملات میں اتنی ترقی کرلی تھی کہ ایک مدت ہوگئی تھی کہ کسی نے محکمہ احتساب عنہ سے سزا نہیں پائی تھی وہ اپنے آپ کو نو عیسائی کہلانے سے برا مانتے تھے۔ اس لئے یہ امید تھی کہ بادشاہ ان کو چھیڑ کر بدامنی نہ پھیلائیگا اور ان کے معمولی بدخواہوں یعنی اس علاقہ کے باشندوں کو ان کے ستانے کا موقعہ نہ دیگا۔ اس عرضداشت کے ساتھ ہی ایک مفسد کی درخواست ۲۰ اکتوبر کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچی جس میں لکھا تھا کہ حکام کا ہرگز کوئی اعتبار نہ کیا جائے۔ شہر کے [illegible] ہزار پانچ سو آدمیوں میں سے پانچ ہزار پانچ سو مولدین ہیں اور وہ سب کے سب غدار ہیں ان کو ایسی جگہ بھیجنا چاہئے جو ساحل بحر سے بہت دور ہو۔ مگر اس مفسد کی درخواست کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ مولدین [illegible] جلیل تھے جن کے اجداد تیرھویں صدی سے نہایت امن کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کے یہاں عیسائیوں سے مناکحت ہوتی آرہی تھی۔ ان میں سے بہت سے آدمی متمول تھے اور تجارت کرتے تھے۔ ان پر آخری وقت تک ہاتھ نہیں ڈالا گیا اور ۱۶۱۲ء تک وہ سزائے جلاوطنی سے محفوظ رہے۔

غرناطہ اور اندلوسیہ چنداں خوش قسمت نہ تھے۔ ۹ دسمبر ۱۶۰۹ء کو یہ فرمان [illegible] کے پاس اشبیلیہ میں بھیج دیا گیا تھا اور فوج بلنسیہ سے یہاں پہنچا دی گئی اور ۱۲ جنوری ۱۶۱۰ء کو یہاں بھی اس فرمان کا اعلان کر دیا گیا۔ بہ نسبت بلنسیہ کے اس فرمان کی صورت کچھ مختلف تھی۔ اس میں حکم تھا کہ اگر مولدین نہ جائیں تو بلا کسی تحقیقات وغیرہ کے ان کو قتل کر دیا جائے [illegible] جایداد ضبط کرلی جائے۔ ان کو تیس دن کی مہلت تیاری کرنے [illegible] کہ اپنی جایداد منقولہ فروخت کردیں اور جو کچھ اس سے حاصل ہو [illegible] چنگی ادا کریں۔ [illegible] البتہ [illegible] تمام [illegible] بادشاہ ضبط کرلی گئیں [illegible]

Marfat.com

ہوسکے۔ یہ فرمان کچھ ایسا مجمل تھا کہ بہت سی باتیں مبہم رہ گئیں جن کا تصفیہ بعد میں ہوا۔ تیس[۳۰] دن کی جو میعاد دی گئی تھی، وہ گھٹا کر بیس[۲۰] دن کر دی گئی۔ جہاں عیسائی بیوی اور مسلمان شوہر تھا یا اس کے برعکس وہاں وہی اصول استعمال کیا گیا جس پر بلنسیہ میں عمل ہوا تھا، سواء اس کے کہ کوئی مولد اپنی عیسائیہ بیوی کو بغیر اس کی رضامندی کے کافروں کے ملک میں نہیں لے جا سکتا تھا۔ بچوں کے ساتھ وہی سلوک کرنے کا حکم تھا جو قشتالیہ میں ہوا۔ جن کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے برائے نام فرانس کے لئے جہاز کرایہ کرلئے اگرچہ اُن کی منزل مقصود افریقیہ تھی لاوارث یتیم بچوں کے لئے حکم تھا کہ اُن کی فہرست بنائی جائے اور اُن کو سپین سے نہ نکلنے دیا جائے۔ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ بعض شرائط بلنسیہ سے بھی زیادہ سخت تھیں، مگر کسی نے مخالفت نہیں دکھلائی۔ مولدین بڑی خوشی کے ساتھ نکل آئے، اور اپنی قسمت پر شاکر رہے۔ عربوں کی بے رحمیوں وغیرہ کی خبریں سُن کر بہت سے لوگوں نے دوسری جگہ جانے کو ترجیح دی چنانچہ بہت سے لوگ مراکش میں جا رہے۔ غالباً ان ہی میں سے بہت سے آدمی اشبیلیہ کے رہنے والے تھے جن کی نسبت بلیڈا کہتا ہے کہ اُن میں سے بہت سے آدمیوں کو اُس نے الگ رے ہوئے دیکھا تھا۔ فرانس میں ان کے حسیات دینی کی کوئی پروا نہ کی جاتی تھی۔ جہاں وہ رہتے تھے وہاں سؤر کثرت سے چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ سؤروں کو دیکھ کر اور سؤر کے گوشت پکنے کی بو سے اُن کو سخت نفرت ہوتی تھی۔ اُنہوں نے اپنا تنور الگ بنا لیا تاکہ ناپاکی سے بچے رہیں اور آزادی کے ساتھ اپنا کھانا پکا سکیں، چند لوگ اس خیال سے اشبیلیہ واپس آگئے کہ شاید بادشاہ اب بر سرِ رحم آ گیا ہو۔ سان جرمن نے اس طرح تعجیل سے کام لیا کہ ماہ اپریل میں یہ رپورٹ کر دی گئی کہ سواء اُن لوگوں کے جو جلاوطنی سے مستثنےٰ کئے گئے ہیں، باقی مولدین سے اندلوشیہ پاک ہو گیا۔ یہی حالت غرناطہ کی ہے کہ چند مولدین ساحل پر جہازوں کے انتظار میں پڑے ہیں، اور محتاج ہونے کی وجہ سے سخت تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں۔ یہاں کے جلاوطنوں کی تعداد کا تخمینہ اسی ہزار سے ایک لاکھ تک کیا جاتا ہے اُن ہی میں وہ بیس ہزار آدمی بھی شامل ہیں

جو برضا و رغبت خود پہلے ہی چلے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ دولت بھی بہت سی لے گئے یہ کچھ غیر اغلب بھی نہیں ہے کیونکہ ان میں سے بہت سے آدمی بالخصوص اشبیلیہ کے رہنے والے متمول اور مرفہ الحال اور بڑے بڑے معزز عہدوں پر ممتاز تھے*۔

فلپ سے کہا گیا کہ مدجلین کی بہت سی اولاد ایسی ہے کہ جو جبریہ اصطباغ سے پہلے ہی برضا و رغبت خود عیسائی ہو چکے تھے۔ یہ سب از روئے لباس و زبان بالکل سپین کے باشندے ہیں، فرائض مذہبی بڑی پابندی اور خلوص کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ان میں سے بہت سی وہ عورتیں بھی ہیں کہ جو از روئے مذہب شادیاں نہ کرنے اور پاکباز رہنے کا عہد کر چکی ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق بادشاہ نے ۹ فروری ۱۶۱۱ء کو اساقفہ مرسیہ، غرناطہ اور اندلوشیہ کے نام یہ حکم جاری کیا کہ علماء دین سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسے لوگ جلاوطن کئے جائیں، بنا بریں اساقفہ کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کی تفتیش کریں، اور احتیاط رکھیں کہ کوئی شخص جعل یا فریب نہ کرنے پائے۔ جو لوگ کہ مستثنیات میں آنے کی قابل ہوں ان کے نام وغیرہ سے سان جرمن کو اطلاع دیدی جائے۔ یہیں بتلایا جاتا ہے کہ اگرچہ ان میں بہت سے آدمیوں نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا، لیکن بہت کم لوگوں کو اس میں کامیابی ہوئی، جن کو رعایتیں ملی تھیں چند روز کے بعد ان میں سے بہت سے آدمی غائب ہو گئے، کچھ تو اس سزا سے بچنے کے لئے جو کہ ان مذہبی کی وجہ سے ان کو دی جانے والی تھیں، اور کچھ محکمہ احتساب محنہ کے دست تظلم سے

---

* ۲۲ جنوری ۱۶۱۰ء کو قرطبہ والوں نے بادشاہ کو درخواست دینے کا ارادہ کیا کہ چھ فی صدی مولدین کو [illegible] مگر وہاں کے مجسٹریٹ نے یہ کہہ کر لوگوں کو روک دیا کہ ایسی درخواست بالکل لاحاصل ہوگی۔ پھر [illegible] یہ تجویز ہوئی کہ یہ خوشامد کی جائے کہ کم از کم دو مولدین زین سازوں کو رہنے کی اجازت دی جائے، تاکہ گھوڑوں پر سوار ہونے سے تو عیسائی محروم نہ ہو جائیں۔ ان دو زین سازوں کو اس لئے انتخاب کیا گیا تھا کہ [illegible] تھے، مگر یہ بھی منظور نہ ہوا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرطبہ میں ایک بھی عیسائی ایسا نہ تھا کہ زین سازی جانتا ہو حالانکہ یہ وہ شہر تھا کہ قدیم الایام سے چرمی صنعت میں مشہور عالم تھا۔ (مصنف)

Marfat.com

تنزل آگیا شاید یہ کہنا بیکار ہوگا کہ ڈیرا کی عنایت سے ہورناشوس بالکل ویران ہوگیا؛ جتنی بھی آبادی وہاں رہ گئی تھی وہ بھی نہ رہی۔ اس کے بعد ڈیرا کو حکم دیا گیا کہ وہ اس علاقہ کو از سرنو آباد کرنے کا فکر کرے۔ اُس نے اس حکم کی تعمیل میں جو کچھ کیا اُس کی وجہ سے اُس پر سخت الزامات آئے۔ بادشاہ نے ایک خاص آدمی اُس کی بداعمالیوں کی تحقیقات کرنے کے لئے بھیجا۔ ڈیرا دربار شاہی میں اگرچہ اقتدار رکھتا تھا مگر امید یہ تھی کہ اس شخص کی رپورٹ پر وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو جائیگا لیکن اگرچہ وہ برخاستگی سے تو بچ گیا مگر جنوری ۱۶۱۱ء میں ڈیڑھ لاکھ مرواریدی (= ...۵۰۰ ڈوکیٹ) اُس پر جرمانہ ہوا اور چونکہ وہ مختلف مقامات پر تبدیل ہوتا رہا اس لئے وہ اپنے عہدہ سے عملاً طور پر معطل ہی رہا۔ ماہ جولائی میں اُس کا بیٹا سان لورینزو اس غرض سے بادشاہ کے پاس گیا کہ وہ اُس سے عرضہ معروض کرکے جو نقصانات اُس کے باپ کی عزت و شہرت کو پہنچے ہیں اُن کی تلافی کرائے؛ چنانچہ وہ بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوا مگر جب اُس کے حضور سے واپس آیا ہے تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور فی الفور مر گیا۔ اہالی دربار شاہی اُس کا یہ انجام دیکھ کر کانپ گئے۔

مولدین قشتالہ کے ساتھ کسی قدر مختلف سلوک ہوا۔ کونسل آف سٹیٹ نے ۱۵ ستمبر ۱۶۰۹ء کو یہ فیصلہ کیا کہ اُن کو جلاوطن کر دیا جائے لیکن عملی کارروائی اُس وقت تک ملتوی رکھی گئی کہ جب تک بلنسیہ کا نتیجہ نہ دیکھ لیا جائے۔ ان کی طرف سے ایسے سخت اندیشے تھے کہ اکتوبر میں یہ کوشش کی گئی کہ مقامی فوج بھرتی کر لی جائے؛ چنانچہ یہ حکم ہوا کہ پانچ آدمیوں میں سے ایک کو جبراً فوج میں داخل کر لیا جائے۔ فلپ دوم نے دو مرتبہ اس تدبیر کو اختیار کرنا چاہا مگر اُسے کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ رعایا نے سخت مخالفت کی بلکہ فساد پر آمادہ ہو گئی۔ اب اُس کے بیٹے نے اسی کا تجربہ کرنا چاہا اور اُسی مخالفت و فساد سے اُسے بھی سابقہ پڑا۔ سپین میں فوجی مادہ باقی ہی نہیں رہا تھا لوگ اپنے گھروں کے بچانے کے لئے بھی فوج میں کام نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی حکم ہوا کہ تمام مولدین کو شمار کیا جائے تاکہ حکومت کو یہ معلوم ہو سکے کہ آسے کتنے

آدمیوں سے سابقہ پڑنے والا ہے۔ یہ سب کچھ اُس وقت ہو رہا تھا کہ بلنسیہ میں ایک آفت برپا تھی؛ یہاں کے مولدین میں بھی اس سے اضطراب پیدا ہوگیا۔ کئی مقامات سے یہ درخواست لے کر آدمی بھیجے گئے کہ اُن کو جلاوطن نہ کیا جائے؛ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ وفادار رعایا رہینگے؛ مگر ان درخواستوں کا جواب ہی نہ ملا لیکن پھر بھی انہیں خاموش رکھنے کے لئے ۱۱ اکتوبر کو تمام حکام کے نام یہ حکم جاری ہوا کہ وہ مولدین سے کہہ دیں کہ بادشاہ کو معلوم ہوا ہے کہ بلنسیہ کے مولدین کے نکالے جانے سے پرانے عیسائی مولدین کو ستا رہے ہیں، اس لئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص اپنے قول و فعل سے انہیں تنگ نہ کرے، اور اگر ایسا کریگا تو سخت سزا پائیگا۔ عیسائیوں کی ایمانداری اور قول و قرار کا تو مولدین کو بارہا تجربہ ہو ہی چکا تھا، بادشاہ کے اس حکم سے اور بھی اضطراب بڑھ گیا، اور مولدین کو اپنی آنے والی مصیبت کا اتنا یقین ہوگیا کہ بہت سے آدمیوں نے اپنی زمین بیچنی شروع کر دی تا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اُس کے لئے تیار رہیں۔ یہ صورت دربار شاہی کے مقصود کی منافی تھی کیونکہ اُن کی امیدیں ان اراضی کی ضبطی سے وابستہ تھیں۔ اکتوبر کے آخر میں اراضی کی بیع و شرا حکماً ممنوع قرار دی گئی؛ ادھر خریداروں سے کہہ دیا گیا کہ اُن کو ان زمینوں پر قبضہ نہ دلایا جائیگا جب یہ حکم بھی ناکافی ثابت ہوا تو ۱۹ ار نومبر کو ایک اعلان عام کر دیا گیا کہ جو شخص زمینوں کا بیع و شرا کریگا اُس کی جایداد ضبط کر لی جائیگی، خواہ وہ بایع ہو یا مشتری۔ اس کے ساتھ ہی حکام کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ مولدین کو سمجھا دیں کہ اُن پر دست درازی کا کوئی ارادہ نہیں ہے؛ لیکن اس سے اُن کا خوف زائل نہیں ہوا، اور بیع و شرا برابر جاری رہے؛ صرف اتنی احتیاط کر لی گئی کہ دستاویزات پر پچھلی تاریخیں لکھی گئیں +

جیسے ہی بلنسیہ کی طرف سے خدشہ جاتا رہا، ادھر جلدی کی گئی۔ ۳ ر نومبر کو فلپ نے کاونٹ آف سلازار کو قشتالۂ قدیم و جدید، لامنکا اور ایکسٹرے ماڈورا کا حاکم جلاوطنی مولدین مقرر کیا۔ وہ جبر کرنے کا مخالف تھا؛ اور چونکہ وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ مولدین اپنی اراضی خود فروخت کر رہے ہیں

اس لئے اُس کا قیاس تھا کہ وہ برضا و رغبت خود چلے جائینگے؛ اسی بنا پر اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ مولدین کو اجازت دے دیجائے کہ وہ خود چلے جائیں اُن کے واسطے ایک راستہ تجویز کر دیا جائے اور اُن کی جایداد کے متعلق احکام صادر کر دیئے جائیں۔ سلازار کی راء پر عمل کیا گیا ۲۸ دسمبر کو ایک فرمان شاہی جاری ہوا کہ مولدین اپنی جایداد فروخت کر کے اور جو کچھ چاہیں خرید کر تیس دن کے اندر چلے جائیں لیکن زاد راہ سے زاید روپیہ نہ لے جائیں اور جنوبی صوبجات اور ارغون سے ہو کر نہ گذریں۔ اس حکم سے مولدین نے یہ نتیجہ نکالا کہ جلاوطنی کسی طرح نہیں ٹل سکتی۔ چنانچہ اتنے آدمی بسکے سے ہو کر فرانس جانے پر تیار ہو گئے کہ اُن کی مہلت بقدر بیس روز کے اور بڑھادی گئی اور ۱۹ جنوری ۱۶۱۰ء کو سلازار کو برگس بھیج دیا گیا کہ وہاں جا کر وہ اُن کا نام درج فہرست کرلے اور ہر ایک کو ایک صداقت نامہ دیدے۔ اس انتظام کے موافق ۳۹۷۲ خاندانوں کے ۱۶۷۱۳ مولدین یکم مئی تک درج فہرست ہوئے۔ مگر یکایک خبر پہنچی کہ فرانس والوں نے اُن کا داخلہ بند کر دیا؛ اس لئے ما بقی لوگوں کا راستہ قرطاجنہ کی طرف سے ہو کر قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ اس بندر سے ۱۰۶۴۲ جہاز پر سوار ہوئے انہوں نے برائے نام تو یہ ظاہر کیا کہ ہم عیسائیوں کے ملک میں جا رہے ہیں؛ تاکہ اپنے بچے ساتھ رکھ سکیں مگر جہازوں کے ناخداؤں کو رشوتیں دے کر افریقیہ جانے کا انتظام کر لیا۔ اُن کو یہ حکم تھا کہ وہ روپیہ یا جواہرات اپنے ساتھ نہ لے جائیں مگر جہاں تک ہو سکا اس حکم کی انہوں نے پروا نہیں کی لیکن بات کہاں تک چھپی رہ سکتی تھی جرم خلاف ورزی حکم میں تیس بد قسمت مولدین کو برگوس میں پھانسی دیدی گئی لیکن پرتگال کے چند دلال وہیں موجود تھے انہوں نے کچھ معاوضہ لے کر اشیاء ممنوعہ کو اُن تک پہنچانے کا ذمہ لے لیا۔ جب اس کی خبر حکام کو پہنچی تو ان پرتگالیوں پر بھی مقدمات چلا دیئے گئے لیکن اس سے زیادہ محفوظ ترکیب نکل آئی کہ سفیر فرانس متعینہ میڈرڈ سے انہوں نے اپنے پاس کثیر التعداد رقوم اس وعدہ پر جمع کرالیں کہ وہ رقوم مولدین کو ملک سلطنت میں مل جائینگی۔ اس نے اپنے داروغہ کو ہنڈویاں اور دیگر دستاویزات سے آگاہ کرنا ... روانہ کر دیا۔ حکام بھی ان باتوں سے غافل نہ تھے انہوں نے اس شخص کو

Marfat.com

بیوٹراگو میں گرفتار کر لیا، اور میڈرڈ لے آئے۔ اس پر سفیر فرانس نے حکام سپین کو دھمکایا کہ یہ یاد رکھنا کہ اگر ہمارے کوئی خطوط، جو داروغہ کے پاس ہیں، کھولے گئے تو سپین کے کسی آدمی کا خط جو فرانس جانے والا ہوگا، خاص کر شاہی ڈاک بغیر کھلے نہیں رہیگی۔ طرفین کی خط وکتابت تیز و تند ہوئی، مگر سفیر فرانس اس میں جیت گیا؛ تمام ڈاک محفوظ رہی اور داروغہ کو بلا کسی مزاحمت کے جانے دیا گیا۔

۱۰ر جولائی کو فرمان پہنچا کہ تمام مولدین غرناطہ، بلنسیہ اور اراغون جو صوبہ قشتالہ میں جا کر آباد ہو گئے ہیں، جلاوطن کر دیئے جائیں۔ ۲ر اگست کو پھر ایک فرمان آیا کہ مولدین اراغون بھی نکال دیئے جائیں۔ ان کو کسی جنوبی بندر سے بھیجنے کا حکم تھا، اُن ہی کی خواہش کے موافق اُن کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اپنے ساتھ زر نقد اور جواہرات اس شرط سے لے جا سکتے ہیں کہ بندر پر پہنچ کر نصف اُن افسروں کو واپس دیدیں جو اس غرض کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ مگر یہ لوگ مال تجارت نہیں لے جا سکتے تھے۔ اس آخری حکم سے وہ لوگ مستثنے تھے جو دیندار عیسائی رہ چکے تھے؛ گویہ قرار دیا جانا بہت مشکل کام تھا کہ یہ صفات کس کس میں ہیں۔ اس تفریق کرنے میں صرف یہیں نہیں بلکہ غرناطہ اور اندلوشیہ میں بھی دقتیں واقع ہوئیں۔ جو لوگ کہ اس رعایت سے فایدہ اُٹھانا چاہتے تھے اُن کی تعداد بہت زیادہ تھی، اور جو شہادتیں اس کے متعلق پادریوں اور حکام کے سامنے پیش ہوئیں وہ مشتبہ تھیں۔ یہ بہت آسانی سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان فرامین کے متعلق اتنے عجیب و غریب اور پیچیدہ سوالات پیدا ہوئے کہ تمام لوگ جن کو ان فرامین سے تعلق تھا بہت جلد گھبرا اُٹھے۔ پہلے سے ان سب کا فیصلہ کرنا بہت آسان کام تھا، مگر کون کرتا۔ انجام یہ ہوا کہ یہ معاملہ یوں ختم کیا گیا کہ جو لوگ کہ مستثنے کئے گئے تھے اُن کی بھی جلاوطنی کا حکم ہو گیا، یہاں تک کہ مدجلین کی اولاد کو بھی، جو پرانے عیسائی شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ ۲۲ر مارچ ۱۶۱۱ء کو ایک حکم تمام مجسٹریٹوں کے نام بھیجا گیا، اور ۳۱ر مئی کو پھر تاکیداً لکھا گیا، کہ خوشنودی الٰہی اور مصالح ملکی کے لئے ضروری ہے کہ یہ معاملہ اتمام کو پہنچایا جائے؛ بنا بریں جو لوگ کہ اب سے پہلے جلاوطنی سے

Marfat.com

معاف ہو چکے ہیں اور نیز وہ لوگ جو جلا وطن ہونے کے بعد واپس آ گئے ہیں دو مہینہ کے اندر اندر ملک سے نکل جائیں ورنہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے اور اُن کی جایداد ضبط ہوگی۔ یہ صاف کہہ دیا گیا کہ اس حکم میں کسی طرح کی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اسی گروہ میں مدجلین کی اولاد شامل تھی جو مولدین سے الگ دوسرے محلوں میں رہتے تھے یا جنہوں نے وہ محصول ادا کیا تھا جو مولدین کو دینا پڑتا تھا اور جن کا نام درج فہرست مولدین تھا۔ اس حکم سے اگر کوئی مستثنےٰ تھا تو پرانے عیسائیوں کی بیویاں اور اُن کی اولاد یا وہ لوگ جو پادری یا راہب یا راہبہ ہو گئے تھے جن لوگوں نے کہ حکام با اختیار سے یہ صداقت نامے لے لئے تھے کہ وہ دیندار عیسائی ہیں اُن کو یہ ذرا سی رعایت ملی کہ وہ اپنی اراضی کو فروخت کر کے زر ثمن کسی مسیحی ملک میں اپنے ساتھ لے جائیں بشرطیکہ نقد جنس و زر کی فرمان مجریہ سابقہ امر سے ممنوع نہ ہو۔ ان احکام کے رو سے حکام مقامی نے فوراً نصف زر ثمن کو بادشاہ ضبط کرنا شروع کر دیا۔ مگر ۲۷ مئی ۱۶۱۱ء کے مراسلہ میں ان کو تنبیہ کی گئی اور یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس معاملہ میں دست اندازی نہ کریں کیونکہ نصف رقم صرف زر نقد اور جواہرات کی ضبط ہو سکتی ہے۔

ان احکام کا یہ منشا تھا کہ باستثناء مرسیہ کے باقی مولدین کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے جو اب کسی نہ کسی طرح چھپے ہوئے تھے۔ زیادہ تر لوگ ایسے تھے کہ جن کو پہچاننا مشکل تھا کہ آیا وہ پرانے عیسائی ہیں یا مولد کیونکہ دونوں کی زبان ایک تھی لباس ایک تھا طرز ماندوبود ایک تھا۔ ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو اُن کو از راہ رحم یا بخیال اغراض خود اپنی ذاتی چھپاتے ہوئے تھے۔ ان کو شناخت کرنے کے لئے خاص حکام مقرر کر کے مختلف مقامات پر بھیجے گئے اور اُن کو یہ ہدایت کر دی گئی کہ کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے یا نہ یہ عذر سنا جائے کہ وہ پرانے عیسائی ہیں آدھے عدالتوں کو یہ حکم تھا کہ وہ اس معاملہ میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کریں۔ اگرچہ یہ انتظام کیا گیا تھا کہ دانستہ یا نادانستہ بے انصافی نہ ہو اور نہ استعمال بالجبر کیا جائے مگر یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے پرانے عیسائی ہونے کا عذر کرے تو اس کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ بادشاہ سے مرافعہ کرے۔ ان احکام

Marfat.com

موافق کثیر التعداد مقدمات دایر ہوئے اور اُن کے فیصلہ کرنے میں بہت دیر لگی؛ آخر حکام کو بھی نالایق کر کے الگ کر دیا گیا اور تمام مقدمات کو معمولی عدالتوں میں منتقل کر دیا گیا، اُن کا مرافعہ عدالت عالیہ میں ہو سکتا تھا۔ وہاں فیصلہ ہونے میں بہت دیر لگتی تھی اور بہت سختیاں ہوتی تھیں۔ جو لوگ کہ اس طرح جلاوطن کئے گئے اُن کی تعداد چھ ہزار کے قریب ہے ان میں چھوٹے چھوٹے بچے شامل نہیں ہیں، جو سپین ہی میں رکھ کر پرانے عیسائیوں کو دے دیئے گئے حکام مقامی نے ایک یہ شکایت کی کہ ہم پر ایسے نادار مولدین کو قیدخانہ میں رکھنے اور اُن کا خرچ برداشت کرنے کا بوجھ پڑ رہا ہے جو بندر تک جانے کا خرچ نہیں رکھتے۔ اس کا بادشاہ نے اپنے مراسلہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۶۱۲ء میں یہ فیصلہ کیا کہ ایسے آدمی ایک ضلع کے قیدخانہ سے دوسرے ضلع کے قیدخانہ میں منتقل کئے جاتے رہیں اور ہر ایک ضلع اُن کے خورونوش وغیرہ کا خرچ برداشت کرے یہاں تک کہ وہ اُس بندر پر پہنچ جائیں جہاں سے اُن کو جہاز پر سوار ہونا ہے۔ قابل یاد امر یہ ہے کہ بادشاہ، جو رقم کثیر اُن کی جایداد کو ضبط کر کے اور محصول لے کر اپنا گھر بھر رہا تھا بدقسمت نادار مولدین کو ملک بدر کرنے کا خرچ بھی برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے!

جو مولدین کہ چھپے ہوئے تھے اُن کو شناخت کرنے وغیرہ کا معاملہ اُن لوگوں نے اور بھی پیچیدہ کر دیا جو جلاوطن ہو کر پھر واپس آجاتے تھے، حالانکہ ۲۹ ستمبر ۱۶۱۲ء کو ایک حکم جاری ہو چکا تھا کہ ایسے تمام آدمی جہازوں پر مشقت کرنے کے لئے بھیج دیئے جائیں گے۔ اب ان دو گروہوں نے اس کام کا سلسلہ غیر متناہی کر دیا۔ ۱۶ جنوری ۱۶۱۳ء کو مقامی حکام کے نام ایک یہ حکم جاری ہوا کہ کفار سے سرزمین سپین کو پاک کرنے میں عجلت سے کام لیں۔ اس حکم کے بعد ۲۰ اپریل کو ایک اور حکم نکلا کہ اب بھی بہت سے مولدین اور واپس آئے ہوئے جلاوطن ملک میں چھپے ہوئے ہیں؛ معافی جلاوطنی کے لائسنس قریباً جاری ہوئے ہیں؛ عدالت عالیہ یہ نہیں کر سکتی کہ اپنے معمولی عدالتی کاموں کو روک کر ان ہی مقدمات اور اُن کے مرافعوں کی سماعت میں لگی رہے۔ اسی لئے یہ تمام معاملہ با اختیارات کامل کاؤنٹ ڈی سالازار کے سپرد کر دیا گیا اور

اور سے لانے ڈ؁ابین ریک اُس کا مددگار مقرر کیا گیا۔ اُس کو حکم تھا کہ مولدین کے مقدمات کی سماعت بصیغہ سرسری کر کے فیصلہ کر دے معمولی عدالتوں کے اختیارات اس خصوص میں سلب ہو گئے، اور اُن کو یہ حکم ہوا کہ تمام مقدمات سلازار کی عدالت میں منتقل کر دیں۔ ان مشکل مقدمات پر سلازار نے مین ریک کی مدد سے، بلا تنخواہ سخت محنت کی قصبۂ المیگرو میں ان دونوں نے آٹھ سو سے زیادہ مولدین پائے، جو جلاوطن ہونے کے بعد واپس آ گئے تھے۔ ان میں سے چند کو جہازوں کی مشقت پر بھیج دیا، بہت سوں کو پارہ کی کانوں (واقع المادین) میں پہنچا دیا، مابقی کو بیرون ملک بھیج دیا اور اس کا خرچ اُن حکام سے وصول کیا جن کی غفلت سے یہ لوگ وہاں آ گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سلازار کو سب سے زیادہ تکلیف، ان لوگوں کے مقدمات میں اُٹھانی پڑی جن میں یہ دعوے تھا کہ فرمان شاہی اُن پر حاوی نہیں ہوتا۔ اس وقت کی حالت پر اس حکم سے زیادہ روشنی پڑتی ہے جو سلازار نے بادشاہ کے نام سے ۲۶ اکتوبر ۱۶۱۳ء کو جاری کیا، جس کے رو سے مولدین کو پندرہ دن کے اندر اس صوبہ سے خارج ہو جانا چاہئے تھا۔ مقامی حکام کو تنبیہ کی گئی کہ اگر وہ جلاوطنوں کی واپسی پر پوری طرح نگرانی نہیں کرینگے تو بادشاہ کو اُن کے خلاف رپورٹ کر دی جائیگی۔ جو کوئی مولدین کو اپنے یہاں رکھیگا یا اُن کی حمایت کریگا، وہ مستوجب سزاء ضبطی جایداد ہوگا۔ چونکہ اس ضبطی میں لگان اراضی، قلعہ رعایا اور معافی شاہی بھی داخل تھی اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ اُمراء و رؤساہی اُنہیں اپنے یہاں چھپاتے تھے۔ اس حکم کا آخری فقرہ یہ تھا کہ جو کوئی کسی مولد کا اس طرح پتہ دیگا کہ وہ گرفتار کیا جا سکے تو اُس کو دس ڈوکیٹ اُس مولد کی جایداد سے انعام دیا جائیگا۔

ان تمام احکام و تدابیر میں عیسائیوں کی مقبوضات کا اس طرح احترام کیا گیا کہ وہ مولدین مستثنےٰ کئے گئے، جو بلنسیہ کی بغاوت میں غلام بنا لئے گئے تھے محکمہ احتساب و محتسب نے ان کی نگرانی اپنے ذمہ لی میلورقہ میں جو چھوٹی سی کونسل الگ قایم کی گئی تھی اُس کے کام سے اُس محکمہ کی ... کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ کئی سال سے یہ حالت تھی کہ محکمہ موصوف کے سامنے

اتفاق ہی سے مولدین کا کوئی مقدمہ آجاتا تھا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳؁ ۱۶۱ء میں زندہ جلا دینے والی عدالت کا جو اجلاس ہوا اس میں چھبیس ۲۶ مولدین کو سزا ہوئی، جس میں سوائے ایک غلام کے باقی سب مولدین ہی تھے *۔ یہ صدائے بازگشت سمجھنی چاہئے کہ ۱۶۱۵؁ء میں محکمۂ احتساب و محنہ نے یہ شکایت کی قزاقان بحری یا وہ لوگ جن کے جہاز ساحل پر آکر تباہ ہوئے وہ اب تک مسلمانوں کے سے کپڑے پہنے جاتے ہیں اور اُن ہی کی سی حالت میں رہتے ہیں، اگرچہ حقیقت میں وہ اصطباغ یافتہ اور جلاوطن شدہ مولدین ہیں۔ بڑی شکایت یہ ہے کہ جب اُن کو گرفتار کر کے اُن پر مقدمہ چلایا گیا تو اُن کے آقا اس میں مانع آئے۔ اس پر فلپ نے سواحل کے والیسرائے اور تمام گورنروں کو حکم دیا کہ وہ اس کا خیال رکھیں کہ محکمۂ احتساب و محنہ کی کسی کارروائی میں کوئی شخص دخل نہ دے، اور جب ان مولد غلاموں کو محکمہ مذکور رہا کرے تو اُن پر وہی تاوان غیر لگایا جائے جو واپس آنے والے جلاوطنوں کے لئے مقرر ہے (یعنی جہازوں کی مشقت) ہاں البتہ اگر محکمۂ احتساب و محنہ نے اُن کو کوئی اور سخت سزا دی ہو تو علیحدہ امر ہے ×۔

اب آخر مولدین مرسیہ اور وال ڈی ری کوٹ کی بھی باری آگئی کہ وہ اپنے بھائیوں کی قسمت کا ساتھ دیں۔ ان لوگوں نے بھی اس کی بڑی کوشش کی تھی کہ ۹ دسمبر ۱۶۰۹؁ء کا فرمان اور سان جرمن کا اعلان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۶۱۰؁ء اُن پر حاوی نہ کیا جائے، مگر اس میں جو کچھ کامیابی اور جگہ ہوئی، اور اُن پر جیسا کچھ اعتماد اور جگہ کیا گیا وہ ظاہر ہے۔ ۸ اکتوبر ۱۶۱۱؁ء کو ایک فرمان جاری ہوا کہ تمام مدجلین جو علیحدہ رہتے ہیں، قرطاجنہ سے جہاز پر سوار کر دیئے جائیں ...

---

* اس کے بعد ۱۶۲۶؁ء تک کوئی مقدمہ نہیں ہوا۔ اس سال صرف ایک مقدمہ قائم ہوا۔ یہ صرف اُن ... جن میں سزا ہوئی یا کسی اور طرح فیصلہ ہوا، ممکن ہے کہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقدمات بھی ہوئے ہوں۔ (مصنف)

× ۳۱ اکتوبر ۱۶۲۹؁ء کو محکمہ صدر نے جو ہدایات جاری کیں اُس کے موافق اُن جلاوطن گرفتار شدہ لوگوں پر مقدمہ چلانا ممنوع قرار دیا گیا جو بطور غلاموں کے واپس بلائے گئے۔ ان ہی میں وہ لوگ شامل تھے جو شاہی جہازوں پر مشقت کرتے تھے، مگر یہ شرط تھی کہ اگر وہ کچھ تکلیف دیں تو اُن پر مقدمہ چلانا ضروری ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

کو ۱۰ نومبر کو ڈان لیوس فجارڈو، سپہ سالار ساحل اطلانطک نے مشتہر کر دیا۔ ان لوگوں کو ایسے ذرایع حاصل تھے کہ وہ کچھ مہلت لینے میں کامیاب ہو گئے، لیکن جب اور جگہ کام ختم ہو گیا تو ڈیوک آف لرما اور شاہی اعتراف گناہ کرانے والے پادری الیاگا نے کچھ آدمی رکوٹ اور دیگر مقامات میں تحقیقات کرنے کے لئے بھیجے جیسی کہ امید تھی انھوں نے یہ رپورٹ کی کہ مولدین کے تعلقات بیرون ملک کے مسلمانوں سے قایم ہیں اور وہ برائے نام ہی عیسائی ہیں۔ ڈیوک آف لیرما کو ایک ہتھیار ہاتھ آ گیا، اس نے بادشاہ کو درخواست کی جو منظور ہوئی اور سلامانکا کو بذریعہ فرمان مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۶۱۱ء کے حکم دیا کہ فرمانہاء مجریہ سابقہ کے موافق جلا وطنی کی کارروائی شروع کر دیں۔ اہالی مرسیہ پہلے بھی مفسد مشہور تھے اور اب تک ہیں، چنانچہ ان کے متعلق ایک مثل مشہور ہے کہ "یہاں کی زمین بھی اچھی اور آسمان بھی اچھا، مگر ان کے درمیان میں جو کچھ ہے سب برا" اسی لئے یہاں بڑے پیمانہ پر فوجی اہتمام کیا گیا تاکہ اگر یہاں سرکشی ہو یا مولدین کی حمایت کی جائے، تو آسانی کے ساتھ سب کا سر کچل دیا جائے۔ امیر البحر فلبرٹ سیوائے کو حکم دیا گیا کہ وہ لومبارڈ کی فوج اپنے جہازوں پر تیار رکھے، ان جہازوں کو قرطاجنہ تک پھیلا دے اور اس فوج کو سلامانکا کے تحت حکم سمجھے۔ بری فوجیں بھی مختلف مقامات سے منگوا کر تیار رکھی گئیں، سرحدوں کی حفاظت کر لی گئی، اور فلبرٹ کو ہدایت کی گئی کہ مولدین کو سوار کرنے کے لئے جہاز مہیا کرے، اور ان ہی سے ان کا خرچ لے لے۔ اگرچہ سخت برفباری ہو رہی تھی مگر ۲۰ نومبر کو سلامانکا کے نام حکم پہنچا کہ وہ بیلغار روانہ پہنچے اور کہیں وقت ضایع نہ کرے۔ وہ ۹ دسمبر کو مرسیہ کے سرحدی مقام ہیلین میں پہنچا، اور یہاں سے کئی آدمیوں کو بھیج دیا کہ وہ فرمانہاء اعلان کر دیں اور جلا وطنی کا انتظام کریں۔ سلامانکا کے اس حکم میں وہی بڑی بڑی شرطیں تھیں جو اعلانہاء سابقہ میں مشتہر ہو چکی تھیں۔ لوگوں کو دس روز کی مہلت دی گئی۔ مولدین سمجھتے تھے کہ اگر وہ اپنا عیسائی ہونا ظاہر کریں گے تو شاید اس حکم سے بچ جائیں گے، انھوں نے ہنود والوں کی طرح ایک مظاہرہ کیا، جس میں کنواری لڑکیاں ننگے پیر، بال کھولے ہوئے اور سر پر راکھ

ڈالے ہوئے آ گئے تھیں۔ اس کے بعد اُنہوں نے روانہ ہونے کی کوئی تیاری نہیں کی۔ یہ تمام مظاہرہ بڑے امن سے کیا گیا۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ اس دھوکے میں نہ رہیں کہ اُن کو کسی طرح کی رعایت ملیگی، سلانزار سیبرا میں آکر مقیم ہو گئے، جو دال ڈی ریکوٹ کے دروازے پر واقع تھا، اور یہ حکم دیا کہ سب لوگ اپنے ہتھیار رکھ دیں۔ ۱۸ دسمبر کو اُس نے یہ اعلان کیا کہ چونکہ مولدین اس عذر سے اور مہلت مانگ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی اراضی کو فروخت نہیں کیا، اس لئے اُن کو چاہئے کہ اپنی طرف سے کچھ لوگوں کو مختار مقرر کر دیں، وہی اُن کی غیر حاضری میں اُن کی زمینوں کا سودا کر دینگے۔ اس اعلان سے مولدین کو یقین ہو گیا کہ اب کوئی مفر نہیں ہے۔ اُنہوں نے ذرا سی سرکشی نہیں کی، بلکہ مردہ بدست زندہ کے مصداق اپنے آپ کو بندر تک پہنچنے دیا، اگرچہ اس میں بہت سے آدمی چپ چاپ بھاگ بھی گئے۔ پھر ۴ جنوری ۱۶۱۰ء کو ایک اور اعلان جاری ہوا، جس کے موافق اُن لوگوں کا تاوان معاف کر دیا گیا جو غرض جائز کے لئے غیر حاضر تھے، اور اُن کو یہ اجازت دی گئی کہ اگرچہ دس روز گزر گئے ہیں مگر وہ اپنی جائداد کی فروخت کے لئے مختار مقرر کر دیں۔ یوں قریب پندرہ ہزار آدمیوں کے جلا وطن کر دیئے گئے، مگر بوڑھوں اور بیماروں کو، جو سفر کرنے کے قابل نہ تھے، وہیں رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ بہت سی مولدہ عورتوں نے پرانے عیسائیوں سے شادیاں کر لیں کہ جلاوطنی سے بچ رہیں، اور بہت سے مرد اور عورتیں، جو معزز خاندان کے تھے، راہب و راہبہ بن گئے، جس سے دیر و خانقاہیں دولتمند ہو گئیں، استفون اور خانقاہوں کے افسروں نے یہ دیکھ کر بڑی خوشی سے لا[illegible] بچے رکھ لئے گئے اور اُن کے والدین کو یہ اجازت دی گئی کہ اگر ہو سکے تو ان کو پرانے عیسائیوں کے ساتھ رکھیں، اور پرانے عیسائیوں پر یہ لازمی قرار دیا گیا کہ اُن کی پرورش کریں، اس کا اُن کو معاوضہ ملیگا؛ یہ بچے نہ آنکھوں سے دور کئے جائیں نہ فروخت کئے جائیں۔ شروع فروری میں سلانزار اپنا کام کر کے مدرید چلے گئے، اگرچہ اب بھی کچھ مولدین ایسے تھے کہ جن کا جمع کرنا باقی تھا۔ ۱۶۱۵ء میں سلانزار نے رپورٹ کر دی کہ اُس نے مین ریک کو ترسیہ بھیج دیا

Marfat.com

ہے تا کہ جلاوطنی کا جو کچھ کام باقی رہ گیا ہے اُس کو بھی مکمل کر دیا جائے؛ نیز یہ کہ اُس نے حاکم ارغون سے مشورہ لیا ہے کہ مولدین طرکونہ کو جلاوطن کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں اب بھی یہ سوال باقی تھا کہ ملورقہ کے مولدین کا کیا کیا جائے؛ کیونکہ وہاں اُن کے ستر خاندان موجود ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ملورقہ، منورقہ، کنا ریزا اور سردی نیہ میں بھی مولدین بستے ہیں؛

اگرچہ ۱۶۲۳ء تک یہ تحقیقات جاری رہی کہ سپین کے کسی حصہ میں کوئی مولد چھپا ہو نہ ہو؛ لیکن یہ ثواب کا کام کہ کافروں کے قدموں سے تمام سرزمین سپین پاک ہوگئی اور بادخل حسنات ہوگیا؛ اسی وقت مکمل سمجھ لیا گیا کہ جب مرسیہ سے مولدین نکال دیئے گ جو کچھ بھی ہوا سلطنت کی پالیسی تھی؛ اور ملک کی بہتری کے لئے ایسا کیا جانا ضروری تھا: مگ مسلمانوں کے آخری نقش قدم کو محو کرنے کی جو کچھ کوشش جوش مذہب مسیحی نے کرائی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں یہ بات نقش کالحجر تھی کہ یہ اُن کا مذہب ہے اور خدا تعالےٰ اگر خوش ہو سکتا ہے تو صرف اسی فعل سے؛ اسی بنا پر وہاں بڑی خوشی منائی گئیں ۱۶۱۴ء میں اسقف اعظم غرناطہ نے ایک یہ تجویز پیش کی کہ مذہب مسیحی کی اس مہتم بالشان کامیابی کی یادگار میں تمام ملک میں خوشیاں منائی جائیں اور دعوتیں کی جائیں فلپ نے فوراً اس کو مان لیا؛ اور ۲۴ مارچ کو اُس نے اپنی سلطنت کے تمام پادریوں کو کہ یہ قرار دیا جائے کہ یہ خوشی اُس روز کی جائے کہ جس تاریخ کو جلاوطنی کی آخری قرارداد تھی یا اُس دن کی جب جلاوطنی کی کارروائی شروع کی گئی تھی؛

جلاوطنوں کی تعداد کے تخمینہ میں بڑا اختلاف ہے؛ اُس زمانہ کے مصنفین مورخین اس طرح تفاصیل لکھی ہیں کہ اُن سے کوئی صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ مورخ وادی بر سبیل تذکرہ کہتا ہے کہ چھ لاکھ مولدین جلاوطن کیئے گئے؛ لیکن آگے چل کر وہ اس تعداد کو لاکھ بتلاتا ہے؛ اور جو لوگ کہ خود بخود ملک چھوڑ گئے اُن کو اس تعداد میں شامل نہیں کرتا؛ بیس لاکھ یہودی اور تیس لاکھ مولدین بتلاتا ہے؛ اور کہتا ہے کہ یہ مجموعی تعداد اُن لوگوں کی

Marfat.com

جو مختلف اوقات میں سپین سے نکالے گئے۔ فلپ سوم و چہارم کے شاہی مورخ جل گانز لیحر ڈیوی لا نے ان ہی اعداد کو اپنی اُس تاریخ میں نقل کیا ہے جو بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فان ڈرہیمر اس عدد کو تین لاکھ دس ہزار بتلاتا ہے مگر اس میں ان لوگوں کو شامل نہیں کرتا جو جہازوں کی مشقت پر بھیج دیئے گئے۔ الفانسو سنچیز نو لاکھ کہتا ہے۔ زمانہ حال کا مورخ لارینٹ دس لاکھ فرض کرتا ہے۔ جے نر کا تخمینہ یہ ہے کہ تمام مولدین کی تعداد صرف دس لاکھ تھی ان میں سے ایک لاکھ آدمی تو تکالیف مصائب اُٹھاتے اٹھاتے مر گئے یا غلام بنا لیے گئے اور نو لاکھ جلاوطن کیے گئے۔ ونسنٹ لافیونٹ صرف ایک لاکھ بیس[۲۰] ہزار کی تعداد بتلاتا ہے۔ ڈینولا کولاڈ تمام سرکاری کاغذات کی تنقید کر کے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اُن کی تعداد پانچ لاکھ سے بھی کم ہوگی۔ غالباً یہ عدد صحت سے بہت دور نہ ہوگا۔٭ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کی کبھی اور کہیں کوشش نہیں کی گئی کہ اُن بچوں کی بھی تعداد معلوم کی جائے کہ جو والدین سے چھین کر آغوش مادر و شفقت پدر سے محروم کئے گئے۔ نہ ایسا کوئی ذریعہ معلوم ہے کہ جس سے اس کا اندازہ لگایا جائے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اُن کی تعداد بہت ہی زیادہ ہوگی۔ جہاں تک معلوم ہوتا ہے اُس زمانہ میں سپین کی آبادی اسی لاکھ تھی۔ ظاہر ہے کہ مولدین کی تعداد نسبتاً بہت ہی کم تھی۔ نہ اُن کے پاس ہتھیار تھے نہ نظام مگر باوجود اس کے جب اہالی سپین ان مٹھی بھر آدمیوں سے ترساں و لرزاں رہتے تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاست دانان سپین یقیناً یہ جانتے تھے کہ اُن کی سلطنت بالکل کھوکھلی اور نحیف کمزور ہے۔

جب ہم مسلمانوں کی اس تعداد کثیر کا خیال کریں جو بازیافت کے وقت سپین میں موجود

٭ تیس لاکھ یہودی اور بیس لاکھ مولدین کے جو اعداد ہیں وہ سب سے پہلے ونسنٹ لافیونٹ نے [illegible] اُس چھوٹی سی کتاب میں لکھے ہیں جو اس نے دونوں کی جلاوطنی کے متعلق لکھی تھی [illegible] ان دونوں قوموں کو جو مختلف وقتوں پر جلاوطن کیا گیا تھا۔ (مصنف)

تھے، اور اُس کا مقابلہ اس تعداد قلیل سے کریں جو اس وقت اس ملک سے جلاوطن کئے گئے، تو معلوم ہوتا ہے کہ مُجلّین کی تعداد بہت ہی زیادہ تھی؛ اور یہ لوگ بڑی تعداد میں عیسائی ہو کر اس طرح اپنے فاتحین کے ساتھ ضم ہو گئے تھے کہ شناخت بھی نہ ہو سکی۔ زمانہ متوسط کی مسامحت سے وہ رام ہو گئے تھے، اور اگر یہ مسامحت قائم رہتی تو غالباً تمام لوگ عیسائی ہو جاتے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس سے نہ صرف انسانی مصائب ہی برائے نام رہ جاتے بلکہ ایک حد تک سپین قلاش اور ضعیف ہو جانے سے بچ جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطنت سپین کا موجودہ افلاس، ضعف اور بدنظمی اُس کے ان ہی گناہوں کا انتقام ہے، یا کفارہ۔

ان جلاوطنوں کا جو انجام ہوا اس کو دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ یہی کچھ کم نہ تھا کہ مولدین گھر سے ایسی حالت میں نکالے گئے کہ نیا گھر بنانے کی انہیں مہلت نہیں ملی، اُن کو معلوم نہ تھا کہ اُن کی آئندہ زندگی کیونکر گزرے گی اور کیا کچھ پیش آئیگا؛ اُن کا تمام اندوختہ اُن سے چھین کر ایک اجنبی ملک میں چھوڑ دیا گیا، اُن پر جو مصائب اور تکالیف گزریں وہ ایسی ہیں کہ اُن کے خیال سے بھی دل لرز جاتا ہے؛ اس پر انسانی دستبرد اور سلب و نہب نے اُن پر وہ قیامت ڈھائی کہ اُن کی مصیبت اضعافاً مضاعفہ بڑھ گئی۔ انہوں نے جس طرف کو منہ کیا اُسی طرف سے اُن کو قتل و غارت بلکہ اس سے بھی بدتر مصیبت سے سابقہ پڑا۔ اگرچہ شاہی جہازوں میں افریقیہ کا سفر بلاشبہ محفوظ تھا، مگر جو جہاز انہوں نے خود کرایہ کئے اُن کے ناخدا ترس ناخداؤں نے اُن کو لوٹنے اور مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ بہت سے مولدین جو جہاز پر سوار ہوئے اُن کا کسی کو پتہ نہیں کہ آیا وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے بھی یا نہیں؛ بہت سے ایسے تھے کہ جن کے اموال واثقال جہاز ہی پر چھین کر اُن کو مجبور کیا گیا کہ وہ صداقت ناموں پر دستخط اور مہریں کر دیں، تاکہ مالکان جہاز اُس رقم کے پانے کا دعوے کر سکیں جو اُن کے لئے جمع تھیں اور جن کا دیا جانا ان ہی صداقت ناموں پر منحصر تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ حکام سپین نے اُن کی کوئی پروا نہیں کی۔ ٹوان سبیکا کہتا ہے کہ میں نے ۱۱ دسمبر کو اپنی آنکھ سے برشلونہ میں ایک جہاز کے کپتان اور

اُس نے اُن ملاحوں کو پھانسی پاتا ہوا دیکھا ہے جو بلنسیہ سے ستر مولدین کو لاد اُن سے گیا تھا۔ مولدین
کے نصیب کہ راستہ میں نیپلس کا ایک جہاز مل گیا۔ ان دونوں جہازوں کے عملہ نے مل کر تمام
مولدین کو قتل کر ڈالا اور اُن کا تمام اسباب، جس کی قیمت تین ہزار ڈوکیٹ تھی آپس میں تقسیم
کر لی۔ ایک ملاح کو حصہ کچھ کم دیا گیا تھا، اس لئے وہ باقیوں سے ناراض تھا۔ اُس کو وعدۂ
معافی دے کر برشلونہ میں اقبال جرم کرا لیا گیا؛ حکام نے نہ صرف سپین والوں ہی کو سزا
دی، بلکہ قشتلونیہ کے وائسرائے نے نیپلس کے وائسرائے کو تمام واقعات لکھ بھیجے، اس ذریعہ سے
نیپلس والوں نے اپنی رعایا کو سزا دی۔

جو لوگ کہ فرانس چلے گئے اُن کو قتل تو نہیں کیا گیا مگر اُن کو لوٹ لیا گیا۔ ہم دیکھ چکے ہیں
کہ لافورس نے اُن لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جو بطور مہمانانِ ناخواندہ خلاف امید اُس کے
حدود ملک میں پہنچ گئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اس خلاف توقع حالت کو سنبھالنے
میں جو کچھ اُس سے ہو سکتا تھا اُس نے کیا مگر اُس سے ان جلا وطنوں کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچا۔ اُن میں سے کچھ لوگ قسطنطنیہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور وہاں پہنچ کر بہت سی
مبالغہ آمیز افواہیں انہوں نے اڑائیں جس سے کہ فرانس کا جو کچھ اثر بڑی محنت سے باب عالی
پر سفیر سیلگناک نے ڈالا تھا اُس کو بہت کچھ نقصان پہنچا۔ ۲۴ راگست ۱۶۱۰ء کو سفیر مذکور نے
ایک خط ملکہ کو ایسے الفاظ میں لکھا جس میں زور زیادہ تھا اور آداب شاہی کم کہ ان غریبوں
کا جو سلب و نہب کیا گیا ہے وہ قزاقی سے کچھ کم نہیں ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ [illegible]
نہ دی جائے؛ اس خط کے بعد ہی ۵ راکتوبر کو سلطان احمد اول نے اپنے [illegible] سے
ایک خط ملکہ کو لکھا کہ جس میں انہوں نے اس کا اشارہ کیا کہ ۱۶۰۹ء میں آغا ابراہیم بھیجا گیا تھا
اب پس وہ آغا موصوف کو بھیج کر یہ توقع رکھتے ہیں کہ جلا وطنوں کی حمایت کی جائے گی؛ کیونکہ حکام
و عمال نے اُن کو لوٹ لیا ہے اور بہت سوں کو قتل بھی کر دیا ہے۔ بہت سے آدمیوں کے
جہاز والوں نے بدسلوکی کی ہے اور اُن کو لوٹ کھسوٹ کر بے آب و گیاہ جزیرہ میں اُن کو

چھوڑ دیا ہے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام اور کنیزک بنا کر بیچ ڈالا ہے۔ لیکن عام طور پر

٭ یہ ایک عجیب معمہ ہے کہ جس کو میں برسوں کے غور و خوض کے بعد بھی حل نہیں کر پایا ہوں کہ مسلمانوں پر یا یوں کہئے کہ مولدین پر محض اسلام کی وجہ سے یہ تمام مصایب گزر گئے، مگر ترک جو اُن کے ہمسایہ تھے، یا کم از کم اُن کی مدد کر سکتے تھے، دُور سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے رہے۔ یہ مصایب ایک دن کے تو نہ تھے کہ ترکوں کو خبر نہ ہوتی۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا ہی کے وقت سے ان کی شروعات ہو گئی تھی۔ اس کا پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں نے جب ترکوں سے جا کر فریاد کی تو سلطان وقت نے پوپ کو لکھا، اور اُس نے اُسی سفیر کو ان دونوں ملاعنہ کے پاس بھیج دیا۔ اس شخص نے سپین میں آ کر خوب دعوتیں اُڑائیں اور دونوں ملعونوں کا یہ جواب لے کر خوش بخوش سلطان کے پاس آ گیا کہ "یہ لوگ (مسلمان) غاصب تھے۔ اب جو ہم اپنا ملک ان سے لیتے ہیں تو شکایتیں کرتے ہیں"۔ نیز یہ کہ "ہم اُن کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں، جو آپ اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ کرتے ہیں"۔ سلطان وقت کو بھی اس جواب سے تسکین ہو گئی۔ ان دونوں ملعونوں کے زمانہ میں سلطنت سپین ایسی قوی نہ تھی کہ سلطان اُن سے ڈرتا ہو۔ اگر وہ ذرا اُنگلی بھی اُٹھا دیتا تو ممکن نہ تھا کہ فرڈی نینڈ اور ازابیلا نہ ڈر جاتے۔ مسلمانوں پر مصایب کا یہ سلسلہ دو صدیاں متواتر جاری رہتا ہے اور ترک یا کوئی اور اسلامی سلطنت، خبر بھی نہیں ہوتی۔ آخر کیا آفت تھی؟ کیوں ان لوگوں کے اخلاق اتنے خراب تھے؟ کیوں یہ لوگ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھول گئے تھے کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا حامی و مددگار وغیرہ وغیرہ۔

اسی موقعہ پر دیکھئے کہ مولدین قسطنطنیہ گئے۔ فریاد و زاری کی۔ اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟ فرانس کے سفیر سے شکایت کی جاتی ہے۔ شاید کسی قدر کشیدگی بھی ہو جاتی ہے۔ مگر سپین سے جناب سلطان کوئی باز پرس نہیں کرتے! مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس وقت سلطنت سپین کا رعب باقی تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فلپ دوم کے وقت ہی سپین کی عظمت و عزت تشریف لے جا چکی تھی۔ کیا ترکوں کا کوئی سفیر سپین میں نہیں رہتا تھا؟ اگر رہتا تھا تو کیا وہ ایسا بے خبر اور نالایق تھا، یا سلطنت سپین کی حالت سے بے خبر تھا کہ وہ یہاں کے حالات اور مسلمانوں (یا کم از کم مولدین) کے حالات سے دارالسلطنت قسطنطنیہ کو اطلاع نہیں دے سکتا تھا؟ یا سلطان وقت ہی اتنا نادان تھا کہ اُس کو اپنے بھائیوں سے کوئی ہمدردی نہ تھی؟ یہ مختصر سا جواب ہو سکتا ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

یہ حالت نہیں ہوئی، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ۳۰ اکتوبر کو ڈوکارلا نے (سیلگنناک اس عرصہ میں مر چکا تھا، ڈوکارلا اُس کا بھائی تھا) یہ اطلاع دی کہ مارسیلیس سے ایک جہاز بہت سے مولدین کو لے کر وہاں پہنچا ہے، وہ اُس سلوک کی بہت تعریف کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ مرعی رکھا گیا۔ کارڈنیل رچ لیو کہتا ہے کہ بعض حکام نے، جو مولدین کو پہنچانے کے کام پر متعین تھے، ان لوگوں کو خوب لوٹا، بلکہ اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو قتل ہوتے دیکھا، لیکن اُن کو ایسی عبرتناک سزا دی گئی کہ یہ سلب و نہب بند ہو گیا۔ غالباً صحیح تریں بیان اُس پناہ گزیں مولد کا ہے جس نے اپنے خط مورخہ ۲۵ جولائی ۱۵۱۱ء (۱۶۱۱ء؟) میں اپنے دوست کو سپین میں لکھا تھا کہ قریب ایک ہزار آدمی کے، جن میں زیادہ تر ایکسٹرے میڈورا کے رہنے والے تھے، جب مارسیلیس میں پہنچے تو لوگ اُن سے بہت تپاک سے پیش آئے، اور آیندہ اچھا سلوک کرنے کا وعدہ کیا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۸) کہ مولدین میں عیسائی زیادہ تھے اس لئے جناب سلطان کو اُدھر توجہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر وہ کیسے عیسائی تھے؟ جبر کے مارے ہوئے، اور ظلموں کے ستائے ہوئے ظاہری اور بے دلی کے ساتھ؛ ورنہ احتساب و محنہ کے مصایب کیوں اُٹھاتے اور زندہ کیوں جلائے جاتے۔ کیا ایسے مسلمانوں کی مدد کرنا دنیا بھر کے مسلمانوں پر فرض نہ تھا؟ ان میں سے جو لوگ واقعی عیسائی تھے، اگر اُن کے ساتھ اخلاق محمدی کا مرعی رکھا جاتا تو یقیناً وہ پھر مسلمان ہو جاتے مگر مسلمانوں کا سلوک دیکھ کر وہ پکے اور کٹے عیسائی ہو گئے۔ جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ ان سب باتوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے؟ یقیناً ترکوں کی ہمسایہ مہذب و قومی سلطنت پر۔ کیا حامیان ٹرکی (اکثر ہم اللہ) میں سے کوئی صاحب اس پر روشنی ڈالینگے؟

مسلمانوں کے عام اخلاق اور جوش سے مجھے بالکل یقین ہے کہ ان چند فقرات سے مجھ پر "ترکوں کا دشمن لہٰذا کافر" ہونے کا فتوے لگایا جائیگا۔ مگر خدا شاہد ہے کہ میں ترکوں کا ہواخواہ ہوں اور اُن کو کامران دیکھنا چاہتا ہوں؛ اور ہر مسلمان کا فرض سمجھتا ہوں کہ اس ٹمٹماتی ہوئی روشنی کو نہ بجھنے دیں۔ مگر اُن کو اپنا سمجھ کر اُن کی شکایت کرتا، اور ایک تاریخی سوال پیدا کرتا ہوں۔

(مترجم)

Marfat.com

مگر جیسے ہی ہنری چہارم قتل ہُوا تو اُن کا رویہ بالکل بدل گیا' کیونکہ عام خیال یہ تھا کہ بادشاہ موصوف کو بادشاہ سپین نے قتل کرایا ہے۔ جب مجرم کی تلاش ہونے لگی تو مولدین پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ سپین کے مخبر ہیں؛ چند روز تک اُن کو اپنی جانوں کے لالے پڑے رہے' اور عدالت کے ایک فیصلے کے موافق اُن کا تمام روپیہ اُن سے چھین لیا گیا۔ اس کے دفعیہ کے لئے ملکہ نے ایک جج بھیجا' لیکن یہ شخص اتنا لالچی تھا کہ جب ایک مولد نے اُس کو سو ڈوکیٹ رشوت دی تو اُس نے ایک ڈوکیٹ کو وزن میں کم بتلا کر واپس کیا' اور اُس کی جگہ دوسرا ڈوکیٹ مانگ لیا۔ اس اُمید میں کہ شاید انگلستان میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک ہو' مولدین وہاں گئے' مگر قسمت اُن کے ساتھ ساتھ تھی' وہاں بھی وہی سلوک کیا گیا جو یہاں ہو رہا تھا۔ اٹلی میں اُن کے لئے سوا اس کے اور کوئی کام نہ تھا کہ کھیتوں میں جا کر کام کریں' مگر اُن سے یہ نہ ہو سکتا تھا' کیونکہ وہ تاجر تھے یا اہلکار۔ آخر وہ مجبور ہو کر الجیریا چلے گئے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کا کاتب اور مکتوب الیہ دونوں عیسائی تھے' کیونکہ وہ یہ لکھتا ہے کہ ہم کو یہاں اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاتا' تطوان کے مسلمانوں نے مسامحت سے کام نہیں لیا۔ جو کچھ مصائب ان بدقسمتوں پر پڑے اُس میں ایک اضافہ یہ ہو گیا کہ جو عیسائی مولدین اپنے مذہب پر سختی کے ساتھ قائم رہے اُن کو یا تو سنگسار یا کسی اور طرح قتل کر دیا گیا' کیونکہ وہ مسجدوں میں جانے سے انکار کرتے تھے٭ کلیسا نے اُن کو شہید ہونے پر تو آمادہ و مجبور کر دیا' مگر ان گمنام بے خانماں مرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت سے بھی بخل کیا۔

ملک بربر میں عام طور پر ان جلاوطنوں پر وہ وہ آفتیں آئیں کہ جن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں سو وہ اوران میں خشکی پر اُترے یہاں سے انہیں مراکش کی سلطنت میں جانا

٭ یہاں اس کو دیکھ کر ہم مسلمان یہ شکایت کرتے [illegible] ہیں کہ سپین کے عیسائی کیسے صابر تھے ہم مسلمانوں اور برادران وطن [illegible] اس [illegible] اخلاق [illegible] صدیوں ہو گئے کہ نکل گئے اور بلاشبہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تم ذلیل ہو۔ ابھی تو اس کا انتظار کرو کہ اور کیا کیا مصائب تم پر آنے والے ہیں۔ (مترجم)

تھا، ایک افواہ تھی کہ اُن کے ساتھ زر نقد بہت ہے، اس لئے راستہ میں اُن کو خوب لوٹا گیا، اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اُن کی عورتوں کو سخت بے رحمی کے ساتھ اُن سے چھین لیا گیا۔ یہ سب کچھ اُن لوگوں کے ساتھ ہوا جو پہلے ہی جہاز سے اترے تھے۔ ۱۶۰۹ء کے ختم ہونے سے پہلے کاونٹ اگیولر سپیلارا اوران نے لکھا کہ عربوں کے خوف سے بہت سے مولدین وہیں پڑے ہوئے ہیں اور فاقوں سے مرے جاتے ہیں۔ اُن میں سے بیس آدمیوں نے مجھ سے آکر یہ بیان کیا ہے کہ "ہم عیسائی ہیں، ہم اقرار کرتے ہیں کہ جب تک ہم نے مسلمانوں کی بدسلوکیاں اور عیوب نہیں دیکھے تھے اُس وقت تک ہم مذہب مسیحی میں مذبذب تھے، اور اب تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ عیسائی ہی زندہ رہیں اور عیسائی ہی مریں*"۔ چونکہ کاونٹ موصوف کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، اس لئے اُس نے ان سب کو قید کر دیا اور میڈرڈ سے ہدایات طلب کیں۔ اُس قصہ پر تو شک ہو سکتا ہے جو بلنسیہ کے محکمۂ احتساب و محنہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ ایک جہاز کے ملاحوں نے، جو اوران گئے تھے، ساحل بحر پر نو ہزار لاشیں اُن مولدین کی گنی تھیں جو قتل کر دیئے گئے تھے، مگر کپتان مرسیڈس کے اس بیان پر شک کی بہت کم گنجایش ہے کہ عربوں کی بے رحمی نیز قدرتی بیماریوں سے دو تہائی جلاوطن نذر اجل ہو گئے۔ صحیح اندازہ یہ ہے کہ کم از کم تین چوتھائی (¾) آدمی یوں مر گئے۔

باوجود اس کے کہ دہشت ناک اور وحشیانہ فرامین ابھی تک نافذ تھے، مگر بہت سے مولدین پھر واپس چلے آئے۔ اُنہیں معلوم تھا کہ اُن کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ یہ خانماں خراب جہازوں کی مشقت پر لگا دیئے گئے۔ بہت سے لوگوں نے آکر یہ کہہ دیا کہ ہم دین مسیحی قبول کرتے اور غلام بن کر رہنا منظور کرتے ہیں۔ سپین میں ایسے آدمیوں کی کمی نہ تھی کہ اُنہوں نے ان شرائط پر اُن کا رکھنا منظور کر لیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا فرمان شاہی کے موافق ایسا کرنا جایز بھی ہے یا نہیں۔ بہت سے علماء دین مسیحی نے ایک مدلل مراسلہ پر جو بلنسیہ

---

* کیا مسلمان براہ مہربانی اس پر غور فرمائینگے؟ (مترجم)

کے وائسرائے کے نام تھا، دستخط کر دیئے جس میں یہ لکھا تھا کہ چونکہ کلیسا مسلمانوں کو اصطباغ دیکر اپنی پناہ میں لینے کو تیار ہے، اس لئے ایسے لوگوں کو لینے سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو پہلے ہی اصطباغ پائے ہوئے ہیں، خواہ اس وقت مصیبت ہی کے خوف سے کیوں نہ آرہے ہوں، کیونکہ ٹرینٹ کی کونسل نے اس کو جایز قرار دیدیا ہے۔ فرے بلیڈا نے اس پر شور مچایا، اور اس نے ۲ مئی ۱۶۱۰ء کو بادشاہ کو عمالقہ کے بچانے کا جو نتیجہ ساؤل کو ملا وہ یاد دلایا۔ فلپ نے ۲۴ مئی کو اُسے جواب دیتے ہوئے اُس کا شکریہ ادا کیا، اور لکھا کہ وائسرائے کے نام تاکیدی حکم جاری کر دیا گیا ہے کہ کوئی مولد سرزمین سپین پر نہ چھوڑا جائے۔ حکام و عمال نے چاہا کہ اس حکم کی تعمیل کریں، مگر انسانی ہمدردی اور طمع نفسانی نے مل کر اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ چھ مہینہ کے بعد اسقف اعظم رائے بیرا نے دیکھا کہ کم از کم دو ہزار مولدین تو اُس کے ہی علاقہ میں موجود ہیں اور اس سے دو گنے بلنسیہ میں۔ یہ سوچ کر کہ اتنے ہی اور آدمی چھپے ہوئے ہونگے، اُس نے ۱۲ نومبر کو ایک حکم جاری کیا کہ جتنے مولدین معلوم ہوں سب کی اطلاع دی جائے، جس شخص کو مولدین کا ہونا معلوم ہو اور پھر وہ اطلاع نہ دیگا تو اُس کو خارج از کلیسا کر دیا جائیگا۔ مگر یہ تمام کوشش بیکار گئی۔ بادشاہ نے بھی بار بار احکام جاری کئے، لیکن جب اُن کا کوئی نتیجہ نکلتا نہ دیکھا تو شاہی کونسل بھی تھک گئی؛ فرے بلیڈا ۱۶۱۸ء میں لکھتا ہے کہ "افسوس ہے کہ میں مرجاؤنگا اور یہ حسرت دل ہی میں لے جاؤنگا کہ مسلمانوں کا تخم ابھی تک ملک سپین میں باقی ہے، اور سرزمین سپین ان کے وجود سے پاک نہیں ہوئی*" ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ بلنسیہ، لامنکا اور غرناطہ میں اب بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو از روئے لباس، مراسم اور خیالات کے مولدین کہے جا سکتے ہیں، اُن میں اب بھی مذہب مسیحی کی کوئی علامات نہیں نظر نہیں آتیں×۔

---

*۔ فری بلیڈا (لعنۃ اللہ) کی یہ پیشینگوئی حرفاً حرفاً پوری ہوئی، مسلمانوں کا تخم سرزمین سپین سے اب تک نہیں مٹا۔ مگر وہ کس حال میں ہیں؟ نہ صرف وجود آبائے جد سے بے خبر، بلکہ مسلمانوں کے سخت دشمن، کٹے عیسائی۔ (مترجم)

× کیا کوئی مسلمان از روئے عنایت ان کے متعلق تحقیقات کرینگے؟ (مترجم)

Marfat.com

یوں طارق (رحمتہ اللہ علیہ) کی فتح کے بعد اُن فاتحین کی اولاد نو صدیوں کے بعد اُس ملک سے نکالی گئی، جس کو اُن کے بزرگوں نے مرفہ الحال اور گلزار بنا دیا تھا۔ تواریخ مصائب آلام کے بہت سے قصے بتلا سکتی ہے، مگر ایک بھی ایسا واقعہ نہیں دکھلا سکتی جس میں ایک قوم کی قوم کا نام مٹا دیا گیا ہو جب کارڈنیل رچ لیو نے ایک واقعہ کو "نہایت متہور انہ اور انتہا سے زیادہ وحشیانہ فعل جو انسان سے سرزد ہو سکتا ہے" بتلایا تھا، تو اُس کو یہ معلوم نہ تھا کہ ابھی وہ صدی ختم بھی نہ ہوگی کہ اُسی کے ملک میں، اُسی کا سب سے بڑا دیندار مسیحی بادشاہ، ایک اور ہی وضع سے سبعیت و وحشت دکھلائیگا، اور یہ ثابت کرسکیگا کہ یہ فعل ضروریات ملکی کے لئے لازمی تھا۔

Marfat.com

بابِ یازدہم
نتائج و عواقب

اہالی کلیسا جو ملک پر نکبت وادبار ڈالنے اور اس ڈراما کو انجام تک پہنچانے میں جان توڑ کوشش کر رہے تھے، اس وقت انہوں نے فرطِ فرح و سرور سے اپنی کامیابی پر خوب ہی دل کھول کر بادخوانیاں کیں۔ فرسے بلیڈا سے بھلا کہاں چپ رہا جاتا تھا، اس نے اپنی ہرزہ سرائی کے دوران میں بادشاہ کو یہ یقین دلایا کہ اس کے خزانے معمور ہو جائینگے، اور اس کے تمام قرض اتر جائینگے؛ تمام اراضی زیرِ کاشت آ جائینگی؛ سارے بنجر گل و گلزار بن جائینگے اور سونا اگلنے لگینگے؛ سپین کا عہدِ زریں اب آیا ہے؛ اب کہ تمام لوگ مذہباً متحد ہو گئے ہیں اور خانگی دشمنوں سے نجات مل گئی ہے، ملک کو وہ ترقی حاصل ہو گا کہ اب تک کبھی نصیب نہیں ہوا: اس کے مسیحی نام سے اس کے تمام دشمن لرزہ براندام ہونگے؛ زمانہ اسپانیہ کے بعد سپین کے لئے سب سے بڑی شان و شوکت کا وقت اب ہی آیا ہے۔ راہبِ اتبارہ کی بھی وہی الاپ تھی؛ آپ فرماتے ہیں کہ "دسمبر ۱۶۰۴ء میں جو دو ستارے ملے ہیں نیز علمِ کہانت اور سبیلی اور عربی پیشینگوئیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کامیابی کامل کے بعد وہ وقت آنے والا ہے کہ سپین بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لیگا اور مسلمانوں کی حکومت کو پاش پاش کر دیگا۔" اثناء گلفشانی میں وہ فرماتے ہیں کہ "مولدین یہ کہا کرتے تھے کہ سپین کا ترقی اسی روز ختم ہو گیا کہ جس روز ان کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا گیا: لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ مساحت کرنے کی ملک پر یہ زحمت پڑی کہ زمین بالکل بنجر ہو گئی تھی؛

اب اُن کے نکالے جانے کے بعد پیداوار کی بہتات ہوگئی ہے، گیہوں ارزاں ہو گئے ہیں، تجارت میں آسانی اور آزادی پیدا ہوگئی ہے، سواحل قزاقان بحری سے محفوظ ہو گئے ہیں، سفر بری و بحری میں کوئی خطرہ نہیں رہا، سکۂ قلب بازار میں نہیں چلتا، غداری و بغاوت کے خارشہ سے ملک کو نجات مل گئی، قتل کی وارداتیں پہلے کی بہ نسبت بہت کم ہوگئی ہیں، سپاہیوں کی کمی نہیں رہ گئی، تمام لوگ مذہب کیتھولک پر قایم ہیں، ملک بھر میں وہ امن و امان جاری و ساری ہے کہ کسی شخص کو بدخوابی بھی نہیں ہوتی ؛

مذہبی دیوانوں کے وفور انبساط کی تو یہ کیفیت ہونی ہی چاہئے تھی کیونکہ یہ سب کچھ اُن ہی کا کیا دھرا تھا، ایسے لوگ بھی موجود تھے جو اس تمام کارروائی کو بنظر پسندیدگی دیکھتے تھے! لیکن دل میں وہ یہ ضرور سمجھتے تھے کہ یہ فواید اُن کو بہت ہی گراں پڑے ہیں، اور لوگوں کو جو نقصانات پہنچے تھے اُن کو چھپانے اور دلوں کے بہلانے کے لئے کچھ فلسفیانہ استدلالات کی ضرورت تھی۔ یہ دلایل و براہین ایک چھوٹے سے رسالہ میں درج تھے، جس میں کوشش نہیں کی گئی کہ جو مادی نقصانات مولدین کے جلاوطن کرنے سے ہوئے ہیں اُن کو برروئے کار لاکر اُن کے نقایص دکھلائے جائیں، بلکہ مقصود اصلی یہ تھا کہ مذہبی تعلیم صبر و قناعت کی اشاعت کی جائے اور یہ بتلایا جائے کہ دنیا فانی ہے اور ما فیہا لغو ہے، افلاس ایک نعمت و برکت ہے، اصل دولت صلاح و عفت اور دنیاوی چیزوں کی حقارت و نفرت ہے۔ یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ اب گاڑیوں کی گھڑگھڑاہٹ سے کانوں کو تکلیف نہ ہوگی، امرا جو بگھیوں [illegible] پر سوار پھرتے تھے اب جوتیاں چٹخاتے ہوئے پیدل پھرتے ہیں [illegible] یہ کتنی بڑی بات ہے کہ ہم باوجود ترفہ و تمول کے منکسر المزاج ہو جائیں۔ ہماری حالت ایسی تھی کہ اگر مولدین کو جلاوطن نہ کیا جاتا تو ہمارا غرور و تکبر نہ معلوم کس کنوئیں میں [illegible] دیتا [illegible] ہم اپنے [illegible] کی وجہ سے برباد ہو جاتے۔ ہم اپنی دولت کو ایسے کاموں میں صرف کرتے تھے کہ جو [illegible] مصرف نہ تھا، اس لئے اگر وہ ہم سے چھین لی گئی تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ اب [illegible]

Marfat.com

خوش ہوتے ہیں کہ امراء اُن کے محتاج ہو گئے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے خلاف یہ دلیل دی جاتی ہے کہ "اب تک یہ مشہور چلا آتا ہے کہ سپین کی اراضی اس لئے بنجر پڑی ہیں کہ آبادی کافی نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ اگر ہمارے ملک کی آبادی کم ہے تو اور بھی اچھا ہے کیونکہ ہم میں اتفاق واتحاد پیدا ہو جائیگا؛ اصل قوت اگر کچھ ہے تو وہ بھی اتفاق واتحاد ہے اور بس"۔

فرے بلیڈا نے منطق وفلسفہ کو چھوڑ کر مادی تسلی دینی چاہی۔ چنانچہ وہ ۱۶۱۸ء میں لکھتا ہے کہ "جن گانوؤں میں کہ غاریت جنہیں امویین رہتے تھے وہ خالی ہو گئے ہیں، مگر چند ہی روز کے لئے؛ خاص کر وہ مقامات جن کو از سرِ نو آباد کرنا امراء و رؤساء نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے؛ چنانچہ مارکوئیس ایلچے، کاونٹ آف ان فین ٹاڈو، مارکوئیس آف لومبے اور بیشتر دور علاقوں میں ہو رہا ہے۔ غرض آبادی، گیہوں کی فصلوں اور دیگر ضروری اجناس کا جہاں تک تعلق ہے سب پر مولدین کے نہ ہونے کا نامعلوم سا اثر پڑا ہے۔ کلیساؤں کی آمدنیاں معمول سے کم ہوئی ہیں لیکن چند ہی روز میں وہ مسلمانوں کے زمانہ سے زیادہ بڑھ جائینگی۔ جہاں تک آمدنی کا تعلق ہے مولدین کے نکالے جانے کا اثر صرف آٹھ یا نو برس تک رہیگا بلکہ سلطنت کے ترفہ پر بھی اس کا بُرا اثر پڑتا ہوا معلوم ہوگا؛ بعض امراء کی اراضی ایسی ہیں کہ اُن میں آبپاشی کا کوئی انتظام نہیں ہے؛ ان لوگوں کو البتہ انتظار کرنا پڑیگا، مگر چند سال کے بعد ان کی حالت اس درجہ پر پہنچیگی جس درجہ پر مولدین کے زمانہ میں تھی؛ لیکن یہ فایدہ کیا کچھ کم ہے کہ ان کو اتنے عیسائی مزدوروں کی ضرورت نہیں ہوگی جتنی کہ مولدین کی ہوتی تھی کیونکہ موخر الذکر کام کرنے میں بہت سست تھے۔ یہ یقینی بات ہے کہ گیہوں جیسی ضروری اجناس کے لئے مولدین یاد نہیں آئینگے۔ اور اگر عیسائی اپنے آلات و مویشیان کشاورزی اپنے ساتھ لے گئے تو فصل کے موقعہ پر وہ بمقابلہ زمانۂ مولدین بقدر ایک تہائی کے زیادہ گیہوں پیدا کر لینگے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ڈیوک آف ان فین ٹاڈو کے علاوہ میں اس مرتبہ بے حد حساب گیہوں ہوئے ہیں"۔

اس جلاوطنی کا جو اقتصادی اثر پڑا اُس کے لئے ایسی ہی بیہودہ دلایل تراشی گئیں۔ زمانۂ حال کا ایک مصنف، جس کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ مولدین کے ملک بدر ہونے کے اثر کو جہاں تک ممکن ہو حقیر کرکے دکھلائے، یہ تسلیم کرتا ہے کہ اُن کے نکالے جانے سے کلیسا اور امراء کی آمدنی بہت ہی کم ہو گئی؛ چنانچہ بلنسیہ، سرقسطہ اور طرزونہ کے کلیسائی اوقاف میں سے شاید ایک کلیسا بھی ایسا نہیں رہا کہ جس کی آمدنی بقدر نصف کے نہ رہ گئی ہو اور یہ تو یقینی بات ہے کہ وہ اپنی پچھلی حالت پر کبھی آئے ہی نہیں*۔ امراء پر مولدین کے نکالے جانے کا جو اثر پڑا اُس کی صحیح اور واقعی مثال یہ ہے کہ ڈیوک آف گینڈیا اولیوا، فیونٹے ڈیو اور ہرلا کے علاقوں میں ساٹھ ہزار مولدین رہتے تھے اور اُن علاقوں کی آمدنی ۴۱۵۴۲۰۵ لیرا تھی ۱۶۱۰ء میں صرف ۹۴۳۵۱ لیرا رہ گئی، ۱۶۱۱ء میں کچھ بڑھی اور ۹۱۷۱۰ لیرا ہو گئی اور خدا خدا کرکے ۱۶۱۱ء (یا ۱۶۱۲ء) میں ۳۵۳۴۲ پر آئی۔ گینڈیا کے قریب ہی کے دس گانوؤں میں ۱۴۷ گھر غیر آباد پڑے تھے، پانچ پوروے ایسے تھے جن میں گھر تک باقی نہیں رہ گئے تھے، اور چار پورووں میں آدمی تک نظر نہ آتا تھا۔ ڈیوک موصوف کو جو دقتیں پڑیں اُس کی ایک یہ مثال قابل ذکر ہے کہ ۱۵۱۸ء میں محکمۂ صدر نے بلنسیہ کے محکمۂ احتساب محتسبہ کو لکھا کہ وہ اُن حسابات کی مصدقہ نقول بھیجیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ڈیوک پر کتنی واجب الادا رقم نکلتی ہیں، نیز یہ تحریر کریں کہ فلاں مقدمہ میں جو اقرارنامہ اُس نے کیا تھا اُس کی تعمیل ہوئی یا نہیں، یہ بھی لکھا جائے کہ مولدین کے ملک بدر ہونے کے بعد اُس کی جایداد اور مزارعین کا کیا حال ہے۔ یوں باوجود اس کے کہ مولدین کی اراضی اُن کے آقاؤں کو دے دی گئی پھر بھی یہ رؤسا بالکل مفلس ہو گئے۔ اُن کو حکم تھا کہ جو علاقے غیر آباد ہو گئے ہیں اُن کو پھر آباد کریں لیکن جب ملک میں کہ آبادی پہلے ہی کم ہو اور جس کے علاقے حال ہی میں ویران ہو گئے ہوں اُن کا پھر آباد کرنا کوئی آسان کام نہ تھا جب انہوں نے

---

* فلپ چہارم نے ۱۶۲۴ء میں جو عرضداشت پوپ اربن ہشتم کو بھیجی تھی اس میں لکھا ہے کہ بعض صوبہ جات اسپین کی بوجہ ویرانی اور فصلوں کے کم ہونے کے اوقاف کلیسائی آمدنی پہلے کی بنسبت تہائی رہ گئی ہے۔ (مصنف)

یہ چاہا کہ مجبورتہ سے نوآبادکاروں کو بلا کر یہاں آباد کرلیں تو وہاں کے حکام مانع آئے، کیونکہ اُن کو خود یہ فکر تھا کہ اُن کے اضلاع ہی ویران نہ ہو جائیں۔ امراء نے یہ چاہا کہ جن اراضی پر مولدین قابض تھے اُس کی فصلوں کا بیشتر حصہ وہ خود لیں، کیونکہ اب وہ براہ راست اُن اراضی کے مالک تھے، لیکن اُن اراضی پر اور رقوم و البواب کا اتنا بار تھا کہ اُن کو مجبوراً ایک تھوڑے سے حصہ پر قناعت کرنا پڑی جو پیداوار کے $\frac{1}{4}$ سے $\frac{1}{9}$ تک تھا؛ حالانکہ مولدین کے زمانہ میں اُن کو تہائی یا نصف حصہ مل جایا کرتا تھا۔ ان شرائط پر ۱۶۰۹ء کے ختم ہونے سے پہلے صرف تین مواضع ازسرِ نو آباد ہوئے؛ ۱۶۱۰ء میں پندرہ؛ ۱۶۱۱ء میں تیس، وھلم جرا۔ ہم یہ سنتے ہیں کہ آٹھ ہزار آبادکار پائرے رنیس سے اور سات ہزار قتلونیہ سے آئے، لیکن ظاہر ہے کہ جس علاقہ (بلنسیہ) سے لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ آدمی نکل گئے ہوں وہاں یہ ڈیڑھ ہزار آدمی کیا اثر پیدا کر سکتے تھے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ خاندان اوسونا نے چند ہی سال کے بعد اپنی آمدنی مولدین کے زمانہ کی برابر کرلی، تو یقیناً اُن کا انتظام غیر معمولی طور پر عجیب و غریب ہوگا!

علاقوں کو ازسرِ نو آباد کرنے کے راستہ میں ایک بڑی دقت محصول تہ زمینی کی تھی، جو بہت سے مولدین کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ امرا کو جو اراضی ملی تھیں اُن میں یہ شرط قایم رہی تھی؛ لیکن کیفیت یہ تھی کہ وہ نہ محصول ادا کرسکتے تھے، نہ اُس کا سود۔ جو نوآبادکار آتے تھے وہ کسی طرح پر یہ ذمہ داری اپنے اوپر لینے پر راضی نہ ہوتے تھے۔ یہ محصول ساڑھے چھ فی صدی سے لے کر دس فی صدی تک تھا، حالانکہ سپین بھر میں اس کا حساب پانچ فیصدی سے زیادہ نہ تھا؛ یہ تہ زمینی وہ چیز تھی کہ جو لوگ کسی منافع پر روپیہ لگانا چاہتے تھے وہ اسی میں لگاتے تھے، ان ہی لوگوں میں بیشتر تعداد امراء، ہوگان، دیر و خانقاہ، کنیسہ، بڑے گرجا وغیرہ وغیرہ کی تھی۔ نتیجہ بہرحال یہ تھا کہ جو آفت برپا تھی اُس سے مخلصی کی کوئی صورت نہ تھی، اور تکلیفیں عام اور بے حد، بالخصوص بلنسیہ میں۔ فرانسسکو جیرونی مو اُمو جو مُروا یٹدرو کا ایک رئیس تھا، بیس ہزار ڈوکیٹ کا نقصان اُس اراضی پر اٹھا کر بیٹھ رہا جو بازیافت کے زمانہ سے اُس کے بزرگوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ برنارڈی نو نے چھ ہزار ڈوکیٹ کا نقصان

Marfat.com

الزیرا ہیں اُٹھایا۔ ان معاملات کو اسلوب پر لانے کے لئے سلوا ڈور فان ٹین ڈی جیسا بڑا افسر اس کام پر تعینات کیا گیا کہ وہ پوری تحقیقات کرے۔ اُس کی رپورٹ پر ۲ اپریل اور ۹ جون ۱۶۱۴ء کو احکام جاری کئے گئے، اور اُن میں چند اصول مقرر کر کے ہدایات جاری کر دی گئیں کہ ہر ایک معاملہ میں کیا کارروائی کی جائے۔ ان ہدایات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس محصول زمینی میں پانچ فی صدی کی کمی کی گئی۔ اس کے علاوہ کچھ محصول واجب الادا ہونے سے پہلے ہی وصول کر لیا گیا، اور ایک اور مد کا روپیہ زبردستی لے لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالیہ شاہی کی بہت ہی بُری حالت تھی، اور کوئی خوش قسمت ہی ہوگا جو نقصان سے بچا ہو۔ نہ صرف مولدین کے ہی گانوؤں ویران ہوئے، بلکہ بہت سے عیسائی خاندان بھی تباہ ہو گئے؛ کیونکہ اُن کے تعلقات مولدین سے بہت گہرے تھے۔ بلنسیہ کے ایک بینک کا دیوالہ نکل گیا؛ مگر اُس کی ساکھ قایم رکھنے کے لئے مختلف محاصل بڑھا کر اُس کے نقصانات کو پورا کیا گیا۔ برشلونہ کے ایک بینک کا بھی جو بہت ہی دولتمند تھا، دیوالہ نکلا، صرف سرقسطہ کے ایک بینک نے بڑی ہمت کی کہ اُس نے اپنی ساکھ کو قایم رکھ لیا۔ سلوا ڈور نے اپنی رپورٹ میں چند امراء کو لکھا تھا کہ وہ بہت زیادہ نقصان میں رہے ہیں، بادشاہ نے یہ انتظام کیا کہ اُن کے لئے کچھ سالانہ رقوم مقرر کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ اندیشہ تھا کہ وہ فاقوں مر جائینگے، اس لئے اُن کی دستگیری لازمی تھی۔ ان کے علاوہ کاونٹ کیس ٹے لر کو دو ہزار ڈوکیٹ سالانہ، ڈان جوان روٹلا کو چار سو ڈوکیٹ سالانہ، ڈونا ٹینر رڈی بورجا کو چھ سو ڈوکیٹ سالانہ، مارکوئیس کوئیرا کو بھی چھ سو ڈوکیٹ سالانہ، کاونٹ ڈی ریال کو دو ہزار ڈوکیٹ سالانہ، ڈیوک آف گینڈیا کو آٹھ ہزار ڈوکیٹ سالانہ عطا فرمائے گئے؛ علیٰ ہذا القیاس اور امراء و رؤسا کو بھی۔ بیرونٹ کورٹس کے علاقہ کو، جو ڈان جوان پلاس کی ملکیت تھا، بالخصوص سخت نقصان پہنچا تھا، کیونکہ وہاں فوج کی چھاؤنی تھی، اور سپاہیوں نے تمام گھروں کو گرا دیا، درختوں کو کاٹ ڈالا اور جو کچھ اُن کے سامنے آیا سب کو تباہ کر دیا تھا۔ اس کے معاوضہ میں پلاس کو اراضی شاہی میں سے ایک زمین چار ہزار ڈوکیٹ سالانہ منافع کی دیدی گئی اور اس کے

علاوہ تین سو لبرا کا ایک وظیفہ مادام الحیات عطا فرمایا گیا۔

خزانہ شاہی کو اس جھگڑے میں خاصتہً سخت نقصان پہنچا؛ اور یوں بھی ہمیشہ اُس کا دیوالہ نکلا ہی رہتا تھا؛ اس کا اگر خیال کیا جائے تو یہ عطیات بہت ہی بیش قرار تھے۔ ۱۶۱۱ء میں جب فلپ نے دربار سے ضروریات ملکی کے لئے امداد کی درخواست کی ہے، تو خزانہ شاہی کے خالی ہونے کی جہاں اور وجوہ بتلائی ہیں، وہاں مولدین کی جلاوطنی کو بھی شمار کیا ہے؛ اور ساتھ ہی کہا ہے کہ ان ہی وجوہ سے خزانہ شاہی کو جتنا سود آتا تھا وہ سب اُس نے نذر الٰہی کر دیا ہے؛ اور وہ سب اب خدمت خلق اللہ میں خرچ ہوتا ہے۔ مگر بادشاہ نے اس میں راستبازی سے کام نہیں لیا؛ کیونکہ اب بھی اُس کے پاس ایسے ذرایع تھے جن سے وہ نفع حاصل کرسکتا اور کرتا تھا؛ مگر اُمرا اور کلیسا ان ذرایع سے محروم تھے۔ ارغون اور بلنسیہ میں بادشاہ نے بے شک امراء اور کلیسا کے ساتھ ہی نقصان اُٹھایا؛ بلنسیہ میں تو وہ سب سے بڑا زمیندار تھا؛ کیونکہ بازیافت کے موقعہ پر تمام اراضی، جو مزارعین کو نہیں دی گئیں، وہ خود بادشاہ کے قبضہ میں ہیں۔ علاقہ قشتالہ میں ہم دیکھ ہی چکے ہیں کہ بادشاہ نے جلاوطنوں کی تمام زمینوں کو لاوارث قرار دے کر اپنے قبضہ میں لے لیا تھا؛ اور جتنا مال وہ لے جانا چاہتے تھے اُس کا نصف اُن سے چھین لیا تھا۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ اس سے بادشاہ کو کتنا مال ملا؛ مگر اس میں کلام نہیں کہ اس کی تعداد و مقدار بہت ہی زیادہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ جلاوطنی کے لئے جہاں اور بہت سی دلیلیں دی گئی تھیں اُن میں سب سے زیادہ زور اس پر دیا گیا تھا کہ مولدین کو جلاوطن کرنے سے سلطنت کو اُن کی منضبطہ جایداد سے دوامی مالی امداد ملتی رہیگی، جس سے کہ اُس کا قرض اُتر جائیگا۔ اکتوبر ۱۶۱۱ء ہی میں مجلس مالیہ نے یہ رپورٹ پیش کی کہ مولدین اوکانا اور میڈرڈ کی منضبطہ جایداد کا سب سے بڑا حصہ فروخت کر دیا گیا، اور زر ثمن تعدادی دو لاکھ ڈوکیٹ وصول ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بیش قرار رقوم وصول ہوئیں؛ مگر اس سے خزانہ شاہی کو کچھ فایدہ نہیں ہوا؛ کیونکہ بادشاہ کے لالچی منظور نظر ہر وقت تاک میں لگے رہتے تھے اور ناعاقبت اندیش فلپ کے اسراف کی بدولت اپنے ہاتھ رنگتے تھے۔ اسی طرح فلیمنگس نے فلپ پنجم کی ابتدائی

Marfat.com

عمل داری میں خوب کمایا تھا۔ سر فرانسس کاٹنگٹن، سفیر انگلستان نے اپنے مراسلات مورخہ ۱۲ و ۲۳ مئی ۱۶۱۱ء میں لارڈ سالسبری کو لکھا تھا کہ "کچھ حکام صوبجات میں بھیجے گئے ہیں کہ جلاوطن مولدین کے گھروں اور پوروں کو فروخت کر دیں۔ مگر بادشاہ کو اس میں سے خزانہ شاہی کے لئے کچھ نہیں ملیگا، کیونکہ وہ اس آمدنی کو قبل از وصول ہی اپنے منظور نظر اور منہ چڑھے لوگوں میں نہایت فیاضی سے تقسیم کر چکا ہے۔ اس تقسیم کے موافق ڈھائی لاکھ ڈوکیٹ لیرما کو دیئے جائینگے، ایک لاکھ لیرما کے بیٹے ڈیوک آف اوسیڈا کو، ایک لاکھ لیموس کو اور پچاس ہزار کاونٹس آف لیموس کو، جو لیرما کی بیٹی ہے"۔

لیکن آخر اراغون اور بلنسیہ میں اس منضبطہ جایداد کے ایک حصہ کو جایز طور پر خرچ کیا گیا۔ ۷ر جنوری ۱۶۱۳ء میں جو حساب بنا گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اراغون میں ان لاوارث جایدادوں سے ۴۷۱۵۳۳ لیرا کی آمدنی ہوئی، اس میں سے ۹۱۸۸۴ محکمۂ احتساب محنہ کو دیئے گئے؛ ۹۹۴۸۴ نو آباد کاروں کو تہ زمینی کے مد میں بطور امداد دیئے گئے جس پر سود لیا جانے والا تھا؛ اور ایک بیش قرار رقم جو رہ جاتی کچھ گانوؤں اور ٹوروس کے از سر نو آباد کرنے پر خرچ کی گئی؛ کیونکہ یہ مقامات بالکل ویران ہو چکے تھے۔ ۱۶۱۴ء میں ایڈرین بیارٹے، باختیارات کامل، اس غرض سے بلنسیہ بھیجا گیا کہ وہ تمام معاملات متعلقہ جایداد ہائے متروکہ مولدین کا فیصلہ کر دے؛ ان کو فروخت کرے؛ ان کے متعلق جتنے اور جس قسم کے دعاوی ہوں سب کی تصدیق و تحقیق کرے؛ عیسائیوں کا جتنا قرض مولدین کے ذمہ ہے، ان کو خزانہ شاہی سے ادا کرنے کا فکر کرے؛ سیگوربے، نواجاس کو رویرا اور مضافات جاٹیوا کو از سر نو آباد کرنے کی کارروائی کرے؛ اس کے علاوہ اور معاملات کا بھی فیصلہ کرے جو مولدین کی جلاوطنی سے پیدا ہوئے ہوں۔ غرض ان تمام معاملات میں اُن کے اختیارات کامل تھے؛ معمولی عدالتوں کے اختیارات اس خصوص میں سلب کر لئے گئے تھے۔ بیارٹے کے ڈھائی برس اس میں صرف ہو گئے۔ اس عرصہ میں اُس نے بے شمار مقدمات کا فیصلہ کیا؛ اور ان منضبطہ جایدادوں کو، جو بادشاہ کی ملکیت تھیں، معمول سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا؛ جس سے کہ بادشاہ نے اپنا تمام قرض اُتار دیا؛ اور تمام دعاوی کا فیصلہ کر دیا؛ بلکہ بہت سی رقم فاضل بچ رہی جو امرائے خانقاہوں اور لوگوں میں، جن کو نقصان پہنچا تھا، تقسیم کر دی

گئی۔ غالباً اسی رقم سے وہ رقوم بھی اُتاری گئیں جن کے متعلق فان ٹینٹ نے فیصلہ کیا تھا اور جس کا ہم اوپر اشارہ کر آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بیارٹے نے اپنے فیصلوں سے ہر شخص کو اس طرح خوش رکھا کہ کسی نے مرافعہ نہیں کیا، اور ستمبر ۱۶۱۶ء میں بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اُس کے جتنے فیصلے ہیں وہ ناطق سمجھے جائیں، کوئی عدالت ایسا کوئی مقدمہ سماعت نہ کرے جس کا یہ نتیجہ ہو کہ اُس کے فیصلہ پر کوئی اثر پڑے، اگر کوئی عدالت ایسا کریگی تو وکیل کو معطل کر دیا جائیگا اور حاکم جلیس کو سخت ترین سزا دی جائیگی۔ اس کا قیاس کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اس سلب اختیارات عدالت ہائے معمولی سے کیسے کیسے پیچیدہ مقدمات تعداد کثیر میں دایر ہوئے ہونگے؛ خصوصاً ایسی صورت میں کہ اکثر تاجر جو یہاں آئے ہوئے تھے تین دن کے اندر تمام سلطنت سپین سے نکال دیئے گئے تھے۔

ان اختیارات ناطق دیئے جانے اور اس کی وجہ سے من مانے فیصلجات کرنے اور اس سے زیادہ خود ساختہ طریق سے ان فیصلجات پر عمل کرانے کا جو نتیجہ ہوا اس کی مثال ایک چھوٹا سا مقدمہ ہے جو ۱۶۲۴ء میں ایک پادری ہیراڈورے نے ایک جایداد کی بازیافت کے لئے دایر کیا تھا۔ یہ جایداد جلاوطنی کے وقت ایک شخص فرانسسکو ڈی سین ٹن در نے فروخت کر دی تھی اور بحق سرکار ضبط ہو گئی تھی۔ مدعی کی طرف سے وکلاء نے یہ بحث کی کہ مدعی مسلمانوں کے ایک نہایت معزز خاندان کی اولاد میں سے ہے اُس کا خاندان بطیب خاطر عیسائی ہو گیا تھا اور بادشاہ وقت نے پرانے عیسائیوں کی تمام مراعات اُس کو دے دی تھیں۔ اُس کا باپ جوان ہیراڈو، حاکم دیوانی و فوجداری رہ چکا تھا؛ اس خاندان نے یہ مرافعہ کیا کہ فرمان جلاوطنی اُن پر عاید نہیں ہو سکتا؛ لیکن یہ مقدمہ اس لئے برابر ملتوی ہوتا رہا کہ اس خاندان کی تمام دستاویزات ایک عورت ڈونا لیونورزمین رک کے قبضہ میں تھیں اور اس عورت نے اس خاندان کے مصائب سے فایدہ اٹھا کر جایداد مبیعہ کا زر ثمن وصول کر لیا تھا۔ آخر جلاوطنی سے مستثنٰی ہونے کا مقدمہ اس خاندان کے موافق فیصلہ ہوا؛ مگر اس کا مرافعہ پہلے کونسل شاہی میں کرنا پڑا اور ۱۶۲۰ء میں یہ حکم منسوخ ہوا اور اس خاندان کو تمام حقوق ملکیت پھر عطا کئے گئے۔ اُس وقت سے لیکر ۱۶۳۱ء تک پادری ہیراڈو برابر اس جایداد پر قبضہ پانے کے لئے عدالتوں

میں تگ و دو کر رہا ہے جس کا مالک اُس کا باپ تھا اور بے ایمانی سے فروخت کر دی گئی تھی۔ یہ ایک ایسے خاندان کا قصہ ہے جو سینکڑوں برس سے یقیناً عیسائی چلا آتا تھا، کلیسا اور ملک میں اُس خاندان کے افراد معزز عہدوں پر ممتاز رہ چکے تھے، باوجود اس کے اُس خاندان کے آخری اور اکیلے فرد کو اس طرح سخت ترین کوشش کرنا پڑی جیسی کہ کسی کو اپنی جان بچانے کے لئے کرنا پڑتی ہے کہ وہ جایداد واگزار کر دی جائے جو مَن مانے اختیارات کے رو سے جلاوطنی کے وقت ضبط کر لی گئی تھی۔ بہت ممکن ہے کہ ایسے لاکھوں مقدمات اور ہونگے کہ جس میں مدعی کے عیسائی ہونے کا ثبوت ہی نہ مانگا گیا ہوگا، اور اُن کی جایداد ضبط ہو گئی ہوگی، بہت سے ایسے خوش قسمت بھی ہونگے جو جلاوطنی سے بھی بچ گئے ہونگے اور اوروں کی مصیبت سے خود مستفید ہوئے ہونگے۔

مولدین کی جلاوطنی سے محکمہ احتساب و محنہ کو بھی نقصان پہنچا، یہی محکمہ اُن کی جلاوطنی کو ضروری ثابت کرنے میں سب سے پیش پیش تھا۔ بلنسیہ میں ڈھائی ہزار ڈوکیٹ سالانہ کا نقصان اُس محکمہ کو پڑا جو اُس کو ضبطیوں، جرمانوں اور کفاروں سے حاصل ہوا کرتا تھا۔ ارغون اور قتلونیہ میں ضبطیاں بند ہو گئیں، اور ان تینوں صوبوں میں وہ جبریہ قرضہ مارا گیا، جس میں اس محکمہ کا بہت کچھ روپیہ لگا ہوا تھا۔ صرف ایک بلنسیہ ہی میں ۷۷۹ لبرا سالانہ کا اُسے نقصان ہوا۔ یہ محکمہ ہمیشہ عادۃً اپنے افلاس کا رونا روتا رہتا تھا، اور اُس کی آمدنی خواہ کتنی ہی بیش قرار کیوں نہ ہو وہ اپنی آمدنی بڑھانے کی فکر میں لگا رہتا تھا، اب تو اُس کو اس لوٹ کے مال میں سے حصہ پانے کا بہت اچھا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ نومبر ۱۶۱۰ء ہی میں یہ خبر اُڑ [illegible] نے محکمہ احتساب و محنہ کو وہ تمام اراضی عطا فرما دی ہیں جو بلنسیہ اور ارغون میں [illegible] تھیں، مگر اُن پر اپنے کچھ حقوق محفوظ رکھ لئے ہیں اور جبریہ قرضہ کا بار بھی برقرار رکھا ہے۔ اگر واقعی یہ صحیح تھا تو یقیناً محکمہ احتساب و محنہ نے ایسے مشکوک سودے میں پڑنا نہ چاہا ہوگا، غالباً اسی وجہ سے یہ ہوا کہ تمام شاہی اراضی کو فروخت کر دیا گیا۔ اس محکمہ نے ۲۲ جون اور ۲۷ جولائی ۱۶۱۰ء کو متفقہ درخواستیں بادشاہ کو دیں [illegible] احتساب کے [illegible]

Marfat.com

رویا ہوا تھا کہ مولدین کی جلاوطنی سے وہ بالکل ہی مفلس ہو گیا ہے، چنانچہ ۱۶۱۲ء میں اس کو مولدین کی جائداد منضبطہ سے ۲۹۱۸۸ لبرا کی اراضی متذکرۂ بالا کا عطیہ دیا گیا۔ یہ رقم محکمہ موصوف نے تین زمینیں میں لگا دی جس سے اس کو ۲۴۵۲۴ ریال سالانہ کی آمدنی ہونے لگی۔ بلنسیہ کا محکمہ برابر نقصان ہی میں رہا، مگر ۱۶۱۲ء میں غرناطہ اور اشبیلیہ کے حکام احتساب محنہ کو مجبور کیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک ایک ہزار ڈوکیٹ ان کو قرض دیں تاکہ حکام و عمال کی تنخواہیں ادا کی جا سکیں۔ پھر ۱۶۱۲ء میں فلپ نے پوپ پال پنجم سے اجازت حاصل کرکے یہ حکم دیا کہ چھ سو پچاس ہزار ڈون سالانہ کی امداد وہ کالج دیں جو مولدین کے لئے قائم کئے گئے تھے۔ ڈھائی ہزار کراؤن ان کالجوں سے نکلے ہی ان کو دلوا دیئے گئے تھے۔ ۱۶۱۵ء میں جب بادشاہ بلنسیہ میں دورہ پر گیا تو حکام محکمہ موصوف نے پھر یہ کوشش کی کہ بادشاہ سے مولدین کی ان اراضی کا کچھ حصہ لے لیا جائے جو بادشاہ نے اپنے قبضہ میں کر لی تھیں۔ اس کا پتہ نہیں چلتا کہ آیا اس میں کچھ کامیابی ہوئی یا نہیں لیکن جو کچھ بھی نتیجہ ہوا ہو اس محکمہ کا افلاس کسی طرح نہ گیا کیونکہ ۱۶۱۸ء میں اس کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا کہ اس کے عمال کی تنخواہ ادا ہو سکتی، چنانچہ اس کے منتظمین کو حکم دیا گیا کہ جو کچھ وہ وصول کرتے جائیں وہ بجنسہ رسدی فوراً ہی عمال میں تقسیم کرتے جائیں۔ غالباً ایک مرتبہ پھر یہ کوشش کی گئی کہ اس محکمہ کے مرض مزمنہ کا کچھ علاج کیا جائے؛ کیونکہ ۱۶۱۹ء میں محکمہ صدر نے حکم دیا کہ ایک نقشہ بنا کر پیش کیا جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ ان کے پاس کتنی جائداد ہے، اس سے کتنی آمدنی ہے اور کیا کیا خرچ ہیں۔ ۳۰ جنوری ۱۶۲۲ء کو محکمہ صدر نے بادشاہ کو درخواست دی کہ مرسیہ کے محکمۂ احتساب محنہ کو کچھ امداد دی جائے اس درخواست میں محکمہ صدر نے لکھا تھا کہ "اس صوبہ کے محکمۂ احتساب محنہ کی مولدین کے نکالے جانے سے یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ ہم اس کے چارہ نہیں رہا ہے کہ یا تو وہاں سے یہ محکمہ اٹھا دیا جائے یا اس کے عمال و حکام کی تنخواہیں اپنی جیب خاص سے ادا کریں۔" [illegible] یہ نہیں لکھا [illegible] ۱۶۲۲ء [illegible]

Marfat.com

مرتبہ پھر کوشش ہوئی۔ اُن کی آمدنی بقدر انیس ہزار ریال کے کم ہوئی؛ یہاں تک کہ تنخواہیں بھی ادا نہ ہو سکیں۔

مولدین کا بدترین ترکہ، جس نے اُس وقت سخت تشویش پیدا کر دی تھی، سکۂ قلب تھا، جس کو چلانے میں وہ کامیاب ہو گئے تھے۔ ہم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جس وقت انہوں نے یہ سکہ چلایا ہے تو ایسے بہت سے خوش خرید موجود تھے جنہوں نے چار یا پانچ سکہ ہائے قلب چاندی یا سونے کے ایک سکہ کے بدلے میں خرید لئے تھے۔ ان لوگوں نے ان کو بلنسیہ کے بینک میں جمع کر دیا، اور بینک والوں نے اُن کو بطور صحیح سکۂ رائج الوقت کے چلا دیا۔ اس کے بعد ایک اعلان شاہی کے رو سے ان سکوں کا چلن موقوف کر دیا گیا۔ اس پر بڑی تشویش پھیلی اور ایسی آفت برپا ہوئی کہ جس کا فرو کرنا مشکل پڑ گیا، کیونکہ اُس وقت سوا اس سکہ قلب کے کوئی اور سکہ ہی موجود نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روٹی اور گوشت کی خریداری پر بازاروں میں روز لڑائی، مار کٹائی، بلکہ قتل و غارت کی نوبت پہنچنے لگی۔ اس نے یہاں تک طول کھینچا کہ رعایا کی بغاوت کا اندیشہ ہو گیا۔ ناچار ایک اور اعلان جاری کرنا پڑا کہ صرف وہی سکہ صحیح سمجھے جائینگے جن پر خاص قسم کی مہر ہوگی؛ باقی تانبے کے پتر اور لوہے کے قلعی دار ٹکڑے سکہ قلب سمجھے جائینگے۔ اس کے بعد اور بھی کئی فرمان جاری ہوئے، کیونکہ ملک میں سکہ قلب بنانے والے بھرے پڑے تھے، جن کو مولدین یہ فن سکھا گئے تھے اور ٹھپے سانچے ان کے ہاتھ فروخت کر گئے تھے۔ یوں سکہ کی حالت سپین میں نہایت خطرناک ہو رہی تھی؛ ملک بھر میں یہی سکہ چل رہا تھا اور اسی کی تجارت ہو رہی تھی؛ عیسائیوں نے تو اس کی ... شروع سے شروع کیا اور تمام تجارتی راہوں کو اس سے بند کر دیا۔ آخر مجبور ہو کر تمام شہر والوں نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح سکہ قلب سے اپنا پیچھا چھڑا لیں۔ شہر کے دروازوں پر چوکیدار مقرر کر دیئے گئے۔ اُن کو حکم تھا کہ جو کوئی آئے اُس کی تلاشی لیں اور اُس کے پاس جتنے سکہ قلب ہوں لے کر ایک فہرست میں درج کر کے کہیں جمع کر دیں اور اُن کے بدلے میں صحیح سکہ دیدیں۔ یوں چند ہی روز کے بعد بڑے گرجا کا توشہ خانہ بھر گیا؛ شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ... زیادہ قلب ...

چکے ہیں نتیجہ یہ ہُوا کہ اس سودے میں شہر کو چار لاکھ ایک ہزار پانچ سو طلائی کراؤن بمقابلہ سکہ قلب کے دینے پڑے۔ پھر بھی اس سے جو کچھ فایدہ ہُوا وہ عارضی تھا کیونکہ اور سکے برابر بن رہے تھے اور شہر اُن سے پھر بھر اجارہا تھا اگرچہ قلب سکہ ساز برابر گرفتار ہو رہے تھے اور اُن پر مقدمات بن رہے تھے مگر مجرمین اپنی سزا پر ہنستے تھے کیونکہ اس جرم میں قانونًا صرف تین سو ڈوکیٹ جرمانہ ہو سکتا تھا۔ وہ صاف کہتے تھے کہ جرمانہ دے کر بھی ہم فایدہ میں رہتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر بادشاہ سے شکایت کی گئی تو اُس نے فورًا اس جرم کو قابل سزاء قتل قرار دے دیا؛ اس پر بھی اتنے مقدمات بنے کہ شاید کوئی ہفتہ بھی خالی نہ جاتا تھا کہ دو تین آدمیوں کو اس جرم میں پھانسی نہ دی جاتی ہو۔ صرف ایک ضلع مرویڈرو میں ڈیڑھ سو آدمی گرفتار ہوئے یا بھاگ گئے۔ ان میں سے بعض آدمی معزز خاندانوں کے نکلے۔ ایک ٹارینٹ ہی جیسے چھوٹے سے قصبہ میں بیس آدمیوں پر مقدمے بنے۔ یہی حالت اور مقامات کی تھی، اور شہروں کی کیفیت تو ناگفتہ بہ تھی۔ ۸ مئی ۱۶۱۱ء کو مرویڈرو کے ایک رئیس کی اسی جرم میں گردن اُڑائی گئی۔ اور ۱۰ مئی کو ہی چھبیس آدمیوں کا ایک گروہ پکڑا گیا جنہوں نے سکہ قلب بنانے کا باقاعدہ کارخانہ کھول رکھا تھا۔ اُس میں معمولی طور پر مزدوروں سے کام لیا جاتا اور اُن کو نرخ بازار کے موافق مزدوریاں دی جاتی تھیں لطف یہ ہے کہ محکمۂ احتساب محنہ کے بہت سے حکام عمال بھی سکہ بناتے ہوئے پکڑے گئے۔ مگر حسب معمول محکمۂ احتساب محنہ نے اُن کو اس عذر سے چھڑا لیا کہ چونکہ وہ لوگ اس محکمہ کے آدمی ہیں اس لئے وہ خود سزا دے لینگے؛ معمولی عدالتیں اُس محکمہ یا اُس کے متعلقین کے معاملوں میں دخل نہیں دے سکتیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ سب سزاء قتل سے بچ گئے۔ ان ہی میں سے ایک شخص سلوا ڈور مریر پر ۱۶۱۸ء میں اسی جرم میں مقدمہ قایم ہُوا تھا اور دس برس قید سخت کی سزا محکمہ احتساب محنہ سے پا چکا تھا؛ باوجود اس کے اُس کو اس کے عہدہ سے برطرف کیا گیا؛ برعکس اس کے اُس کے بیٹے جوزف مر کو اسی محکمہ میں بطور رکن حکام رکھ لیا گیا؛ حالانکہ بیٹا بھی باپ کے ساتھ شریک جرم تھا۔ برشلونہ کی حالت اگر بلنسیہ سے بُری نہ تھی تو برابر تو ضرور تھی؛ وہاں یہ مصیبت برابر قایم رہی،

کیونکہ خود حکومت ہی سب سے بڑی سکہ قلب بنانے والی تھی۔ اس کام میں نفع ہی اتنا تھا کہ بادشاہ بھی اپنے آپ کو اس لالچ سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ ۱۶۱۴ء میں کچھ ہیجان اس بنا پر پیدا ہوا کہ ڈان گارشیا ڈی الرکون، ساکن غرناطہ، جو ایک متمول اور مقتدر باپ کا بیٹا تھا، اس جرم میں گرفتار ہوا۔ اس نے اقبال جرم بھی کر لیا اور راوز اربھی اُس کے پاس سے نکل آئے، مگر اس جرم کے ساتھ اُس پر جادوگری کا بھی الزام تھا اس لئے یہ امید تھی کہ وہ زندہ جلا دیا جائیگا۔

کلیسا، کنیسہ اور زمینداروں کی جو آمدنی گھٹ گئی تھی وہ زراعت اور دیگر صنعت و حرفت سپین کے دوامی نقصان کی علامت تھی۔ اتنے کثیر التعداد نہایت لایق اور کامل آدمیوں کے جلاوطن کر دینے کا یہ نتیجہ ہوتا ہی۔ مشہور تھا، اور یہ شہرت بالکل صحیح تھی کہ تمام عیسائیوں کے دلوں میں دست مزدکی نفرت و حقارت جاگزیں ہے، اور کسی طرح کی مزدوری کرنے یا کام کرنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔ سولھویں صدی میں وینس کے سفیروں نے بکرات و مرات یہ ظاہر کیا تھا کہ مسیحیان سپین کا یہ قومی تمغاء امتیاز ہے؛ نہ اس سے کاشتکار بچے ہوئے ہیں نہ صناع؛ سپین کے لوگ بہت ہی سست، بلکہ بیکار ہیں، اور ہاتھ سے کام کرنے میں اتنے کاہل ہیں کہ جو کام وہ چار مہینے میں ختم کرتے ہیں اُس کو دوسرے ملک کے لوگ صرف ایک مہینہ میں پورا کر سکتے ہیں۔ زراعت تو مسلمہ طور پر اُن کے خلاف مذاق ہے؛ ملک کے ذرایع ترفہ بہت ہیں، مگر اسی وجہ سے اُن کی نشو و نما نہیں ہوتی؛ باوجود اس کے یہاں جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ بھی پوری طرح یہیں خرچ نہیں ہوتا؛ اجناس خام دوسرے ملک میں چلی جاتی ہیں، اور وہاں سے وہی چیزیں ان مزدوروں اور کاریگروں کے ہاتھ میں پڑ کر اور کچھ کی کچھ ہو کر، واپس آتی ہیں اور کئی گنا قیمت پر بکتی ہیں۔* ۱۵۵۷ء میں فریڈریکو بڈورو نے لکھا تھا کہ اُون کا کپڑا قشتالہ میں صرف چار مقامات میں بُنا جاتا ہے؛ باقی ساٹھ ہزار بورے ہر سال فرانس، فلینڈرس اور اٹلی کو بھیج دیئے جاتے ہیں؛ اور اہالی سپین اپنے لباس اور پردوں وغیرہ کے لئے اُن ہی ملکوں کے محتاج ہیں۔ عام طور پر

---

* وائے برحال ہندوستان! (مترجم)

Marfat.com

یہ تسلیم کیاجاتا تھا کہ اہلِ سپین اپنی اولاد کو وہ کام نہیں سکھلاتے جس سے وہ دیانت داری کے ساتھ اپنی روزی کما سکیں۔ جو لوگ کہ فوج میں داخل نہیں ہو سکتے، یا سرکاری ملازمت نہیں پاتے، وہ خانقاہوں میں داخل ہو جاتے ہیں، یا گرجاؤں کی نوکریاں کر لیتے ہیں؛ اگر کسی کی کئی لڑکیاں ہوتی ہیں تو ایک لڑکی کو تو وہ بیاہ دیتا ہے، باقی سب لڑکیوں کو راہبہ بنا دیتا ہے۔ اہلِ نوار چار ہزار لاطینی مدرسوں کو روتے تھے کہ ان میں کاشتکاروں کے بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، حالانکہ ان ہی زمینداروں کے کھیتوں میں خاک اڑ رہی ہے، یہ لڑکے جب مدرسہ سے شُدبُد پڑھ کر نکلتے ہیں، اور کلیسا میں جگہ نہیں پاتے تو بھیک مانگنے لگتے ہیں، یا دغا و فریب سے روٹی کماتے ہیں، یا قزاقوں کے ساتھ جا شامل ہوتے ہیں۔

اُدھر تو پادریوں کی یہ بے حد افراط، بالخصوص باقاعدہ پادریوں کی؛ اُدھر اشیاء و اجناس پیدا کرنے والوں کی روز افزوں کمی؛ وہ چیز تھی کہ جس پر سپین کے عوام الناس کو توجہ کرنی چاہیے تھی؛ خاص کر ایسی صورت میں کہ جو اراضی اُن کے پاس تھی اُس کا لگان بھی معاف تھا، پھر بھی وہ کاشت نہ کرتے تھے۔ ان سب باتوں نے مل کر پوری طرح اس کو ثابت کر دیا کہ مولدین کے کوئی قایم مقام نہیں ملینگے، اور اگر ملینگے بھی تو کہیں برسوں اور قرنوں میں۔ مدتہاء مدید تک یہ حالت رہی کہ شاید کوئی شاہی کونسل ایسی نہ ہوتی ہوگی کہ جس میں اس طرف اراکین کی توجہہ مبذول نہ کرائی جاتی ہو۔ پادریوں کی افراط دن دوگنی اور رات چوگنی ہو رہی تھی اور اُسی مقدار سے عام طور پر افلاس اور مصیبت بڑھتی چلی جا رہی تھی؛ چنانچہ ۱۶۱۹ء میں فرانسسکو سولانو سلازار نے اپنی ایک عرضداشت موسومہ فلپ چہارم میں یہ لکھا تھا کہ صرف دیرا اور خانقاہیں تو ایسی جگہ ہیں کہ جہاں آدمی بھوکوں کے مارے نہیں مرتے؛ باقی ہر جگہ فاقہ کشی ہو رہی ہے۔ ۱۶۰۳ء میں فلپ سوم نے ایک خفیہ مجلس شورے عالمان علوم دینی کی بلا کر منعقد کی؛ اس میں مذہب مسیحی کے کئی فرقوں کے آدمی شامل تھے۔ ان سب نے متفق اللفظ یہ مشورہ دیا کہ پادریوں کی روز افزوں تعداد کے انسداد کا کوئی قرار واقعی انتظام کیا جائے۔ ۱۶۱۹ء میں کونسلوں نے بادشاہ کو اسی مضمون کی درخواست

دی اور ۱۶۱۹ء میں ایک مشہور مذہبی کونسل قشتالہ نے اس کو مصائب عامہ میں شمار کیا ۔* ۱۶۲۴ء میں پادری انجیل ہین ک اس پر افسوس کرتا ہے کہ کوئی قصبہ یا گاؤں ایسا نہیں ہے جس میں پیروں کی تعداد پچاس برس کے اندر سہ گنی نہیں ہوگئی ہے" دوسری طرف جہاں برگس میں سات ہزار خاندان آباد تھے وہاں اب صرف نو سو رہ گئے ہیں لیون میں پانچ ہزار خاندان تھے اب وہاں صرف پانچ سو باقی ہیں؛ چھوٹے چھوٹے مواضع تو بالکل غیر آباد پڑے ہیں؛ متوسط درجے کے گاؤں رفتہ رفتہ ویران ہوئے چلے جاتے ہیں؛ دیروں اور کنیسوں کی آبادی بھی بڑھ رہی ہے اور آمدنی بھی باقی خلق اللہ تباہ ہو رہی ہے ۱۶۲۵ء میں ڈاکٹر پیڈرو دی سلازار کلیسائے طلیطلہ کا قانون ساز لکھتا ہے کہ باوجود اس کے کہ شاہ الفانسو عقیل نے یہ تحریری حکم دیا تھا کہ کوئی نئی خانقاہ کسی شہر کی حدود کے اندر نہ بنائی جائے مگر چھ پرانی خانقاہوں کی توسیع کر لی گئی ہے اور متعدد خانقاہیں نئی بن گئی ہیں ان خانقاہوں میں پچاس شاہی اور امرا کے محل بھی آگئے ہیں اور چھ سو چھوٹے چھوٹے مکانات ۔ وہ اپنی یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ اسپین میں پادریوں کی تعداد بڑھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ پرانے زمانے کے مقابلے میں رعایا کی تعداد صرف چوتھائی رہ گئی ہے؛ یہ سب کچھ صحیح تھا مگر شاہی محاصل سے بچنے کے لئے پادریوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی اور یہ سب لوگ رعایا کے دوش ضعیف پر وہ بار ہوئے کہ جس کا اٹھانا انہیں مشکل ہو گیا ۱۶۲۷ء میں حکومت کی توجہ باشندگان قصبہ گمارہ ہی انبشترپولاس کی درخواست نے اس طرف مبذول کرائی کہ اس قصبہ میں خانقاہوں نے اتنی جائدادیں خرید لی ہیں کہ جہاں تین سو خاندان بستے تھے وہاں اب صرف ستر خاندان رہ گئے ہیں ان میں سے تیس خاندان کاشتکار [illegible] ان ہی پر وہ بار پڑا ہوا ہے جو پہلے [illegible] خاندان مل کر اٹھاتے تھے یہ درخواست حقیقت [illegible] مالیہ کے سپرد ہوئی اور اس نے یہ رپورٹ کی کہ یہ کیفیت صرف یہیں کی نہیں بلکہ اور مقامات [illegible] لت ہے لیکن اگر اس کا کوئی علاج

---

* ڈوسے ولا کہتا ہے کہ گرچہ میں خود پادری ہوں لیکن میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ پادریوں کی تعداد بہت ہی بڑھ گئی ہے جس زمانہ میں کہ [illegible] یہ لکھا تھا ۱۶۲۵ء [illegible] ہزار پادری [illegible] اور [illegible] کے [illegible] میں تھے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] مستقیموں [illegible] گئے [illegible] اس [illegible] پچاس برس [illegible] [illegible]

کرسکتا ہے تو قشتالہ کی کونسل نے اس واقعہ کے سات برس بعد یعنی ۱۶۱۶ء میں اس نقص کے رفع کرنے کی ایک بیکار سی کوشش یہ کی گئی کہ فرمان شاہی جاری ہوا' جس میں یہ شکایت کی گئی تھی کہ پادریوں کی فراوانی اور ان کے مکر و فریب سے ملک میں سخت بدنظمی پھیلی جا رہی ہے' یہ پادری ایسی عیارانہ چالیں نکال لیتے ہیں کہ کونسل آف ٹرینٹ کے قواعد سب بالاء طاق رکھے رہتے ہیں' اس لئے اسقفوں کو چاہیئے کہ اُن قواعد پر سختی کے ساتھ عمل کریں۔ باقی رہ گئی خانقاہوں کی روزافزوں تعداد' اُس کے لئے پوپ کو درخواست دی گئی کہ وہ اُن کے متعلق کچھ اختیارات مزید بادشاہ کو عطا فرما دیں +

سستی اور کاہلی کی عادت' اور جوش مذہب کی گرماگرمی نے مل کر رعایاء سپین کی طاقت پیداوار کو بہت ہی کم کر دیا' جو کچھ کام کرنے والے لوگ رہ گئے تھے (اور اُن کی تعداد کم تھی) وہ غیر ممالک کی لڑائیوں اور نئی دُنیا کی آبادی کے لئے کھنچے چلے جاتے تھے۔ سیاست دانان سپین جب ہر طرح کے خطرات سے یوں مجبور ہوئے تو اُن کی آنکھیں کھلیں' اور اب اُنہوں نے دیکھا کہ جنون مذہبی نے اُس ایک فرقہ (مولدین) کو نکال باہر کر دیا ہے جس پر ذریعہ ملک کے نشوونما اور مرفہ سلطنت کی کچھ امیدیں تھیں' اگر اُن کو ملک میں رہنے دیا جاتا تو شاید آخری ساعت میں بھی کچھ عاقلانہ تدابیر سے وہ رام ہو جاتے' اور صرف اُن ہی معدودے چند آدمیوں کے نکالنے کی ضرورت پڑتی جن کی طرف سے بالکل ہی مایوسی ہو جاتی +

سپین کے غیر مسامحانہ نتائج کا اقتصادی خلاصہ اگر کہیں نظر آتا تھا تو سیوڈاڈ ریال میں' جو صوبہ لامنکا کا صدر مقام تھا' اس قصبہ کو تیرھویں صدی میں الفانسو عقیل نے بسایا تھا' اور یہاں کے آبادکاروں کو بڑی فیاضانہ مراعات عطا فرمائی تھیں' جن کی وجہ سے یہودی اور مسلمان وہاں آبسے تھے۔ ۱۲۹۰ء میں جو محاصل وہاں تشخیص ہوئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہودیوں ہی میں ۱۲۸ ٹیکس ادا کرنے والے وہاں رہتے تھے (اس میں صرف خاندان کے سرپرست اور بالغ مرد ہی شامل تھے) اور تیرہ دینار فی کس سالانہ ادا کرتے تھے جب ۱۴۹۲ء میں یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا ہے تو یہ آمدنی بالکل جاتی رہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس وقت جو لوگ جلاوطن کئے گئے وہ وہی لوگ تھے جو پچھلے قتل عام' تعذیب اور جبریہ اصطباغ سے بچ رہے تھے' ۱۵۰۲ء میں کچھ مولدین غرناطہ سے وہاں بھیج دیئے گئے' انہوں

ایک حد تک یہودیوں کی قایم مقامی کی ۱۶۱۰ء میں یہ لوگ بھی نکال باہر کئے گئے اور ان کے ساتھ ہی مدجلین بھی؛ اس کے بعد اُس متمول اور سرسبز شہر میں اگر کچھ رہ گیا تھا تو تباہی و ویرانی؛ یا چند قریبًا بے چراغ گھر ۱۶۲۱ء میں وہاں صرف پانچہزار ساٹھ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ جو انفار وہاں رہ گئے تھے اُن کو اپنی زمینیں کاشت کرنے سے عار آتی تھی۔ مولدین نے پارچہ بافی کا جو کام وہاں شروع کیا تھا اُن کے کارخانے بالکل تباہ ہو گئے۔ اس شہر کو پھر فروغ دینے کے لئے فلپ چہارم نے ۱۶۲۳ء میں وہاں ایک منڈی قایم کی؛ جس کو ہر طرح کے محصول سے مستثنےٰ کر دیا۔ اس کے متعلق جو حکم جاری ہؤا تھا اُس میں لکھا تھا کہ اس شہر میں اب سے پہلے بارہ ہزار خاندان رہتے تھے؛ لیکن اب صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ رہ گئے ہیں؛ اور وہ بھی افلاس میں سر سے پیر تک غرق ہیں؛ نیز یہ کہ مولدین کی جلاوطنی سے پانچہزار آدمی یہاں سے نکل گئے؛ یہی وہ لوگ تھے کہ جن کے طفیل سے اس شہر کا ترفہ و تمول قایم تھا اور اور لوگ یہاں اپنا پیٹ پال رہے تھے باوجود مختلف تدابیر کے سو برس سے زیادہ لگے تب جا کر کہیں وہ اُس حالت پر آیا۔ یہ واقعات اور حالات سامنے رکھ کر سپین کی کمی آبادی اور فقدان ترفہ کے اسباب بہت آسانی کے ساتھ بتلائے جا سکتے ہیں ؛

سپین کو یہ سوکھے کی بیماری سترھویں صدی میں ایسی لگی کہ اس نے اُس کے جسم و جان پوست واستخوان کو گلا کر رکھ دیا؛ اسی نے وہاں کے رہنے والوں کو اس طرف مایل کیا کہ وہ اُس کی تحقیقات کریں کہ اس کے اسباب کیا تھے؛ اور اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے قشتالہ کی کونسل نے ڈیوک آف لیرما کو ۶ جون ۱۶۱۸ء کو اس کام پر متعین کیا کہ وہ اُس کی تحقیقات کریں کہ ملک سپین کی آبادی اس قدر جلد جلد کیوں کم ہو رہی ہے؛ اور آیا اس کا کچھ علاج ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اس تحقیقات میں دیر لگی؛ آخر یکم فروری ۱۶۱۹ء کو ڈیوک موصوف نے رپورٹ پیش کی جس میں ملک کی حالت نہایت افسوسناک بتلائی؛ اور لکھا کہ آبادی متواتر گھٹتی چلی جاتی ہے اور شہر اور گانوں غیر آباد ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس رپورٹ میں مولدین کی جلاوطنی؛ پادریوں کی روز افزوں تعداد؛ سکہ کی لرزا دینے والی

بدترین حالت، یا اہالی سپین کے محنت مشقت سے جی چرانے کا کہیں ذکر نہیں ہے؛ بلکہ وہ تمام خرابی کی بنیاد بے سوچے سمجھے ٹیکسوں کی بھرمار کو بتلاتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ ٹیکس ایسے ہیں کہ شاید کسی مہذب قوم نے کبھی ایسے ٹیکس ایجاد نہ کئے ہونگے، اسی کی وجہ سے لوگ اپنی جایدادوں کو چھوڑ کر بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے اسباب بتلائے گئے تھے جو اس میں معاون ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی تھے کہ ریشم کشیدہ کا کام اور بہت سی تکلفات کی چیزیں باہر ہی سے ملک میں آتی اور خرچ ہوتی ہیں، بادشاہ نے ایسی فیاضی دکھلائی ہے کہ اپنے منظور نظر لوگوں کو اتنا دیا ہے کہ وہ امیر ہوگئے ہیں؛ پھر یہ سفارش کی ہے کہ ہنری سوم، جوان دوئم اور فرڈی نینڈ اور ازابیلا جیسے بادشاہوں کی تقلید میں بادشاہ کو اپنا ہاتھ روک لینا چاہئیے۔ ۱۶۲۵ء میں بعض شہر والوں نے اس معاملہ پر توجہ کی اور چند ارکان کی خواہش پر مگیول کاکساڈی لاریلا نے ایک طول طویل عرضداشت لکھی جو اتنی مقبول ہوئی کہ بادشاہ کے خرچ پر اس کو طبع کرایا گیا۔ اس عرضداشت میں لاریلا تمام خرابیوں کی جڑ گاۓ، بیل، بھیڑ بکری کی پرورش اور تجارت کی کمی کو بتلاتا ہے، اور کہتا ہے کہ اس میں جو کمی آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں قانون ہی ناقص ہے اور عام چراگاہوں پر امرا نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے جو دلایل دیئے ہیں وہ کسی کام کی نہیں ہیں، مگر جو واقعات اس نے بیان کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انحطاط کے اسباب یکے بعد دیگرے جلد جلد پیدا ہوتے چلے گئے۔ وہ کہتا ہے کہ ۱۶۱۰ء میں سیو لکا میں باسٹھ لاکھ پچاس ہزار پونڈ اون ڈھل کر بیرون ملک میں گیا، اور ۲۷ لاکھ پچاس ہزار پونڈ اون اس غرض سے رنگا گیا کہ وہ یہیں کاتا بنا جائے؛ اس وقت صرف دو لاکھ پونڈ باہر بھیجا گیا اور ڈھائی لاکھ پونڈ ملک میں کھا گیا۔ اس کمی کی وجہ وہ یہ قرار دیتا ہے کہ یہاں نہ کاریگر ہیں نہ کارخانے اور مزدوری نہ ہونے کی وجہ سے لوگ دیروں میں داخل ہوگئے چھتیس ۳۶ برس کے عرصہ میں مویشی کی تعداد بقدر ایک کروڑ بیس لاکھ راس کے کم ہوگئی ۱۶۲۷ء اور ۱۶۲۸ء میں جو میڈرڈ میں گوشت کی کمی آئی تو حکام نے اپنے آدمیوں کو بیرونی علاقوں میں جانور پکڑنے کے لئے بھیجا؛ ان لوگوں نے بمجبوری چھوٹی عمر کی بکریاں اور بھیڑیں اور کشاورزی کے بیل پکڑ کر ذبح کرنے کے لئے دارالسلطنت میں بھیج دیئے۔

Marfat.com

کاشتکار عالم یاس میں مُنہ دیکھتے رہ گئے۔ اِس میں کوئی بھی کلام نہیں جس ملک میں خود بادشاہ دیدہ ودانستہ ظلم کرائے وہ ملک کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا۔

وہ لوگ جو اسباب تباہی ملک کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے تھے گویا یہ عہد کر چکے تھے کہ ان اسباب میں مولدین کی جلاوطنی کا نام نہ لینگے لیکن جن لوگوں کو تکلیف اور نقصان پہنچ رہا تھا وہ صاف طور پر اصلی باعث اسی کو قرار دیتے تھے، جیسا کہ سیوڈاڈ ریال کے معاملہ میں ۱۶۲۳ء میں ہوا۔ ۱۶۲۲ء میں فلپ چہارم نے بلنسیہ کے چند شہروں کو کچھ ایسی مراعات دیں کہ اُن کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔ اس موقعہ پر بادشاہ نے لکھا کہ اُن پر اس کا بڑا اثر پڑا ہے کہ اُن کے صوبے سے کثیر التعداد آدمی لے کر اُن علاقوں میں بھیج دیئے گئے جو ویران ہو چکے تھے۔ نیز ایک باعث یہ بھی ہے کہ جو چیزیں کہ مولدین کے علاقوں میں یہاں سے جاتی تھیں وہ اُن کے جلاوطن ہونے کے سبب سے جانا بند ہو گئیں، اُن کے محصول کا بھی اہالی بلنسیہ کو نقصان پڑا۔ یہ وہ مال تجارت تھا جس سے کہ یہاں کے سوداگروں کو بہت فایدہ پہنچتا تھا۔ اہالی بلنسیہ کو ہر طرح نقصان اُٹھانا پڑا، آمدنی میں بھی اور خرچ میں بھی۔ جو زخم کہ اُن کے آ چکے تھے اُن کے تھوڑے سے اندمال میں بھی ایک عرصہ لگیگا۔ اس صدمہ سے مضافات کے متعلق جو خرابیاں پڑی ہیں اُس کے حالت اصلی پر آنے کے لئے ایک زمانہ درکار ہوگا۔ ۱۶۴۵ء میں بلنسیہ کی مجالس بلدیہ نے ایک عرضداشت میں لکھا کہ شاہی آمدنی کو اس لئے نقصان پہنچا کہ بہت سی زرخیز زمینیں جن میں ہزاروں من گیہوں پیدا ہو سکتا تھا، بلا کاشت پڑی رہیں، چونکہ وہ بادشاہ کی ملکیت ہیں، اس لئے نہ وہ فروخت ہو سکتی ہیں نہ اجارہ پر دی جا سکتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اُن پر قرضہ کا بہت بڑا بار ہے اور اُن پر بادشاہی حقوق ہیں۔ بنا بریں یہ رائے دی گئی کہ ہر شہر کے حکام کو اجازت دیا جائے کہ وہ خاص شرائط پر ان اراضی کو کاشت پر دیدیں۔ اگر یہ نہ ہو تو بالعوض زر نقد یا جنس کاشت کرائی جائیں۔ اس کی جو کچھ آمدنی ہو وہ کسی اہلکار کے پاس جمع ہو اور وہ خرچ وغیرہ نکال کر بالقی رقم سرکاری خزانہ کے حوالہ کر دے۔ اس پر بادشاہ راضی ہو گیا، مگر صرف اُسی حد تک کہ جہاں تک اراضی مملوکہ بلدیہ کا تعلق تھا، اور جو چھ برس سے کاشت نہیں ہوتی تھیں۔ یہ بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال تھی کہ مختلف قسم کے سوالات پیدا ہوتے تھے اور اُن کے طے ہونے میں برسوں لگ جاتے تھے۔ ایک اور مثال یہ ہے کہ بلدیہ سرقسطہ نے ۱۶۴۲ء

Marfat.com

ایک نئے ٹیکس لگائے جانے کے موقعہ پر یہ لکھا کہ مولدین کے چولھوں پر جو ٹیکس تھا وہ اُن کے جلاوطن ہونے سے وصول نہیں ہوتا۔ ایک تو اس کے وصول نہ ہونے سے ہمیں نقصان پہنچا، اس کے علاوہ ہم کو اور بھی کئی دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے بعض ٹیکس ایسے ہیں کہ جو مولدین ادا کرتے تھے وہ بھی ہم ہی سے وصول کئے جاتے ہیں نیز کئی ٹیکس اور بڑھ گئے ہیں اس لئے اب اس نئے ٹیکس کے دینے کی ہم میں طاقت نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسی رعایا جس پر تمام مصنوعات کا انحصار اور مالیہ کا دارومدار تھا اس کے دفعتہ نکال دیئے جانے سے ہر جگہ تباہی بربادی پیدا ہو ہی جانے والی تھی اور یہی ہوا کہ پیچیدگیوں کا ایک انبار لگ گیا کہ جس کو ہٹانے میں بیسیوں برس لگ گئے۔ اُس زمانہ کے سیاست دانان سپین کی یہ ایک خصوصیت تھی کہ اس قسم کے معاملات کو وہ عین وقت پر نہیں سوچتے تھے اور جو تکالیف پیش آنے والی ہوتی تھیں اُن کا علاج پہلے تجویز نہیں کرتے تھے۔ مولدین کے متعلق بے تعداد مشورے ہوئے، ملک کے بڑے بڑے قابل آدمیوں سے رائیں لی گئیں، تجربہ کاروں سے پوچھا گیا، مگر جس وقت سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ اُن کو جلاوطن کر دیا جائے اُس وقت کسی کے خیال میں یہ چھوٹی سی بات نہ آئی کہ اُن کے چلے جانے سے ملک پر کیا آفتیں آئینگی۔ اس پر بے تعداد مباحثہ ہوئے کہ مولدین کے متعلق جو تدابیر مختلف لوگوں نے بتلائی ہیں اُن میں سے کس پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں۔ آخر جب یہ طے کر لیا گیا کہ اُن کو جلاوطن کر دیا جائے تو اُس وقت اس پر بحثیں ہوئیں کہ اُن کی جلاوطنی کی کیا صورت ہونی چاہئے اُن کو کیا چیزیں لے جانے اور کیا کیا چھوڑ جانی چاہئیں، اُن کے جو بچے یہاں رہ جائینگے اُن کا کیا ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔ مگر اُن کے ملک بدر ہو جانے کے نتائج و عواقب کو اُن کے پیدا ہونے کے وقت، یا اتفاقات پر چھوڑ دیا گیا، اس پر تفصیلی نظر ڈالی ہی نہیں گئی اور رعایا کی صلاح و فلاح کو بے طرح ٹھکرا دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ سلطنت سپین کا نظم و نسق یوں ناکام رہا۔

مولدین کے جلاوطن کرنے سے سلطنت سپین نے کچھ کھویا ہو یا پایا ہو مگر اُس کو یہ کتنا بڑا فایدہ ہوا کم از کم جہاں تک کہ محکمۂ احتساب و محنہ کے سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے، اسلام کا نام، جو مبغوض ترین تھا اُس سرزمین سے مٹ گیا۔ مگر بعد کو اس محکمہ میں جو مقدمات ہوئے اُن سے معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ یہ خبط آخر تک نہیں گیا، اور لوگ اس تاک میں لگے رہے کہ کسی مسلمان کا قدم ملک میں رہ نہ جائے۔ یہ صحیح ہے کہ کچھ روز مولد غلاموں کی نگرانی بہت ضروری تھی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جو ڈیل اگیوار اور میولاڈی کورٹس کی بغاوت کے موقعہ پر گرفتار ہو کر بطور غلاموں کے فروخت کر دیئے گئے تھے، یا وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے بخوشی خاطر افریقیہ سے واپس آکر غلام بننا منظور کر لیا تھا۔ ۲۴ مارچ ۱۶۱۶ء کو محکمۂ احتساب محنہ کے ایک رکن نے بذریعہ ایک مراسلہ کے صدر مجلس سے دریافت کیا کہ چند اصطباغ یافتہ مولد غلاموں نے بربر جانے کی سازش کی ہے، ان کے متعلق کیا کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بڑی شدید نگرانی ہوتی تھی بحیرۂ روم کے سواحل پر جو لامتناہی سلسلۂ جنگ جاری تھا اس میں مسلمان قیدی ہمیشہ آتے اور بطور غلاموں کے بکتے رہتے تھے، ان کے متعلق بھی ایک یہ سوال پیدا کیا گیا کہ جب تک اُن کو اصطباغ نہ دے دیا جائے ملک میں نہ رہنے دیا جائے۔ متعدد ہدایات اس امر کی جاری ہوئیں کہ ان لوگوں کو دارالسلطنت میڈرڈ میں نہ رہنے دیا جائے، لیکن چونکہ ان پر عمل نہیں ہوا اس لئے ۱۶۲۶ء میں ایک فرمان جاری ہوا کہ غیر اصطباغ یافتہ غلام پندرہ روز کے اندر نکال دیئے جائیں، ورنہ جن لوگوں کے پاس ایسے غلام ہونگے اُن کی جایداد ضبط کر لی جائیگی۔ چونکہ اُن کے آقاؤں کو اُن پر حقوق تملیک حاصل تھے اس لئے وہ ملک سے تو خارج نہیں کئے جا سکتے تھے لیکن وہ اکثر آزاد ہو جاتے تھے یا کچھ خرچ کر کے اپنی آزادی خرید لیتے تھے اس کے بعد اگر وہ ملک میں رہتے تھے تو اُن کا وجود سخت ناگوار سمجھا جاتا تھا۔ ۱۷۱۲ء میں ایک فرمان کے رو سے حکم ہوا کہ وہ سپین سے خارج کر دیئے جائیں؛ مقامی حکام ایک میعاد مقرر کر دیں کہ اُس کے اندر اندر وہ اپنے خاندان اور جایداد کو مجتمع کر لیں، اس کے بعد افریقیہ کو روانہ کر دیئے جائیں۔ یہ نامعقول جوش مذہبی جو بجد و کد مشتعل رکھا جاتا تھا اس واقعہ میں مجسم ہو کر نظر آیا جو ملاغہ میں ۹ جون ۱۶۳۷ء کو پیش آیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک پناہ گزین مسلمان لڑکی نے جو کنیز تھی وہاں کے اسقف سے درخواست کی کہ مجھے عیسائی کر لیا جائے۔ اسقف نے ایک پادری کو اصطباغ دینے کے لئے بلا بھیجا مگر قبل اس کے کہ پادری وہاں پہنچ سکے اُس لڑکی نے اپنی رائے بدل لی۔ پادری جو سامان اصطباغ لے کر آیا تھا وہ اپنے ساتھ لے کر واپس چلا گیا۔ چند بیوقوف عورتوں نے جو یہ

Marfat.com

دیکھا کہ پادری اتنی جلدی واپس چلا گیا تو اُنھوں نے چیخ پکار شروع کر دی کہ اُس لڑکی کے چند مسلمان فیقوں نے عشاء ربانی کو پیروں تلے روند دیا ہے۔ یہ سنتے ہی تمام شہر شمشیر بکف ہو گیا' یہاں تک کہ عورتیں بھی باہر نکل آئیں۔ جن عورتوں کے ہاتھ کوئی ہتھیار نہ لگا اُنھوں نے لاٹھیوں اور پتھروں سے مسلمانوں کو جو راستہ میں ملتے تھے۔ بے رحمی سے مارنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ وہ چیختے ہی رہے کہ ہم عیسائی ہو چکے ہیں' مگر کون سنتا تھا۔ یکایک ایک اور شور مچا کہ مسلمان شہر کو جلانے کی کوشش کر رہے ہیں' اب کیا تھا' گرجاؤں کے گھنٹے بجنے شروع ہو گئے' لوگ گروہ گروہ جمع ہو گئے' اور جو غلام اُنہیں نظر آیا سب کو قتل کر دیا۔ اتفاق سے اُسی وقت ایک پرتگالی جہاز بندر سے روانہ ہونے والا تھا' کسی نے کہہ دیا کہ وہ جہاز مسلمانوں کا ہے' فوراً ہی ایک جہاز اُس کے تعاقب میں دوڑایا گیا' اس نے پرتگالی جہاز کو پکڑ لیا' اور آؤ دیکھا نہ تاؤ جہاز کے سارے عملے کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ میں ساٹھ مرد اور عورت غلام و کنیزیں قتل ہو گئیں ٭

جن لوگوں میں کہ یہ سبعیانہ و وحشیانہ حرارت مذہبی ہو اُن میں یہ کچھ مستبعد بات نہ تھی کہ مولدین یا اُن کی اولاد ذرا ذرا سی بات میں حکام کلیسا کے پاس پہنچا دی جائے۔ مگر ان کے جتنے مقدمات کی تعداد کم ہے اُتنا ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بہادروں نے اپنی سرزمین کو اس ناپاکی سے بہت کچھ پاک کر لیا تھا محکمۂ احتساب محنہ اپنی طرف سے ہر وقت ان مجرمین کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار بیٹھا رہتا تھا ۱۶۲۵ء یا ۱۶۳۰ء میں سرقسطہ میں ایک دستور العمل بنایا گیا تھا' اُس میں ایک مکمل فہرست مسلمانوں کی رسموں کی دی ہوئی ہے' اور اُس میں لکھا ہے کہ محتسبین کو چاہئے کہ ان مراسم کو اچھی طرح یاد رکھیں' تاکہ جن لوگوں پر کہ مسلمان ہونے کا الزام لگایا جائے وہ ان رسوم کے ذریعہ سے پہچانے جا سکیں۔ خال خال مقدمات بھی ہوئے' مگر غالباً وہ اصطباغ یافتہ غلاموں کے تھے یا اُن بچوں کے جو جلاوطنی کے وقت سپین میں رکھ لئے گئے تھے' مثلاً ایک مقدمہ جے رونی مو مونادین ٹوراکا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شخص القنفطہ واقعہ صوبہ بلنسیہ کا رہنے والا مولد تھا۔ اُس کو اس لئے مستوجب سزا قرار دیا گیا کہ وہ اپنے عقائد پر قائم رہنے پر مصر تھا۔ دسمبر ۱۶۲۵ء میں وہ زندہ جلائے جانے کی سزا بھگتنے کے لئے ویلاڈ والڈ کی

Marfat.com

عدالت کو منتقل کردیا گیا، مگر ۱۶۳۷ء کے آخر تک وہ زندہ جلادینے والی عدالت کے اجلاس کے انتظار میں یوں ہی زیر تجویز پڑا رہا (اس عدالت کے اجلاس میں چونکہ خرچ بہت پڑتا تھا اس لئے ملک کے افلاس کو دیکھ کر اس کے اجلاس دیر دیر بعد ہوتے تھے) ماہ مئی ۱۶۳۸ء میں وہ آخر سر قسطہ بھیجا گیا؛ اغلباً وہ یہاں قتل کردیا گیا ہوگا۔ ۱۶۴۹ء میں بلنسیہ کی عدالت نے چند اصطباغ یافتہ غلاموں پر اس جرم میں مقدمات چلائے کہ وہ بربر کو بھاگ جانا چاہتے تھے۔ اُن کے اس قصد ہی سے یہ قیاس کر لیا گیا کہ چونکہ وہ ملک بربر کو بھاگ جانا چاہتے ہیں اس لئے اُن کے اعتقادات صحیح نہیں ہیں ؛

کبھی کبھی ساحل بحر یا جہاز پر سے کوئی آدمی پکڑ لیا جاتا تھا اور اُس پر یہ الزام قایم کردیا جاتا تھا کہ یہ پہلے عیسائی تھا اب مسلمان ہوگیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ جلادینے والی عدالت کے سامنے مسلمان پیش ہوتے رہے ہیں۔ ۲ر دسمبر ۱۶۲۵ء کو اس عدالت کا جو اجلاس قرطبہ میں ہُوا تھا اُس میں اڑسٹھ آدمی پیش ہوئے؛ یہ سب یہودی تھے، صرف ایک شخص، فرانسسکو ڈی لیوک نامی مسلمان تھا۔ یہ شخص پہلے عیسائی ہوگیا تھا، مگر بعد میں مسلمان ہوکر قزاقان بحری کے ساتھ مل گیا اور حج خانہ کعبہ کر آیا۔ اُس کو زندہ تو نہیں جلایا گیا، مگر یہ سزا دی گئی کہ پہلے اُس کو دو سو ضرب تازیانہ لگائی جائیں، پھر چار برس تک جہازوں پر مشقت کرے، اس کے بعد مادام الحیات قید رہے اور ذلیل کن لباس پہنے۔ زندہ جلادینے والی عدالت کا جو اجلاس ۲۱ر جون ۱۶۲۷ء کو برشلونہ میں منعقد ہُوا اس میں تین آدمی عیسائیت سے روگرداں ہونے کے جرم میں پیش ہوئے تھے۔ یہ تینوں جہازوں کی مشقت سے پکڑے آئے تھے۔ ان میں سے ایک تو بوڑھا آدمی تھا، اور اپنے دین پر سخت مصر تھا، اس کو سزا دی گئی، لیکن بجائے زندہ جلانے کے اُس کا گلا گھونٹ کر مارا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُس نے اپنے عقاید سے رجوع کرلیا ہوگا۔ اسی عدالت کے اجلاس منعقدہ قرطبہ میں ۲۱ر دسمبر ۱۶۲۷ء کو جو اجلاس ہُوا اُس میں منجملہ اٹھاسی مجرمین کے صرف ایک عورت مسلمان کنیز تھی۔ اس پر یہ الزام تھا کہ وہ باوجود اصطباغ یافتہ ہونے کے بربر بھاگ جانا چاہتی تھی، اس لئے شاید وہ مسلمان ہے۔ اس کو زندہ نہیں جلایا گیا بلکہ سو ضرب تازیانہ کی سزا دی گئی۔ میڈرڈ میں ۳۰ر جون ۱۶۸۰ء کو جو سب سے بڑا اجلاس اس

عدالت کا ہوا اُس میں تمام ملک محروسہ سپین سے مجرم بلائے گئے تھے ان میں صرف ایک مسلمان تھا۔ اس کا نام لزارو فرنینڈیز المعروف بہ مصطفےٰ تھا۔ یہ شخص قادیز کا رہنے والا تھا اور مسلمان ہو کر قزاقان بحری میں جا شامل ہوا تھا۔ چونکہ وہ آخر وقت تک دین اسلام پر مصر رہا اس لئے زندہ جلا دیا گیا٭۔ اسی عدالت کے اجلاس منعقدہ ۷ اپریل ۱۶۶۹ء بمقام طلیطلہ ایک مسلمان غلام پیش ہوا جس کا نام سلیمان یا فرانسسکو ڈی لا کنڈیے لاریا تھا۔ اس پر جرم یہ تھا کہ اُس نے اصطباغ لیتے ہوئے عشاء ربانی کا مذاق اُڑایا تھا۔ اس پر اُس کو سو ضرب تازیانہ کی سزا دی گئی۔ اس قسم کے چند مقدمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک مسلمانوں اور اسلام کی سختی کے ساتھ نگرانی کی جاتی تھی۔ باوجود اس خبط کے ۱۶۲۲ء سے لے کر ۱۶۶۲ء تک جو عدالتیں منعقد ہوئیں اُن میں صرف ایک مقدمہ بجرم دین اسلام پیش ہوا۔ اور ۱۶۴۸ء سے لے کر ۱۶۹۴ء تک صرف پانچ آدمی اس جرم میں عدالتوں میں پیش ہوئے۔ جو مقدمات کہ ۱۷۰۳ء سے لے کر ۱۸۲۰ء تک ہوئے اُن میں صرف ایک شخص پر یہ الزام تھا کہ وہ عیسائیت سے روگرداں ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔

پھر بھی مولدین کی اولاد میں بہت سے خاندان ایسے تھے کہ جن کے شجرۂ انساب عیسائیوں نے نہایت احتیاط سے بنا کر اس غرض سے اپنے پاس رکھ چھوڑے تھے تاکہ اُن کو یاد دلاتے رہیں کہ وہ اُس مبغوض نسل سے ہیں۔ چنانچہ طلیطلہ میں ایک عورت پر اس جرم میں مقدمہ قایم ہوا کہ وہ یہودیہ تھی اُس نے اثنائے تحقیقات میں یہ بیان کیا کہ میں نے اپنے گرفتار ہونے سے پہلے ۲۴ اکتوبر ۱۶۷۸ء کو کچھ ریشم ایک عورت کے یہاں چھپا کر رکھا تھا جس کا نام ازابل ڈی برنارڈو ہے اور وہ

٭ پادری جے روئی موگرے شی ان جوسینٹا ٹیریسیا کا روحانی مرشد تھا اور دو تین برس تک ٹونس میں قید رہ چکا تھا لکھتا ہے کہ میں نے ۱۵۹۵ء میں وہاں بہت سے ایسے آدمی دیکھے تھے کہ جو مسلمان ہو گئے تھے۔ وہ سپین جانے پر بڑی خوشی سے تیار رہتے تھے مگر محکمہ احتساب و محنہ کے ڈر کے مارے نہیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہم وہاں گئے تو تاوقتیکہ یہ معتبر شہادت نہ پیش کریں کہ ہم اپنے وطن کو بطیب خاطر عیسائی ہونے کے لئے آتے ہیں وہاں زندہ رہنے دیئے جائینگے۔ گریے شی ان کے متعلق یہ خیال تھا وہ محتسب یا اسقف تھا اور اکثر لوگوں نے اُس سے صداقتنامے لئے تھے لیکن اگر وہ بھی پکڑا جاتا تو یقیناً زندہ جلا دیا جاتا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے چار ایسے آدمیوں کا حال معلوم ہوا ہے کہ جن پر محکمۂ احتساب و محنہ نے رحم کر کے صرف خفیہ طور پر تعذیب دینی دے کر چھوڑ دیا ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

مولدہ ہے بعض مقامات ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے خفیہ طور پر ایسا نظام قایم کر رکھا تھا کہ وہ اپنے آباو اجداد کے دین (اسلام) پر قایم تھے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی ۱۷۲۷ء میں بمقام غرناطہ پکڑا گیا۔ اُس کی بہت جایداد تھی وہ سب ضبط کر لی گئی چونکہ اس سے محکمہ احتساب و محنہ کو بہت فایدہ ہوا تھا اس لئے اس مقدمہ کے مخبر کو ۳۰۰ ڈوکیٹ سالانہ کی پنشن دی گئی جو اُس کے خاندان میں چلی آتی تھی ۱۷۶۹ء میں اُس کی لڑکیوں نے کچھ رقم بطور انعام کرسمس مانگا تو وہ ریال اُن کو عطا فرمائے گئے۔ غالباً ان ہی لوگوں میں سے وہ غرناطی عورت (موسومہ ایناڈولا کاسٹی کو) بھی تھی جو جیان چلی گئی تھی اور جس کو ۲۴ مارچ ۱۷۳۱ء کو بجرم اسلام بمقام قرطبہ زندہ جلا دینے والی عدالت نے ضبطی جایداد اور قید دوام کی سزا دی تھی۔ اس سے کسی قدر مشابہ معاملہ وہ تھا جس کی اطلاع ۱۷۶۹ء میں محکمہ احتساب و محنہ نے کارلوس سوم کو دی تھی کہ قرطاجنہ میں اب تک ایک مسجد ہے کہ جس کو [illegible] قایم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس مخبری کا کیا نتیجہ ہوا؛ لیکن اگر اس اطلاع پر مقدمہ قایم ہوا ہو یا مجرموں کو سزا ملی ہو تو وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ آخری معاملہ تھا کہ جس میں کسی مولد کو سزا دی گئی ہے۔ تمام ملک سپین کی عدالتہائے احتساب و محنہ نے جتنے مقدمات ۱۷۸۰ء سے لے کر ۱۸۲۰ء تک کہ جب یہ محکمہ ہمیشہ کے لئے توڑ دیا گیا فیصل کئے ہیں اُن کی مثالیں اب تک محفوظ ہیں۔ اس طومار میں ایک بھی مقدمہ کسی مولد کے خلاف نظر نہیں آتا۔ کہیں کہیں کوئی آدمی مذہب مسیحی سے روگرداں پکڑا جاتا تھا؛ مگر اس کو بجائے جہازوں کی مشقت کے افریقیہ کی نوآبادی میں جبراً مزدوری کرنے کے لئے بھیج دیا جاتا تھا وہاں سے لوگوں کو بھاگ جانے کا بھی موقع مل جاتا تھا [illegible] تھے اُن کی نسبت یہ قیاس کر لیا جاتا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے [illegible] اور اپنا نظام بنا لینا اب بھی جاری تھا۔ بعض وقت یہ لوگ پھر پکڑ کر محکمہ احتساب [illegible] سزا [illegible] تھے بعض وقت یہ لوگ خود اپنے آپ کو سزا پانے کے لئے پیش کر دیتے تھے۔ مقدمات [illegible] سے ۱۷۹۰ء تک پانچ مقدمات اور ۱۷۹۱ء سے ۱۸۰۰ء تک چار مقدمات ہوئے اور اس کے بعد ایک بھی نہیں ہوا۔ [illegible] ۱۷۸۰ء میں [illegible] ۱۷۹۱ء [illegible]

Marfat.com

اور دو سنہ ۱۸۰۰ء کے بعد*

سپین کے مصنفین زمانہ حال، جلاوطنی کے دردانگیز قصے اور اُس کے اثرات پر جو اپنی رائیں ظاہر کرتے ہیں وہ اُن کے رجحان طبع کے موافق ہوتی ہیں اگر مصنف آزاد خیال ہے تو اُس کی راۓ آزاد ہوتی ہے، اگر تنگ خیال ہے تو اُس کے موافق۔ ایک آزاد خیال فہمیدہ آدمی کے خیالات تو لازمی طور پر یہ ہونگے کہ (کم از کم) پانچ لاکھ نہایت محنتی اور صناعوں کا ایسے ملک سے یک لخت نکال دیتا کہ جس کی آبادی سرعت کے ساتھ کم ہوتی چلی جا رہی ہو جو روز بروز افلاس میں ڈوبا چلا جا رہا ہو اور جس پر کہ بھوت کی طرح جمود سوار ہو ایک ایسا زخم شدید ہے جس پر ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں سطحی انگور آ جائے، مگر وہ زخم ناسور ہو کر رہیگا، اور زخمی کو ضعیف کرتا اور اُس کی حرارت غریزی کو سلب کرتا ہوا چلا جائیگا۔ اب یہ امر کہ واقعی ملک کی یہ کیفیت ہوئی یا نہیں، ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب صرف واقعات پیش آمدہ ہی دے سکتے ہیں، اس کے متعلق اُن لوگوں کے درمیان میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے کہ جنہوں نے اُن تمام کاغذات اور تواریخ کا بغور مطالعہ کیا ہو کہ جو کسی راۓ قایم کرنے کا ذریعہ ہیں، اور جن کو موجودہ حالت کو بنظر تعمق دیکھنے کا موقعہ ملا ہو، لیکن بہرکیف یہ سوال مذہب اور سیاسی اصول سے اتنا باہم گرملا ہوا اور گہرا ہے کہ جتنی مختلف رائیں ظاہر کی جاتی ہیں، اُن سب کو سامنے رکھ کر غور کرنا اور اُن کا مطالعہ کرکے نتائج کا استخراج کرنا چاہیئے مگر یہ ایسی بات ہے کہ جس سے بہت ہی کم مورخین عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جس شخص کو کہ کلیسائی محبت ہے (جیسے کہ وا ای سینٹ ڈی لافیون ٹی) وہ تو اس خیال ہی کو بیہودہ سمجھینگے کہ مولدین کا جلاوطن

---

* سنہ ۱۷۲۶ء میں فلپ پنجم کے مظلم جوش دینداری میں دفعتہً ہیجان ہوا اور اُس کو یہ سخت ناگوار ہوا کہ اور ان میں جو اُسی کی سلطنت کا ایک حصہ ہے، مسلمان باقی ہیں۔ چنانچہ، ر نومبر سنہ ۱۷۲۶ء محتسب اعظم نے بلنسیہ کی عدالت کو لکھا کہ بادشاہ اس امر سے ناخوش ہے کہ مسلمان اس کی سرحد پر موجود ہیں، اُن میں سے اکثر کی کئی کئی بیویاں ہیں، اور وہ کنیزیں بھی رکھتے ہیں؛ بعض ایسے ہیں کہ جو گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلتے ہیں اور ہتھیار بھی رکھتے ہیں۔ اُن میں سے بہت کم آدمی عیسائی بنئے جاتے ہیں، اُن کا وجود ہی مذہب عیسوی اور سلطنت سپین کے لئے سخت مخدوش ہے۔ اس لئے محتسبین کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس خرابی کے انسداد کی تدابیر بتلائیں۔ چنانچہ ساحل بحر پر اس کے متعلق تحقیقات بھی ہوئی، مگر نتیجہ نہیں معلوم ہوا۔ (مصنف)

Marfat.com

کرنا سب سے بڑا سبب سپین کے زوال کا ہوا ہے' وہ کہیگا کہ بہت ممکن ہے کہ کسی سلطنت کے ڈیڑھ لاکھ آدمی کسی وبا یا خانہ جنگی میں مرجائیں تو کیا وہ سلطنت تباہ ہوجائیگی؟ اگر یہ نہیں تو وہ نہایت حقارت کے ساتھ پوچھیگا کہ پھر فلپ سوم کے خلاف اتنا شور وشغب کیوں کیا جاتا ہے؟ ایک قیانوسی خیالات کا تنگ خیال آدمی (جیسے کہ مے نین ڈیز پے لایو) صرف یہ کہہ کر چُپ ہو رہیگا کہ یہ تو ایک پرانے تاریخی قانون کا لازمی نتیجہ تھا' اگر اس معاملہ میں کسی بات کا افسوس ہونا چاہیئے تو صرف یہ کہ اس قانون پر عمل کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی گئی' بلنسیہ بہت جلد از سر نو آباد ہو گیا' آباد کاروں نے بہت جلد زراعت کا کام سیکھ لیا' آبپاشی کا قابل تعریف طریقہ آج کے دن تک ہاں محفوظ ہے' صنعت وحرفت کے زوال کو مولدین کی جلاوطنی سے منسوب کرنا غلطی ہے کیونکہ صنعت و حرفت کبھی بھی بہت زیادہ مولدین کے ہاتھ میں نہیں رہی' اصل میں زوال تو جلاوطنی سے پچاس برس بیشتر شروع ہوگیا تھا' یعنی اُس زمانہ سے کہ جب امریکہ دریافت ہوا' اور ملک سپین' قسمت آزما مسافروں کی ایک سراء بن گئی' اور اس کے بعد بھکاریوں کی جھونپڑی اور بدمعاشوں کا اکھاڑہ۔

ڈین ولا کلاڈونے' (جن کی تحقیقات سے میں مستفیض ہوا ہوں' اور میں نے اپنی اس کتاب میں اُن سے مدد لی ہے) بہت خوب فلسفیانہ بات کہی ہے کہ "اُس وقت انسانیت اور مذہب کی جنگ تھی کہ جس میں موخرالاسم کو فتح ہوئی' مولدین کے واسطے رحم کہیں رہ ہی نہیں گیا تھا' بلکہ افق سپین پر اتحاد مذہبی کی شعاعیں نمودار تھیں' وہی ملک خوش رہتا ہے جو بڑے بڑے عقاید وخیالات میں متحد ہوتا ہے' یہ کہنا تاریخ کو غلط عینک' یا بیمار آنکھوں' سے دیکھنا ہے کہ مولدین از روئے صنعت وحرفت ملک کے لئے مفید تھے' اگر ایسا ہوتا تو وہ ترفہ وتمول کو اپنے ساتھ ملک بربر میں لے جاتے جہاں اُن کو جلاوطن کیا گیا تھا" جے نر جو مولدین کی صنعت وحرفت' مشقت اور فن زراعت کا سب سے زیادہ مداح ہے' کیمپومینس کے ساتھ متفق ہے کہ مولدین کی جلاوطنی ہی ملک سپین کے زوال کا باعث ہوئی۔ ایک سرسبز وشاداب ملک گویا بنجر اور ریگستان بن گیا' قحط نے ہر جگہ اپنے ڈیرے ڈال دیئے' کہاں تو لوگ محنت کش اور کام کرنے والے تھے' اور کہاں تمام ملک انجماد اور کاہلی کا ایک تودہ ہو گیا' جن سڑکوں

Marfat.com

پر کہ مسافر سونا اچھالتے ہوئے چلے جاتے تھے اب وہاں قزاقوں کا دور دورہ ہے جن کو ویران گانوؤں میں چھپنے کو جگہ مل جاتی ہے"۔ باوجود اس کے وہ کہتا ہے کہ "سپین کی ویرانی اور تنزل کے بہت سے اسباب میں منجملہ ان کے ایک سبب جلاوطنی ہے۔ ان اسباب نے پہلے ہی خطرناک حالت ترقی کرلی تھی اس کے بعد جو ئی مولدین کی جلاوطنی اُس سے یہ اسباب ظاہر ہو گئے سب نے مل کر سپین کو تباہ کر دیا کیونکہ یہ مبغوض قوم سب سے زیادہ کاشتکار محنتی اور اجناس و اشیا پیدا کرنے والی تھی۔ یہ سب کچھ سہی مگر مولدین کو جلاوطن کرنا ایک مذہبی اور سیاسی ضرورت تھی چنانچہ آج باشندگان سپین کا سب سے بڑا درخشندہ جوہر اتحاد و اتفاق ہی ہے"۔ ماڈیسٹولا فیونٹے سپین کا آزاد خیال مورخ مولدین کی جلاوطنی کو اقتصادیات کے رو سے سب سے بڑی مصیبت بتلاتا ہے جو کسی ڈوبتی ہوئی قوم کے ذہن میں آسکتی ہے۔ اس نے سلطنت کی دولت کو وہ صدمہ پہنچایا ہے کہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس صدمہ سے سپین اس وقت تک نہیں سنبھلا ہے۔ پکا توسٹے کی تحقیقات اس زمانہ کے حالات پر ایسی گہری ہے کہ اس نے جزئیات تک پر غایر نظر ڈالی ہے؛ اس نے اس کے متعلق نہایت معقول بات کہی ہے۔ اس کی رائے میں مولدین کی جلاوطنی سب سے بڑی مصیبت تھی جو کسی ملک پر آسکتی تھی۔ فلپ سوم اور اس کے پیش رو بادشاہ اس ذمہ واری سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ ایک طرف تو انہوں نے اپنی رعایا کی مادی فواید کی نگہداشت نہیں کی جس سے محنتی مولدین تنگدست ہو جاتے، دوسری طرف ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ مولدین کے باغیانہ وغدارانہ خیالات کو روک سکتے۔ ٹیکسوں کا المضاعف ہو جانا محنت سے جی چرانا تعذیب مذہبی محکمہ احتساب و محنہ کے ظلم نے ان کو ایک کمزور اور غیر عاقبت اندیش سلطنت کا دشمن بنا دیا وہ اتنے جوش میں آئے کہ آخری علاج ناگزیر ہو گیا۔ جو مورخ یا عوام الناس میں سے کوئی جلاوطنی کی حمایت کرتے ہیں وہ سب سے بڑی غلطی یہ کرتے ہیں کہ موقت ضرورت کو دیکھتے ہیں کیونکہ اگر اس کو ملکی و سیاسی ضرورت تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ یہ افسوسناک حالت خود گورنمنٹ کے عیوب و نقائص کی پیدا کردہ تھی۔ مولدین کی محنت سے محروم ہو جانا خاص کر فن زراعت اور دیگر فنون میں اس پر نہ صرف اس قوم

(مولدین) سے نفرت بلکہ اُن کے علوم وفنون سے بھی عداوت؛ نیز اُس زمانہ کی گورنمنٹ کی ایک ناقابل معافی ناعاقبت اندیشی کہ اُس نے یہ کوشش نہیں کی کہ مولدین کی صنعتوں اور محنتوں کو زندہ رکھا جائے؛ اس پر قیامت یہ کہ مالیہ کی جو کمی اُن کے نکالے جانے سے ہوئی اُس کی تلافی ٹیکس کو بڑھانے میں سمجھی گئی۔ سپین کی تباہی کے بڑے بڑے اسباب یہی ہیں کہ جنہوں نے یک لخت اُس کا گلا آکر دبا لیا۔ یہ مصیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ جس سے زیادہ اُن اقوام کو بھی سابقہ نہیں پڑا کہ جو اپنے تنزل و ادبار سے دنیا بھر کی لگدکوب ہوگئی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ اُدھر تو یہ قیامت بپا تھی اُدھر بادشاہ، اور اُس کا دربار عید منا رہا تھا، اور اسراف پر کمر باندھے ہوئے تھا۔ وکیل مطلق بولون نے خوب کہا ہے کہ "سپین کے آدھے باشندے اس وقت کھیتوں کے خود روساگ پات پر پل رہے تھے، جن میں مویشی بھی برابر کے حصہ دار تھے؛ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مولیشیوں سے چھین چھین کر کھاتے تھے"۔

اگر بقول مسٹر نینڈ وزا پلایو کے "جلاوطنی ایک تاریخی قانون کا لازمی نتیجہ تھی" تو اُس کے یہ معنی ہیں کہ ایک غلط قانون غلط مکافات دیتا ہے۔ اگر فلپ سوم کے زمانہ میں جلاوطنی ضروری و لابدی ہوگئی تھی تو یقیناً وہ ضرورت خود پیدا کردہ تھی جو سولھویں صدی کے انتہاء جنون مذہبی اور جہالت کی اولاد تھی۔ اگر شاہان لیون اور نوابان قشتالہ و برشلونہ کے زمانہ میں مدجلین کا اُس ملک میں، ایسے وقت میں، رہنا غیر محفوظ نہ تھا کہ جب ان (بادشاہ اور نواب) کے درمیان میں لڑائی ٹھنی رہتی تھی، اور یہ آپس ہی میں لڑ کٹ مر رہے تھے؛ یا ایسے وقت میں مدجلین کا ملک میں رہنا غیر محفوظ نہیں تھا کہ جب نہایت طاقتور عرب (الموحدین اور المرابطین) سپین پر حملے کر رہے تھے؛ اگر ایسے تشویش کے زمانہ میں عیسائی اپنی اسلامی رعایا پر اعتبار کرتے تھے، اگر بحالت صلح و امن اُن کے علوم وفنون صنعت و حرفت سے نفع اُٹھاتے تھے، تو اب کہ عیسائی بادشاہوں کا درمیانی اختلاف مٹ گیا تھا، اور سپین ایک سلطنت عظیم بنا ہوا تھا، تمام ملک محروسہ میں ایک ہی مذہب رکھنے کی کیا سیاسی ضرورت داعی ہو گئی تھی؛ بیچارے مسلمان کمزور ہو کر تمام ملک میں بکھرے اور عیسائیوں سے گھرے ہوئے تھے تو اس صورت میں بالکل ظاہر ہے کہ اُن کی خیالی قوت کا جو کچھ نقشہ بادشاہ یا اُس کے ارکین کے دماغ

Marfat.com

میں تھا وہ اُن کے کذب الحواس کا نتیجہ تھا' جو غیر مسامحانہ خیالات سے پیدا ہوگیا تھا۔ یہ غیر مسامحت نتیجہ تھی کلیسا کی ہر وقت کی تعلیم کا' جس کو لوگ بغور سنتے اور اُس کا احترام کرتے تھے۔ کلیسا غیر مسامحت تعصب اور جنون مذہبی کی اُس وقت تعلیم دے رہا تھا کہ جب سپین نے سر اونچا کرنے کی قابلیت پیدا کر لی تھی۔ صدیوں سے اُس کا رشتہ مہذب دنیا سے نہ تھا' مگر اب وہ مہذب ممالک میں گنا جانے لگا تھا' اب وہ دنیا کی طاقتور سلطنتوں میں شمار ہونے لگا تھا' اور یورپ کی سیاسیات میں اُس نے دخل دینا شروع کر دیا تھا' یہی وہ وقت تھا کہ جب ارغون نے جزیرہ صقلیہ کو چارلس آف انجو سے چھینا تھا' پیڈرو' المعروف بہ بے رحم' اور ہنری آف ٹراسٹامارا کے باہمی جھگڑوں نے بڑھ کر قشتالہ کو انگلستان اور فرانس کا میدان جنگ بنا دیا تھا۔ کلیسا غیر مسامحت کی یہ تعلیم اُس وقت دے رہا تھا کہ جب "نفاق وشقاق عظیم" نے پوپ کی طاقت کو دیگر ممالک میں کمزور کر دیا تھا' اور سپین براہ راست اُس کے زیر اقتدار آ گیا تھا جب ایک دفعہ لوگوں کا رُخ غیر مسامحت کی طرف کو ہو گیا تو اہالی سپین کے حدت مزاج نے ین خود بخود اُس کو انتہا تک پہنچا دیا' اور اُس کی ایسی تکمیل کی جس کی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ جب زہمینیس کے شدید غرور نے مسلمانوں کے دل سے سپین کے انصاف اور ایمان کا اعتبار اُٹھایا تو ملک سپین ایک ایسے مہلک راستہ پر گامزن ہُوا کہ جس کی منزل مقصود ظاہر تھا کہ ایک ہی تھی۔ جب مدجلین اُس وقت وفادار رعایا رہے کہ جب سلطنت سپین پر سخت بوجھ پڑ رہا تھا' وہ تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا تھا اور اُن کے دینی بھائی اُس کی سرحد پر اُس کو تباہ کرنے کے درپے تھے' تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُس وقت وفادار نہ رہتے کہ جب وہ عیسائیوں کے نرغہ میں تھے' اور منصفانہ سلوک کے اثر سے رفتہ رفتہ مسیحیت کے اثر کو قبول کرتے چلے جا رہے تھے۔ مولدین بلاشبہ اس لئے مار آستین تھے کہ اُن کو اُس مذہب سے نفرت سکھائی گئی تھی جو زبردستی اُن کے حلقوں میں ٹھونسا جاتا تھا' اور جس کا طغراء امتیاز محکمہ احتساب و محنہ کی ناانصافی ظلم اور مصائب تھے۔ سپین کی پالیسی پر دینی رنگ غالب آ گیا تھا' ایسی صورت میں یہ امید رکھنی بالکل فضول تھی کہ مولدین کے ساتھ مہربانی کی جائیگی یا اُن سے مسامحت برتی جائیگی' یہی ایک

Marfat.com

تدبیر تھی کہ جس سے وہ امن سے رہتے اور صلاح و فلاح حاصل کرتے، اور مذہب مسیحی کی طرف بھی اُن کو کشش ہوتی، اس تدبیر پر تو عمل کیا نہیں کیا گیا، جتنی تدبیریں اور کی گئیں وہ کشیدگی ہی پیدا کرتی چلی گئیں۔ مولدین سپین کے بیرونی دشمنوں کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنتے چلے گئے، جس سے سیاست دانان ملک ہمیشہ کانپتے رہتے تھے۔ جیسے جیسے سپین کی طاقت کم ہوتی گئی اُس کے بادشاہ میں اپنے اوپر وہ اعتماد نہیں رہا جو فرڈی نینڈ اور چارلس پنجم میں تھا، اب اُن کو سواء اس کے اور کوئی تدبیر نظر نہیں آئی کہ اُس صدی کا خیر مقدم وہ بے ایمانی اور غلط کاری سے کریں اور مولدین کو ملک سے خارج کر دیں۔ اُن کے نزدیک ایک عضو اتنا ماوف ہو چکا تھا کہ اُس کے اچھا ہونے کی کوئی امید نہیں رہ گئی تھی، اس لئے مریض کی جان بچانے کے لئے اُس کا کاٹ دینا نہایت ضروری سمجھا گیا، اب خواہ اس آخری علاج سے مریض لنگڑا، لولا، اپاہج اور عیب دار ہی کیوں نہ ہو جائے۔ تاریخ عالم شاید ایسے مکافات کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی جو اتنی مکمل، اور ایسی تباہی انگیز ہو جیسی کہ زیمینیس کے جنون مذہبی کے تقلید میں سپین میں قایم کی گئی ہے ۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ زخم بہت ہی شدید تھا، لیکن وہ بہت جلد مندمل ہو جاتا، بشرطیکہ سپین میں وہ قوت حیات موجود ہوتی جو اور سلطنتوں میں تھی، کہ اس سے بھی بڑے بڑے صدموں کو سہہ کر اپنی زندگی کو قایم رکھ گئیں۔ مصنفین سپین کی کچھ رسم سی ہو گئی ہے کہ اپنے ملک کے مزمن مرض کو تشخیص کرنے لگتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اُس پر جو فالج گرا اُس کا سبب بیرونی دشمنوں کی لڑائی اور ملک امریکہ کی آبادی کے لئے اس ملک سے آدمیوں کا بھیجا جانا ہے، مگر یہ خیال محض منطقی دھوکا ہے۔ جرمنی تیس برس تک ایک جنگ میں مصروف رہا، جس سے اُس پر اس سے زیادہ تباہی آئی جتنی کہ سپین کو اپنی لڑائیوں میں پیش آئی تھی۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اُس کے نشانات ایک مدت تک جرمنی میں نمایاں رہے، مگر آخر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ نشانات بالکل مٹ گئے۔ لوئی چہاردہم اور نپولین کی لڑائیوں نے فرانس کو اُس سے زیادہ تھکا دیا تھا کہ جتنا چارلس پنجم اور فلپ دوم کی لڑائیوں سے سپین تھکا تھا، مگر فرانس میں وہ حرارت غریزی باقی تھی کہ جس کی

Marfat.com

وجہ سے وہ اقوام عالم میں پھر ویسا ہی سرفراز و سربلند ہوگیا جیساکہ ہمیشہ سے تھا۔ انگلستان، باوجود اس کے کہ چھوٹا سا ملک ہے، اور اُس کی آبادی سپین کی تہائی سے زیادہ نہیں ہے اُس نے ایک طرف شمالی امریکہ کو اپنے ہی ملک کے آدمیوں سے آباد کیا، تو دوسری طرف آسٹریلیا کو، باوجود اس کے اُس کی آبادی بڑھتی رہی اور بیرون ملک میں بھی وہ قوت و شوکت کو قایم رکھتا رہا۔ جس ملک میں کہ عملی و ذہنی زندگی ہو اور اس کے ساتھ ہی معقول صنعت و حرفت ہو جہاں زراعت اور دیگر فنون ہوں، اُن کے آدمیوں کو وطن ہی میں اتنا کام مل جاتا ہے کہ تمام رعایا اس میں مصروف ہو جاتی ہے، ملک کے لیئے دولت پیدا کرتی ہے، اور اُس قوم میں وہ طاقت بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے نقصان کی بہت جلد تلافی کر لیتی ہے، اور جنگ کا جو بوجھ اُس پر پڑ جاتا ہے اُس کو دیکھتے ہی دیکھتے اپنے کندھوں سے اُتار پھینکتی ہے، اپنی نو آبادیوں میں جو آدمی قوم بھیجتی ہے وہ وہ ہوتے ہیں جو اپنے ملک کی ضروریات سے بچے ہوئے ہوتے ہیں، اور آبادی کے بڑھ جانے کی وجہ سے اُس کو دوسرے ملک میں بسانا ضروری ہوتا ہے۔

سپین کے زوال کا صرف یہی باعث نہ تھا کہ وہاں سے مولدین اور یہودی نکال دیئے گئے: یہ نقصان تو ایسا تھا کہ جس کی تلافی بہت جلد ہو سکتی تھی۔ اصل خرابی تو یہ تھی کہ مولدین اور یہودیوں کا وجود اقتصاداً ملک سپین کے لئے ناگزیر تھا، اور یہ دونوں قومیں اُس کی بیش بہا رعایا تھیں، اور ان ہی کی دست مزد سے باقی رعایا و ملک کو روٹی ملتی تھی: ان ہی کو عیسائیوں نے نکال باہر کیا۔ سپین کو جو اس غرور کی تعلیم ملی تھی کہ پرانے عیسائیوں کو کام کرنا سخت عیب ہے اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اوباش لوگ فاقہ کشی کو اس پر ترجیح دیتے تھے کہ دیانت داری سے کچھ کمائیں؛ اُن میں یہ کاہلی پیدا کردی گئی کہ محنت مزدوری سے بھیک مانگ کھانا یا قزاقی کرنا ہزار درجہ بہتر ہے؛ اُن میں یہ مذہبی یونانی پیدا کردی گئی کہ ملک میں صرف ایک ہی مذہب رہنا چاہیئے خواہ اس سے اپنا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے؛ اُن میں وہ دینی جذبات پیدا کر دیئے گئے کہ جن کی وجہ سے ہزاروں آدمیوں نے اپنی زندگی تجرد میں گزار دی؛ اُن کے مالیہ کی قابل رحم حالت اس طرح کردی گئی کہ بعض چیز

کے خرچ کرنے والوں کی وہ رعایتیں کی گئیں کہ اُس چیز کی پیداوار کی جڑوں میں کلہاڑی مار دی گئی۔
اُن میں وہ دینی حدت پیدا کر دی گئی کہ جس نے قوائے عقلی و ذہنی کو پھونک کر رکھ دیا؛ ان سب باتوں
نے مل کر وہ گھاؤ کسی طرح نہ بھرنے دیا جو یہودیوں اور مسلمانوں کے نکالنے اور اس باعث سے
پیداوار میں کمی آنے سے ملک سپین کو لگا تھا۔

یہ صحیح ہے کہ یہ کوشش کی گئی کہ اُن کی جگہ غیر ملکوں سے آدمی بلا کر رکھے جائیں؛ چنانچہ
کچھ تاجر اور کاریگر بلائے بھی گئے۔ ان میں سے بہت سے آدمیوں نے شہر میں کام شروع کیا اور
متمولین کی حماقتوں کو پورا کرتے اور اُن کو عیش و عشرت کے سامان مہیا کرتے رہے۔ مگر یہ لوگ ہر جگہ
تھے کہ دولت جمع کر کے چلتے بنے حقیقت یہ ہے کہ ایسے ملک میں کام کے آدمی رہ بھی کیونکر سکتے
ہیں کہ جہاں وہ محنت مزدوری کرنے کی وجہ سے ذلیل سمجھے جائیں اور جہاں محکمہ احتساب و محنہ اُن کے
کردار، گفتار، رفتار پر دن رات نگرانی کرے؛ کوئی نامناسب لفظ اُن کی زبان سے نکلا یا کسی مذہبی
رسم کے ادا کرنے میں اُن سے غفلت ہوئی کہ شامت آئی جس مذہبی دیوانگی نے یہودیوں اور مور لوگوں
کو ملک سے نکلوایا وہ قہر آہی کی طرح اُن پر مسلط رہی اُن کی قوت حیات کو اس نے مار دیا اور اس کی
تلافی ناممکن ہو گئی۔ سپین ہی ایک ایسا ملک تھا کہ جہاں کلیسا کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ وہ رعایا
ملک کی زندگی اور بلند نظری کو جس سانچے میں چاہتا ڈھال دیتا؛ اس کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ
لیا کہ بربادی اور تباہی ہوا ملک کو اپاہج کر کے بٹھا دیا۔ سولھویں صدی بے شمار امیدوں کو اپنے ساتھ
لے کر آئی تھی مگر بواعث متذکرہ بالا گویا سپین کے لئے ایک سرنگ تھے کہ اس صدی کے آتے
ہی اڑ گئی۔ یورپ کے اور ممالک میں باوجودیکہ لڑائیاں ہو رہی تھیں اور انقلابات کا زور تھا تاہم وہ
ترقی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے چلے جاتے تھے مگر ایک ملک سپین تھا کہ اسی مذہبی
کے جنون میں اپنا سب کچھ کھو رہا تھا؛ اور روز بروز افلاس اور مصیبت میں ڈوبا چلا جا رہا تھا۔ یہ ملک
محکمہ احتساب و محنہ کے پادریوں اور راہبوں کے لئے بلاشبہ جنت تھا؛ یہاں قوائے عقلی و ذہنی کو پیسا
جا رہا تھا؛ یہاں بیرونی دنیا کے راستوں کی حفاظت کی جاتی تھی کہ کسی طرح وہاں کی ہوا بھی نہ آنے پائے

Marfat.com

یہاں ہر ایک سوراخ بند کیا جا رہا تھا کہ تہذیب و تمدن کی روشنی بھی نہ آ سکے یہاں ہر ممکن کوشش کی جاتی تھی کہ کسی طرح مادی ترقی نہ ہونے پائے۔ نئی دنیا (امریکہ) کی دولت لازوال اُس قوم کے ہاتھ میں دی جاتی تھی کہ جس کی قدرتی قابلیت کسی سے کم نہ تھی، مگر سب بیکار، اس سرزمین کے ذریعہ ویسے ہی عظیم الشان تھے جیسے کہ مسلمانوں کے زمانہ میں کہ انہوں نے اپنی عقل و ہنر سے اسی ملک کو یورپ بھر میں سب سے زیادہ مرفہ الحال بنا دیا تھا، مگر سب لاحاصل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ازابیلا دی کیتھولک اور کارڈنیل زیمینیس کی خدمات ملکی بہت ہی قابل قدر تھیں، لیکن آخر میں جو عیوب پیدا ہو گئے انہوں نے ان دونوں کی پیدا کردہ خوبیوں کو محو کر دیا، کیونکہ ان ہی دونوں (ازابیلا اور زیمینیس) نے قوم کو یہ سکھلایا کہ سب سے بڑی چیز جس کو حاصل کرنا چاہئے وہ اتحاد مذہبی ہے، اس کے پیچھے ملک سپین اس طرح دوڑا کہ مادی ترفہ اور عقلی و ذہنی ترقی کو بالکل پائمال کر دیا۔

كُلٌّ إِلَى الرَّحْمٰنِ مُنْقَلِبٌ

بينا نرى القوم في محلتهم
إذ قيل بادوا وقيل قد ذهبوا

Marfat.com

ضمیمہ

ذیل میں محمد بن محمد بن داؤد (رحمہ اللہ) کے اس قصیدہ کا ترجمہ ہے جو انہوں نے ۱۵۶۸ء میں قبل از بغاوت غرناطہ نظم کیا تھا۔ صاحب قصیدہ (رحمہ اللہ) باغیوں کے سرغنہ قرار پائے اور قتل کئے گئے[1]

ہم اپنی اس نظم کو خداء رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتے ہیں جو تمام اقوام کا بادشاہ اور تمام افعال و اعمال کی سزا و جزا دینے والا ہے ۔

وہی خدا ہے جس نے کتاب حکمت عطا فرمائی اور انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ وہی گناہوں کی سزا دیتا ہے وہی قصوروں کو معاف کرتا ہے اسی نے دنیا کو پیدا کیا اور اس کی تدبیر کرتا ہے ۔

وہی خداء واحد آسمان کا خدا ہے وہی خداء احد زمین کا خدا ہے۔ وہی ہمارا محافظ و رازق ہے اسی سے تمام چیزیں پیدا ہوئی ہیں ۔

وہی خدا ہے جس کا نہ آغاز ہے نہ انجام آسمان کے سب سے اونچے تخت کا اگر کوئی بادشاہ ہے تو وہی، مقدرات عالم اگر کسی کے ہاتھ میں ہیں تو اسی کے، ہر اشیاء اگر کسی کی تابع فرمان ہیں تو اسی کی ۔

اسی نے ہم کو صحیفہء مقدس عطا فرمائے؛ آدم (علیہ السلام) کو بنایا؛ انسان کے نجات کی تدبیر بتلائیں۔ اقوام عالم کو طاقت و قدرت وہی عطا فرماتا ہے۔ اسی نے انبیا بھیجے جن میں سے سب سے بڑے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ تمام تعریفیں اسی ایک خدا کے لئے ہیں اور تمام رحمتیں اس کے اولیا کے لئے ہیں جو شروع سے گزرے اور آخر تک ہوتے رہینگے ۔

میں تمہیں اندلس کی قسمت آخر کی دردناک کہانی سناتا ہوں۔ یہ ملک اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا اور ان تمام باتوں میں دنیا بھر میں شہرت رکھتا تھا جو کسی قوم کو عظمت دیتی ہیں ۔

---

[1] مصنف علام نے اس قصیدہ کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اور میں انگریزی سے ترجمہ کر رہا ہوں۔ اصل مجھے باوجود تلاش کے نہیں ملا اور ملتا بھی کیونکر۔ ترجمہ در ترجمہ سے وہ لطف نہیں آ سکتا نہ مصنف کے جذبات قایم رہ سکتے ہیں۔ مگر اس سے اس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے اس لئے یہ اہم چیز ہے۔ مجھے امید نہیں پڑتی کہ واقعات میں مبالغہ کیا گیا ہو۔ ترجمہ میں میں نے احتیاطاً اکثر الفاظ سے انحراف کیا ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

آج وہی ملک سب سے زیادہ ذلیل ہے اور کفار اور اُن کی بے رحم فوجوں سے ہر طرف سے گھرا ہوا ہے اور ہم جو اُسی کی اولاد ہیں آج اس حالت میں ہیں جیسے بھیڑ بکریاں ہوتی ہیں کہ ماری ماری پھرتی ہیں یا ایسے سوار ہیں جو لنجر بیمار جانور کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں ۔

روزانہ تعذیب و اذیت اُس وقت تک ہماری قسمت میں لکھی گئی ہے اور ذلیل پیشوں پر اُس وقت تک ہماری روزی منحصر رہ گئی ہے کہ جب تک موت آ کر ہمیں ہمارے مقدر کے پنجہ سے نہ چھڑا دے۔ اس وقت جو کچھ ہم پر گزر رہا ہے وہ موت سے بھی بڑھ کر ہے ۔

ان کفار نے ہم پر یہودیوں کو بطور چوکیدار کے مقرر کر رکھا ہے، یہودی بھی وہ جو نہ ایمان کو جانتے ہیں نہ حق کو پہچانتے ہیں ۔

یہ کفار ہم کو ستانے کے لئے ہر روز نئی ترکیب ایجاد کرتے ہیں ۔

ہم کو مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم اُن کے ساتھ اُن کی مسیحی ناپاک رسموں کے ساتھ عبادت کریں، منقش بتوں[1] کے سامنے سجدے کریں، یہ اُس خدائے واحد کی ہنسی اُڑاتی ہے جو نظر نہیں آتا۔ کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ اس معاملہ میں کچھ عرض معروض کرے یا ایک لفظ بھی زبان سے نکالے ۔

کون بتلا سکتا ہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار کئے گئے ہیں، حالانکہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جو خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں جس وقت گھنٹہ بجتا ہے تو ہم کو حکم ہے کہ ہم نجس ناپاک بت کے سامنے سجدے کرنے کے لئے جمع ہو جائیں گرجا میں ایک واعظ کھڑا ہوتا ہے جس کی آواز ایسی کرخت ہے جیسی ایک چیخیں مارنے والے اُلو کی ۔

یہ واعظ شراب اور سُور کے گوشت کی تعریفیں کرتا ہے اور نماز میں شراب ہی ہوتی ہے وہ ازروئے فریب مسکین بن کر کہتا ہے کہ مذہب حق یہی ہے ۔

ان سر منڈوں میں سے سب سے مقدس آدمی بھی یہ نہیں جانتا کہ حق و باطل کیا ہے۔ وہ سب لوگ بتوں کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ بے شرم ہیں اور بے حیا مجمع پھر ایک پادری ایک روٹی کا ٹکڑا لے کر قربان گاہ پر چڑھتا ہے اور سب لوگ سینہ کوبی کرتے ہیں، یہی اُن کی ناکارہ نماز ہے ۔

---

[1] ذرا اندرون کیتھولک گرجاؤں کی سیر کیجئے تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں حضرت مسیح اور حضرت مریم عذرا علیہما السلام کے بت کھڑے ہوئے ہیں اور دھڑا دھڑ پوجے جا رہے ہیں۔ سپین دنیا بھر میں سب سے غالی کیتھولک ملک ہے۔ یہاں تو ہر گرجا میں ان دونوں بتوں کے علاوہ بعض اولیا کے بت ہیں اور اُن ہی کی طرف یہ گرجا منسوب ہیں۔ ایک عجیب کافرماجرائی نظر آتی ہے۔ اس لئے محمد ابن محمد رحمہ اللہ کے اس قول کو آپ مبالغہ نہ سمجھئے۔ یہ اولیا جن سے یہ گرجا منسوب ہیں اور جن کے ہزارہا بت پجتے ہیں، کون ہیں اور کہاں سے آئے، اس کا جواب اخبار الاندلس میں ملاحظہ فرمائیے ۔ (مترجم)

ہم سب کے نام ایک فہرست میں درج ہیں اور بوڑھے اور جوان سب پکڑ بلائے جاتے ہیں۔ ہر چوتھے مہینہ ایک سرکاری افسر تمام مشتبہ لوگوں کے پاس آتا ہے۔ ہم سب کو اپنا اپنا صداقت نامہ کھلانا پڑتا ہے یا اُس کو اُس کے بدلے میں چاندی دینی پڑتی ہے۔ قلم دوات کاغذ لیے کروہ دربدر پھرتا ہے جو لوگ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں سب کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا امیر ہو یا غریب۔ جو شخص ادا نہیں کر سکتا بس خدا ہی اُس کی مدد کرے! اُس کو وہ عذاب بھگتنا پڑتا ہے جو بیان نہیں ہو سکتا۔

اُنہوں نے ایک جھوٹا مذہب بنا رکھا ہے، بیٹھے بیٹھے بتوں کو پوجا کرتے ہیں۔ سات ہفتوں کے روزے ہوتے ہیں۔ بیلوں کی طرح ہیں کہ دوپہر کو بہت ہی کھاتے ہیں۔

پادری اور اعتراف گناہ دو ہی چیزیں ہیں جن پر اُن کی بے بنیاد شرع ختم ہو جاتی ہے۔ ہم کو بھی جھوٹ موٹ اس خوف سے عیسائی بننا پڑتا ہے کہ کہیں ہم پر بے رحمی کے ساتھ سختیاں نہ کی جائیں۔

البوٹادو اور ہورزو[۱] ہماری اس طرح حجامت کرتے ہیں جیسے کوئی بھیڑ کی اُون کاٹتا ہے۔ بے رحم حکام ہیں کہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتے اور ہماری چوکیداری کرتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے۔

جو کوئی خدا تعالےٰ کا نام لیتا یا اُس کی حمد کرتا ہے اُس کو وہ تباہی کے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ نہ چھپنا کام آتا ہے نہ بھاگنا؛ کہیں چلے جاؤ اُن کے مخبر سایہ کی طرح ساتھ ہیں۔ اگر کوئی ہزار فرسنگ بھی چلا جائے تو مخبر اُس کے پیچھے پیچھے رہینگے اور اُس کو پکڑ لائینگے۔ اُس کو اپنے مکروہ اور خوفناک قید خانوں میں ڈال دیتے ہیں، ہر گھنٹہ کے بعد اُس کو نئی تعذیب کرتے ہیں اور اُس کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنا قدیمی دین چھوڑ دے۔ چنانچہ پکارے گلے کہا جاتا ہے کہ مسیح پر ایمان لاؤ۔

اب یہ غریب مصیبت کا مارا روتا ہے، بھاگتا ہے، سر ٹکراتا ہے اور کبھی کچھ سوچتا ہے اور کبھی کچھ؛ مگر ہر حالت میں مایوسی سے سابقہ ہوتا ہے۔

ہماری مثال بالکل اُس تیراک کی سی ہے جو بیچ سمندر میں طوفان سے گھر رہا ہو۔

---

[۱] یہ دونوں مولدین تھے کہ عیسائی ہو گئے تھے ان میں سے ایک تو پادری بھی ہو گیا تھا۔ ان دونوں کو مولدین سے سخت عداوت تھی۔ سینکڑوں کو ان ہی نے سزائیں لوائیں۔ ان دونوں کی وہی حالت تھی جو ۱۸۵۷ء کے غدر میں "تیرہ ٹوپی" کی، جنہوں نے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مسلمانوں کو پھانسی پر چڑھوا دیا۔ یہ تیرہ آدمی بھی مسلمان ہی تھے۔ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ جو مسلمان بدقسمتی سے عیسائی ہو جاتا ہے، وہ مسلمانوں کا بدترین دشمن ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم عیسائی ہوتا ہے تو وہ اپنی قوم کا بہت بڑا ہوا خواہ رہتا ہے۔ شاید کوئی عالم علم النفس اس کی وجہ بتلا سکے۔ (مترجم)

Marfat.com

تیرہ و تاریک دہشت ناک قید خانوں میں قید کر کے پہلے تو اُس کو سڑاتے ہیں' پھر اُس کی اس طرح تعذیب کرتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا جوڑ جوڑ الگ[51] ہو جائیگا۔ پھر اُس کو سوق[52] الحطابین کے میدان میں لے جاتے ہیں۔ یہاں ایک سولی گڑی ہوتی ہے اور یہ روز قیامت کا میدان معلوم ہوتا ہے کہ جہاں سزائیں ہی ملتی ہیں ۔

جس کو وہ چھوڑ دیتے ہیں اُس کو وہ زرد لباس پہننے پر مجبور کرتے ہیں[53]۔ اور باقیوں کو آگ میں ڈال کر اپنے منقش بتوں پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں ۔

یوں ہمارے چار طرف آگ جل رہی ہے اور ہم بیچ میں بیٹھے ہیں۔ جو غلط کاریاں ہم سے پہلے ہو چکی ہیں اُن کی گٹھڑیاں باندھ کر ہمارے سر پر رکھ دی جاتی ہیں' اور اُن کو بڑھا بڑھا کر دکھلایا جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم یکشنبہ اور دیگر تیوہاروں کا احترام کرتے ہیں' پھر بھی وہ اپنے احکام کا ایسا بوجھ ہم پر ڈالتے ہیں کہ ہماری کمریں دوہری ہوئی جاتی ہیں ۔

جمعہ اور سنیچر کے دن ہم روزے بھی رکھتے ہیں' پھر بھی ہمیں امن نصیب نہیں ہوتا۔ اُن میں سے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا ظالم یہ سمجھتا ہے کہ وہ قانون بنا سکتا ہے' اور ہر شخص نیا ظلم ہمارے لئے ایجاد کر ہی لیتا ہے' اور پھر ایک تیز تلوار لے کر ہمارے سر ہو جاتا ہے ۔

ابھی نوروز کو اُنھوں نے ایک نیا قانون ایجاد کیا' اور باب[54] البنوت کے میدان میں اس کا اعلان کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوتے ہوئے لوگوں کو اُنھوں نے جگا اُٹھایا' اور ہمارے تمام مکانوں کے دروازے کھول کر پھینک دیئے ۔

ہمارے آبا و اجداد کے قدیمی مراسم ممنوع قرار دے دیئے گئے؛ چنانچہ نہ ہم اپنے طرز کا لباس پہن

---

۵۱ محکمۂ احتساب و محنہ جس طرح اپنے ملزمین کی تعذیب کرتا تھا اُس کا صحیح حال دنیا کو نہیں معلوم ہوا' نہ ہو سکتا ہے۔ کہیں کہیں سے کسی طرح کچھ معلوم ہو جاتا ہے تو اُس کے خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس محکمہ کی یہ تعذیب معلوم ہے کہ ملزم کو ایک تختہ پر چت لٹا دیا جاتا تھا' پھر اُس کے ہاتھ پیر باندھ کر شکنجہ میں اس طرح کھینچا جاتا تھا کہ اُس کا بند بند الگ ہو جاتا تھا ۔ (مترجم)

۵۲ غرناطہ کا ایک بازار تھا کہ وہاں لکڑیاں بکتی تھیں۔ اس بازار کے درمیان میں ایک چوک تھا۔ ملزمین کو اکثر یہیں زندہ جلایا جاتا تھا ۔ (مترجم)

۵۳ اس لباس کا حال آپ پہلے پڑھ چکے ہیں ۔ (مترجم)

۵۴ البیسن کا ایک دروازہ تھا۔ یہاں بھی ایک بڑا میدان تھا ۔ (مترجم)

Marfat.com

سکتے ہیں، نہ تمام کر سکتے ہیں ۔

ہمیں یہودیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے، وہ بھی ہم کو خوب ہی لوٹتے ہیں۔ اوّل تو پادری ہی ہمارے پاس کچھ نہیں چھوڑتے، اس پر یہ ظالم تو ہمارا خون ہی پی جاتے ہیں ۔

ہماری بالکل اُس فاختہ کی سی کیفیت ہے جو گِدھ کے پنجوں میں ہوتی ہے کہ وہ اُس کو نوچے کھاتا ہے ۔

انسان کی مدد سے تو ہم بالکل مایوس ہیں، اب ہم خدا ہی کی امداد چاہتے ہیں کہ وہ بطفیل انبیا (علیہم السلام) کے ہماری فریادرسی کرے۔ ہم کو اُن وعدوں کا اعتقاد ہے جو ہمارے بزرگ زمانۂ قدیم سے لکھتے چلے آ رہے ہیں ۔

ہمارے حکمائے نے ہم کو یہ بتلایا ہے کہ ہم خدا ہی پر بھروسہ کریں اُسی سے دعائیں مانگیں اور اُسی کے لئے روزے رکھیں ۔

اگرچہ کسی پر ایسی مصیبت پڑی ہو کہ وہ باوجود جوان ہونے کے وہ بڈھا معلوم ہونے لگے مگر آخر وہ اپنا رحم اور فضل کریگا ۔

مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ مگر جو مصایب ہم پر پڑ رہے ہیں اُن کو تفصیل وار بیان کرنے کے لئے ہماری تمام عمر بھی مکتفی نہیں ہو سکتی۔ حضرات! آپ میری اس کمزوری کو نظر انداز کر دیجئے کہ میں ان تمام مصایب کو نہ اُٹھا سکا اور چیخ ہی پڑا ۔

جو حضرات اس کج مج نظم کو پڑھیں اُن سے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور میں یہ دُعا کریں کہ میرا خاتمہ بخیر ہو جائے اور مجھے جنت نصیب ہو ۔

آمین ثم آمین۔

خدا تعالےٰ نہ صرف قایل کو، بلکہ اُن تمام مولدین کو جنہوں نے اُس کی راہ میں ناقابل برداشت تکالیف اُٹھائی ہیں، جنہوں نے اپنے مصایب میں بھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن مبارک نہیں چھوڑا اور جنہوں نے باوجود کفار کی تعذیب کے کلمہ محمدی علی صاحبہا التحیتہ والسلام پر جان دی ہے، اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اپنی مغفرت سے سرفراز کرے۔ آمین ۔

اس کتاب کے ناظرین سے بھی میں اسی دعا کا امیدوار ہوں ۔ (مترجم)

خاتمہ

سرگذشت بلاکستان آپ نے سن لی۔ اگر اس کے بعد آپ کے پاس ان مسلمانوں کے مصایب پر دو آنسو بہانے کو نہیں ہیں تو کاش دو کلمے دعاء مغفرت ہی آپ کی زبان سے نکل آئیں +

میری آخری تمنا یہ ہے کہ آپ اس کتاب کو محض فسانہ اور ڈراما کے نگاہ سے نہ دیکھئے؛ بلکہ اس سے وہ فایدہ اُٹھائیے جو زندہ رہنے والی اقوام تاریخ سے اُٹھاتی ہیں کاش یہ ٹریجڈی خواب گراں سے آپ کی آنکھ کھول دے؛ کاش آپ کو یہ خیال آجائے کہ آپ نے غیرت و حمیت نہیں کھوئی بلکہ سب کچھ کھویا؛ کاش آپ کو یہ یاد آجائے کہ قرآن مجید میں یہ کہا گیا ہے کہ

فی القصاص حیاۃ یا اولوا الالباب

Marfat.com